سراج منیر

از

فقیر سید قطب الدین

([illegible] حیدرآباد دکن)



سِراجِ مُنیر

یعنی

بشارات و فضائل بندگی میاں سیّد خوندمیر رضؓ

مُرتبہ

رہنمائے طالبین، عارفِ ذاتِ رب العالمین حضرت پیر و مرشد سیّد قطب الدین صاحب

(خوندمیری پالن پوری)

مترجم و شارح

چہفدہ شریف، عقیدۂ شریفہ، مؤلفۂ عرس نامہ، حدود دائرۂ مہدویہ، رہنمائے زائرین گجرات وغیرہ

جو حسب فرمایش

جناب مولوی سید نور محمد صاحب اکیلوی، منتظم پولیسِ اضلاعِ سرکارِ عالی و دیگر حضرات

بغرض افادۂ گروہ مہدویہ

باھتمام

خاکسار محمد اسحاق مُدرّس

مطبع حمایتِ دکن واقع بازار عیسیٰ میاں حیدرآباد دکن میں چھپی

۱۳۵۲ھ

۱۹۳۳ء

قیمت (عہ) دو روپیہ

محصول ڈاک

الاحد

هوالمجیب

رباعی

خواہم کہ ہمیشہ در ہوائے تو زیم
خاکی شوم و بزیر پائے تو زیم
مقصود من بندہ ز کونین توئی
از بہر تو میرم و برائے تو زیم

إنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ (ع)

ترجمہ: [illegible]

آرزومند و محتاجِ نظرِ توجّہ **حضرت صدیق ولایت** رضی

مسکین و حزین قطب الدین

قطعہ

حسن عقیدتِ فقیر قطب الدین بزبانِ حضرت منوّرؒ (از ریاض مصدقین)

ہر چند منورؔ میں سگِ سوختہ پا ہوں | لیکن شہ خنمیرؒ کے کوچہ کا گدا ہوں
کلمہ پڑھوں تیرا جو پیمبر ہوں۔ کہے تو | سجدہ کروں تجکو جو کہے تو میں خدا ہوں

ھو الغفور

صحت نامہ سراجِ منیر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٨	فٹ نوٹ ٣	اِقْتَرَبَ السَّاعۃ	اِقْتَرَبَتِ السَّاعۃ	٧٤	٢١	شائیہ	شائبہ
١٠	١	تفوق	تفوّق	٧٥	٨	منھم الخاصین	منھم المُخلصین
١٥	٩	مجذوب۵	مجذوب۱	٧٦	٨	الخنزیز	الخنزیر
١٧	٤	بیا سید برادرم سید خوندمیر	بیا سید برادرم سید خوندمیرؓ ١٢	٧٩	٢٣	یا ابو بکر	یا ابا بکر
١٨	١	البواصلین	الواصلین	٨٤	١٠	جنۃ نعیم	جنّت النعیم
١٨	١٦	اِنَّ اللّٰہِ	اِنَّ لِلّٰہِ	٨٤	١٨	مقام راہستیند	مقام راہستید
٣٤	٦	لَوتُوَہَبَ	لَوتُوَزَنْ	٨٥	١٨	گمست زود	بگسست زود
٣٠	١٣	سید خودمیر	سید خوندمیر	٩٧	٨	حمیدہ او ردل	حمیدہ اور دل
٣٥	١٩	زیتونہٖ	زیتونۃٍ	١٠٠	٨	ثانیُ اثنین	ثانی اثنین ف ١٢
٣٥	٢١	لاشرقیہٖ	لاشرقیۃٍ	١٠٣	٣	اَسئلُ اللّٰہِ	اَسئلُ اللّٰہِ
٣٥	٢١	اَیْنُمَا	اَیْنَمَا	١٠٥	٥	یھدی اَلَیہ	یھدی اِلَیہ
٣٨	٧	حضرت علیہ السلام	حضرت مہدی علیہ السلام	"	١٥	بنیش	بینش
٣٥	١٩	عِطَائک	غِطَائک	١١٢	١	مرتبہ پکتائی	مرتبہ یکتائی
٥٥	٨	درمیان سید خوندمیر	درمیان سید محمود خوندمیر	١١٦	فٹ نوٹ	کھڑے رہنا گیا	کھڑے رہنا گویا
٥٧	فٹ نوٹ ٤	ٹھیر	ڈھیر	١٢١	٥	شما گرید	شما بگیرید
٥٨	١٤	شام نظام	شاہ نظام	١٢١	١٠	سیدین جی	سیدن جی
٦٣	٢	جیونٹی	جیونٹی	١٢٣	١٣	اللھم توتی	اللھم مالک الملک توتی
٦٩	٢٠	غیرَ الذی	غیرَ الذی	١٢٥	١٦	سوسر تصدیق کرنے	سوسر تصدق کرنے
٧٠	٢٠	جنّتِ النعیم	جنّتُ النعیم	١٢٩	١٥	مُبَشِّرا	مُبَشِّرًا

۱۳۰	۱۵	فیض ولاویت	فیض ولایت	۲۲۰	۱۴	تاک دنیا	تارک دنیا
۱۴۶	فٹ نوٹ ۱۲	پیشس دوکساں	پیشس کساں	۲۲۸	۶	تاکان دنیا	تارکان دنیا
۱۵۵	۱۰	توتی المُلکَ	توتی المُلکُ	۲۲۹	۶	کھاریل	گھڑیال
۱۶۶	۲۲	معنی کلمہ... ضامن ہوں میں	معنی کلمہ... ضامن	۲۳۵	۱۷	رہتے تھے	رہے
			ہوں میں نہ معلوم	"	۱۸	الطلیم	العظیم
۱۶۸	۱۳	شے	آہ حرف صحیح	۲۳۶	۱۲	یدُ اللہ فوقَ	یدُ اللہِ فوقَ
۱۷۰	۳	الکبیرُ	الکبیرُ	۲۳۷	۱۵	وَلَوْلا	وَلٰکن لا
"	۱۷	ہوتی ہے	ہوتی تھی	۲۴۱	۱۵	کرشمہ	کرشمہ
۱۸۷	۸	صحابہ کے غرض	صحابہ کے عرض	۲۴۲	۳	ویحیٰی	ویحیی
۱۸۸	۳	بندۂ خدا... انتقال کے وقت	مومن کو چار وقت	۲۴۳	۵	اپنی زبان	آپ کی زبان
			عطائے ربانی ہوتا ہے	۲۴۵	۲۳	پرا ا	پرانا
			(۱) فقر و فاقہ کے ایام	"	"	راسیے	رانیے
			میں (۲) اخراج (۳)	۲۴۷	۱	ہمیں ہے	ہمیا ہے
			رحمت کے وقت (۴)	"	فٹ نوٹ ۲	اور حضرت	اور بعد میں حضرت
			ساعت نزاع میں	۲۵۳	۱۲	صفت ما یالا	صفت ما بالا
۱۹۱	۲۵	جو دسوہیل	بود و سوہیل	۲۶۰	۲	کیچر یہ نالے	کیچڑ بہ نالے
۱۹۵	۸	قادر	قادر	۲۶۸	فٹ نوٹ	خنظیرہ	حظیرہ
۲۰۴	۲۳	تو	لکھا ہے کہ				
۲۰۹	۲	پ	پٹ	نوٹ صفحہ ۲۵		توحید بی اے بی ٹی	توفیق مرحوم
۲۰۹	۵	نمایند	نمانید				
۲۱۰	۱۱	بجاروئے	بجالائے				
۲۱۳	۳	خصائص	خصائص				
۲۲۵	۱۱	ہرسلماں	ہر مسلماناں				

هو المعطی



ہزار ہزار حمد و شکر ہے اُس خدائے بشیر و نذیر کی جناب میں جس نے اپنے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو اپنی کتاب پاک میں کئی کئی بشارتوں سے مُبشَّر و ممتاز فرمایا

اور درود لا محدود حضرت خاتم النبی علیہ السلام پر جنہوں نے اپنے فرزند ارجمند حضرت **سید محمد مہدی موعود**، عبد اللہ، امر اللہ، مراد اللہ، خلیفۃ اللہ، خلیفۂ رسول اللہ، داعی الی اللہ، تابع تامِ محمد رسول اللہ، مبیّنِ کلام اللہ، وارثِ نبی اللہ، نظیرِ محمد مصطفیٰ، خاتمِ ولایتِ مقیدۂ محمدیہ، امام الاولیا، پیشوائے اتقیا، معصوم عن الخطا کی شان میں بہت سی بشارتیں بیان فرما کر اپنی اُمتِ مرحومہ کو حضرت کی بعثت سے پہلے ہی آشنا کر دیا۔

اور درود و سلام حضرتِ خلیفۃ اللہ پر جنہوں نے اپنے خلیفۂ خاص **بندگی میاں سید خوندمیر** سید الشہدا صدیقِ ولایت، حاملِ بارِ امانت رضی اللہ عنہ کی نسبت اعلیٰ اعلیٰ بشارتیں اس کثرت سے مبذول فرمائیں کہ اُن کی صحیح تعداد بشارت دینے والا ہی جانتا ہے یا جس کو بشارتیں دی گئیں (ملاحظہ ہو بشارت نمبر ۸۸)

غلام اِس قلمی ہدیہ کو **حضرت شاہ خوندمیرؓ** کی خدمتِ اقدس میں بہت ہی ادب اور عقیدت کے ساتھ نذر کرتا ہے جن کے سر نذر شدہ پر (۱) بارگاہِ خداوندی سے، (۲) دربارِ نبوئی سے، اور (۳) حضورِ ولایتمآبؑ سے لاقیمت بشارتوں کا تاج رکھا گیا ہے۔

گذرانیدۂ
جاروب کش آستانۂ آں عالی جناب
ذرۃ التین فقیر سید قطب الدین غفرلہٗ

مورخہ ۲۶- ذی الحجہ کی ستائیسویں رات
(لیلۃ الایمان ولیلۃ النجات) ۱۳۵۱ ہجری

شکریہ

اس کتاب کی تصنیف اور طباعت کے وقت جن جن حضرات سے مدد ملی اُن کا میں نہایت مشکور ہوں۔ زمانۂ تصنیف میں سب سے زیادہ مدد جناب سید عزیز محمد صاحب اکیلوی منتظم نظم جمعیت سرکار عالی دممالک محروسۂ نظام، سے ملی۔ انہوں نے میرے مسودوں کو غور سے دیکھا اور اگرچہ کہ بعض باتیں عمدہ اور مفید تھیں اور زیادہ تر تعلیمات سے تعلق رکھتی تھیں لیکن انہوں نے موضوع کتاب کے لحاظ سے غیر ضروری سمجھا اور اس نہج کو بدل دیا اور اچھا بدلا۔ اور حضرت غازی میاں صاحب قبلہ اکیلوی نے بھی آپ کے ساتھ اتفاق کیا۔ اسی طرح جناب فقیر سید یعقوب صاحب اکیلوی اور ہمارے مرشد زادے جناب سید نور محمد صاحب سب انسپکٹر پولیس جو کتاب کا نصف سے زیادہ حصہ دیکھنے میں شریک منتظم صاحب تھے وہ بھی منتظم صاحب کے ہم آہنگ ہو گئے۔ انہوں نے بعض پیرے گراف کاٹ دئے بعض کو اور ہی لباس پہنایا۔ اور بعض تحریرات کو دوسرے ہی سانچے میں ڈھالنے کی رائے دی۔ اور سید خوند میر صاحب متین نے فرمایا کہ اصلی مسودوں کی صاف نقل کرا کے گھر میں رہنے دیں۔ یہ تحریر اپنی آیندہ نسلوں کے لئے مفید ہو گی۔

اس موقع پر جناب سید عطاء اللہ صاحب بی۔ اے پالن پوری کو نہیں بھول سکتا جنہوں نے ایک نظر میرے مسودوں کو دیکھا اور بعض مقامات میں تقدیم و تاخیر کر کے ترتیب بدل دی اور اچھی بدلی۔ جس سے میں خوش ہوا۔

پالن پور سے بار دیگر حیدر آباد آنے کے بعد کتاب میں بہت سا اضافہ ہوا اور بہت سی نوٹیں بڑھ گئیں۔ افسوس کہ اس نئی تحریر کے دیکھنے کا کسی کو موقع نہ ملا۔

جن جن حضرات نے اس کتاب کی طباعت میں مالی امداد کی اُن کے اسمائے گرامی یہ ہیں:۔

(۲۰۰) روپیہ۔ جناب سید نور محمد عرف بڑے میاں صاحب اکیلوی بن مرشدنا حضرت سیدن جی میاں صاحب مرحوم۔

(۵۰) روپیہ جناب محمد برہان صاحب بن محمد وزیر صاحب مرحوم جو اس خاندان کے مرید ہیں۔

(۲۵) روپیہ نورچشم سید نور محمد و سید محمود اکیلوی عرف چھابو جی سیدن جی۔ برادر زادگان حضرت

فقیر غازی میاں صاحب قبلہ۔

(۳۰) روپیہ عزیزی فقیر محمد میاں اکیلوی بن مرشدی حضرت سید یعقوب صاحب مرحوم۔

(۲۵) روپیہ۔ جناب سید خوندمیر صاحب متین ابن حضرت فقیر قاسم صاحب میاں صاحبؒ ابن میاں سید علی غازیؒ۔

(۲۵) روپیہ۔ جناب حاجی محمد علی خاں صاحب جالوری جنہوں نے احسن السیر اور سفر نامۂ فرح مبارک چھپوا کر شایع کئے۔

(۳۰) روپیہ پالن پور کی بیبیاں۔

(۵) روپیہ۔ برادرزادہ عثمان میاں۔ کپاؤ "ٹڈر" اینڈ ڈوپچ ریپے رَر۔

(۵) روپیہ۔ برادرزادہ سید دلاور عرف دلّو میاں۔

(۵۰) روپیہ۔ برادرم لیسین میاں صاحب کے پاس سے عاریتاً منگوائے گئے۔

ٹائٹل پیج و جلد سازی وغیرہ منجانب جناب محمد اسحاق صاحب مدرس بن جناب محمد محمود صاحب۔

---

۵۴۴ جملہ

حضرات ذیل کا نام نامی میرے لوحِ دل پر ہمیشہ ہمیشہ کندہ رہے گا جنہوں نے بشارات بندگی میاں کی خدمت میں خاص حصہ لیا:۔

۱۔ جناب سید خوندمیر صاحب متین مالی امداد (۲۵ روپیہ) کے علاوہ کاغذ موڑنے اور کاٹنے میں روزانہ چار چار پانچ پانچ گھنٹے وقف کر دئے تھے۔

۲۔ جناب محمد اسحاق صاحب مدرس جنہوں نے ٹائٹل پیج اور جلد سازی کا صرفہ اٹھانے کے علاوہ کوپی اور پروف لانے لیجانے اور حساب کتاب رکھنے کا ذمہ اپنے سر لے لیا تھا۔

۳۔ جناب محمد منور خاں صاحب جمعدار نظم جمعیت سرکار عالی۔ شروع شروع میں کوپی اور پروف دیکھنے میں اور بی۔ اے کا سال اخیر امتحان قریب آجانے پر صرف پروف دیکھنے میں۔

۴۔ جناب سید موسی صاحب اکیلوی منصبدار۔ نصف ثانی کتابت کی قرأت سماعت میں۔

اور اخیر میں جناب سید جلال صاحب خوش نویس نئے دائرے والے کا نام بھی اس شکریہ کے اوراق پر درخشاں رہے گا۔ جنہوں نے لایق کاپی نویس جناب محمد برہان صاحب حبیب پیدا کر کے اور چھپائی کا انتظام بھی کر دیا۔ جس کی وجہ سے ہر طرح

کی سہولت رہی۔

پہلے یہ کتاب جناب سید عطاء اللہ صاحب پالن پوری کے ذریعہ خلافت پریس بمبئی میں چھپ رہی تھی اور سینکڑے روپے کی کتابت اور طباعت بھی ہو چکی تھی۔ لیکن مشیئت ایسی ہی واقع ہوئی کہ سودیشی تحریکات کی وجہ سے بمبئی میں بدامنی بہت ہی پھیل جانے اور اطمینان کے ساتھ زندگی بسر کرنے کے لائق نہ رہنے کی وجہ سے سید عطاء اللہ صاحب کو اُن کی ماں نے نوکری چھوڑا کر پالن پور بلالیا اور میں بھی اُن دنوں دمہ کے عارضہ میں مبتلا تھا۔ ان نوپید مخالف اسباب نے تمام کتابت اور چھپائی بیکار کردی۔ پالن پور سے حیدرآباد آکر ۲۱ سطری سطر کے بجائے ۲۳ سطری کردیا گیا اور خط بھی باریک رکھا تاکہ بمبئی کے نقصان کی تلافی ہو جائے۔ فعال لمایرید۔

ع ہرچہ خدا خواست ہماں می شود

ع۔ "ہرچہ از دوست میرسد نیکوست"

نوٹ۔ جن حضرات نے اس کتاب کی طباعت میں مالی امداد کی ہے ان کا خاص مقصود یہی ہے کہ اسکی فروخت کے روپیہ سے بشاراتِ حضرت خلیفۃؑ گروہؓ اور اگر خدا کو منظور ہے تو بشارات حضرت خاتم المرشدؓ بھی اس سلسلہ میں چھپ جائیں، جن کے مسودات تیار ہیں۔ اور گروہ مقدس کی اور بھی کتابیں چھپتی رہیں۔

وھو المستعان وعلیہ التکلان

خادم قوم

خوب میاں غفرلہٗ

بشارت نمبر (۳۰) یا ایها النبی انا ارسلناک شاهدا ومبشرا ونذیرا وداعیا الی الله باذنه وسراجا منیرا (پ ۲۲) در شان شما است

(انتخاب المولید بابا)

[سلسلۂ بشارات کا پہلا نمبر]

سِراج مُنیر

یعنی

بشارات وفضائل بندگی میاں سید خوندمیرؓ میں کیا ہے؟

ناظرین باتمکین اس کتاب کے مطالعہ سے اول ہی نظر میں معلوم کر لینگے کہ اس میں ۱۳۶ بشارتیں ہیں۔ جن میں۔

۷ بشارتیں بارگاہِ خداوندی سے دی گئی ہیں۔ ملاحظہ ہو بشارات نمبر ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔

۲۰ آیتیں قرآنِ پاک کی آپ کی شان میں وارد ہیں۔ ملاحظہ ہو بشارت نمبر ۲۳۔ ۲۶۔ ۲۹۔ ۴۰۔ ۴۵۔ ۷۸۔ ۸۰۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۶۔ ۹۴۔ ۱۰۱۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۳۰۔ ۱۳۲

۴ حدیثوں سے آپ مُبشَّر ہیں۔ ملاحظہ ہو بشارت نمبر ۷۹۔ ۱۰۷۔ ۱۲۸۔ ۱۳۶۔

۱۰۵ بشارتیں سیدنا مہدی علیہ السلام کی زبان مبارک سے آپ کو عطا ہوئی ہیں۔ ملاحظہ ہو بشارت نمبر ۱ تا ۱۷، ۲۲ تا ۲۵۔ ۲۷ تا ۳۸۔ ۴۱ تا ۴۴۔ ۴۶ تا ۷۷۔ ۸۱۔ ۸۵۔ ۸۷ تا ۱۰۰۔ ۱۰۲ تا ۱۰۶۔ ۱۰۸ تا ۱۲۲۔

کل ۱۳۶

پھر ان بشارتوں میں زیادہ تر بشارتیں دیدارِ خدا اور شہادت مخصوصہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ چند بشارتیں سیدین صدیقین یعنی بندگی میراں سید محمود اور بندگی میاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہما کی شان میں مشترک ہیں بعض بشارتیں ثانی امیر بندگی میاں سید خوندمیر کے اخلاق و علو مرتبت پر روشنی فگن ہیں۔ چند بشارتیں بندگی میاںؓ کے سلسلۂ عالیہ میں فیض مہدی قیامت تک جاری رہنے کی نسبت آئی ہیں اور کئی بشارتیں روح رسول اللہؐ اور روح مہدی علیہ السلام سے آپ کو معلوم ہوئی ہیں۔ یوں ۱۳۶ بشارتیں جو مختلف مقام اور مختلف اوقات میں دی گئی ہیں آپ کی اعلیٰ زندگی کے مختلف واقعات۔ مختلف حالات اور مختلف شانوں کو نہایت واضح طور سے بتا رہی ہیں کہ ثانیِ امیر بندگی میاں سید خوندمیر سید الشہدا، صدیق ولایت، حاملِ بارِ امانتؓ کی مقدس

کا ہر ہر پہلو کیا ہی بڑی شان رکھتا ہے! یہ سب کی سب بشارتیں ایسے صاف اور صریح الفاظ میں دی گئی ہیں کہ ہر شخص اپنی اپنی استعداد اور قابلیت کے موافق سمجھ لے سکتا ہے۔ مصنف نے ان بشارتوں کی جو توضیح و تشریح کی ہے وہ بھی محض اُس کی سمجھ اور اُس کے خیالات کا اظہار ہے۔

اس کتاب میں ۵۸ فٹ نوٹ درج ہیں۔ ان نوٹوں میں بعض نوٹیں اُس زمانہ کا جغرافیہ بتاتی ہیں، بعض نوٹیں مقدس مقامات کی نسبت وارد ہیں۔ بعض نوٹیں عام تاریخ پر روشنی فگن ہیں اور اکثر نوٹیں مذہبی واقعات سے تعلق رکھتی ہیں۔ یوں نوٹیں بھی مختلف مضامین کی حیثیت سے پنج رنگی گلدستہ بن گئی ہیں اور جب کہ اس گلدستہ کو بشارتوں کے زیرِ قدم (نوٹ) رہنے کا شرف حاصل ہے تو وہ بھی بشارتوں کی عطر بیزی سے معطر ہو گیا ہے۔

اس کتاب میں ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ ۶۳ بشارتوں کی توضیح و تشریح کرتے وقت مندرجہ ذیل تعداد میں (باستثنائے بشارات) احکام و اقوال آگئے ہیں:-

۱- ۵۱ آیتیں ملاحظہ ہو صفحہ ۱۹-۲۴-۳۱-۳۴-۳۵-۳۶-۳۹-۴۴-۷۵-۷۶-۸۸-
۱۰۵-۱۰۶-۱۰۷-۱۰۸-۱۳۲-۱۳۶-۱۳۷-۱۴۸-۱۵۵-۱۶۰-۱۶۹-۱۷۴-۱۷۸-۱۹۰
۲۲۴-۲۲۵-۲۲۶-۲۳۵-۲۳۶-۲۳۷-۲۴۰-۲۴۱-۲۴۷-۲۵۱-۲۵۲-۲۵۶-۲۶۳-۲۷۵-۲۸۰

۲- ۳۰ حدیثیں ملاحظہ ہو صفحہ ۱۷-۱۸-۳۰-۳۳-۳۵-۷۴-۷۸-۷۹-۸۸-۱۰۱-۱۰۲
۱۰۴-۱۱۱-۱۲۱-۱۲۶-۱۵۳-۱۵۷-۱۶۸-۱۸۲-۲۰۱-

۳- ۱۱- فرمانِ پروردگار ملاحظہ ہو صفحہ ۳۱-۳۳-۱۱۳-۱۱۶-۱۱۷-۱۱۸-۱۳۸-۱۴۲-۲۱۰-۲۷۹-

۴- ۱۲- عشق کے بارے میں فرمانِ مہدی ملاحظہ ہو صفحہ ۱۰-۱۱-۱۲-۱۳-۸۷-۸۸

۵- ۱۵- فیض مہدی کے بارے میں فرمانِ مہدی ملاحظہ ہو صفحہ ۱۳۹-۱۴۰-۱۴۱-۱۴۲-۱۴۳-۱۵۶-
۱۸۲-۱۸۷-۲۹۸-

۶- ۵۰- طریقِ وصول، دیدار، اور ولایت کی نسبت فرمانِ مہدی ملاحظہ ہو صفحہ ۲۱-۳۴-۳۵-۳۶-۴۶
۶۵-۷۱-۷۲-۷۳-۷۴-۸۸-۹۰-۹۱-۱۰۹-۱۱۰-۱۲۱-۱۳۱-۱۴۵-۱۵۲-۱۶۲-
۱۶۵-۱۶۶-۱۶۸-۱۶۹-۱۷۰-

۷- ۵۰- عام فرامینِ مہدی ملاحظہ ہو صفحہ ۳۱-۳۲-۳۳-۳۵-۴۰-۵۱-۵۲-۵۳-۶۵-۷۵-۷۶-

۷۷-۷۹-۸۰-۸۹-۹۱-۱۰۲-۱۰۳-۱۰۵-۱۰۸-۱۰۹-۱۱۰-۱۱۴-۱۱۷-۱۱۸-۱۱۹-۱۲۱-
۱۵۹-۱۶۶-۱۹۴-۲۱۹-۲۲۵-۲۳۴-۲۳۷-۲۶۸-

۸- ۱۸- وہ بشارتیں جو صحابہؓ کی شان میں ضمناً آگئی ہیں ملاحظہ ہو صفحہ ۱۵- ۲۹- ۴۵- ۵۵- ۵۸- ۸۹- ۱۸۳-
۱۹۷- ۲۰۱- ۲۰۲- ۲۳۶-

۹- ۶- اشعار جو سیدنا مہدی علیہ السلام کی زبان مبارک سے سنے گئے.. ملاحظہ ہو صفحہ ۲۷- ۳۴- ۶۸- ۱۴۰-
۱۶۹- ۲۴۳-

۱۰- ۸۴- اقوالِ بندگی میاں سید خوندمیرؓ ملاحظہ ہو صفحہ ۲۱- ۲۳- ۴۶- ۵۳- ۵۵- ۶۰- ۶۹- ۷۰- ۷۳-
۷۷- ۹۴- ۹۵- ۹۷- ۱۰۳- ۱۰۵- ۱۱۴- ۱۲۱- ۱۲۶- ۱۲۹- ۱۴۳- ۱۴۵- ۱۴۶- ۱۴۷- ۱۴۸-
۱۴۹- ۱۵۱- ۱۵۲- ۱۵۸- ۱۶۱- ۱۷۸- ۱۸۱- ۱۸۳- ۱۹۱- ۲۱۸- ۲۲۱- ۲۲۲- ۲۲۴-
۲۲۷- ۲۲۸- ۲۳۱- ۲۳۲- ۲۳۴- ۲۳۷- ۲۳۹- ۲۴۴- ۲۵۲- ۲۵۴- ۲۵۶- ۲۵۷- ۲۵۹-
۲۶۰- ۲۶۴- ۲۶۶- ۲۷۶- ۲۹۲- ۳۰۰- ۳۰۱- ۳۰۵-

۱۱- ۳۸- اقوالِ دیگر صحابہؓ وغیرہ ملاحظہ ہو صفحہ ۳۴- ۳۶- ۳۷- ۴۹- ۵۵- ۵۸- ۵۹- ۶۰- ۷۵- ۷۶- ۷۷-
۸۱- ۸۲- ۸۹- ۹۱- ۹۲- ۱۱۵- ۱۱۹- ۱۲۶- ۱۳۷- ۱۴۲- ۱۸۴- ۱۸۸- ۲۶۵- ۲۶۷- ۲۷۹-
۲۸۰- ۳۰۱- ۳۱۳- ۳۱۴-

---

۳۶۵ جملہ

نوٹ :- اگر مضمون کے لحاظ سے کوئی آیت یا حدیث یا فرمانِ مہدیؑ یا اقوال صحابہؓ ایک سے زیادہ مرتبہ آگئے ہیں تو صرف ایک ہی مرتبہ ان کا شمار کیا گیا ہے۔

یوں اس کتاب میں درج شدہ

۱ جملہ بشارتیں
۲ آیات قرآن کریم
۳ احادیث نبویؐ
۴ فرامینِ مہدیؑ - اور
۵ اقوالِ صحابہ

جن کے مقابل کی پہلی سطریں جلی قلم سے علامتیں بھی لکھ دی گئی ہیں اگر قارئین کرام ان پانچ اصولی باتوں کو نظر توجہ سے ملاحظہ فرمائیں اور مصنف کی تحریر پڑھنے کا موقع نہ ملے تو بھی حضرت صدیق ولایت کی شانِ اعلیٰ و ارفع سے بخوبی واقف ہو سکتے ہیں اور

یہی مقصود ہے اس کتاب کی اشاعت سے

اور اگر پوری کتاب بالاستیعاب پڑھ لی جائے تو معلوم ہوگا کہ ضمنی طور پر (۱) مذہب مہدویہ کی بہت ساری خوبیاں (۲) بہت سی خصوصیتیں (۳) تعلیمات مہدی (۴) روزانہ روشِ صحابہؓ (۵) تابعینؒ کا طریق زندگی (۶) بزرگان پیشین کا مذہبی جوش (۷) سخت سخت مخالفتوں اور مصیبتوں میں بھی استقامت فی الدین کے بہترین نمونے اس کتاب کے اوراق پر درخشاں ہیں۔

یہ ہیں اس کتاب کے خاص خاص مضامین و مطالب

سیدین رضی اللہ عنہما کو فرح مبارک پہنچنے کے بعد چھ مہینے سیدنا مہدی علیہ السلام کی صحبتِ بابرکت رہی۔ بالخصوص چار مہینے مخصوص تعلیمات سے بہرہ اندوز کئے گئے جس کی نسبت حضرت صدیقِ ولایت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

حضرت میراں علیہ السلام بندے کے حجرے میں کم و بیش سو سو مرتبہ تشریف لائے اور ہر مرتبہ یہی فرماتے کہ

"آج تمہارے حق میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہوا ہے"۔

پھر رات بھر راز و نیاز کی باتیں رہتیں اور ایسی ایسی عنایتیں بندے کے حال پر مبذول فرماتے کہ کچھ نہیں کرسکتا۔ وان تعدوا نعمة الله لا تحصوها یعنی "اگر خدا کی نعمتوں کا شمار کرنا چاہو تو ہرگز ہرگز شمار نہ کرسکو گے"۔ پھر نماز صبح کے لئے بندے کے حجرے سے نکلتے وقت یہ کیفیت رہتی کہ کبھی تو آپ کی چادر بندے کے جسم پر ہوتی اور کبھی بندے کی چادر آپ کے جسم مبارک پر ہوتی"۔ (ملاحظہ ہو بشارت نمبر ۸ صفحہ ۱۷۳)

معلوم نہیں ہر شب کو کتنی کتنی بشارتیں دی جاتی تھیں اُس کی صحیح تعداد مُبشِّر ہی جانتا ہے یا مُبَشَّر۔ اگر یہ سب بشارتیں حیطۂ تحریر میں آئی ہوتیں تو ہم بھی اُن کا صحیح اندازہ معلوم کرسکتے۔

ناظرین با تمکین۔ آپ بخوبی جانتے ہیں کہ میں ایک معمولی لیاقت کا آدمی ہوں۔ مجھ سے لغزشوں کا ہونا لازمی ہے۔ اسلئے گزارش ہے کہ آپ ان کو نظر انداز فرمائیں اور دوسرے پہلو پر ان بشارتوں کے مطالعہ اور ضمناً ان کی توضیح و تشریح پڑھنے سے جو روحانی مسرت حاصل ہو اُس وقت اس ناچیز کو دعائے خیر سے یاد فرمائیں۔ ۱۲ مکتس بین۔ فقیر سید قطب الدین۔

هُوَالْوَهَّابُ

فہرستِ سراجِ منیر یعنی بشارات وفضائلِ بندگی میاں سید خوندمیرؓ

پہلی فصل - ملک گجرات کی نسبت بشارتیں

ص ۷-۸ (۶ بشارتیں)

دیباچہ - ب۱ "ملک گجرات کانِ عشق است۔" ب۲ "ملک گجرات درہمہ ملکہا مانندِ جوہر در انگشتری است۔" ب۳ "جہاں انگشتری وگجرات نگین است۔" ب۴ "عشق از جیون پور برخاست، وگجرات برداشت۔" ب۵ "عشق از جیون پور برخاست، وبرگجرات بارید، ودر فرح مدفون شد۔" ب۶ "ایں مردِ گجراتی ایں بندہ را حیران ساخت۔" ص ۸۔

دوسری فصل ٹپن شریف کی نسبت بشارتیں۔

ص ۹-۱۳ (۳ بشارتیں)

ب۷ "ازیں جا بوے عشق می آید۔" ب۸ "ازیں جا بوے ایمان می آید۔" ب۹ "نہر والہ معدنِ مومناں است۔" ان بشارتوں کا حضرت صدیق ولایتؓ کی ذات سے منسوب ہونے کی وجہ (ب۱) ملک گجرات کانِ عشق است۔ عشق کی تعریف اور اُس کے متعلق تمثیلات سیدنا مہدیؑ کی زبان مبارک سے۔ ص ۱۳

تیسری فصل پٹن شریف میں ذات بندگی میاںؓ کی نسبت بشارتیں

ص ۱۳-۲۸ (۱۶ بشارتیں)

پٹن شریف پر نوٹ[۱] ص ۱۳- قاضی قادن کی خانقاہ پر نوٹ[۲] ص ۱۴- بندگی ملک بخنؓ سیدنا مہدیؑ کی خدمت میں ص ۱۴- حضرت رکن الدین مجذوبؓ کی نسبت نوٹ[۳] ص ۱۵- ب۱۰ "ارے ملک برخوردار خدا ے تعالی بندہ را برا ے ادا آوردہ است" ص ۱۶ حضرت کی تشریف آوری سے بندگی میاںؓ کی عزت افزائی ب۱۱ "از وے بوے دوستی می آید۔" دوستی کی تعریف ص ۱۶ بندگی میاں سید خوندمیرؓ حضرت خاتم الاولیاؑ کی خدمت میں ص ۱۷ ب۱۲ "بیائید برادرم سید خوندمیرؓ" ص ۱۷ "برادرم" فرمانے میں کمالِ اتحاد - حضرت رسول اکرمؐ نے حضرت

ابوبکر صدیقؓ کو اخیؐ یعنی میرا بھائی فرمایا اور بہشتِ دیدار میں ایک ہی درجے میں بتایا ص ۱۷۔ بہشتِ دیدار کی تعریف ص ۱۸۔ بندگی میاںؓ مرتبۂ رویت میں شریک فی درجاتِ مہدی۔ ب ۱۳ "نیز جیو۔ ازاں سید خوندمیر ما صدیق ہستند" ص ۱۹۔ صدیق کی تعریف۔ صدیقوں میں نبی صدیق نبوتؑ اور صدیق ولایتؓ کی تخصیص ص ۲۰
ب ۱۴ "بندہ وایشاں یک مہدی حسینی سید ہستیم" ص ۲۰ نسبی اتحاد کا اظہار۔ اس اظہار سے بندگی میاںؓ کو خوشی
ب ۱۵ "ایں روشِ بیہوشی از خاندانِ ما یاں نیست ہشیار شوید" ص ۲۱۔ ہشیار کی تعریف۔ ب ۱۶
بندگی میاںؓ کی زبان سے یہ سن کر کہ "پھوٹو آنکھیں جس نے مہدی کوں دیکھا ہیں نے تو اپنے خدا کوں دیکھا"
آپ نے فرمایا "خدا ہو سو خدا کوں دیکھے" "ہر کہ خدا باشد خدا رابیند" ب ۱۷ "تا آنکہ گوشت و پوست و استخواں وموے موے خدا نہ شود خدا را نہ بیند" ص ۲۲۔ بندگی میاں کی ملا تہیمر سے اس بارے میں گفتگو (ب ۱۸) انجو دۂ لعاب، ذکرِ خفی کی تلقین، اور نظرِ مبارک سے بندگی میاںؓ میں خاص کیفیت۔ فرمانِ مہدیؑ سے مجمع عام میں اس کیفیت کا اظہار ب ۱۸ ارشادِ خداوندی کہ "اے سید خوندمیر تم نے دیکھا کہ ہم نے تمہاری ذات سے کس قدر بشری کثافت دور کی! اور کیسی پیاری صورت بنائی! اس بات کا تم پر احسان ہے۔ تم اس احسان کے شکریہ میں ہمارے لئے کیا تحفہ لائے"؟ ب ۱۹ "ہموں کوں سوہی لیوے جو راہ ہماری سر دیوے"۔ "اے سید خوندمیر ما ہمیں سر تو میخواہیم ہر کہ ذاتِ ما میخواہد از سر خود بگذرد تو اگر ذاتِ ما می خواہی سر خود را بدہ ص ۲۴۔ ب ۲۰ "اے سید خوندمیر۔ ما ایں سر تن تو امانت داشتہ ایم ہرگاہ کہ طلب نمائیم بدہید" ص ۲۴۔ ب ۲۱ "ما ذاتِ خود را بتو عنایت کردیم و درخواستہ ترا پذیرا گردانیدیم" ص ۲۵ ب ۲۲۔ "بھائی سید خوندمیر۔ شما بہ استعدادِ تمام آمدہ بودید۔ چراغدان، وفتیلہ، وروغن، موجود بود؛ اما ہمیں یک کار افروختن باقی ماندہ بود؛ اکنوں از چراغ ولایتِ محمدی روشن کردہ شد" ص ۲۵ بندگی میاںؓ کی ذاتی قابلیت جو بالقوی تھی آنِ واحد میں بالفعل کردی گئی۔ ب ۲۳ "فرمانِ خدا می شود کہ آیۂ اللہ نور السموات والارض درحق سید خوندمیر است تو بیانِ ایں آیت از زبانِ خود واضح کردہ درحقِ سید خوندمیر بکن" ص ۲۵۔ آیت کا بیان۔ بندگی میاںؓ کو عطیۂ فیضِ ولایت بلا واسطہ ص ۲۶۔ (ب ۲۴) بندگی میاںؓ کی حضورِ مہدیؑ میں رہنے کی کمال آرزو۔ سیدنا مہدیؑ کا یہ فرمان کہ ب ۲۴ "بھائی سید خوندمیر۔ الحال از رضائے بندہ شما بخانۂ خود بروید؛ بہر حال شما نزدیکِ بندہ اید" ص ۲۷۔ دوری کو نزدیکی بتانے میں کمال یکتائی و یگانگت۔ ب ۲۵ نور کے نزول پر یہ بشارت کہ "ایں خلعتِ خلافت است کہ از رب العزت یافتہ اید" ص ۲۷۔ اس کی توضیح بشارت قایم مقام سے (ب۔ب)
گذشتہ صفحوں کے متعلق حاشیہ ص ۲۸

چوتھی فصل - بڑلی میں بشارتیں - ص ۲۹-۳۶ (۱ بشارت)

(ب ۲۶) سلطانِ گجرات کی جانب سے فرمانِ اخراج ص ۲۹ - مبارز الملک کے بتانے پر سیدنا مہدیؑ کا فرمان - بندگی میاںؓ کو نظر بند کرنے کی وجہ - سیدنا مہدیؑ کی بڑلی کو تشریف آوری ص ۳۰ - عین دعویِ مہدیت کے وقت نظر قید سے نکل کر بندگی میاںؓ کی حضور مہدیؑ میں تشریف آوری - نوٹ نظر قید کا نتیجہ ص ۳۰ بڑلی میں آثارِ قدیمہ کے متعلق نوٹ ص ۳۰ ب ۲۶ "بھائی سید خوندمیر بیائید - خوش آمدید - خدائے تعالیٰ مقصودِ خود خود جی کند - ذاتِ شما سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ناصرِ ولایتِ مصطفیٰ ﷺ است - محمد مصطفیٰ ﷺ برائے نصرت ولایت خود ناصر خواستہ بود وَاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا - مراد ازیں ذاتِ شما ست" ص ۳۱ - دعوی مہدیت کے لئے ارشاد خداوندی - دعوی مؤکدہ کا اظہار پُرجوش الفاظ میں ص ۳۱ - بندگی میاںؓ اور جمیع صحابہؓ کا اقبال - ناصر کی تعریف اور اس کی باطنی شان ص ۳۳ ناصرِ ولایتِ مصطفیٰ ﷺ کا مخصوص کام طالبانِ حق کو حدوث سے نکال کر دیدارِ خدا سے مشرف کرنا جو کہ زندگی کا مقصودِ اصلی ہے ص ۳۴ -

پانچویں فصل - نصرپور میں بشارتیں - ص ۳۷-۴۴ (۲ بشارتیں)

(ب ۲۷) سیدنا مہدیؑ کی نصرپور تشریف آوری - بعض صحابہؓ اور حضرت صدیق ولایتؓ کو گجرات بھیجنے کے لئے ارشاد ص ۳۷ جالور اور والیانِ ریاست پر نوٹ ص ۳۷ - بندگی میاں شاہ نظام عالمؓ پر نوٹ - باڑی والوں کے باغ پر نوٹ ص ۳۸ - بندگی میاںؓ کو یہ بشارت کہ ب ۲۷ "در رفتنِ شما چیزے مقصودِ خدائے تعالیٰ است بروید" ب ۲۸ "بہ بفرمانِ خدا می فرستد - خدائے تعالیٰ برائے زیادت کردن و روشن ساختنِ دین خود خود خواہد آورد" ص ۳۸ - بندگی میاںؓ کی پٹن کو روانگی اور باڑی والوں کے باغ میں قیام - سلطان محمود بیگڑہ پر نوٹ ص ۳۹ - بندگی میراں سید محمودؓ بحیثیتِ ملازمت چانپانیر تشریف میں - چانپانیر پر نوٹ ص ۴۱ حضرت صدیق ولایتؓ کو آپ کی تشریف آوری کا انتظار - بندگی میراں سید محمودؓ کی چانپانیر سے روانگی اور رادھن پور میں قیام - بندگی میاں شاہ نعمتؓ جماعت کثیر کے ساتھ رادھن پور میں - حضرت صدیق ولایتؓ کی بھی جماعت کثیر کے ساتھ رادھن پور تشریف آوری اور حضرت ثانی مہدیؓ کی خدمت میں کُل مال و اسباب لِلّٰہ نذر - ص ۴۲ - کرامت - سیدین اور حضرت مقراض بدعتؓ کی رحمۃ اللّٰہی قافلہ کے ساتھ فرح مبارک کو روانگی - تمام سفر میں حضرت ثانی مہدیؓ کی بیحد خدمت اور ہر طرح کی آرام رسانی ص ۴۳ - بندگی میاںؓ کو بشارت نمبر ۲۷-۲۸ میں پانچ مخصوص بشارتیں، اور ان کی صراحت - ص ۴۳ -

چھٹی فصل۔ فرح مبارک میں بشارتیں ص ۴۴-۲۹ (۱۶ بشارتیں)

سیدین رضی اللہ عنہما کو ۱۳ مشترک بشارتیں۔

(۲۹ب) سیدنا مہدیؑ کو سیدینؓ کے آنے کی بیحد خوشی۔ اُمّ المومنین بی بی بونؓ جیؓ کے استفسار کرنے پر فرمایا ب۲۹
"آں بندگانِ خدا کہ از گجرات می آیند درمیانِ ایشاں دو کس چناں ہستند کہ دو نسبت ایشاں بسیار مہدی خواہند
شد"۔ یہ دو شخص "بھائی سید محمود و بھائی سید خوندمیرؓ" ہیں۔ ص ۴۵۔ بندگی میاں سید خوندمیرؓ کے بیحد آرام رسانی کے
اظہار پر سیدنا مہدیؑ کی یہ بشارت کہ ب۳۰ "بھائی سید محمود۔ دریں چہ عجب است کہ ایشاں برادرِ حقیقی شماند" ص ۴۶
ب۳۱ و بندگی میاں سید خوندمیرؓ را "پسرِ حقیقی" فرمودند۔ "برادرِ حقیقی" اور "فرزندِ حقیقی" کی شرح (۳۴ب)، باوجود
مبارز الملک کی بیحد کوشش کے حضرت صدیق ولایتؓ نے اپنے نانا کا منہ نہ دیکھنے کی کیفیت سن کر حضرت امام علیہ السلام
نے فرمایا ب۳۲ "مرد خدا ایں چنیں کس را باید گفت کہ از پس یک دیوار ماندند و ملاقات مبارز الملک برائے للہ تا
ہجدہ ماہ نہ کردند"۔ "مردِ خدا" یا "مردِ ربانی" اہل دل نہیں بلکہ اہل اللہ کا مترادف ہے۔ ص ۴۸ (۳۳ب) سیدنا مہدی
علیہ السلام کے بیانِ قرآن کا نہج بدلا ہوا دیکھ کر صحابہؓ کے استفسار کرنے پر فرمایا کہ ب۳۳ "حالانِ ایں بیان آمدہ اند
اکنوں برائے کہ داشتہ شود"۔ یہ بشارت چار یا پانچ ہزار صحابہؓ کے مجمع کثیر میں دی گئی۔ ص ۴۹۔ سیدنا مہدیؑ حافظ قرآن
وجمیع کتب آسمانی۔ اور آپ کا بیانِ قرآن بیانِ مراد اللہ۔ بیانِ قرآن کا اثر صحابہؓ پر۔ آپ کے بیانِ قرآن کے
بہترین اثر کو مخالفین نے سلطان محمود دہیگڑہ کے سامنے بُرے پیرایہ میں ظاہر کیا جس کی وجہ سے آپ کو اخراج کا حکم ہوا
بندگی میاںؓ کی زبان سے بیان مہدی کی شان حضرت ثانی مہدیؓ کے بیانِ قرآن کی شان ص ۵۳ آپ کے بیان
کا اثر مخالفین پر۔ سلطان مظفر ثانی کے حکم سے آپ قید کئے گئے۔ ص ۵۴ بندگی میاں سید خوندمیرؓ کے بیانِ قرآن کی
شان کی نسبت صحابہؓ کے اقوال۔ اٹھارہ صحابہ کی نسبت مختصر مختصر نوٹ ص ۵۶۔ کھاں بھیل میں صحابہؓ کا اجماع
بندگی میاں شاہ دلاورؓ نے چار وجوہ بیان کر کے جمیع صحابہؓ میں حضرت صدیق ولایتؓ کی افضلیت ثابت کی ص ۵۹۔
بندگی میاں شاہ نظامؓ وغیرہ صحابہؓ کی بندگی میاںؓ سے بیعتِ افضلیت ص ۵۹ موضع بیتیپ میں اجماع صحابہؓ۔
ص ۵۹ تمام صحابہؓ نے بندگی میاںؓ سے بیعتِ افضلیت کر لی۔ ص ۶۰ بندگی میاں شاہ دلاورؓ فرماتے ہیں کہ اگر کسے
در فضل گفتنِ بندگی میاں رافضی شود بندہ رافضی است"۔ حضرت مہدیؓ کے اشعار۔ ص ۶۰ (۳۴ب) رات کو بھی
اور دن کو بھی سیدینؓ کی تعلیم میں مصروفیت دیکھ کر اُمّ المومنین بی بی بونؓ جیؓ کے عرض کرنے پر حضرت امام علیہ السلام نے

فرمایا ب۳۴ ”فرمانِ خدا شد کہ اے سید محمد ایں ہر دو سیدین را تعلیم وحدانیت ما، واحدیت ما، و واحدیت ما، از ازل تا ابد
ہر چہ شدہ، و ہر چہ می شود، و ہر چہ خواہد شد، کن از ایں سبب ایں ماجرا است“ ص ۶۱۔ حضرت میراں علیہ السلام فرمودند کہ
ب۳۵ ”بروز حشر اگر بندہ را از حق تعالیٰ فرمان شود کہ اے سید محمد ما ترا مہدی موعود و خاتم ولایتِ محمدیؐ گردانیدیم۔ اکنوں
برائے ما چہ تحفہ آوردی“ ؟ میراں علیہ السلام عرض نمایند کہ ”اے باری تعالیٰ ایں دو سیداں و صالحاں را مسلمان
تام کردہ بدرگاہِ تو آوردہ ام۔ حق تعالیٰ بلطف خویش قبول نماید“ ص ۶۳۔ ”مسلمانِ تام“ ”از سر تا پا مسلمان“
کو اصطلاحِ صوفیہ میں مظہر اتم، سر تا پا ولایت، و نیز بارِ امانت کہتے ہیں یہ مرتبہ رویتِ خاص سے تعلق رکھتا ہے ب۳۶
”ایشاں ہر دو ذاتی اند“ ص ۶۳ اس سے اعلیٰ مرتبہ کوئی نہیں ہے۔ اس مرتبہ کے روینی کو سیرِ ولایت اور سیرِ نبوت
دونوں حاصل ہیں۔ ب۳۷ ”فرمان خدا می شود کہ اے سید محمد ہر دو سیداں، و ہر دو برادران، و ہر دو جوانان، و ہر دو
صالحان کہ راستا و چپائے تو اند، برگزیدۂ ما اند۔ ایشاں ہر دو را بے واسطہ فیض از حضرت ما می رسد“ ص ۶۴۔ دو
بھائیوں کو مغالطہ۔ پیغمبروں کو حضرت امامؑ کی صحبت کی آرزو۔ حضرت ثانی مہدیؓ کے رونے پر تمثیلوں سے تفہیم اور تسلی
سیدینؓ کی افضلیت کے بارے میں صحابہؓ کا نیتی پورہ میں اجماع۔ اس کی تحقیق کے لئے احمد آباد میں اُمّ المومنین بی بی
بون جیؓ سے استفسار۔ صحابہؓ کو سیدینؓ کی افضلیت کا یقین ص ۶۶ مرتبۂ بلا و اسطگی مرتبۂ ہاہوت ہے۔ جو کہ
اصالتاً حضرت خاتمینؑ کا مرتبہ ہے۔ ان سے فیضِ مہدی جاری۔ اُویسیہ طریق بھی حق ہے ص ۶۸۔ ب۳۸ ”چنانچہ
درمیانِ فرشتگان برہمہ ملائک بہتر جبرئیل و بہتر میکائیل را شرف است، ہمچناں برہمہ یاراں میراں سید محمود و میاں سید
خوندمیر را فضل و شرف است“ ص ۶۹ بھیلوٹ میں افضلیتِ سیدین کے بارے میں اجماع ص ۶۹۔ ب۳۹ فرمایا کہ
”والسابقون السابقون اولٰئک المقربون۔ فی جنّٰت النعیم۔ ثلّة من الاولین۔ قلیل
من الآخرین...... واصحٰب الیمین ما اصحٰب الیمین... ثلّة من الاولین۔ وثلّة من
الآخرین (پ۲۷) پڑھیں اور فرمایا کہ مراد از قلیل من الآخرین میراں سید محمود و میاں سید خوندمیر ہستند“ سابقون
لاہوتی ہیں۔ اس آیت کو آیۂ..... فمنہم ظالم لنفسہ۔ ومنہم مقتصد۔ ومنہم سابق
بالخیرات سے تطبیق۔ ص ۷۱ یہ لاہوت پیغمبروں کا لاہوت ہے نوٹ[۱۲] سیدینؓ کو دیدارِ ”موبمو“ اور ”وراے
موبمو“ حاصل ہے اور آپ تبعاً ہاہوتی ہیں۔ ص ۷۳۔ ب۴۰ فرماتے ہیں کہ ”ولولا فضل اللّٰہ علیکم
ورحمتہ لاتبعتم الشیطان الاقلیلا (پ۵) ترجمہ اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو یقیناً
سوا چند لوگوں کے تم دسب لوگ شیطان کی پیروی کرنے لگتے (پ۵)، فرمودند کہ مراد از الا قلیلا ذات

میراں سید محمود و میاں سید خوندمیر است"۔ شیطان اُن ہی لوگوں کو گمراہ کرتا ہے جو عرفان میں ناقص ہیں۔ رویت میں محکم اور متشابہ کی تعریف۔ سیدین کو کمال عرفان یعنی علم لدنی حاصل ہونے کی وجہ سے شیطان اُن کی ہوا میں بھی نہیں آسکتا تھا ص ۵، ۶۔ ب۴۰ فرماتے ہیں کہ "اگر میراں سید محمود و میاں سید خوندمیر چیزے ضعیفی کنند، بر ایشان حجۃ نیست۔ حجۃ بر قرآن و بر رسول و بر بندہ است نہ بر ایشاں۔ ایشاں ہم ہرگز ضعیفی نکنند" ص ۵، ۷۔ رخصت اور عزیمت کی تعریف ص ۶، ۷۔ اعلیٰ اخلاق اور ہر امر میں عزیمت پر رہنے کی نسبت صحابہؓ کا اجماع ص ۷۔ عالی ہمت اور کم ہمت کی تعریف۔ سیدینؓ کا حال اس حدیث قدسی کے موافق کنت سمعہ و بصرہ .... حضرت ثانی مہدیؓ کے متعلق یکتائی کی بشارتیں۔ سیدین شریک فی الدرجات مہدی۔ سیدینؓ کا قول و فعل بحیثیت تبعیت تام خاتمینؑ کا قول و فعل ہے۔ ص ۱۸ ب۴۱ فرمان خداوندی ہو رہا ہے کہ "اے سید محمد بداں و آگاہ باش کہ در حضرتِ ما برا بر ایشاں ہیچ کس نیست" ص ۱۸ اس بشارت سے افضلیت سیدین کا ثبوت۔ ب۴۲ ثانی مہدیؓ نے بندگی میاںؓ سے فرمایا حضرت میراں علیہ السلام نے ہم کو یہ بشارت دی ہے کہ "شما ہر دو یکے مقام را ہستید"۔ بندگی میاںؓ کے فقر اور فیض کی شان تسویت و افضلیت سیدین ص ۸۲۔ فہرست بشاراتِ مشترکہ ۱۳ عدد ص ۸۳۔ منقبت مشترکہ از قلم مہدیؑ ص ۸۵۔ ب۴۳ میاں نعمت؟ مہاجرؓ سے فرمایا "نشستن کار شما است کہ شما کاسب ہستید۔ و کار ایشاں دیگر است ایشاں را عطا است" ص ۸۷ دو قسم کے صحابہ۔ تین قسم کی عقلیں۔ فطرۃ اللہ کی معرفت رکھنے والے ہی اقرب الطریق یعنی اوپر واڑے کے راستے پر ہیں۔ اُن کی شان۔ نوٹ حضرت روشن منورؓ کو یہ عطیہ حاصل تھا ص ۸۹۔ اقرب الطریق کی تعریف ص ۹۰ ایمان کی دو قسمیں۔ بندگی میاں شیخ مصطفیٰ گجراتی کے دائرہ کے ایک فقیر کو دیدار خدا۔ میاں شیخ مصطفےٰ پر نوٹ ص ۹۲۔

ساتویں فصل۔ اخلاق و علو مرتبت۔ ص ۹۳-۱۲۳ (۱۵ بشارتیں)

(ب۴۴) حضرت صدیق ولایت مرید ہونے کی غرض سے مختلف مشایخوں کی خدمت میں ص ۹۴۔ منصب شش ہزاری مع صوبہ داری پٹن و جمیع لوازمات سے بندگی میاںؓ کا انکار۔ ص ۹۶۔ بندگی میاںؓ میں کشف و کرامات۔ اگلی بشارتوں کا اعادہ۔ ب۴۵۔ بندگی میاںؓ کی شان میں فرمایا ثانی اثنین اذ ہما فی الغار ترجمہ۔ دو میں کا دوسرا جب دونوں غار میں تھے۔ ب۴۶۔ بشارتِ "ابو بکر ثانی" ص ۱۰۰۔ ب۴۷ بعد بھائی سید خوندمیر سہ ماہ شدہ است کہ فرمان حق تعالیٰ می شود کہ آنچہ بر دلِ بندہ نزول می شود، ہماں نزول بر دل شما

می شود" ص ۱۰۰۔ ب ۴۸ "آنچہ دریں سینہ ظہور شدہ است (بندگی میاںؓ کے سینے پر اپنا پنجہ رکھ کر فرمایا) ہماں ظہور در سینۂ شما شدہ است" ایسا تین مرتبہ اپنے اور بندگی میاںؓ کے سینہ مبارک پر پنجہ رکھ رکھ کر فرمایا۔ ص ۱۰۱
ب ۴۹ "فرمان خدائے تعالیٰ می شود کہ (اشارہ بر سینہ مبارک کردہ) آنچہ دریں جا ریختہ شد (اشارہ بر سینۂ بندگی میاںؓ نمودہ) ایں جا بریخت۔ باز فرمودند کہ آنچہ دریں جا ریخت اینجا ریختہ شد۔ باز فرمودند کہ آنچہ دریں جا بریخت ایں جا ریختہ شد" ص ۱۰۱۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو بھی ایسی ہی بشارت ملی صاحب اللہ...... بندگی میاںؓ کو فیضِ نبوت اور فیضِ ولایت دونوں حاصل تھے ب ۵۰ حضرت امامؑ نے بندگی میاںؓ کو "ثانی علی" فرمایا ص ۱۰۲۔ بندگی میاںؓ دروازۂ علم ہیں ب ۵۱ "بھائی سید خوندمیر شما اسد اللہ الغالب و لایت مصطفیٰ ہستید" ص ۱۰۳ بندگی میاںؓ کی ذات میدانِ رویت میں شیرِ خدا ہے۔ بندگی میاںؓ کو درشکم حاضرین مجلس کے ایک ایک فرد پر نظر ڈال ڈال کر ان کو مرتبۂ ہاہوت کے دیدار سے آن واحد میں مشرف کر دیا ص ۱۰۴۔ کھاں کھیل۔ سدراسن اور بھیلوٹ پر نوٹ نوٹ میں کلام قدسی من طلبنی وجدنی ...... ملخص قصیدہ۔ آن کہ می داد ...... ص ۱۰۵ ب ۵۲ الٰہی محمد رسول اللہ را مصحف دادی۔ بندہ را چہ دادی ؟ فرمان شد۔ اے محمد۔ ترا بدلۂ مصحف سید خوندمیر را دادیم"
ص ۱۰۶ بے نظیر بشارت۔ قرآن کریم کی طرح آپکی ذات ہدایت مجسّم۔ آپ کی ذات میں جمیع صفاتِ حسنہ جو قرآن پاک میں مذکور ہیں ص ۱۰۷۔ ب ۵۳ معاملہ بیں ندی۔ اس کی توضیح "آرے آنچہ دیدید تحقیق است۔ دنیا مثال جوئے پر جوش می رود۔ وخلایق در طلبِ دنیا مردہ صفت ہمچوں خار و خس می روند۔ دریں جوئے کسے کہ دنیا را پُر بلا دانستہ شب و روز قصدِ بیروں شدن می کند آن را حضرت محمد مصطفیٰؐ۔ و بندہ۔ و شما دور می کنند۔ کارِ شما ہم ہمیں است زیرا کہ محمد مصطفیٰؐ۔ و بندہ۔ و شما جدا نیم۔ یکے ہستیم" ص ۱۰۸ دو قسم کے لوگ۔ نفسِ ایمان رکھنے والے اور نفسِ ایمان بھی نہ رکھنے والے۔ نفس ایمان کی تعریف۔ نوٹ۔ ذرہ برابر بھی ایمان رکھنے والے کے لئے شفاعت ص ۱۱۰ بندگی میاںؓ کو ذاتِ خاتمینؑ میں یکتائی۔ آپ کو فیضانِ نبوت و فیضانِ ولایت دونوں حاصل۔ اسی طرح سیرِ نبوت اور سیرِ ولایت بھی۔ نوٹ۔ سیدین کو سیرِ نبوت و سیرِ ولایت بلکہ جمیع کمالات میں درجہ اکمل حاصل ص ۱۱۱
ب ۵۴ "اے برادرم سید خوندمیر۔ ہر کہ دشمنِ شما است۔ آں کس دشمن ما ست۔ و ہر کہ دشمن ما ست او دشمن رسول اللہؐ است۔ و ہر کہ دشمنِ رسولِ خدا ست او دشمن خدا است" ص ۱۱۴۔ واقعۂ جنگ جلیلہ۔ صحابہؓ کی شان۔ کسی صحابہ کی بے ادبی پر تجدید نکاح۔ قولِ بندگی میاں شاہ دلاورؓ بہشت کے دروازے پر تین چیزیں ص ۱۱۵۔
ب ۵۵ "دادۂ الٰہی را شمار نیست و در عقلِ بشر امکان نیست۔ کسے داند کسے را می دہد۔ خدا می دہاند خدا می داند"

چنانچہ میاں سید خوندمیر را دادہ آں کس داند یا دلِ میاں سید خوندمیر داند۔ الحال معلوم نمی شود۔ پیشتر معلوم خواہد شد
کہ ایں چنیں دادہ است" ص ۱۱۵۔ بندگی میاںؓ کی ذات فیوضاتِ الٰہی کا سرا پا ۵۶ب "بھائی سید خوندمیر۔ در
خدائی خدا از شما کسے فاضل نیست" ص ۱۱۵ ۵۷ب "بندہ طالبِ مشتِ خاک از دستِ سید خوندمیر است" ص ۱۱۶۔
۵۸ب "اے میاں سید خوندمیر۔ بندہ بر شما باشد یا شما بر بندہ باشید" ص ۱۱۶ حضرت امامؑ کے جنازہ پر نوٹ[۱۹]۔ (ب ۵۹،
تصحیح یعنی داخلۂ جمیع ارواح حضور مہدی علیہ السلام میں۔ نوٹ[۲۰]۔ روزِ ازل سے قیامت تک کے واقعات کا اظہار
حضرت رسول کریمؐ کی زبان مبارک سے۔ بندگی میاںؓ کو بشارت کہ ۵۹ب "بھائی سید خوندمیر۔ ہر کہ نزدیک شما صحیح
است او نزدیکِ ما صحیح است۔ و ہر کہ نزدیک شما ر داست او نزد بندہ، و محمد رسول اللہؐ و خدائے تعالیٰ مردود
است" ص ۱۱۹۔ بندگی میاں شاہ دلاورؓ کا اس بارے میں معائنہ اور برسرِ مجلس اس کا اظہار بندگی میاں
شیخ مصطفیؓ کا معاملہ ص ۱۲۰۔ نوٹ[۲۱] حضرت خاتم المرشدؓ کا معاملہ آپ کو بھی یہ فرمان کہ "اے سید محمود۔ شما حسابِ
ہمہ عالم بگیرید۔ ص ۱۲۰۔ تصحیح کی مزید صراحت ص ۱۲۱۔ حضرت ثانی مہدیؓ ازل سے ابد تک کے واقعات
سے واقف ص ۱۲۲۔ حضرت خاتم المرشدؓ کے دیدار اور حکومت کی شان ص ۱۲۳۔

آٹھویں فصل۔ دیدارِ خدا۔ ص ۱۲۴-۱۹۱ (۳۲ بشارتیں)

(نب ۶۰) متن شریف میں دیدار کی نسبت جو بشارتیں دی گئیں تھیں اُن کا اعادہ اور شرح۔ فرح مبارک میں
بشارتیں۔ نب ۶۰ "شما حالِ میاں یوسف راچہ آرزو می کنید! حالِ میاں سید خوندمیر بہ بینید کہ ہفت دریا ے
الوہیت نوشیدہ است لب تر نمی شود۔ و تجلی بر تجلی می شود۔ بشرہ تغیر نمی شود۔ ص ۱۳۱۔ ۶۱ب "ہر چند کہ از
حق تعالیٰ دادہ می شود۔ بس نمی کند و طلبش کوتاہ نمی گردد" ص ۱۳۲۔ ۶۲ب "برادرم سید خوندمیر فنا فی اللہ
شدہ بہ بقا باللہ رسیدند" ص ۱۳۲۔ ۶۳ب نورِ عظیم کا آسمان سے اتر کر حضرت امامؑ کی ذات سے بندگی میاںؓ
کی ذات میں ٹھہر جانے پر فرمایا "ایں نورِ ولایت محمدیؐ است اوّلا بر من آمدہ۔ بعدہ بر شما آمد"۔ ص ۱۳۳۔ ۶۴ب
"ختم ولایت بر ذاتِ شما است" ۶۵ب "شما را فنا در ذاتِ بندہ است" ص ۱۳۳۔ ۶۶ب۔ ما و شما یک
ذات و یک وجود ہستیم۔ در میانِ ما و شما ہیچ فرقے نیست" ص ۱۳۴۔ ۶۷ب "شما را سیر در ولایت
است" ص ۱۳۴ ۶۸ب شما را در ذاتِ بندہ سیر است" ص ۱۳۵۔ ۶۹ب۔ معاملہ میں حضرت مہدی علیہ السلام
کی ہیبت اٹھانے پر آپ نے فرمایا "آرے۔ ہمچناں است چنانکہ دیدید۔ ایں بارِ ولایتِ مصطفیؐ است جز شما
کسے نیست کہ برداشتن تواند۔ ص ۱۳۶۔ شانِ مہدی پر نوٹ[۲۲] ص ۱۳۷۔ ۷۰ب "شما قایم مقام بندہ

ہستید"۔ ص ۱۳۸۔ قایم مقام کی تعریف اور اُس کے دونوں رُخ ب۴۱ فیض مہدی قیامت تک جاری رہنے کی نسبت کئی فرمان بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ان ماتا قایم قیامت قایم باشند مدد گروہ برادرم سید خوندمیرؓ۔ ص ۱۴۰۔ ب۴۲ "اگر بندہ مہدی موعود است گروہ گروہ سید خوندمیر است"۔ ص ۱۴۰۔ ب۴۳ "چنانچہ از من فیض جاریست ہمچناں از شما فیض جاری خواہد شد۔ و بسیار کساں از سبب بیان و پسخوردۂ شما بخدا خواہند رسید"۔ ص ۱۴۱۔ ب۴۴ "بندہ کے فیض کی نہر بھی بندے کے صحابہ سے بڑے زوروں سے بہ رہی ہے اس کا شور بندے کے کانوں میں آ رہا ہے۔ لیکن یہ سب نہریں بھائی سید خوندمیرؓ کے دریا سے ملینگی اور اُن کے فیض کا دریا قیامت تک جاری رہے گا"۔ ص ۱۴۱۔ ب۴۵ "وقتیکہ دین از ہر جا برخاستہ شود در شکم خونزا فاطمہ تا قیامت قایم باشد"۔ ص ۱۴۱۔ ب۴۶ "ہمہ دریاہائے فیضان مسدود خواہند شد مگر در فیضانِ این دختر تا قیامت مفتوح خواہد ماند"۔ ص ۱۴۱۔ نوٹ۔ حضرت خاتم المرشدؓ سے فیض جاریہ کے متعلق بشارتیں ص ۱۴۱۔ بندگی میاںؓ کے سلسلۂ عالیہ میں فیضِ ولایت مقیدہ اور فیض نبوۃ مقیدہ دونوں جاری رہنے کی نسبت خود بندگی میاںؓ کا فرمان۔ ص ۱۴۳۔ حسب فرمانِ حضرت مہدیؑ حضرت عیسیٰؑ کو بہرۂ ولایت کچھ دینگے اور کچھ اُن سے حاصل کرینگے۔ ص ۱۴۳۔ ب۴۷ "در پیشِ وے ہفت مہدی ہادی شوند"۔ ص ۱۴۴۔ ان سات ہادیوں کے نام۔ سید خاں پر نوٹ ص ۱۴۴۔ سات چاند کے نام۔ ص ۱۴۵۔ اِن ساتوں چاند پر علیحدہ علیحدہ نوٹ ص ۱۴۵۔ بندگی میاں ابراہیم خانؓ اختلافات کا رنگ دیکھ کر مکہ معظمہ چلے گئے۔ وہاں حضرت صدیق ولایتؓ کی ذات میں دیدارِ خدا۔ کھاں کھیل کو واپسی۔ آپ کو اولوالعزم پیغمبروں کے مقامات کی سیر۔ بندگی میاںؓ میں کمالِ فنا۔ سیر کی تفہیم۔ ص ۱۵۳۔ ب۴۸ "بینائی حق تعالیٰ بار امانت است فرما کر آیۂ قل ھٰذہٖ سبیلی ادعوا الی اللّٰہ علیٰ بصیرۃ انا ومن اتبعنی پڑھی اور بندگی میاںؓ سے مخاطب ہو کر یہی آیت پڑھ کر فرمایا کہ چنانچہ بندہ قدم بر قدم محمد مصطفیٰؐ است ہمچناں شما قدم بر قدم بندہ ہستید"۔ ص ۱۵۳۔ آپ تبعاً داعی الی رویت اللہ ہیں۔ ص ۱۵۳۔ ملاحظہ ہو ب۱۳۔ آپ نے یہ عہدۂ بینائی وصال کے وقت بندگی میاںؓ کے حوالہ کیا۔ ص ۱۵۴۔ ب۴۹ "بھائی سید خوندمیر شما ارواحنا اجسادنا و اجسادنا ارواحنا ہستید"۔ ص ۱۵۵۔ گنجوی پر نوٹ۔ مہدیؑ کے جسم کی تعریف۔ تبعاً بندگی میاںؓ کا بول و براز بھی نظر نہیں آتا تھا۔ ص ۱۵۶۔ کاہا میں ۸۳ صحابہ کے دفن ہونے اور قبریں کھود دینے پر کچھ بھی نہ نکلنے کا واقعہ نظم میں ص ۱۵۷۔ نوٹ "سیدنا مہدیؑ کا اپنے کو بندہ کہنے میں نکتہ

صحابہؓ کی میتیں چادر کی آڑ میں رکھتے ہی لامکان و بے نشان ہو جاتیں ص ۱۵۸ ۔ بندگی میاںؓ کے ساڑھے چار سو فقیروں کی بھی وہی کیفیت جو ۳۸ صحابہ کی تھی ۔ نوٹ[۲۳] ۔ حضرت خلیفۂ گروہؓ کے فقیروں کی میتیں بھی قبر میں بے پتہ ہو جاتیں ۔ ص ۱۵۸ ۔ نب ۸۰ "بھائی سید خوندمیر ۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہی شنو : کہ اِنَّا اَعطَینٰکَ الکوثر مراد از کوثر ذاتِ شماست ۔" ص ۱۵۹ ۔ خاتمینؑ کو ساقیٔ کوثر کہنے کی وجہ ۔ طریقت میں کوثر کی تعریف ص ۱۶۰ ۔ بندگی میاںؓ تبعاً ساقیٔ کوثر ہیں ۔ ب ۸۱ "آں فرزندِ ولایتِ مصطفیٰؐ سید خوندمیر است ۔" ص ۱۶۱ ۔ قرآنِ پاک میں ولایت کی تعریف ۔ لفظِ "ولایت" بندگی میاںؓ کے نام کے ساتھ آٹھ بشارتوں میں ۔ فرزند ولایت "فرزندِ حقیقی اور فرزند نور" مترادف لفظ ہیں پھر فرزندِ حقیقی کی تعریف ص ۱۶۲ ۔ ب ۸۲ سیدنا مہدیؑ نے یہ آیت پڑھی قل ای شیءٍ اکبر شہادۃ قل اللہ شہید بینی و بینکم ۔ و اوحی الی ھٰذا القرآن لانذرکم بہ و من بلغ (۶/۱۹) اور بندگی میاں سید خوندمیرؓ سے فرمایا من بلغ محمدؐ بندہ است و من بلغ بندہ شما اید ۔ یعنی بندہ بمنزلۂ محمدؐ رسیدہ است و شما بمنزلۂ بندہ رسیدہ اید ۔" ص ۱۶۳ ۔ ب ۸۳ سیدنا مہدیؑ نے آیۂ فقل اسلمت وجھی للہ و من اتبعن (۳/۲۰) پڑھی اور بندگی میاں سید خوندمیرؓ سے فرمایا مراد تابعِ تام محمدؐ در اسلام بندہ است ۔ و تابعِ تام بندہ در اسلام شمائید ۔" ص ۱۶۴ ۔ ب ۸۴ سیدنا مہدیؑ نے آیۂ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم (۴/۵۹) پڑھ کر فرمایا "بھائی سید خوندمیر مراد از رسول محمد مصطفیٰؐ ۔ و از اولی الامر مہدی ۔ و اولی الامرِ مہدی شما ہستید ۔" ص ۱۶۵ ۔ بندگی میاںؓ اولی الامرِ مہدیؑ یعنی حاکم الزماں ہیں ۔ اسم خوندمیر کی ترکیب اور معنی اولی الامر کی دوسری توجیہ خوندکار کے ہم معنی نوٹ[۲۴] ۔ بندگی میاں سید نور محمدؓ کو خاتم کارکی بشارت کس معنی میں دی گئی ؟ ب ۸۵ "بھائی سید خوندمیر مسافر ہستند ہر روز از عرشِ مجید عروج و ہبوط می کنند ۔" ص ۱۶۷ ۔ دو قسم کے مسافر ۔ اہل الحقیقۃ کی تعریف آیاتِ قرآن سے ۔ سیدنا مہدیؑ اصالۃً اور بندگی میاںؓ تبعاً مسافرِ دائمی ہیں ۔ منطق الطیر (منثور) پر نوٹ[۲۵] ص ۱۶۹ ۔ ب ۸۶ ۔ سیدنا مہدیؑ نے آیۂ ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا فمنھم ظالم لنفسہ ۔ و منھم مقتصد ۔ و منھم سابق بالخیرات باذن اللہ ۔ ذٰلک ھو الفضل الکبیر ۔ (۳۵/۳۲) پڑھی اور فرمایا "بھائی سید خوندمیر شما بہر سہ صفتِ ایں آیت موصوف ہستید ۔" ص ۱۶۹ ۔ وارثِ کتاب اللہ تین قسم کے برگزیدہ بندے گروہ مہدیؑ میں اِن تینوں برگزیدہ بندوں کی شان ۔ بندگی میاںؓ کے خصوصیت سے وارثِ کتاب اللہ

ہونے کی وجہ۔ ص ۱۷۱۔ ب۸۷ سیدنا مہدیؑ کے اسمائے مبارک کی فہرست۔ ان مبارک ناموں میں سید محمد
خدابخش کے نام سے بندگی میاںؓ کو اس طرح موسوم فرمایا کہ "چنانچہ سید محمد خدابخش۔ ہمچناں سید خوندمیر خدابخش"
ص ۱۷۳۔ خدابخش کی شان۔ ب۸۸ "امروز در حق شما چناں فرمان می شود" ص ۱۷۴۔ رات بھر راز و نیاز
کی باتیں۔ مہدیؑ کی چادر بندگی میاںؓ کے جسم پر اور بندگی میاںؓ کی چادر مہدیؑ کے جسم پر۔ کمال فنائیت اور
یکتائی علمی صورت میں۔ ص ۱۷۴ (۸۹) نقلِ گندم کاشت ص ۱۷۵۔ نوٹ ۳۱ فقہ میں نقلِ گندم کاشت
کس طرح ہے؟ ب۸۹ سیدنا مہدیؑ فرماتے ہیں "آدم صفی اللہ گندم کاشت۔ و نوح نجی اللہ آب داد و ابراہیم
خلیل اللہ کشت پاک کرد، و خاشاک را بیروں انداخت و موسیٰ کلیم اللہ درو کرد۔ و عیسیٰ روح اللہ خرمن کرد۔ و محمد
رسول اللہ آرد کرد، و نان پخت، و خود چشید، و برائے فرزند داشت، و آں فرزند مہدی است۔ و بندہ چشید،
و میاں سید خوندمیر راچشانید۔" ص ۱۷۵۔ ب۹۰ فرمانِ خدا می شود کہ اے سید خوندمیر چندیں خلعتہا و تشریفہا ترا، و
کسانے کہ امشب در دائرہ ہستند ایشاں را از حضرت ما دادیم (در آں تشریفہا یکے ایں بود کہ) "و گوشت، و
پوست، و استخوانہا، و موے موے ترا فنا بخشیدیم۔" ص ۱۷۶۔ اس فرمان میں بندگی میاںؓ کو گوشت، پوست
...... کی مخصوص بشارت۔ ب۹۱ "اے سید خوندمیر ہر کہ دریں شب در دائرۂ تو ساکن بود، مرد یا زن، خورد یا
بزرگ، عاکف یا زائر، از زوے خوشنود شدیم، و جملہ گناہانِ او بیامرزیدیم و ایمانِ قطعی عنایت نمودیم، و نجاتِ ابدی
بخشیدیم" ص ۱۷۷۔ یہاں محض دائرہ کو بشارت۔ تاریخ ۲۶ ذی الحجہ ۹۲۶ھ جمعرات یعنی ستائیسویں رات
کو بمقام کھاں بھیل یہ بشارت۔ اس رات کو گروہ مقدسہ میں لیلۃ الایمان اور لیلۃ النجات کہتے ہیں۔ اسی
رات کو بندگی میاں سید شریف الملقب بہ تشریف اللہ (من جانب اللہ) پیدا ہوئے۔ اس لئے اس
مبارک دن کو یوم التشریف کہتے ہیں۔ نوٹ ۳۲ بندگی میاں سید تشریف اللہ کی ولادت پر ماں کو دس روز
کا فاقہ۔ اور ولادت کے وقت ٹمٹماتا چراغ تک موجود نہیں تھا۔ بندگی میاںؓ کے فرمان سے سب لنے والوں کا شکر
پڑا۔ پیٹ میں درد کی وجہ۔ واقعۂ شق البطن کے بعد بندگی میاںؓ کا پیشاب پیخانہ غائب ص ۱۷۸
بندگی میاںؓ کے دائرہ کو تین تین مرتبہ دیدارِ خدا کا عطیہ۔ اس عطیہ کی شان۔ ص ۱۷۹۔ قصیدہ ص ۱۸۰
نوٹ ۳۳ فیضِ ولایت کی ۱۳ نہریں۔ بہرہ عام اور اجماع پر مستقل مضمون ص ۱۸۳۔

نویں فصل۔ شہادتِ مخصوصہ ص ۱۹۲-۲۸۶-۲ بشارتیں

ب۹۳ سیدنا مہدیؑ نے بمقام ناگور حجۃ مہدیت کا اظہار اس طرح فرمایا "فالذین ھاجروا شد۔ و اخرجوا

من دیارھم شدوا و ذوا فی سبیلی شد۔ وقتلوا وقتلوا کہ ماندہ است ماشاءاللہ خواہد شد"
ص ۱۹۴۔ علمائے فرح کا حضرت مہدیؑ کی شہادت کی نسبت خیال۔ آپ کا جواب ص ۱۹۵۔ حضرت صدیق
ولایتؓ نے بندگی میاں یوسفؓ کی معرفت "بدلۂ ذات" کا استفسار کروایا۔ سیدنا مہدیؑ کی بندگی میاںؓ کو بشارت
ب ۹۲ "بھائی سید خوندمیر آہستہ باشید۔ ایں صفتِ ذاتِ بندہ بہ شما خواہد شد۔ و شما حاملِ ایں بارِ ولایت
ہستید" ص ۱۹۶ (ب ۹۳) بندگی ملک بخنؓ کا خواب۔ بندگی میاںؓ کا معاملہ۔ بندگی میاںؓ کو بشارت کہ ب ۹۳ "بھائی
سید خوندمیر۔ آں آفتابِ ولایت است۔ بارِ ولایت بر شما خواہد آمد۔ بارِ من تمام بر سرِ شما خواہد آمد" ص ۱۹۷
ب ۹۴ "بھائی سید خوندمیر بندہ را بسیار اشتیاقِ ایں صفتِ قتلوا وقتلوا بود۔ فاما اکنوں فرمانِ حق تعالیٰ
چنیں می شود کہ بہ شما خواہد شد۔ بندہ قوی و ضعیف چہ داند فرمان چنیں است" ص ۱۹۷ ب ۹۵ "خدائے تعالیٰ
بارِ خود ناقابل را نمی دہد، و از قابل نمی گذرد۔ شما را قابلِ ایں بارِ امانت و بارِ ولایت داد" ص ۱۹۷ ب ۹۶ "امّ المومنین
بی بی بون جیؓ سے فرمایا "آرے از برائے برداشتنِ بارِ ولایتِ مصطفیؐ پایہائے بھائی سید خوندمیر استوار کردہ شدہ
اند کہ بارِ گراں بردارند" ص ۱۹۸۔ ب ۹۷ امّ المومنین بی بی ملکانؓ سے فرمایا "آنچہ دیدید تحقیق است بھائی
سید خوندمیر سردار ایں گروہ اند۔ سردارِ حضورِ بندہ است، و گروہ نزد حق تعالیٰ است۔ وقتے کہ آں صفتِ موعود
را سر انجام رسانیدن خواہد خواست، گروہ با سردار جمع کردہ کار با تمام خواہد رسانید" ص ۱۹۹۔ ب ۹۸ سیدنا
مہدیؑ کی نظر بندگی میاںؓ پر پڑی اور روتے ہوئے فرمایا "بر سرِ ایں غریب چہا چہا خواہد شد"۔ ب ۹۹ امّ المومنین
بی بی بھکھیاؓ سے فرمایا "آرے ہنوز آں گروہ پیشِ ایں بندہ ظاہر نہ شدہ است۔ خواہد آمد" ص ۲۰۰۔ بندگی میاں
شاہ دلاورؓ اور بندگی میاں خوند شیخؓ کو اس معاملہ کی خبر۔ نوٹ بندگی میاں شاہ نظام غالبؓ۔ بندگی ملک بخنؓ
اور بندگی ملک معروفؓ پر۔ ص ۲۰۱ (ت ب) بندگی میاں شاہ نظام غالبؓ۔ بندگی ملک بخنؓ۔ بندگی ملک معروفؓ
کو ان کے خواب اور معاملہ کا جواب دینے کے بعد بندگی میاںؓ کے عرض کرنے پر فرمایا ب ۱۰۰ "بھائی سید خوندمیر
بر شما بارِ ولایتِ مصطفیؐ نازل شدہ۔ و حلۂ سرخ کہ دیدید قتلوا وقتلوا است۔ از شما خواہد شد" ص ۲۰۲
(ب ۱۰۱) بارِ ولایتِ مصطفیؐ و نیز بارِ امانت یہ دونوں شہادتِ مخصوصہ اور دیدارِ خدا ان دونوں معنوں میں مستعمل
ہوئے ہیں۔ ص ۲۰۲ ب ۱۰۲ سیدنا مہدیؑ نے آیۂ انا عرضنا الامانة علی السموات والارض
والجبال فابین ان یحملنہا واشفقن منہا وحملہا الانسان (پ ۲۲) پڑھی اور فرمایا "بھائی
سید خوندمیر مراد از سموات انبیا، و الارض اولیا، و الجبال علما، فابین ان یحملنہا امر قتال

است، وحملها الانسان مرزاتِ شماست" ص ۲۰۲۔ ب۱۰۲ "اے سید محمد در ازلِ ما مقرر است کہ بر خاتم
الانبیا و بر خاتم الاولیا ہیچ کس قادر نباشد۔ و شمشیر کار نکند۔ پس چونکہ ترا خاتمِ ولایتِ محمدی کردہ ایم لہٰذا بدلۂ تو
سید خوندمیر گردانیدیم" ص ۲۰۳ ب۱۰۳ "بھائی سید خوندمیر ہر کہ انکارِ جامہ بہلہ شما کند او منکر ذات بندہ است
و ہر کہ دشمن شماست او دشمن ماست۔ و ہر کہ دشمن ماست او دشمنِ رسولِ خداست و ہر کہ دشمنِ رسول خدا است
او دشمن حق تعالیٰ است" ص ۲۰۴۔ روحانی رشتہ کے اثرات۔ ب۱۰۴ بندگی میاںؓ کے یہ معاملہ عرض کرنے
پر کہ صحابہ مخالفت پر اڑے ہوئے ہیں آپ نے فرمایا "چنانچہ دیدہ اید ہمچناں است و قتے باشد کہ با شما مخالفت و بہ
لیے دینی نسبت خواہند کرد شما مستقیم باشید۔ حق طرف شما خواہد بود۔ ایشاں رجوع خواہند کرد۔ و افسوس
خواہند خورد" ص ۲۰۶ (ب۱۰۵) سیدنا مہدیؑ کا یہ فرمان حضور مہدیؑ میں عرض کرنے پر کہ "ہر کہ نزد شما بندگی میاںؓ
صحیح است او نزد ما صحیح است و ہر کہ دشمنِ شما بندگی میاںؓ باشد آں کس دشمنِ ماست" پھر ان کے لئے کیا حکم ہے؟
فرمایا" ب۱۰۵ "آرے۔ بتحقیق، حق بطرفِ شما باشد۔ و ایشاں طالبانِ حق اند۔ و منظور و مبشر مہدی ہستند
آخر الامر بطرف شما رجوع و افسوس خواہند کرد" ص ۲۰۶ صحابہ کا اختلاف اور رجوع فرمانِ مہدی سے! اسلئے
بے قصور۔ صحابہؓ کی عظمت کی نسبت بندگی میاںؓ کا تہدیدی فرمان تحقیرانِ دائرہ کو۔ صحابہؓ کے ساتھ گستاخی کرنے
پر تجدید نکاح۔ بندگی میراں سید عبدالحی المبشرؓ بہ روشن منورؓ کی اس بارے میں بہترین تحریر ص ۲۰۸۔ ب۱۰۶
"اے میاں سید خوندمیر شما بے فکر نباشید، و سبیل بھیل نمائید، بر شما کارِ عظیم پسِ ماست، استوار باشید، و استقامت
بگیرید" ص ۲۰۹ ب۱۰۷ "چنانچہ بندہ را حکم خدا شد کہ اے سید محمد ترا مہدی موعود کردیم، دعوی بکن، و از خلق
مترس۔ الا ان القضا قد مضیٰ۔ فان صبرت، فانت ماجور۔ وان جزعت، فانی مجبور
ہمچناں بر شما خواہد شد" ص ۲۰۹۔ سیدنا مہدیؑ دعوۃ خلق الی اللہ کی وجہ سے ہزاروں مصیبتوں میں پھر بھی ہر
مصیبت میں ثابت قدم۔ اسی طرح حضرتِ صدیق ولایتؓ بھی تبعاً ہر تکلیف میں ثابت قدم۔ ص ۲۰۹ ب۱۰۸
سیدنا مہدیؑ نے بار قتال اٹھانے والوں کو پہلے ہی سے دیکھ لیا تھا۔ اس لئے فرمایا کہ "بار قتلوا و قتلوا
اُٹھانے والے وہ جانثار ہیں جن کی صورتیں پہچانتی ہیں وہ اس وقت تم میں موجود نہیں ہیں" ص ۲۱۰
(ب۱۰۹) سیدنا مہدیؑ فرمانِ خدا سے حضرت ثانی مہدیؑ کا استقبال کرکے ان کو اپنے حجرہ میں لائے۔ حضرت
صدیق ولایتؓ مع شہدا ہاتھ میں سروں کے ساتھ حضور مہدیؑ ہیں۔ ارشادِ خداوندی کہ ب۱۰۹ "اے
سید محمد۔ دانا و آگاہ باش کہ در حضرت ما برابر ایں جماعت ہیچ کساں نیستند" ص ۲۱۱ ب۱۱۰ شادی و خوشی

کنید کہ ایں بارِ ولایت را تمام انبیاءؑ و اولیاءؓ آرزو کردند، لیکن خداے تعالیٰ بہ شما عطا کرد"۔ ص ۲۱۱ ب۱۱۱ بندہ
بفرمانِ خداے تعالیٰ درخانہ رفت، و بفرمانِ خداے تعالیٰ دو شمشیر آورد، و حالا فرمانِ خداے تعالیٰ می شود کہ
"اے سید محمد۔ ہر دو شمشیر بہ کمر سید خوندمیر بدستِ خود بہ بند"۔ ص ۲۱۱ ب۱۱۲ تفویضِ بارِ امانت کرتے
وقت فرمایا "بھائی سید خوندمیر بارِ بزرگ بارِ ولایت است۔ مرد باشید۔ اگر سارکیاں پسلیاں ہوویں
تو بھاگیں اور ہاتھی کے ہاڈ ہو دیں تو گھسا جاویں (یعنی اگر فولاد کی پسلیاں ہوں تو ٹوٹ جائیں اور اگر
ہاتھی کے ہڈے ہوں تو گھس جائیں)۔ ہوشیار شوید"۔ ص ۲۱۱ ب۱۱۳ "ہشیار باشید۔ بارِ ولایت مصطفیٰ
برگردنِ شما آمدہ است (دست مبارک گردن پر رکھ کر فرمایا) سر جدا۔ و تن جدا۔ و پوست جدا خواہد شد"۔
ص ۲۱۲۔ ب۱۱۴ حجۃ مہدیت کی نسبت فرمایا کہ "فرمانِ حق تعالیٰ می شود کہ صفت جاری کہ قتلوا و قتلوا
است، بواسطۂ او در وجود آید، و آں و قایم شود، و قوۃ گیرد، بخاصۂ او باشد، و براو حجۃ مہدی ختم
گردد"۔ ص ۲۱۲۔ ب۱۱۵ "تا آنکہ ختم ذات بندہ، کہ قتلوا و قتلوا است، و جملہ خصائص وے، بر میاں
سید خوندمیر واقع نہ شود، و ظہورِ ولایتِ محمدی، کہ برذاتِ مہدی بود، و ما بقیہ حسنات آں، بر آں سید
شائستہ اتمام نیابد، حجۃ مہدی تمام نگردد"۔ ص ۲۱۳۔ ب۱۱۶ "بھائی سید خوندمیر۔ اگر بندہ مہدی موعود
است، ایں صفت بہ شما خواہد شد۔ و روزِ اول اگر برسرِ شما لشکرِ تمام عالمیان بیاید، و تنہا ذات شما باشد،
فتح بشما خواہد شد۔ و روز دوم (یعنی بروز جنگ دوم) شہادتِ شما خواہد شد۔ اگر ہمچناں شود، تا تحقیق
بدانید کہ بندہ مہدیِ موعود است۔ و آنچہ گفتہ است بفرمانِ حق تعالیٰ حکم کردہ است۔ و اگر چنیں نشود، بدانید
کہ بندہ مہدی موعود نیست۔ ہرچہ گفتیم بر گفتۂ نفسِ خود گفتیم"۔ ص ۲۱۳۔ جنگِ بدر کی فتح ثبوتِ نبوت ہیں۔ ب۱۱۷۔
"رحمتِ خدا باد، مردانگی کنید، و کمر بندی نمائید، و استوار شوید، خداے تعالیٰ یاری و مددگاری خواہد کرد، و از شما دین
خود را نصرت خواہد نمود"۔ ص ۲۱۵۔ ب۱۱۸ بندگی میاںؓ کی آنکھ میں شدت کا درد اٹھا اُس وقت اللہ تعالیٰ
سے ارشاد ہوا کہ "اے سید خوندمیر کار تو تمام شد۔ لیکن چیزے مقصود ماست از زندہ داشتن ترا۔ ص ۲۱۵ بندگی میاں
ولی جی کو خواب۔ اُس کی تعبیر۔ دین کی ظاہری تکمیل رسول خداؐ سے۔ باطنی تکمیل مہدیؑ سے ایک صفت مہدی یعنی
قتال کی تکمیل بندگی میاںؓ سے ص ۲۱۶ شہادت کے متعلق علما کے استفسار کرنے پر بندگی میاںؓ کا جواب۔ ص ۲۱۷

نوٹ۔ بندگی میراں سید یوسفؒ کے طرز بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بشارت نہیں ہے بلکہ اوپر کی بشارت کی آپنے توضیح کی ہے۔
اگر ایسا ہی ہے تو ایک بشارت کم ہو گئی۔

مہدویوں سے علما اور مشایخ کی مخالفت کے اسباب ص ۲۱۸

پندرہ سبب

ص ۲۷۷۔ اسامی شش بدریاں ص ۲۷۸۔ میدانِ حشر میں شہداے بدرِ ولایت کی عزت و شان بندگی میاں
شاہ دلاورؓ کی زبان مبارک سے ص ۲۷۹ ب ۱۲۳ بندگی میاں کے عرض کرنے پر کہ خداوندا ہمیں قاتل چاہئے۔
فرمانِ ایزدی کہ اے سید خوندمیر قاتلِ شمانی الحقیقۃ ایشم۔ ص ۲۷۹۔ عینل دوزخ میں ڈھکیلا گیا ص ۲۸۰۔
ھوالھادی۔ ھوالمضل۔ ص ۲۸۰۔ حضرت خلیفۂ گروہ کی ڈیڑھ سو بسماندوں کیساتھ سدراسن سے روانگی ص ۲۸۰ نہراد
میں ملک مانڈوں اور بی بی پیاری کی عقیدتمندانہ خدمت ص ۲۸۰ پٹن میں عین الملک کا استقبال ص ۲۸۱ پٹن میں پانچ
سروں کا پوست نکال دیا گیا۔ ص ۲۸۱ شہر چانپانیر روضہ کے احاطہ کی عمارتوں۔ اور گنج شہدا پر مفصل تاریخی
نوٹ ص ۲۸۱۔ سروں کو دیکھ کر سلطان پر ہیبت۔ مجلس سلطانی پر اثر۔ ص ۲۸۴۔ ھوالنصیر۔ ب ۱۲۳
فرمایا کہ وَاُخْرٰی تُحِبُّوْنَهَا نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِیْبٌ (پ ۲۸) ، درحق شماست۔ ص ۲۸۴۔
ب ۱۲۴ فرمایا کہ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَی الْكُفَّارِ (پ ۲۶) ، درحق شماست۔ ص ۲۸۴۔ ب ۱۲۵ فرمایا کہ
وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَیْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ
وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِیْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ اَللّٰهُ یَعْلَمُهُمْ (پ ۱۰) ، درحق شما
ست۔ ص ۲۸۵۔ ب ۱۲۶ فرمایا کہ لَعَلِمَهُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ (پ ۵) ، مراد ذاتِ شماست
ص ۲۸۵۔ ب ۱۲۷ فرمایا کہ لِیَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَیِّنَةٍ وَّیَحْیٰی مَنْ حَیَّ عَنْۢ بَیِّنَةٍ (پ ۱۰) ،
درشان شماست۔ ص ۲۸۵۔ **حدیث نبویؐ۔ ب ۱۲۸** حضرت محمد مصطفیٰؐ فرماتے ہیں کہ المھدی منی من
ولد فاطمہ یعیش خمس عام ثم یموت علی فراشہ ثم یخرج رجل من ولد فاطمہ
علی سیرۃ المھدی بقائہ عشرین سنۃ ثم یموت قتلا بالسلاح۔ ص ۲۸۶۔

دسویں فصل۔ شہادت مخصوصہ کی وقوع شہادت سے پہلے ہی عام شہرت ص ۲۸۷

اہلبیت حضرت مہدی علیہ السلام اور صحابۂ کرامؓ کو پہلے سے خبر۔ اور حضرت ثانی مہدیؓ نے تو شہدا کے سروں کو مخصوص
حالت میں ملاحظہ فرمایا ص ۲۸۸۔

بعض صحابہؓ میدانِ جنگ کے کنارے پر ص ۲۸۹۔ اور بعض صحابہؓ میدانِ جنگ میں ص ۲۹۰۔ سیدی یاقوت اور
سیدی بلال کا جنگ کے لئے جوش ص ۲۹۰۔ بندگی میاں ولی جیؓ جالور کے سونگڈھ پہاڑ سے اور میاں عثمانؓ شہر جالور سے
کھان بھیل میں معرکہ آرائی سے پہلے ہی بلوالئے گئے۔ اسی روز دساڑے کا میدان رن کھوں ڈل بن گیا۔ ص ۲۹۱۔
جالور کی رعایا پالن پور آجانے پر نوٹ ص ۲۹۱۔ علی العموم تمام گجرات میں قبل از جنگ شہرت عام۔ ص ۲۹۲ پھر اس

جنگ کا ذکر فارسی تواریخوں میں کیوں نہیں ہے؟ ص ۲۹۲ - تبرکاتِ جنگ - ص ۲۹۴

گیارہویں فصل حضرت میراں علیہ السلام کے وصال کے بعد اللہ تعالیٰ اور روحِ پاکِ حضرت مہدی علیہ السلام سے آپ کو بشارتیں ص ۲۹۷ - بشارتیں - ۸

ب ۱۲۹ فرمایا کہ "شما متوجہ ملکِ گجرات شوید تا کارے کہ نسبت بشما کردہ ایم آں جا ظہور خواہد شد" ص ۲۹۷ - جمعرات پر نوٹ ۵۵ - بندگی میاںؓ کی جماعت کثیر کے ساتھ گجرات کو روانگی - ص ۲۹۸ - سخت سخت مخالفتوں اور مصیبتوں کے مقابلے میں بھی سیدنا مہدیؑ کا بیان اور اشاعتِ مذہب گجرات میں ص ۲۹۸ - ب ۱۳۰ فرمایا کہ یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ۙ وَّدَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا (۲۲) "در شانِ شماست" - ص ۲۹۹ - بندگی میاںؓ کو گجرات بھیجنے کی غرض اولاً اشاعتِ مذہب - پھر شہادت مخصوصہ - ص ۲۹۹ (ب ۱۳۱) حضرت ثانی مہدیؓ کی جماعت کثیر کے ساتھ گجرات کو روانگی - ص ۳۰۰ - ہم میں صاحب فضل کون ہے؟ بندگی میاںؓ کو اللہ تعالیٰ سے بشارت کہ ب ۱۳۱ فَبَدَّلَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَیْرَ الَّذِیْ قِیْلَ لَهُمْ (پ ۱) اللہ تعالیٰ سے بشارت کہ ب ۱۳۲ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِیْلَ وَمِیْكٰىلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِیْنَ (پ ۱) - ص ۳۰۱ (ب ۱۳۳) بندگی میاںؓ کے فقیروں کو فقر و فاقہ کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ سے بشارت کہ ب ۱۳۳ "اے سید خوندمیر - اگر بگوئی تمام در و دیوار و زمین جبول ہمہ طلا کردہ می دہم در بابِ ایشان خرچ کن و در روز قیامت مقدار یک موئے حساب نخواہم کرد" ص ۳۰۲ (ب ۱۳۴) آپ کے دائرہ بھیلوٹ والی سے بعض مرد اور عورتیں اپنے کاسب سگوں کے گھر ملنے جانے کا سن کر بندگی میاںؓ مارے غم و غصّہ کے دائرہ سے نکل گئے - اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ ب ۱۳۴ "اے سید خوندمیر من ترا برگزیدم - و بجائے نشستن سید محمد سزاوار گردانیدم - و ترا قرآن میراث کردہ دادم - و چند حکمتہا و خلعتہا ترا اعطا کردہ دادم و معنیِ قرآن برتو کشادم - و در علمِ مرادِ من ترا الہام بخشیدم" "ایں حکمتہا بگزار - مرا با تو بسیار کار است - کجا می روی!" ص ۳۰۳ ب ۱۳۵ بارگاہِ خداوندی سے بشارت کہ "اے سید خوندمیر ہم کو تمہارے بچپنے - جوانی - اور بوڑھاپے کا ہنگام پسند آیا" ص ۳۰۴ (ب ۱۳۶) عین الملک کی طرف سے میاں قاضی شہتاج حسینی بندگی میاںؓ کے حضور میں - ص ۳۰۴ - قاضی شہتاج کے دریافت کرنے پر آپ نے فرمایا حضرت خاتم النبی اور خاتم الولی علیہما السلام کی ارواح پاک موجود ہیں اور ارشاد ہو رہا ہے کہ ب ۱۳۶ "الآن القضا فصل مضی خان

صبرت فانت ماجور۔ وان جزعت فانت مھجور استوار باشید؎ ص ۳۰۵۔

بارھویں فصل صفحہ ۳۰۸-۳۱۱

آپ کی شان میں آیتیں اور حدیثیں

من حیث المجموع ۲۰ آیتیں - ۴ حدیثیں۔

دعا۔ ص ۳۱۱ ۔ ضمیمہ ص ۳۱۲ ۔ نوٹ[۱۵] قولِ حضرت شہاب الحق رضؓ ۔ مکتوب بندگی میراں سید عبد الحی عرف روشن منور رضؓ ۔ مکتوب بندگی میراں شاہ قاسمؒ ۔ حضرت خلیفۂ گروہ رضؓ کا دوہرا بندگی میاںؒ کی شان میں۔ ص ۳۱۴ ریاض مصدقین ۳۱۵ تاریخ طبع وغیرہ ۳۱۸۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ

ترجمہ

"یہ وہ لوگ ہیں جنکو اللہ نے ہدایت دی پس تم ان کی ہدایت پر چلو" پ ۷ ع ۱۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بشاراتِ بندگی میاںؓ

مخبرِ صادق، امامِ دوجہاں، خلیفۂ رحماں، بندگی میراں سید محمد مہدی موعود علیہ افضل التحیات والتسلیم کی زبان مبارک سے بندگی میاں سید خوندمیر، سیّد الشہداء، صدّیق ولایت، حامل بارِ امانت، رضی اللہ عنہ کی شان میں فرمائی ہوئی بشارتوں کے انمول موتی جو مختلف کتابوں کے صفحوں پر بکھرے ہوئے ہیں، خاکسار نے اپنی صحت اور فرصت کے اوقات میں اُن کو بقیدِ زماں ومکاں ایک جا جمع کیا؛ اور اس امر میں خاص کوشش کی گئی کہ جہاں تک ممکن ہو بشارتوں کا موقع اور محل بھی بتا دیا جائے؛ کیونکہ محلِّ ورود ہی ایک ایسا روشن چراغ ہے جو بشارتوں کو حقیقی شان کے دیکھنے اور ان کی ماہیت سمجھنے کے لئے خاص رہنمائی کرتا ہے۔

بندگی میاں سید برہان الدینؒ نے اپنی تصنیف دفترِ اوّل و دوم میں خصوصیات وبشارات کی مجموعی تعداد سات سو کے قریب بتائی ہے۔ اِن میں بعض بشارتوں کے اجزاء الگ الگ مطلب اور مفہوم رکھنے کی وجہ سے ہر ایک جزو کو آپ نے مستقل بشارت شمار کیا۔ اگر یہ ضمنی بشارتیں اور خصوصیات جو کثرت سے وارد ہیں تعداد شمار سے مستثنیٰ کر دئے جائیں تب بھی بشارتوں کی تعداد کم و بیش ۱۰۰ سو رہ جاتی ہے۔

گروہ مقدسہ کی اور بھی لاقیمت نقلیات کے مختلف نسخوں سے بشاراتِ بندگی میاں جمع کرنے کے لئے زمانۂ دراز تک مسلسل تلاش اور تحقیق رہی۔ خدا کے فضل سے جس قدر بشارتیں جمع ہو گئیں، فصلیں قایم کر کے علی الترتیب

لکھی گئیں، اور اپنی حسب حیثیت ان پر عند الضرورت حواشی بھی اضافہ کردیے گئے جن کا یہ دلکش اور فرحت بخش عطردان بطور ہدیہ قارئینِ کرام کے سامنے ادباً پیش کیا جاتا ہے۔

جس طرح بندگی میاں سید خوند میرؓ کی مقدس زندگی کے زرین کارنامے پڑھنے سے ہر شخص کے دل میں آپ کی عظمت اور عقیدت کا فوارہ اچھلتا، اور بار بار یہی اشتیاق پیدا ہوتا ہے کہ میں بھی حضرت کے اعلیٰ اخلاق و اوصاف، اور برگزیدہ عادات و اطوار کی، اپنے حسب حوصلہ پیروی کر کے حضرت کا صدقہ خواہ بن جاؤں؛ اسی طرح بشاراتِ بندگی میاں بھی جو امام الانام سیدنا مہدی علیہ السّلام کی **زبان مبارک** سے دیے جانے کے باعث بندگی میاںؓ کی مقدس زندگی کا گلستان، مایۂ فخر و ناز، مہر دین و ایمان، اور آپ کی سوانح عمری کا بیش بہا، اور بہترین جزو لاینفک ہیں ان کے بھی پڑھنے اور سننے سے دل میں خاص اثر پیدا ہو کر فرط محبت اور جوشِ عقیدت کی ایک زبردست لہر اٹھتی، اور حضرت امام علیہ السلام کی فدائیت اور اتباع کا سبق ہمیں پڑھاتی ہے؛ بلکہ بنظر حقیقت دیکھا جائے تو یہ جوش اور یہ بشارتیں حضرت مہدی علیہ السّلام کی **عقیدت کا زینہ** اور دربارِ مہدی میں رسائی کا وسیلہ و نیز نجاتِ ابدی کا ذریعہ ہیں۔ اس بات کی خبر مخبر صادق حضرت مہدی علیہ السلام نے بھی اپنی متعدد بشارتوں میں ظاہر فرمائی ہے؛ جو ناظرین باتمکین پر اس کتاب کے مطالعہ سے ازخود روشن ہو جائے گی۔ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔

امام الانام سیدنا مہدی علیہ السلام کی زبان مبارک سے بندگی میاںؓ کی شان میں جو جو بشارتیں وارد ہیں، ان کو اگر اجمالی نظر سے دیکھا جائے، تو ان کی چار طرح پر تقسیم ہو سکتی ہے:۔

۱۔ وہ بشارتیں جو بلحاظِ وطن حضرت صدیق ولایتؓ ملک گجرات کی نسبت دی گئی ہیں۔

۲۔ وہ بشارتیں جو بنظرِ مولدِ بندگی میاںؓ پٹن شریف کی نسبت وارد ہیں۔

۳۔ وہ بشارتیں جو بندگی میراں سید محمود ثانی مہدیؓ کے ساتھ مشترک ہیں۔ اور ایک بشارت وہ ہے جو بندگی میاں سید خوند میر اور بندگی میاں شاہ عبد المجید نور نوش رضی اللہ عنہما کی شان میں مشترکاً وارد ہے۔

۴۔ وہ بشارتیں جو خاص بندگی میاںؓ کی شان میں صراحتہً وارد ہیں۔

اِن بشارتوں میں

۱۔ بعض وہ بشارتیں ہیں جو **آیاتِ قرآنی** سے دی گئی ہیں۔

۲- بعض وہ بشارتیں ہیں جو **احادیث** سے مروی ہیں۔

۳- بعض وہ بشارتیں ہیں جو **دیدار** سے متعلق ہیں۔

۴- بعض وہ بشارتیں ہیں جو **شہادت مخصوصہ** سے تعلق رکھتی ہیں۔

۵- بعض وہ بشارتیں ہیں جو آپ کے **اخلاقِ عظیمہ** اور آپ کی شانِ عالیہ پر روشنی فگن ہیں۔

۶- بعض وہ بشارتیں ہیں جو آپ کے دائرۂ معلیٰ کے **فقرا** اور خاص خاص **تابعین** سے متعلق ہیں۔

۷- بعض وہ بشارتیں ہیں جو حضرت مہدی علیہ السلام کی **روحِ پاک** سے آپ پر منکشف ہوئیں۔

۸- بعض وہ بشارتیں ہیں جو **ارشادِ خداوندی** سے متعلق ہیں۔

اس رسالے میں جن جن کتابوں سے بشارتیں اخذ کی گئی ہیں ان کے نام یہ ہیں۔

۱- **انصاف نامہ** جس کو متن شریف بھی کہتے ہیں، مصنفۂ بندگی میاں ولی یوسف غازی درجنگ بدرِ ولایتؒ۔ آپ تابعین سے ہیں اور جملہ اصحابِ کرامؓ سے فیضیاب ہیں۔ عمر دراز پائی۔ حضرت خاتم المرشدؓ کے زمانے میں آپ کا وصال ہوا اور نگرسے بیں (کھمبات سے تین میل) بندگی میاں شاہ نصرت صحابیؓ کے زیر پائین مدفون ہیں۔

۲- اضافۂ انصاف نامہ المشہور بہ **حاشیۂ انصاف نامہ**۔ ایضاً

۳- **حجۃ المنصفین**۔ ایضاً

۴- **مطلع الولایت**۔ مصنفۂ بندگی میراں سید یوسفؒ بن بندگی میراں شاہ یعقوب حسنِ ولایتؓ بن بندگی میراں سید محمود ثانیِ مہدیؓ۔ سالِ تصنیف ۱۰۱۶ھ / ۱۶۰۶ء وفات ۱۰۳۶ھ / ۱۶۲۶ء مدفن دولت آباد۔ ممالک محروسۂ نظام۔

۵- **نقلیاتِ بندگی میراں سید عالمؒ** المبشر بہ فانی فی اللہ باقی باللہ بن حضرت حسنِ ولایتؓ۔ وفات در ۱۰۳۴ھ / ۱۶۲۴ء مدفن بیڑ۔ ریاستِ نظام۔

۶- **دلیل العدل والفضل** و دیگر رسائل مصنفۂ بندگی میراں شاہ قاسم مجتہد گروہؒ بن بندگی میراں سید یوسفؒ (نمبر ۴)، وفات در ۱۰۴۳ھ / ۱۶۳۳ء

۷- حدیقۃ الحقایق حقیقۃ الدقایق المشہور بہ **دفتر اول و دوم** مصنفۂ بندگی میاں سید برہان الدینؒ بن بندگی میاں سید اللہ بخشؒ بن بندگی میاں سید یحییٰ شہیدِ ثانی واڑا من بندگی میاں سید

شہاب الحقؓ بن بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ ـــــ حضرت میراں علیہ السلام کے روضۂ مبارک واقع فرہ میں بیٹھ کر سنہ ۱۰۵۲ھ / ۱۶۴۲ء میں لکھنا شروع کیا۔ اور کامل دس سال کی محنت شاقہ کے بعد ۱۰۶۲ھ / ۱۶۵۲ء میں ختم کیا۔

۸۔ **شواہد الولایت** ۔ ایضاً۔ اس کی تکمیل بھی روضۂ مطہرہ میں ہوئی۔ ابتدا دفتر سے پہلے ہوئی۔ اور ختم بھی اختتام دفتر سے پہلے۔ شواہد اور دفتر دونوں کتابوں کی تحریر کا سلسلہ ایک عرصہ تک ساتھ ساتھ رہا۔

۹۔ **معارج الولایت** ۔ مصنفۂ بندگی میاں سید محمودؒ بن بندگی میاں سید عیسیٰؒ بن بندگی میاں سید نور محمد المبشر بہ خاتم کارؒ حاکم الزمانؒ ستون دینؒ بن حضرت خاتم المرشدینؓ ـــــ سلوک مہدویہ میں رسالۂ محمود آپ کی تصنیف ہے۔ وفات در سنہ ۱۰۸۷ھ / ۱۶۷۶ء بعمر ۳۵ سال۔ مدفن چنچیٹہ۔ ریاست نظام۔ ملکِ دکن۔

۱۰۔ **تذکرۃ الصالحین** مصنفۂ بندگی میاں سید حسینؒ بن بندگی میاں سید علیؒ بن بندگی میاں سید قطبؒ بن بندگی میاں سید علی ستون دینؓ بن بندگی میاں سید محمود خاتم المرشدینؓ ـــــ شارحِ عقیدۂ بندگی میاں سید خوندمیرؓ وشارح مقصد الثانی۔ ومصنف موضح المراتب در سلوک وفات در سنہ ۱۱۰۴ھ / ۱۶۹۲ء مدفن مدک پلی (اصل نام مدکاپلی) ریاست نظام۔

۱۱۔ **انتخاب المو الید** ۔ آغاز تصنیف سنہ ۱۱۳۰ھ / ۱۷۱۷ء سالِ اختتام سنہ ۱۱۳۳ھ / ۱۷۲۰ء مصنفۂ بندگی میاں سید فضل اللہؒ بن بندگی میاں سید راجوؒ از اولاد حضرت خاتم المرشدؓ ـــــ سنت الصالحین۔ تنقیہ الاسلام وغیرہ آپ کی تصنیفات سے ہیں۔ وفات در سنہ ۱۱۶۰ھ / ۱۷۴۷ء بعمر ایک سو گیارہ سال۔ مدفن بلیاکھن ضلع ڈھولن ڈھار جسکو بارہ بستی بھی کہتے ہیں۔ علاقہ جے پور۔ ملک راجپوتانہ۔

۱۲۔ **خاتم سلیمانی** ۔ در چہار جلد مصنفۂ میاں ملک سلیمان عرف بھیجی میاں صاحبؒ۔ صاحب تصانیف کثیرہ در نظم ونثر ـــــ بن میاں ملک عبداللہؒ از اولادِ بندگی ملک حماد شہید سُندراسنؓ، برادرِ حضرت خلیفۂ گروہؓ۔ نوٹ۔ اس کتاب میں سنہ ۱۲۰۶ھ / ۱۷۹۱ء تک کے حالات پائے جاتے ہیں حالانکہ آپ کی وفات سنہ ۱۲۳۳ھ / ۱۸۱۷ء میں ہوئی ہے۔ مدفن جانپانیر شریف۔

۱۳۔ **اخبار الاسرار** ۔ مصنفۂ میاں سید اللہ بخشؒ بن میاں سید یحییٰؒ از اولاد بندگی میاں سید شریف

الملقب بہ تشریف اللہ بن حضرت صدیق ولایت رضؓ سال تصنیف ۱۲۷۵ھ / ۱۸۵۸ء ۔ مدفن کرگاول علاقہ میسور۔

۱۴۔ **خلاصۃ التواریخ حصۂ دوم** ۔ مصنفہؒ مولائی و مرشدی حضرت سید سعد اللہ عرف سیدن جی میاں صاحب آگیلوی ۔ حیدر آبادیؒ ۔ صاحب تصانیف کثیرہ در نظم و نثر بن حضرت سید منور عرف روشن میاں صاحبؒ از اولادِ حضرت خاتم کارؓ بن حضرت خاتم المرشدؓ ۔ سال تصنیف ۱۳۰۹ھ / ۱۸۹۱ء وفات ۱۳۳۶ھ / ۱۹۱۸ء بعمر ۵۸ سال مدفن حیدر آباد۔

۱۵۔ بعض متفرق کتابیں۔

علاماتِ اختصار

کتاب	علامت	کتاب	علامت
۱۔ انصاف نامہ۔	انصاف	۸۔ دلیل العدل والفضل۔	دلیل
۲۔ حاشیۂ انصاف نامہ۔	حاشیہ	۹۔ تذکرۃ الصالحین۔	تذکرہ
۳۔ حجۃ المنصفین۔	حجۃ	۱۰۔ معارج الولایت۔	معارج
۴۔ مطلع الولایت۔	مطلع	۱۱۔ انتخاب الموالید	انتخاب
۵۔ نقلیات بندگی میاں سید عالم۔	ن ع	۱۲۔ خاتم سلیمانی۔	خاتم
۶۔ دفتر اول و دوم۔	دفتر	۱۳۔ اخبار الاسرار۔	اخبار
۷۔ شواہد الولایت۔	شواہد	۱۴۔ خلاصۃ التواریخ۔	خلاصہ

لفظ	علامت	لفظ	علامت	لفظ	علامت
۱۔ رکن۔	ک	۵۔ باب۔	ب	۹۔ مہدیؑ۔	م
۲۔ ریاض۔	ض	۶۔ تفصیل۔	ت	۱۰۔ ثانی مہدی۔	ث
۳۔ گلشن۔	گ	۷۔ پروردگار	پ	۱۱۔ حضرت سید خوندمیرؓ	خ
۴۔ چمن۔	چ	۸۔ نبی علیہ السلام۔	ن	۱۲۔ صحابہؓ وغیرہ۔	ق

ہدایت ۔ اس کتاب میں حرف **ب** سے بشارت مراد ہے جو لفظ بشارت کا سر حرف ہے، اور اس

ب کے اوپر بشارتوں کے سلسلہ کا نمبر لگایا گیا ہے۔ اگر کوئی بشارت مکرر لائی گئی ہے تو حرف **ب** کے نیچے اس بشارت کا اصلی نمبر دے دیا گیا ہے تاکہ کہیں سلسلہ نمبر میں غلط اضافہ نہ ہو جائے۔

حضرت صدیق ولایت رضؓ کی بشارتیں بقید فصول علی الترتیب لکھی گئی ہیں، تاکہ ناظرین کرام اس بات کا اندازہ بخوبی کر سکیں کہ حضرت ولایت مآب علیہ السلام کی صرف **سات ہی سال** کی فیض بخش صحبت میں حضرت شاہ خوندمیر رضؓ کیسی کیسی اعلی بشارتوں سے مُبَشّر ہوئے اور **چوبیس** سال کی عمر میں بدائۂ ذاتِ مہدی کے رُتبہ سے سرفرازی حاصل کی، اور بدیہی اور عملی طور پر **چوالیس**[۱] سال کی عمر میں **قَتَلُوا وَقُتِلُوا** سے مشرف ہو کر پیرِ پیران، و مرشدِ مرشدان، آقاے دوجہان، بندگی حضرت مہدی علیہ افضل التحیات و التسلیم پر اپنی فدائیت اور جان نثاری کی ایسی **عظیم الشان یادگار** چھوڑ گئے کہ اس وقت بھی اُس کی عظمت ہر صدق کے سینے میں منقش ہے؛ اور انشاء اللہ اس کارِ عظیم کے چرچے بڑی بڑی مجالسوں اور دوستوں کی محفلوں میں قیامت تک ہوتے رہینگے۔

قارئین کرام سے التماس ہے کہ اگر بتقاضاے بشریت کوئی فروگزاشت اس احقر سے ہو گئی ہو تو نظرانداز فرمائیں اور دعاے خیر سے یاد کریں۔ وھو المستعان وعلیہ التکلان۔

<table>
<tr>
<td>

خاکپاے گروہِ پاکؒ

فقیر سید قطب الدین خوندمیری عرف
خوب میاں پالن پوری غفرلہٗ

</td>
<td>

حال مقیم مسجد مرشدنا حضرت سیدن جی میاں
صاحب اکیلوی - محلہ چنچل گوڑہ
حیدرآباد - دکن
مورخہ ۵ جمادی الثانی ۱۳۴۲ھ یکشنبہ

</td>
</tr>
</table>

ضروری التماس یہ کتاب باہمی جھگڑوں اور مناقشوں سے بالکل مبرا ہے، اسلئے کسی اعتقادی امر میں کوئی سوال کرنا، یا کسی کے اعتراض کا جواب دینا، اس کا مقصود اور موضوع نہیں ہے۔ بدیں وجہ اِس کتاب کے کسی مضمون، یا مضمون کے کسی جزو سے حضرت سیدین رضی اللہ عنہما کے **مسئلۂ مساوات کی نسبت**، جو کہ مسئلۂ قوم ہے، صراحۃً یا کنایۃً خلاف نتیجہ نکالنا، یا کسی قسم کی جدید تحریک یا نئی بات پیدا کرنا، اِس کتاب کے اغراض و مقاصد میں داخل نہیں ہے۔

---

[۱] ۔ آپ ۸۸۶ھ م ۱۴۸۱ء میں پیدا ہوئے۔ حضرت امام علیہ السلام سے ۹۰۳ھ م ۱۴۹۷ء میں سعادتِ بیعت حاصل کرتے وقت آپ کی عمر شریف سترہ سال کی تھی اور اٹھارہ کا آغاز تھا۔ اور شہادت کے وقت جو کہ ۹۳۰ھ م ۱۵۲۴ء میں واقع ہوئی چوالیس واں ختم اور پینتالیس واں چل رہا تھا۔ ۱۲ منہ

ویؤت کل ذی فضل فضلہ

ترجمہ

اور اللہ تعالیٰ ہر صاحب فضل کو (اس کی قابلیت کے موافق) فضل ایزدی (فیض ولایت مقیدۂ محمدیہ) سے فیضیاب کرتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بشاراتِ بندگی میاںؓ

پہلی فصل

نسبتِ مُلکِ گجرات

امام الانام سیدنا مہدی علیہ السلام مکّہ معظمہ سے ۹۰۲ھ میں احمد آباد تشریف لائے۔ وہاں ڈیڑھ سال قیام رہنے کے بعد فرمانِ سلطانی سے آپ کا اخراج ہونے پر، موضع سُولا ساں[1] تیج ہوتے ہوئے ۹۰۳ھ ۹۷-۱۴۹۶ء میں پٹن تشریف لائے اور یہاں بھی ڈیڑھ سال رونق افروز رہے۔ ذیل کی بشارتیں جو ملک گجرات اور پٹن شریف سے منسوب اور ذاتِ بندگی میاںؓ سے متعلق ہیں اُن کی ابتدا اسی زمانے سے ہوتی ہے۔

---

[1] یہ موضع احمد آباد سے شمال و مغرب میں سات کوس = گیارہ میل پر واقع ہے۔ بندگی میاں شاہ نعمت رضی اللہ عنہ اسی مقام پر تصدیق مہدی سے مشرف ہوئے ہیں۔ ۱۲ منہ

ب ۱ - بندگی حضرت مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"ملک گجرات کان عشق است [ف۱]"

ب ۲ - پھر فرماتے ہیں۔

"ملک گجرات درہمہ ملکہا مانند جوہر در انگشتری است [ف۲]"۔

"در تمام ملکہا گجرات مثل نگینہ در انگشتری است [ف۳]"۔

ب ۳ - پھر فرماتے ہیں۔

"جہان انگشتری و گجرات نگین است [ف۴]"

ب ۴ - ایک موقع پر فرمایا۔

"عشق از جیون پور برخاست، و گجرات برداشت [ف۵]"

ب ۵ - پھر ایک دفعہ پر فرمایا۔

"عشق از جیون پور برخاست، و بر گجرات بارید، و در فرہ مدفون شد [ف۶]" (انصاف ب۱)

ب ۶ - بندگی میاں سید خوندمیرؓ کو ملک گجرات سے منسوب کرکے فرماتے ہیں۔

"این مرد گجراتی این بندہ را عاجز ساخت [ف۷]" (حیران ساخت ن ع)

"این مرد گجراتی ما رامی رنجاند" (شواہد ب۲۷)

"گجراتیاں ما رامی رنجانند" (معارج ب۲)

ف۱ - شواہد ب۱۵ - انتخاب ب۴ - خاتم ص اگ۲ - چ۲ - اخبار ب۲ - ت ب۲ ف۲ - شواہد ب۱۵ - انتخاب ب۴ ف۳ ایضاً - معارج ب۲ - ف۴ - خاتم ص۱ گ۲ - چ۲ - ف۵ - شواہد ب۱۵ - انتخاب ب۸ - معارج ب۴ - ف۶ - جب کسی آیندہ امر کے وقوع کا یقین کامل ہوتا ہے۔ تو بجائے مستقبل کے صیغہ ماضی استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ یعنی قیامت قریب آگئی۔ اسی طرح دوسرے مقام میں فرمایا۔ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا حالانکہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے دس سال بعد مکہ فتح ہوا۔ اسی طرح ہم نے آواز دی کہ محمد خاں! جواب دیا کہ آیا۔ حالانکہ وہ ابھی آنے کیلئے نہیں نکلا لیکن اس کو ہمارے پاس آنے کا اس قدر یقین ہے کہ گویا وہ آہی گیا۔ اسی طرح سیدنا مہدیؑ نے "مدفون شد" فرمایا مدفون خواہد شد نہ فرمایا۔ ۱۲ منہ ف۷ - خاتم - گ۲ - چ۲ - ۱۲

دوسری فصل

پٹن شریف کی نسبت بشارتیں

ب ۷ - سیدنا مہدی علیہ السلام نے جب شہر پٹن کے حدود میں قدم مبارک رکھا[1] اور درختوں پر نظر پڑی تو فرمایا

"ازیں جابوئے عشق می آید"

ب ۸ - پھر آپ نے پٹن شریف کی مسجدوں کے مینار دیکھ کر[2] اور بعض روایتوں میں خان سَرُوَرْ کے کنارے پر قاضی قادن کی خانقاہ میں استقامت کرتے وقت فرمایا[3]

"ازیں جابوئے ایماں می آید۔"

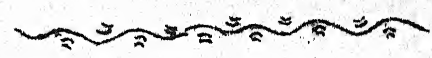
ب ۹ - پھر فرمایا

"نہروالہ [کان] معدنِ مومنان است۔"[4]

اوپر کی دو فصلوں میں جو بشارتیں مندرج ہیں اگرچہ بادی النظر میں یہ بشارتیں ملک گجرات اور شہر پٹن کی طرف منسوب ہیں، لیکن ذرا نظرِ غور سے دیکھا جائے تو یہ سب کی سب بشارتیں بندگی میاں سید خوندمیر رضؓ کی ذاتِ مقدس سے نسبت رکھتی ہیں۔ مثلاً مدینہ طیبہ، جس کو آنحضرتؐ کی بعثت سے پہلے یثرب کہتے تھے، آپ کے قدم مبارک اور مزار شریف کی برکت سے وہی یثرب مدینۃ النبی اور مدینۂ طیبہ ہوگیا۔ اسی طرح بطحیٰ، بیت اللہ کی تعمیر کی وجہ سے مکہ معظمہ کہلانے لگا کوہ سار اور ریگستانی ملک عرب

---

[1] - خاتم گ۲ چ۲، انتخاب ب۱۱، معارج ب۔ [2] - سنسکرت میں تالاب کو سَرُوَوَرْ ([illegible]) کہتے ہیں۔ خان سَرُوَرْ کا پورا نام خان سَرُوَوَرْ ہے۔ مخفف کرکے اردو فارسی میں خان سَرُوَرْ لکھنے لگے۔ لیکن لوگوں کی زبان پر خان سَرُوَوَرْ چڑھا ہوا ہے۔ [3] - حاشیہ، شواہد ب۱۵، خاتم صا گ۲ چ۲، معارج ب۔ [4] انتخاب ب، خاتم صا گ چا، معارج ب-۱۲



کو تمام جہاں کے ملکوں پر جو فضیلت حاصل ہے اور مدینہ طیبہ کو روئے زمین کے شہروں پر جو تفوق اور بزرگی دی جاتی ہے، محض حضرت رسالتمآب صلعم کے موطن اور مدفن کی بدولت ہے — اسی طرح شہر جیون پور اور فرہ مبارک کو جو عزت و افتخار حاصل ہے، محض سیدنا مہدی علیہ السلام کے وطن شریف اور مرقد مبارک کی وجہ سے ہے پس ملک عرب اور مدینہ طیبہ، جیون پور اور فرہ مبارک کی جو تعریف کی جاتی ہے، حضرت خاتمین علیہما السلام کی ذاتِ بابرکات کی نسبت سے ہے، اگرچہ آپ کا اسم گرامی اس تعریف میں ظاہر نہ کیا جائے۔

اسی طرح ملک گجرات اور پٹن شریف کو حضرت امام علیہ السلام نے صدورِ بشارات سے جو فخر و امتیاز عطا فرمایا، وہ محض حضرت صدیق ولایت رضی کے موطن اور مولد کی نسبت کی وجہ سے ہے؛ اس لئے یہ سب بشارتیں حضرت صدیق ولایت رضی کی ذات سے خاص تعلق رکھتی ہیں۔

پہلی فصل میں کانِ عشق، انگوٹھی میں ہیرا، تمام جہاں انگوٹھی گجرات نگینہ، عشق کو گجرات نے اٹھایا، عشق گجرات پر برسا؛ اور دوسری فصل میں بوئے عشق، بوئے ایمان، معدنِ سوشان، یہ ایسی بلند پایہ کی بشارتیں ہیں کہ ان میں ایک ایک بشارت خاص اہمیت رکھتی ہے۔ مثلاً

"ملکِ گجرات کانِ عشق است۔"

عشق کی نسبت سیدنا حضرت مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں

"بارِ امانت عشقِ ذاتِ حق بود، ہر یکے بقدرِ حوصلۂ خویش حمل کرد، و بہ لقاء اللہ تعالیٰ مشرف شد، اما کماحقہٗ این دو تن برداشتند، یکے خاتم النبی و دوم خاتم الولی صلی اللہ علیہما وسلم"۔ (شواہد ب ۳۳)

آپ کی عادت مبارک تھی کہ جو لوگ آپ کی خدمتِ اقدس میں طلبِ خدا کی غرض سے آتے، اکثر اوقات ان سے دریافت فرماتے کہ

"بھائی! تم میں کتنا عشق ہے؟"

کہتے کہ "جان و تن اور زن و فرزند، سب کے سب نامِ خدا پر فدا ہیں۔" آپ فرماتے

"محبت و عشقِ خدا ان چیزوں سے بدرجہا افضل ہے۔"

پھر زیادہ صراحت کی غرض سے یہ تمثیل بیان فرماتے کہ

ایک شخص کا لڑکا گم ہوگیا، اس کے والدین کے دل میں طرح طرح کے گمان پیدا ہو رہے ہیں کہ

نہیں معلوم چور لے گئے، یا کویں میں گر گیا، یا جانور کھا گیا، اُس وقت اُن کا کیا حال ہوگا"؟

طالبانِ خدا عرض کرتے

ق "میراں جی! والدین کو اپنے فرزند کی محبت میں کھانا پانی سب زہر ہوجاتا، اور نیند اڑ جاتی ہے اور جب تک بیٹے کی خبر نہ ملے، اُس کی تلاش میں سرگرداں رہتے ہیں"

سیدنا مہدی علیہ السلام اُس وقت فرماتے

م "بھائیو! خدا کی طلب اور اُس کے عشق میں اُن والدین کے جیسے ہوجاتا ہے، جو شب و روز بیٹے کی طلب میں بے قرار ہیں" (شواہد ۳۳ب)

پھر فرماتے کہ

م "بیٹے کا عشق تو بہت بڑا عشق ہے، لیکن ایک سوئی گم ہوجانے پر اُس کی تلاش میں کیسے بے قرار ہوجاتے ہو! اتنا عشق بھی اگر خدا کے ساتھ ہو تو خدا کو پہنچ جاؤ گے" (ایضاً)

پھر فرماتے کہ

م "عشق بذاتِ خود **پاک** ہے اُس کو کسی حالت میں ناپاکی لگتی ہی نہیں ہے"۔

مثال کے طور پر فرماتے کہ

م "مردار خوار (ڈھیر، مُردار جانور) کا گوشت چولہے پر پکا رہا ہے؛ اُس چولہے کے نیچے سے کسی نے آگ لی، اور حلال کھانا پکایا، تو جائز ہے، کسی قسم کا خوف نہیں ہے۔ کیونکہ آگ در اصل پاک ہے اگرچہ کہ مُردار گوشت کی ہنڈی کے نیچے ہو۔ اُس کو کوئی ناپاکی نہیں لگ سکتی اسی طرح جو **عشق** خواہشاتِ نفسانی اور گناہوں میں سالہا سال خرچ کیا ہے، **وہی عشق** خدا کی طلب میں صرف کیا جائے، تو مقصود حاصل ہوجائے گا"۔ (ایضاً)

اسی مطلب کو حضرت سید **فضل اللہ**رح اس طرح لکھتے ہیں کہ سیدنا مہدیؑ فرماتے کہ

م "تم نے کسی سے عشق کیا ہے؟ بس وہی عشق راہِ خدا میں لگا دو، **وصالِ خدا** سے مشرف ہوجاؤ گے"

یہ تعریف ہے عشق کی اور عشق کے اثرات کی۔

تاریخ دانوں سے یہ امر پوشیدہ نہیں ہے کہ بندگی میاں سید خوندمیر، بندگی میاں شاہ نعمت، بندگی

ملک برہان الدین، بندگی ملک معروف، بندگی ملک بخنؒ، وغیرہ صحابہؓ تابعینؒ، اور تبع تابعینؒ کے اسمائے گرامی سے خاتم سلیمانی وغیرہ کتب سیر کے اوراق درخشاں ہیں، جو حسب بشارت حضرت مہدی علیہ السلام اُسی "کانِ عشق" کے نور افروز جواہر ہیں۔ علاوہ ازیں ہزارہا جواہر اس معدن سے نکلے، اور انشاء اللہ قیامت تک نکلتے رہینگے۔

اوپر ہی بتا دیا گیا ہے کہ سیدنا مہدی علیہ السلام کے لفظ "گجرات" کے تمام فرمان میں حضرت صدیق ولایتؓ کی ذات تخصیص رکھتی ہے، اسلئے یہ کہنا بہت صحیح ہوگا کہ جس طرح حضرت صدیق ولایتؓ کی ذات **گنجینۂ معرفت اور بحرِ بے پایانِ ولایت** ہے، اسی طرح **سرتاپا عشق** ہے۔ عشق ہی ایک ایسی زبردست اور سریع الاثر قوۃ ہے، جو طالبِ حق کی ہستی کو جلا کر خاک کر ڈالتی، اور ہر قسم کے تعینات، تقیدات، نسبتوں، اور اضافتوں کو نیست و نابود کر کے فنانی اللہ کے مرتبے کو پہونچا دیتی ہے چونکہ حضرت صدیق ولایتؓ کی ذات سرتاپا عشق ہے، اسلئے جو شخص آپ کی صحبتِ عشق افزا میں آیا آتشِ عشق سے جل کر سرتاپا عشق بن گیا ؎

چشمم بتو افتاد و وجودم ہمہ حک شد   هر چیز که در کانِ نمک رفت نمک شد

مولانا جامی فرماتے ہیں ؎

عشق آمد و پیوست شد اندر رگ و پوست   کرد ستہی از من و پر کردہ بد دست
اعضاے وجودِ من ہمہ دوست گرفت   نامیست ز من باقی۔ باقی ہمہ اوست

"در تمام ملکہا گجرات مثل نگینہ در انگشتری است"

یہ تو ظاہر ہے کہ انگوٹھی کی قدر و قیمت نگینے سے ہے، پس جس طرح گجرات تمام ملکوں میں "مثل نگینہ در انگشتری است" وہی نسبت بندگی میاںؓ کو تمام جہاں کے لوگوں کے ساتھ ہے۔

"عشق از جیون پور برخاست در گجرات بر داشت"

عشق کی نسبت سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں

"عشق ذاتِ خداست"

پھر ارشاد ہوتا ہے

"عشق لامکان سے اُڑا ۔۔۔۔ اُس کو کہیں جگہ نہ ملی ۔۔۔۔ آخر اُس کو انسان نے اُٹھالیا"

انسان سے مراد ذاتِ بندگی میاںؓ فرمائی۔

بس اسی سے بندگی میاں سید خوندمیرؓ کے ظرف عالی اور علو مرتبت کا اظہار ہو رہا ہے۔

"عشق از جیون پور برخاست و بر گجرات بارید و در فرہ مدفون شد۔"

ب ۵

یہاں عشق سے مراد حضرت امام علیہ السلام کی ذات مبارک ہے، جس نے بندگی میاںؓ پر فیضان ولایت کا موسلا دھار برسات برسا کر اپنے فرمان

"میراث سوختگاں بسوختگاں می رسد۔"

م

کا تمامہ اہل بنا دیا اور بالآخر فرہ مبارک میں دفن ہوا۔ چنانچہ حسب بشارتِ حضرت مہدی علیہ السلام اس وقت ایک شخص بھی فرہ مبارک میں ایسا نہیں ہے، جس نے آتش کدۂ عشق سے ایک چنگاری بھی حاصل کی ہو۔

اس کتاب کی پہلی دو فصلوں میں سیدنا مہدی علیہ السلام کی زبان مبارک سے بندگی میاںؓ کے علو مرتبت و خصوصیت کا جو اظہار ہوا ہے، اسی کتاب کے بعد کی فصلوں میں درج شدہ بشارتوں کا یہ پیش خیمہ ہے۔

تیسری فصل

پٹن شریف میں ذاتِ بندگی میاںؓ کی نسبت بشارتیں

ب ن ۱ - سیدنا مہدی علیہ السلام نے پٹن شریف[۱] ۹۰۳ھ، ۱۴۹۷ء کے اوایل میں تشریف لا کر خان سرور کے تالاب پر

---

[۱] - سرسوتی ندی المشہور بہ کنوارکا Sarasvati river commonly called Kanvarka
شہر پٹن کے کنارے پر واقع ہونے کی وجہ سے فارسی مؤرخین اس کو نہروالا اور کثرت سے اولیاء اللہ مدفون ہونے کے لحاظ سے پیران پٹن کہتے ہیں۔ ہندو مؤرخین انہل پور یا پٹن (Anhillapoor Patan) اختیار میں پاٹن اور مسلمان پٹن شریف کہتے ہیں۔ یہ شہر ۳۰۲ھ مطابق ۷۴۶ء میں راجپوت راجا ستی ون راج چاوڑے نے آباد کر کے اپنا پایۂ تخت بنایا اور اس کے وزیر چانپا نامی کرو پتی جین مہاجن نے شہر چانپانیر Chanpaner city بسایا۔ اسٹیشن بوزڈ پر جا بجا چانپانیر کے چمپانیر لکھا ہے جیسے بیکانیر، جیسلمیر شہر جیسے آئل پیرز بیکانیر۔ دانگانیر۔ پس چانپانیر بھی چانپا کا [جاوید]

قاضی قادن کی خانقاہ[۱ب] میں جمعہ کے روز قیام فرمایا۔ اسی روز نماز جمعہ کے بعد بندگی ملک برخوردار عرف ملک بخن برادر حضرت خلیفۂ گروہ رضؓ اپنی بی بی راجے فتح بنت بندگی ملک پیر جی بُر جہ شہید سُندراسن کے چہلم پر فاتحہ خوانی کی غرض سے قاضی قادن کے قبرستان میں آگئے تھے۔ حسن سعادت دیکھئے کہ آپ کی نظر نووارد مسافروں پر پڑی صحابہؓ کی ہیئتِ ظاہری دیکھ کر اُن کو سخت تعجب ہوا کہ یہ کون مسافر ہیں جو نہ تو پورے فقیر ہیں نہ پورے سپاہی نہ پورے تاجر ہیں۔ کیونکہ اُن کے بدن پر نہ تو پورا مشایخی لباس ہے نہ پورے مسلح ہیں نہ بیپاری معلوم ہوتے ہیں تحقیق کی غرض سے مجمع صحابہؓ میں تشریف لے گئے (خاتم سلیمانی جلد سوم)

اور یوں بھی روایت کرتے ہیں کہ حضرت شیخ رکن الدین مجذوبؒ کے فقیر روٹیوں اور کیلوں کے ٹوکرے حضور امام علیہ السّلام میں گذران کر واپس آرہے تھے۔ اُن سے دریافت کرنے پر حضرت مجذوبؒ کی طرف سے دعوت اور وہاں کے فقراء کی کیفیت بیان کی۔ آپ نے سن کر دل میں کہا کہ جب حضرت مجذوبؒ نے آپ کو دعوت دی ہے تو بڑے پایہ کے ولی اللہ ہونے چاہئیں۔ دل میں یہ اثر لئے ہوئے حضور موعود علیہ السّلام میں پہنچے (شواہد ص۱)

سیدنا مہدی علیہ السلام نے آپ کو دیکھتے ہی فرمایا

"آئیے ملک برخوردار"

اُن کو اور بھی تعجب ہوا کہ میرا نام میرے گھر کے لوگوں کے سوا کوئی نہیں جانتا اور حضرت نے اسی نام سے مجھے پکارا۔ بندگی ملک بخن پہلے سے اثر لئے ہوئے تھے ہی اب یقین کامل ہوگیا کہ آپ ولی کامل ہیں اور دل میں اسی عظمت وعقیدت کے ساتھ سیدنا مہدی علیہ السّلام سے سعادت قدمبوسی حاصل کی[۲] اور دو چار ہی باتیں سن کر آپ حضرت

[جاریہ] بسایا ہوا شہر۔ پٹن شریف (ریاستِ بڑودہ) مؤلف کے موضع پالن پور سے بیس کوس = تیس میل کے فاصلے پر واقع ہے۔

[۱ب] ۔ یہ مقام شہر سے جنوب میں خان سَرُدَوَر دروازے کے باہر آدھ میل پر واقع ہے۔ سَرُوَرخاں نے بناتے تالاب کے وقت سَرَسوتی ندی سے ایک پختہ نہر اعلیٰ اصولِ سائنس پر جاری کر کے تالاب سے ملادی تھی جس کی وجہ سے (سیدنا مہدیؑ کے زمانۂ قیام میں) پانی شیریں تھا۔ امتدادِ زمانہ کے بعد ندی نے حالتِ طغیانی میں اپنا اصل مقام چھوڑ کر فاصلہ سے بہنا شروع کیا اس لئے نہر بیکار ہوگئی۔ اب نالوں اور سوتوں سے تالاب بھرتا ہے۔ تالاب بلکہ تمام شہر کی زمین کھاری ہے اس لئے موسم باراں ختم ہوتے ہی تالاب کا پانی شور ہوجاتا ہے۔ —— خانقاہ ویران ہوگئی ہے۔ پھر بھی حوض مجرو ب۔ پانی کی نالیوں کوئیں وغیرہ کی علامتیں پائی جاتی ہیں اور دروازہ کی پا دکمان ابتک بھی اپنے آثار قدیمہ کی شہادت دے رہی ہے خانقاہ قریب چیدہ چیدہ قبریں بھی نظر آتی ہیں جہاں بندگی ملک بخن رضؓ اپنی بی بی کے چہلم پر فاتحہ خوانی کو تشریف لے گئے تھے۔ [۲] چھوٹا کنواں

کے مرید ہو گئے۔

صاحب شواہد الولایت لکھتے ہیں کہ "آئیے ملک برخوردار" بشارتی لفظ ہے، جیسا کہ نصرپور کا ہیں آپ نے اسی بشارت کی اور بھی توضیح کر دی کہ

"برخوردار! برخوردار! ایں جا خورد آں جا برد"

اسی طرح بندگی میاں ملک جیؒ کو بھی آپ نے خدمتِ اقدس میں آتے ہی فرمایا

"آئیے شہزادۂ لاہوت"

اسی طرح بندگی میاں شاہ دلاورؓ کو بھی خدمتِ والا میں لاتے ہی بشارتیں فرمائیں۔

پٹن شریف میں سیدنا مہدی علیہ السلام کے نئے ارادتمندوں میں آپ کا نمبر دوسرا ہے۔ اس سے قبل حضرت شیخ رکن الدین مجذوبؒ[1] المشہور بہ **پیر خزانچی** آپ کے ارادتمندوں میں شامل ہو چکے تھے؛ اور سیدنا مہدی علیہ السلام نے آپ کی نسبت یہ فرمایا کہ

"در لوحِ محفوظ می بینند و می گویند۔" (شواہد ب ۱۵)

علاوہ ازیں آپ کے واصلِ حق ہو جانے کا سن کر یہ بشارت دی کہ

"شاہ یکے آمد و شاہ یکے رفت۔" (شواہد۔ ب ۱۵)

---

[1] یہ وہی رکن الدین مجذوب ہیں جو ہمیشہ کمال استغراق کی وجہ سے برہنہ رہا کرتے تھے۔ لیکن پٹن شریف میں سیدنا مہدی علیہ السلام کی تشریف آوری اپنے باطن سے معلوم کرکے اپنی مادری زبان گجراتی میں بے ساختہ بول اٹھے کہ "آلو رے مارو جھولڑو دین نو دھنیرن دین نو رکھوال آوی نو۔" یعنے وہ میرا پاجامہ کہ دین کا مالک اور دین کا محافظ آگیا۔ اور جبکہ سیدنا مہدی علیہ السلام کے اخراج کا فتویٰ لکھ کر ہم ہ علماء نے مہریں ثبت کیں اور حضرت مجذوبؒ کو بڑے بزرگ سمجھ کر ان کی بھی دستخط ضروری جانا لیکن جب محضرہ ان کی خدمت میں لایا گیا تو علماء پر سخت برہم ہو کر فرمانے لگے کہ "سُتروے بیچ اُو بندر ڈے کی ہار گون تھیو چھے بنٹر بلاڈی نی کو ٹی موں گھالشے کونٹر، سیدنی کٹار ایوی کوتی چھے کہ اوپر تھی گھال شے تو نیچے تھی نیکلشے۔" یعنی تمام چوہوں نے مل کر ہار تو گوندھ لیا لیکن بلی کے گلے میں ڈالیگا کون؟ سید کی کٹار ایسی ہے کہ اوپر سے گھسائی تو تلے ہی سے نکل رہے گی۔"

پٹن شریف کے کُن سُرِ پے دروازے کے باہر جس کو رادھن پوری دروازہ بھی کہتے ہیں مخدوم حسام الدینؒ خلیفۂ حضرت نظام الدین اولیاؒ کے روضے سے متصل ٹِڑلی اور سُدر اسن جاتے ہوئے سرِ راہ بائیں ہاتھ پر حضرت کا چبوترہ ہے۔ حضرت کی قبر امام نما ہے اور پائین میں تین جدید قبریں مخالف مرثیہ خوانوں کی ہیں۔ گوشۂ مغرب و جنوب میں مُسقّف محراب ہے۔ جس پر یہ عبارت کندہ ہے۔ "مسجد اخزانۃ الشیخ" اسی طاقچہ میں بیٹھ کر آپ مٹی کے لوٹے کے اندر ہاتھ ڈال ڈال کر دستِ غیب سے نکلتے ہوئے پیسے غریبوں کو للہ دیا کرتے تھے۔ طاقچہ قریب الانہدام ہو گیا ہے۔ طاقچہ سے مغرب میں دس بارہ قدم پر قدیم جامع مسجد کی ایک گنبدی اپنے آثار قدیمہ کی یادگار ابتک بتا رہی ہے! جہاں سیدنا مہدیؑ نماز جمعہ کو تشریف لے جایا کرتے تھے۔ ۱۲ منہ

بندگی ملک بخنؓ نے دل میں کہا کہ جیسا پیر حضرت سید خوندمیرؓ چاہتے ہیں ویسے ہی ہیں۔ لیکن نام نہ لے کر اُٹھتے وقت مبہم طور سے عرض کی کہ

"میں ایک ایسے شخص کو خدمت اقدس میں لانے کے لئے جاتا ہوں جس میں ایسے ایسے اوصافِ حمیدہ پائے جاتے ہیں۔" ق

آپ نے فرمایا

ب ۱۰ "آرے ملک برخوردار خدائے تعالیٰ بندہ را برائے او [او نشان] آوردہ است۔" [۱]

چونکہ امام ہمام حضرت مہدی علیہ السلام کی صدائے شہرت چار دانگِ عالم میں گونج رہی تھی، بہت ممکن تھا کہ خود بندگی میاں سید خوندمیرؓ حضرت امام علیہ السلام کی خدمت میں پہونچ جاتے اور حسب ودیعتِ ایزدی حضرت امام علیہ السلام کے حلقۂ ارادت وعقیدت میں داخل ہو کر مراتبِ موہوبہ سے ممتاز ہوتے؛ لیکن حضرت امام علیہ السلام جن کا کوئی قول وفعل بغیر اذن خدا نہیں ہوتا تھا، زمانۂ سابقہ کی مسافت کی صعوبتیں برداشت فرما کر بہ نفس نفیس بندگی میاں سید خوندمیرؓ کے موطنؓ تک تشریف لاتے اور فرماتے ہیں کہ "آرے۔ ملک برخوردار! خدائے تعالیٰ بندہ را برائے او آوردہ است۔" اللہ اللہ اس ایک ہی واقعہ سے حضرت صدیق ولایت کی حقیقی عظمت اور اعلیٰ مراتب پر کیا ہی روشنی پڑتی ہے!

ب ۱۱ - آپ نے اسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ اس بشارت سے کہ

"از وے بوئے دوستی می آید۔" (انتخاب ب ۱۱) ب ۱۱

اور بھی روشنی ڈال دی۔ کیونکہ دوستی کا لفظ ایسا جامع اور حاوی ہے کہ جنسیت، اتحاد، ہمدمی، ہمرازی غرض ہر وہ چیز جو دوستی کی مؤید ہو اس میں داخل ہو سکتی ہے۔ امام الانام سیدنا مہدی علیہ السلام نے بندگی میاںؓ کو اپنا دوست فرما کر جن اعلیٰ مراتب کی خبر دی محتاج وضاحت نہیں ہے۔

ب ۱۲ حضرت امام علیہ السلام کی زبانِ مبارک سے یہ ارشاد سن کر بندگی ملک برخوردارؓ بندگی میاں سید خوندمیرؓ کے مکانؓ پر تشریف لے گئے اور ایک ولیِ کامل (یعنی مہدی) کی تشریف آوری کا مژدہ سنایا آپ نے یہ خبر سنتے ہی حضور اقدس کی خدمت میں لئے نذر کرنے کی غرض سے دو اشرفیاں ساتھ لے لیں؛ اور اسی وقت بہلی میں سوار ہو کر بندگی

---

[۱] شواہد ب ۱، انتخاب ب ۲، دفتر اول ک ۲ ب ۳۔ [۲] پرانے قلعہ میں دونوں کے گھر قریب قریب تھے۔ یہ قلعہ جاتی پال دروازے کے باہر کالکا ماتا کے کہنہ مندر کے قریب اور حضرت صدیق ولایتؓ کے روضے سے دو ڈھائی فرلانگ پر واقع ہے۔ یا یوں کہئے کہ بندگی میاں کے روضہ اور پیر خرانچی کی درگاہ کے ٹھیک وسط میں ہے۔

ملک بُرہانؒ کے ہمراہ عصر کے وقت حضرت مہدی علیہ السلام کے نزول گاہ پر پہنچے۔ اُس وقت حضرت امام علیہ السلام اپنی راوٹی میں، یا بہ روایتے حجرہ میں، تشریف فرما تھے۔ بندگی میاںؓ کے پہنچتے ہی حضرت میران علیہ السلام فرمانِ خدا سے استقبال کے لیے باہر تشریف لائیے اور دیکھتے ہی کمال شفقت سے فرمایا

بیائید برادرم سید خوندمیرؓ ۔۔۔ ۵

حضرت امام الزمان علیہ السلام کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے یہ استقبالیہ الفاظ بفحوائے "کلام الملوک ملوک الکلام" بڑے ہی معنی خیز ہیں۔ یوں تو امام الامام سیدنا مہدی علیہ السلام اپنے دائرۂ معلّٰی کے کل صحابہؓ کو عام طور سے اُن کے نام کے ساتھ "بھائی" کا لفظ بڑھا کر بلاتے تھے، جیسے "بھائی نظامؓ"، "بھائی دلاورؓ"، "بھائی عبدالمجیدؓ" وغیرہ نیز بعض صحابہؓ کو آپ نے پہلی ہی ملاقات میں کچھ نہ کچھ بشارتی الفاظ سے بھی مخاطب کیا ہے، جیسے بندگی میاں ملک جیؓ کو آپ کی خدمت میں تشریف لاتے ہی فرمایا۔۔۔

"بیائید شہزادہ لاہوت"

لیکن بجز **حضرت ثانی مہدیؓ** اور **حضرت صدیق ولایتؓ** کے کسی کو حضور اقدس میں آتے ہی یوں نہیں فرمایا کہ بیائید برادرم۔ پس حضور اقدسؑ نے آئیے بھائی سید خوندمیرؓ نہیں، بلکہ "آئیے میرے بھائی سید خوندمیرؓ" کہہ کر جو استقبال کیا، اس میں خصوصیت کے ساتھ کمال اتحاد اور باطنی رشتہ پایا جاتا ہے۔

اس کمال یکتائی اور باطنی رشتہ کی شان سمجھنے کے لئے آفتابِ نبوت کا نور درکار ہے۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اَخِی یعنی میرا بھائی فرمایا ہے چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ

"اَبُوبَکْرٍؓ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْهُ وَاَبُوبَکْرٍؓ اَخِیْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ۔" ن

ترجمہ۔ ابوبکرؓ مجھ سے ہیں اور میں اُن سے ہوں، اور ابوبکرؓ میرے بھائی ہیں دنیا اور آخرت میں۔

پھر اس باطنی برادری کے گہرے تعلق اور معیت کی شان اس فرمان سے اور بھی زیادہ واضح کر دی کہ

"اَنَا وَاَبُوبَکْرٍؓ یَکُوْنَانِ فِیْ دَرَجَةٍ وَّاحِدَةٍ فِی الْجَنَّةِ" ن

ترجمہ۔ یعنی میں اور ابوبکرؓ دونوں بہشت میں ایک درجہ میں ہوں گے۔

عابدوں اور زاہدوں کی جنتِ حور و قصور کی نسبت (جو دیدار خدا سے بے بہرہ ہیں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

---

۵ خاتم ص گ ج ۱، شواہد ص ۱، انتخاب ۱، انبیاء ب ۳۔

ن "اَلْجَنَّۃُ سِجْنُ اَبُوَاصِلِیْنَ کَمَا الدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِیْنَ"

ترجمہ۔ واصلانِ خدا کے لئے جنّت (حور و قصور) قید خانہ ہے جیسا کہ دنیا مومنوں کیلئے محبس ہے

امام الانام سیدنا مہدی علیہ السّلام نے بہشت کی نسبت مولانا رومؒ کا یہ کلام اپنی زبان مبارک سے فرمایا کہ

"ہشت جنت گر دہندت سر بسر تو مشو راضی از آنہا در گذر"

"عالی ہمت باش و دل باحق ببند تو ہمائے قاف قربی رو بلند"

رو بلند، رو بلند، رو بلند، اس طرح تین بار فرمایا

پس جس جنّت کی نسبت اوپر کی حدیث شریف میں ایما فرمایا گیا ہے اس کی تعریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

پ "فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِیَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ"

ترجمہ۔ کوئی شخص نہیں جانتا کہ اُن کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لئے کیا کیا پوشیدہ رکھا گیا ہے (پ ۲۱)

اور سید الثقلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی فرماتے ہیں کہ

ن اُعِدَّتْ لِعِبَادِیَ الصَّالِحِیْنَ مَا لَا عَیْنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ۔ (صحیح بخاری)

ترجمہ۔ بندگانِ صالح کے لئے ایسی جنّت تیار کی گئی ہے کہ نہ آنکھ نے دیکھی، نہ کان نے سنی، اور نہ انسان کے دل میں (اس کی بے انتہا خوبیوں کی نسبت) کوئی خیال و تصوّر آسکتا ہے

پھر فرماتے ہیں

ن اِنَّ لِلّٰهِ جَنَّةً لَیْسَ فِیْهَا حُوْرٌ وَلَا قُصُوْرٌ وَلَا لَبَنٌ وَلَا عَسَلٌ اِلَّا یَتَجَلّٰی رَبُّنَا ضَاحِکًا (بخاری)

ترجمہ۔ بے شک اللہ کے لئے (یعنی اللہ والوں کے لئے) ایسی جنّت ہے جس میں نہ حوریں ہیں، نہ محل ہیں، نہ دودھ ہے نہ شہد، مگر ہمارا پروردگار ہنستا ہوا ظہور فرماتا ہے۔

یعنے جس بہشت میں حضرت خاتم النبیؐ اور حضرت صدیق نبوتؓ ایک درجہ میں ہونگے وہ بہشت دیدار ہے۔

اب جس طرح خاتم الانبیاؐ نے حضرت صدیق نبوتؓ کو اپنا بھائی فرمایا اسی طرح حضرت خاتم الاولیاؑ نے بھی حضرت صدیق ولایتؓ کو اپنا بھائی فرمایا۔ مزید برآں حضرت مہدی علیہ السلام نے بندگی میاں سید خوندمیرؓ کو

"ابوبکر ثانی" (ملاحظہ ہو ب۱۳) ونیز ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ ھُمَا فِی الْغَارِ (ب۱۵) وغیرہ بشارتوں سے بھی مشرف فرمایا ہے جبکہ حضرت خاتمین علیہما السلام کا درجہ ایک ہی ہے تو مندرجۂ بالا دونوں حدیثیں حضرت صدیق ولایتؓ پر بھی نسبتاً صادق آتی ہیں؛ یعنی حضرت خاتم ولایتؑ و حضرت صدیق ولایتؓ جنّتِ رویت میں ایک ہی درجہ میں ہیں۔ اس بات کو گروہ مقدسہ کی اصطلاح میں یوں کہا جائے گا کہ جس طرح باستثنائے خصوصیاتِ نبوت وختمیت، حضرت ابوبکر صدیقؓ مرتبۂ دیدار میں تبعاً شریک فی الدرجاتِ رسولؐ ہیں؛ اسی طرح باستثنائے مہدیّت و تبوعیت بندگی میاں سید خوندمیرؓ بھی مرتبۂ رویت و یکتائی میں تبعاً **شریک فی الدرجاتِ مہدی** ہیں۔

۱۳ بندگی میاں سید خوندمیرؓ کے استقبال کے وقت حضرت میراں علیہ السلام نے فرمایا "بیائید برادرم سید خوندمیرؓ" یہ سن کر حاضرینِ مجلس میں سے کسی نے کہا۔ "میرانجی! ان کا نام میاں سید خوندمیرؓ ہے"۔ حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا

ب۱۳ "خیر جی! ہمارے بھائی سید خوندمیرؓ **صدیق** ہیں"۔[۱]

ب۱۴ "خیر جیو! ازاں سید خوندمیرؓ **ما صدیق** ہستند"[۲]

بشارت نمبر ب۱۳ میں حضرت میراں علیہ السلام نے بندگی میاں سید خوندمیرؓ کو **میرے بھائی** فرما کر بندگی میاںؓ اور حضرت ابوبکرؓ میں جو مساوات کا اظہار فرمایا تھا، اس کو یہ فرمان اور بھی واضح کرتا ہے۔ حضرت امام علیہ السلام کے اس فرمان سے صاف ظاہر ہے کہ جو مرتبہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نبوت کا دَورِ نبوت میں ہے۔ وہی مرتبہ بندگی میاں سید خوندمیر صدیقِ ولایتؓ کا دَورِ ولایت میں ہے۔ اور جو جو انفضالِ ایزدیؐ و بشاراتِ محمدیؐ متعلقہ رویت و علو مرتبت حضرت صدیق نبوت کو عطا ہوئے اُن سب سے حضرت صدیق ولایتؓ بھی مشّتصف تھے۔

صدیق کا رتبہ اسی سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں صدیقوں کا نام پیغمبروں کے ساتھ لیتا ہے چنانچہ ارشاد فرماتا ہے۔

پ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا (پ۵)

ترجمہ: "اور جو شخص اللہ اور رسولؐ کی فرمانبرداری کرے تو ایسے لوگ (جنت میں) اُن (مقبول بندوں) کے ساتھ ہونگے جن پر اللہ نے (بڑے بڑے) احسانات کئے یعنی (نبی اور صدیق اور

۱۔ خاتم ص گ چ، شواہد ب۵، انتخاب ب، انہار ب ت۔ ۲۔ دفتر اول کت ب، انتخاب ب۱، ن ع ۱۲۔

شہید اور (دوسرے) نیک بندے ۔ اور یہ لوگ کیا ہی، اچھے ساتھی ہیں! (سورۃ ...)

اور سردار دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق نبوت کی شان میں فرماتے ہیں

ن (روی) عن عبد اللہ بن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو وضع
اِیمَانُ اَبِی بَکْرٍ عَلٰی ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ لَرَجَحَ

اور یوں بھی فرمایا کہ

ن "لَوْ وُزِنَ اِیمَانُ اَبِی بَکْرٍ مَعَ اِیمَانِ اُمَّتِی لَرَجَحَ اِیمَانُ اَبِی بَکْرٍ"۔

ترجمہ "اگر ابوبکرؓ کا ایمان میری امت کے ایمان کے ساتھ تولا جائے تو ابوبکرؓ کا ایمان بھاری ہوگا"
اگر میری امت کا ایمان ترازو کے ایک پلے میں رکھا جائے اور ابوبکرؓ کا ایمان دوسرے پلے میں تو ابوبکرؓ کے ایمان کا پلہ بھاری ہوگا"

چونکہ حضرت صدیق نبوتؓ اور حضرت صدیق ولایتؓ کا ایک ہی درجہ ہے اس لئے یہ حدیث بندگی میاں سید خوندمیرؓ کی نسبت بھی صادق آتی ہے۔ سبحان اللہ! امام الزمانؑ نے پہلی ہی ملاقات میں بندگی میاںؓ کے ایمان کی شان کیا ہی اعلیٰ و ارفع بتائی ہے! ذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ۔ یہی ہے بہت بڑی مراد کا حصول۔

ب ۱۴ ۔ بندگی میاں سید خوندمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو "صدیق" کے مبارک لقب سے ملقب فرمانے کے بعد حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا۔

ب ۱۴ "بندہ و ایشان یک جدی حسینی سید ہستیم"[۱]

حضرت امام علیہ السلام کی خدمت میں یوں تو اور بھی صحیح النسب حسینی سید فیض ولایت سے بہرہ اندوز ہورہے تھے، لیکن بجز حضرت صدیق ولایتؓ کے دوسرے کسی کی نسبت یہ نہیں فرمایا کہ بندہ اور وہ ایک ہی جد سے حسینی سید ہیں۔ اِسی سے ظاہر ہے کہ حضرت امام علیہ السلام کا یہ فرمان بالیقین کئی گہرے معنے اور مخصوص فضیلتیں اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ اسی وجہ سے جب حضرت صدیق ولایتؓ نے ہوش میں آنے کے بعد یہ بشارت سنی تو آپ بہت ہی خوش ہوئے اور خدا کا شکر کیا۔

ب ۱۵ ۔ حضرت شاہ خوندمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بندگی حضرت میران علیہ السلام کا دیدارِ پُرانوار دیکھتے ہی اور حضرت امام علیہ السلام کی نظرِ فیض اثر آپ پر پڑتے ہی بیہوش ہو گئے تھے اس لئے حضرت امام علیہ السلام دوڑ

---

[۱] ۔ خاتم صلہ گ ج ۔ شواہد ۔ انتخاب ب ۔ ن ح ۔ معارج ۔ انبار ...

کر نزدیک آ گئے اور بندگی میاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کندھے پر دستِ مبارک مار کر فرمایا

ب ۱۵ "بھائی سید خوندمیرؓ این روشِ بیہوشی از خاندانِ ما نیست۔ ہشیار شوید"[۵۱]

بندگی میاں سید عالمؒ اپنی نقلیات میں لکھتے ہیں کہ:۔

ب ۱۵ "ہشیار باشید شما صدیق ہستید۔ این روشِ بیہوشی از خاندانِ مایان نیست"[۵۲]

پھر فرمایا:۔

م "واصلان خدا در صحو مانند و مستان در مشاہدۂ حق و ہشیاران در کارِ شریعت و عبادت باشند"

[انتخاب ب ۱۱]

سیدنا مہدی علیہ السلام کے اس فرمان میں تین قسم کے لوگ بتائے گئے ہیں۔ (۱) واصلان (۲) مستان (۳) اور ہوشیاران۔ اور ان کی صراحت بھی کر دی۔ حضرت کے اس فرمان سے معلوم ہوتا ہے کہ ہوشیار سے مراد وہ بندگانِ خدا ہیں جو نماز روزہ وغیرہ احکام شریعت کے پابند ہیں لیکن عرفان سے بے بہرہ ہیں مستان وہ پاکانِ خدا ہیں جو حالتِ جذب کی وجہ سے ہمیشہ اسی عالم میں رہتے اور احکام شریعت کی پابندی میں متعذر ہیں۔ اور واصلان وہ خاصانِ خدا ہیں جو باطناً دیدارِ خدا میں مستغرق ہوتے ہوئے ادھر احکامِ شریعت کی ادائی میں بھی ہوشیار رہتے ہیں۔

چونکہ بندگی میاںؓ پر حضرت مہدی علیہ السلام کی نظرِ مبارک پڑتے ہی جذب کی حالت طاری ہو گئی تھی اس لئے سیدنا مہدی علیہ السلام آپ کے کندھے پر ہاتھ مار کر ہوش میں لائے اور "این روشِ بیہوشی از خاندان ما نیست ہشیار شوید" فرما کر اپنے ہمخاندان ہونے کا شرف بخشا جو کمالِ اتحاد و یکتائی پر مبنی ہے۔ اس روش کی نسبت آپ فرماتے ہیں۔

پ قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ

ترجمہ۔ کہو (اے محمد) یہی میری راہ ہے۔ (لوگوں کو) اللہ کی طرف بینائی (خدا) پر بلاتا ہوں میں بھی اور جس نے میری پیروی کی (پ ۱۳) سیدنا مہدیؑ نے فرمایا کہ یہاں مَنْ (یعنی جس نے) سے مراد بندے کی ذات ہے۔

ب ۱۶ ہشیار ہونے کے بعد بندگی میاں سید خوندمیرؓ نے سیدنا مہدی علیہ السلام کے ارشاد پر عرض کیا

"پھوٹو آنکھیں جس نے مہدی کوں دیکھا، میں نے تو اپنے خدا کوں دیکھا"۔

صاحب "تذکرۃ الصالحین" لکھتے ہیں "بعدہٗ میاں سید خوندمیرؓ عرض نمودند کہ

اوّل مرحلہ کہ نظرِ این بندہ بر آن حضرتؑ افتاد چشم کور شود کہ آنحضرتؑ را در میان دیدہ باشم بلکہ من

۵۱۔ ازخاندان خود، اخبار ب ۱۳۔ از خاندان خدام، دفتر اول ک ب ۳۔ از خاندان ما، انتخاب ب ۱۱۔
۵۲۔ خاتم ک چ ۱۔ انتخاب ب ۳۔ شواہد ب ۱۵۔ تذکرہ ب ۱۔ اخبار ب ۱۳۔ دفتر اول ک ب ۳۔ مطلع ۱۳۔

خ ہمان لحظہ آفریدگار خود را معائنہ کردم۔" [بلکہ من ہماں لحظہ خدا را دیدم۔ معارج ۱۳ب]

سیدنا مہدی علیہ السلام نے سن کر فرمایا۔

۱۶ب "خدا ہو سو خدا کوں دیکھے" [خلاصۃ جلد دوم۔ معارج ب - ۱۲]

نقلیات بندگی میراں سید عالمؒ میں لکھا ہے کہ

۱۶ب "خدا سے را خدا بیند۔"

شواہد الولایت باب پانزدہم میں لکھتے ہیں۔

۱۶ب "خدا سے را خدا می بیند"

خاتم سلیمانی "ریاض اول گلشن ششم چمن اول میں اور "اخبار الاسرار" باب دوم میں لکھا ہے کہ

۱۶ب "ہر کہ خدا باشد خدا سے را بیند"

"تذکرۃ الصالحین" باب اول میں تحریر فرماتے ہیں کہ

۱۶ب "ہر کہ خدا شود خدا سے را بیند۔"

۱۷ب۔ سیدنا مہدی علیہ السلام نے اسی سلسلۂ سخن میں فرمایا

"تا آنکہ گوشت و پوست و استخوان و موے موے خدا نہ شود خدا را نہ بیند۔" [دفتر اول ک ۱۲ ب۔]

جس طرح سیدنا مہدیؑ نے "خدا ہو سو خدا کو دیکھے" اس مطلق فرمان کو بندگی میاںؓ کے حال کے ساتھ منسوب کر کے بشارت دی اسی طرح یہ بشارت بھی باوجود مطلق ہونے کے بندگی میاںؓ کے حال کے ساتھ منسوب کی گئی اس لئے ان دونوں فرمانوں کو بشارت میں داخل کیا۔

پٹن شریف میں ملا شہمیر جو ایک مشہور عالم تھا جامع مسجد پٹن میں نماز جمعہ کے بعد جب تمام شاگرد ملا صاحب کے حلقہ باندھ کر بیٹھ گئے اور حضرت صدیق ولایتؓ بھی وہاں جا بیٹھے اس وقت ملا صاحب نے آیت کے معنی سمجھانے کا سلسلہ جاری کیا جس پر دو چار روز سے بحث ہو رہی تھی لیکن طلبا کے دل کو تشفی نہیں ہوتی تھی۔ بندگی میاںؓ نے فرمایا "اگر اجازت ہو تو بندہ کچھ عرض کرے۔" ملا صاحب نے کہا۔ "فرمائیے۔" بندگی میاںؓ نے اس آیت کے معنی اس عمدگی سے بیان کئے کہ تمام شاگرد اور خود ملا شہمیر خوش خوش ہو گئے۔ بندگی میاںؓ کی اس اعلیٰ تفہیم کو سن کو ملا صاحب بے ساختہ بول اٹھے کہ کیا آپ سید خوندمیر ہیں؟ بندگی میاںؓ نے فرمایا ہاں اسکے بعد ثبوت مہدی میں بحث شروع ہوئی اور اثنائے بحث میں دیدار خدا کی بحث چھڑ گئی۔ ملا شہمیر نے بندگی میاںؓ سے کہا۔ "کیا آپ نے خدا کو دیکھا ہے؟" فرمایا "ہاں"۔ پوچھا "کس طرح؟" فرمایا

خ "اللہ تعالیٰ نے میرے ایک ایک بال کو دو دو آنکھیں دی ہیں جن سے میں نے خدا کو دیکھا۔"

"ملا شہمیر نے کہا۔ بیشک خدا کو دیکھنے کا یہی طریق ہے" پھر کہا کہ "آپ خراساں تشریف لے جائیں۔ وہاں کے علما آپ کی داد دینگے۔" غرض بندگی میاںؓ کا یہ جواب اسی بشارت پر مبنی تھا۔

ب ۱۸ ۔ اس کے بعد سیدنا امام علیہ السلام نے حضرت شاہ خوندمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر اپنی گود میں رکھ کر دہن مبارک کا لعاب [پس خوردۂ پان] آپ کے منہ میں ڈالا۔ معارج الولایت باب یازدہم میں لکھا ہے کہ "در اول ملاقات در دہاں بندگی میاںؓ زبان مبارک خود نہاد تشنگئ باطنی ایشاں تسکین یافت۔" اور ذکر خفی کی تلقین کرتے وقت ناک سے ناک لگا کر اپنے دم حیات بخش سے آپ کو زندۂ جاوید کر دیا۔ ذکر خفی کی اعلیٰ تعلیم، پسخوردۂ لعاب جاں افروز، اور نظر فیض بخش ولایت سے آپ میں اسی وقت ایک خاص کیفیت پیدا ہوئی، اور اسی حالت میں آپ نے عصر و مغرب و عشا کی نماز ادا فرمائی۔

حضرت مہدی علیہ السلام کا معمول تھا کہ نماز عصر کے بعد سے مغرب تک بیانِ قرآن فرماتے۔ حضرت امام الزماںؑ کے اس روزانہ بیان قرآن سننے اور نیز شرف ملاقات سے بہرہ اندوز ہونے یا ثبوت مہدی میں بحث کرنے کی غرض سے شہر اور دیہاتوں میں سے کثیر التعداد لوگ جمع ہوتے تھے۔ ان سب کو نماز عشا کے بعد رخصت کیا جاتا تھا۔ تمام مصلی حلقہ باندھ کر کھڑے ہو جاتے۔ حضرت امام علیہ السلام سلام پھیرتے اور ایک ایک شخص قدمبوس ہو کر شہر والے شہر کی طرف اور گاؤں والے اپنے گاؤں کو روانہ ہو جاتے۔ اور جو طالبان حق ہمیشہ حضوری میں رہنے والے تھے باری باری سے نوبت بیٹھ جاتے۔ حسب دستور جب سب کے سب حلقہ باندھ کر کھڑے ہوگئے اُس وقت حضرت مہدی علیہ السلام نے بندگی میاں سید خوندمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہت ہی لطف و کرم کے ساتھ مخاطب ہو کر فرمایا

م "بھائی سید خوندمیرؑ۔ آنچہ شمارا معاملہ شدہ است بگوئید۔"

بندگی میاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی "حضور پر سب روشن ہے۔ بندہ کیا عرض کرے؟"

حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا۔

"آرے چنانچہ شما گوئید ہمیں است اما از زبانِ خود آشکارا کردہ بگوئید کہ ہمہ برادراں بشنوند"

بندگی میاںؓ نے حضرت امام علیہ السلام کے ارشاد کی تعمیل میں عرض کی

خ "نماز عصر پڑھتے وقت حضور الٰہی سے چار فرشتے آئے، اور بندے کے سر پہ آرہ رکھ کر بدن کے دو ٹکڑے کر دیئے، جسم کے سیدھے حصہ کو بشری کثافت سے پاک کر کے خوبصورت اور نورانی

بنایا، اور بائیں حصّے کو جس میں سیدھے حصّے کی کثافت بھر دی گئی تھی، بندے کے روبرو ایک بُری صورت میں کھڑا کر دیا۔

پھر ارشادِ خداوندی ہوا

ب ۱۸ "اے سید خوند میر تم نے دیکھا کہ ہم نے تمہاری ذات سے کس قدر **بشری کثافت** دور کی![1] اور کیسی پیاری صورت بنائی[2]! اس بات کا تم پر احسان ہے۔ تم اس احسان کے شکریہ میں ہمارے لئے کیا تحفہ لائے[3]"؟

ب ۱۹ ۔بندے نے کمال عاجزی و انکسار سے عرض کی۔

"خداوندا! بندے کو نہ بی بی ہے نہ اولاد کہ تیرے حضور پیش کرے"۔

ارشاد ہوا

ب ۱۹ "ہموں کوں (ہم کو) سو ہی لیوے جو راہ ہماری سر دیوے"

بندے نے عرض کی

خ "بارِ خدایا! ایک سر تو کیا اگر سو سر بھی ہوں تو تیرے نام پر تیرے راستے میں تصدق کر ڈالوں"!

اس کے بعد بندے کا سر دستِ قدرت سے علیحدہ ہو گیا، اور بندے نے عصر مغرب اور عشا کی نماز بغیر سر کے پڑھی۔ پھر قدرتِ الٰہی سے بندے کا سر کندھوں پر آ گیا۔

ب ۲۰ ۔اُس وقت ارشادِ خداوندی ہوا کہ

ب ۲۰ "اے سید خوند میر ما این سر بر تنِ تو **امانت** داشتہ ایم ہر گاہ کہ طلب نمائیم بدہید"۔

ب ۲۱ ۔پھر ارشاد ہوا

"اے سید خوند میر۔ آنچہ از درگاہِ ما می خواہی بخواہ کہ بتو عنایت کنیم"۔

ایسا تین بار ارشاد ہوا۔ لیکن بندے نے تینوں مرتبہ نہایت عاجزی سے یہی عرض کی کہ "بندہ تجھ سے تیری ذات کے سوا کچھ نہیں چاہتا"[4]۔

---

[1] ۔یہ عمل بندگی میاں سید خوند میرؓ کے جسم مبارک پر بمقام ٹپن بحالت معاملہ ہوا تھا۔ اس کے بعد دائرہ کھانبیل میں ذی الحجہ کی ستائیسویں رات ۹۲۲ھ جمعرات کو عملی طور پر ہوا۔ تفصیل کیفیت کے لئے ملاحظہ ہو بشارت نمبر ۹۔ [2]۔ ثم انشانا خلقا آخر فتبارک الله احسن الخالقین۔ (قرآن کریم)، الله جمیل یحب الجمال (حدیث شریف)، [3]۔ احسن کما احسن الله الیک (قرآن) [4]۔ شعر۔ من نہ شاہی خواہم و نہ خسروی۔ آنچہ می خواہم من از تو۔ ہم توئی۔

ارشادِ خداوندی ہوا

"ما ذاتِ خود را بتو عنایت کردیم و در خواست ترا پذیرا گردانیدیم۔" [۵۱]

ب ۲۱

ب ۲۲ ۔ حضرت صدیق ولایت رضی اللہ عنہ کی زبانِ مبارک سے یہ تمام کیفیت سن کر حضرت ولایتمآب علیہ السلام نے فرمایا

"بھائی سید خوندمیر شما بہ استعداد تمام آمدہ بودید چراغدان و فتیلہ و روغن موجود بود، اما ہمیں یک کارِ افروختن باقی ماندہ بود، اکنوں از چراغِ ولایتِ محمدی روشن کردہ شد۔" [۵۲]

ب ۲۲

اس بشارت کے پہلے جزو میں بندگی میاں رضی اللہ عنہ کی ذاتی قابلیت و استعداد بیان فرمائی اور دوسرے جزو میں اس قابلیت کو جو بالقوی تھی آپ نے آنِ واحد میں بالفعل کر دی۔ یعنے فیضِ ولایتِ مقیدۂ محمدیہ سے بہرہ یاب کر کے کمالِ رویت سے آپ کو سرفراز کر دیا۔ ذٰلک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء۔

ب ۲۳ ۔ پھر فرمایا

"فرمانِ خدا می شود کہ آیۂ اللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ در حق سید خوندمیر است تو بیانِ این آیت از زبانِ خود واضح کردہ در حق سید خوندمیر بکن۔"

پ

اسلئے حضرت میراں علیہ السلام نے اخیر رکوع تک آیۂ مذکور کا بیان بندگی میاں رضؓ کے حق میں اس طرح فرمایا:۔

ب ۲۳

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (ترجمہ۔ اللہ آسمانوں کا اور زمین کا نور ہے) مراد از نور ذات خداے تعالیٰ است کہ بر دلِ شما نزول کرد مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ (اس کے نور کی مثال گویا ایک طاقچہ ہے) فرمایا کہ مراد از مشکوٰۃ سینۂ شما است۔ فِیْھَا مِصْبَاحٌ (جس میں ایک چراغ ہے) مراد از مصباح نورِ ولایت است کہ الولایت ذات اللّٰہ۔ اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَۃٍ ط (چراغ قندیل میں ہی) مراد از زجاجہ دلِ صاف شما است۔ اَلزُّجَاجَۃُ کَاَنَّھَا کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ (یہ قندیل گویا ایک روشن ستارہ ہے) مراد از کوکب دری قابلیتِ دلِ شما است یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ زَیْتُوْنَۃٍ (زیتون کے درخت مبارک سے روشن کیا جاتا ہے) مراد از شجرۃ مبارکہ ذاتِ بندہ است کہ بر آسمانِ چہارم نام بندہ سید مبارک است لَّا شَرْقِیَّۃٍ وَّلَا غَرْبِیَّۃٍ (نہ اس کو شرق ہے نہ مغرب) یعنے ایشما

---

[۵۱] ۔ خاتم گ ۱۲ ۔ انتخاب ت۷ ۔ شواہد ب۵ ۔ تذکرہ ب ۔ دفتر اول ک ۲ ب ۔ مطلع ۔ اخبار ب ب ۔ ۱۲

[۵۲] ۔ انتخاب ب ۔ شواہد ب ۔ خاتم گ ۔ تذکرہ ب ۔ مطلع ۔ دفتر اول ک ۲ ب ۔ اخبار ب ت ۔ ۱۲

تولوا فثم وجہ اللہ (جدھر منہ کرو اُدھر اللہ ہی کی ذات ہے) مراد دارد۔ زیرا کہ ذات
اللہ طرف و جہت نمی دارد یکاد زیتہا یضیٔ و لو لم تمسسہ نار (اگرچہ تیل کو آگ نہ
چھوئے باوصف اس کے از خود بھڑک اُٹھتا ہے) فرمایا کہ ذاتِ شما قابلیتِ فیضِ ولایت
بلا واسطہ می داشت می خواست کہ از خود روشن شود نور علیٰ نور (نور پر نور ہے)
فاما بواسطۂ مہدی نور علی نور گشت۔ یہدی اللہ لنورہ من یشاء (اللہ جس کو
چاہتا ہے اپنے نور کی طرف راہ دکھاتا ہے) دریں جا مراد از یہدی ذاتِ مہدی است
کہ ہر کسے را کہ می خواہد عطیۂ نورِ ولایتِ محمدیؐ می کند۔ و مراد از من (یعنی جس کو) ذاتِ خاص
شماست۔" (سورۂ نور ۲۴ پ ۱۸ ع ۱۱)

اِس بشارت میں سیدنا مہدی علیہ السلام نے بندگی میاںؓ کی ذاتی استعداد اور فطری قابلیت کا پورا خاکہ
کھینچ دیا۔ چنانچہ اوپر ہی ہے آپ کی قابلیت کا ایک سلسلہ سے بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ
"تمہاری ذات فیضِ ولایتِ بلا واسطہ کی وہ قابلیت رکھتی تھی کہ اگرچہ اُس کو آگ
نہ چھوئے تو بھی از خود بھڑک اُٹھے اور روشن ہو جائے، لیکن بندے کے واسطے سے
نورٌ علیٰ نور ہو گئی۔"

عارفانِ الٰہی جانتے ہیں کہ سیدنا مہدی علیہ السلام کی ذاتِ مقدس نورٌ علے نور ہے پس آپ
نے عطیۂ فیضِ ولایتِ بلا واسطہ سے بندگی میاں کی ذات کو بھی نورٌ علےٰ نور بنایا اور
آپ کے سرِ اطہر پر نورِ ولایتِ محمدیؐ کا تاج رکھ دیا
سیدنا حضرت مہدی علیہ السلام نے بندگی میاںؓ کو فرہ مبارک میں جو یہ بشارت دی کہ
"بھائی سید خوندمیر ما و شما یک ذات و یک وجود ہستیم۔ درمیانِ ما و شما ہیچ فرقے نیست۔" (ب ۶۶)
اس کے سات سال پہلے ہی پٹن شریف میں بشارت "نور علی نور" سے جو اس بشارت کی مماثل ہے سرفراز
فرمایا۔ اور ایسی ہی عظیم الشان بشارتوں نے آپ کو خلیفۃ اللہ کا خلیفۂ خاص (ب ۳۲)، اور قائم مقام مہدی (ب ،
اور بدلۂ ذاتِ مہدی (ب ۱۰۱) بنایا اور تابع تام مہدی (ب ۳۵)، اور قدم بر قدم مہدی (ب ۳)، اور اولی الامرِ مہدی (ب ۳۵)،
وغیرہ بشارتوں سے بھی ممتاز اور مختص فرمایا۔ سچ ہے واللہ یختص برحمتہ من یشاء و اللہ ذو الفضل العظیم

سل ۵۔ ن ح۔ مطلع۔ انتخاب ب۴۔ شواہد ب ۱۵۔ خاتم گ چ ۱۔ انصار ب ۳۔

ب ۲۴ ۔ اللہ تعالیٰ کی ان اعلیٰ عنایات اور حضرت مہدی علیہ السلام کی نظرِ شفقت نے بندگی میاںؓ کو عشقِ سرمدی سے ایسا مست و مشتاق بنا دیا کہ سلام پھیرنے کے بعد جب حضرت مہدی علیہ السلام اپنے حجرۂ مبارک میں تشریف لے جانے لگے تو آپ نے کمالِ اشتیاق و آرزو سے عرض کی

خ "بندہ حضرتؑ کی غلامی میں رہ کر فیضِ باطنی سے مشرف ہوتا رہے گا۔"

لیکن سیدنا مہدی علیہ السلام نے فرمایا

ب ۲۴ "بھائی سید خوندمیرؓ الحال از رضاے بندہ شما بخانۂ خود بروید؛ بہرحال شما نزدیک بندہ اید۔"[۵۱]

حضرت امام علیہ السلام کے حکم کی بنا پر آپ کا گھر جانا دوری نہیں بلکہ عین حضوری ہے۔ حضرت امام علیہ السلام خواجہ ابوسعید ابوالخیرؒ (بشارت ہفت سلطان میں داخل) کا یہ شعر اپنی زبانِ مبارک سے فرماتے ہیں ؎

م "گر با منی و در یمنی پیشِ منی ور بے منی و پیشِ منی در یمنی"[۵۲]

علاوہ بریں بندگی میاںؓ کی نسبت اِس قدر انضالِ ایزدی کے اظہار کے بعد حضرت مہدی علیہ السلام کا اس طرح دوری کو نزدیکی ٹھہرانا، کمالِ یکتائی و یگانگت کا بھی پتہ دے رہا ہے۔ یہ بشارت گویا گذشتہ بشارتوں کی تائید اور آیندہ عنایتوں کی آگاہی دے رہی ہے۔

ب ۲۵ ۔ زمانۂ قیام پٹن شریف ہی میں ایک روز بندگی میاں سید خوندمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت مہدی علیہ السلام کی خدمت میں اپنا یہ معاملہ عرض کیا کہ

خ "عصر و مغرب کے درمیان بیانِ قرآن کے وقت بندہ سامعین کی صف میں بیٹھا ہوا تھا۔ اسی اثنا میں دیکھا کہ بیضہ کے جیسا نور آسمان سے اترا، بندہ کے پیرہن میں گھسا، اور بغل میں چلا گیا"

یہ سن کر حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا

ب ۲۵ "این خلعتِ خلافت است کہ از ربّ العزّت یافتہ اید۔"[۵۳]

اس خلافت سے مراد سیدنا مہدی علیہ السلام کی **خلافتِ خاص** ہے؛ کیونکہ فرہ مبارک میں بھی آپ نے ان الفاظ سے بشارت دی کہ

---

[۵۱] - انتخاب ب۱، شواہد ب۱۵، خاتم گ چ۱۔ [۵۲] - "شرح نزہتہ الارواح" میں پوری رباعی اس طرح لکھی ہوئی ہے ؎
گر در یمنی چہ! با منی پیشِ منی — گر پیشِ منی چہ! بے منی در یمنی" "من با تو چنانم اے نگار یمنی — خود در غلطم کہ من تو ام یا تو منی؟
محققوں کے نزدیک حضرت امام علیہ السلام کی زبانِ مبارک سے نکلا ہوا شعر زیادہ فصیح ہے۔
[۵۳] - خاتم گ چ۱ - تذکرہ ب۱، مطلع، اخبار ب ب۲ - ۱۲

"بھائی سید خوندمیر شمارا در ذات بندہ سیرت و شما قایم مقام بندہ ہستید" (ب ۵۷)

دَورِ ولایت میں خلافت کی تعریف سیدنا مہدی علیہ السلام کی زبان مبارک سے اس طرح بیان ہوئی ہے کہ

"حضرت میرانؑ فرمودند پس از من کسانے باشند کہ برایشان اقامتِ دین باشد چنانچہ پس از مصطفیٰؐ شدہ بودند۔ امّا آن خلافت بظاہر تعلق داشت و این جا معناً" (انصاف ب ۱۵)

گذشتہ صفحوں کے متعلق حاشیہ

ابتدائے ملاقات مہدی علیہ السلام سے مندرجۂ بالا بشارتوں کی نسبت جو بندگی میاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں وارد ہیں مختلف روایتیں آئی ہیں۔ ایک روایت اس طرح ہے کہ سیدنا حضرت علیہ السلام کی نظر مبارک بندگی میاں رضی اللہ عنہ پر پڑتے ہی آپ بیہوش ہو گئے اور اسی عالمِ بے خویشی و بیہوشی میں آپ نے عصر و مغرب کی نماز پڑھی۔ نماز مغرب کے بعد بندگی حضرت میراں علیہ السلام کی اجازت سے بندگی ملک نحن رضؓ آپ کو گھر لے گئے۔ ایک ہفتہ اسی عالم بیخویشی میں گذرا۔ ہوش میں آنے کے بعد آپ حضور مہدی علیہ السلام میں عصر کو تشریف لائے اور نماز عشا تک ٹھیرے رہے۔ اور بعض روایتیں اس قسم کی بھی آئی ہیں کہ تین روز کے بعد آپ ہوش میں آئے، عصر کے وقت حضورِ ولایت مآبؐ میں حاضر ہوئے، اور مکان پر واپس آنے کے بعد پھر بیہوش ہوگئے۔ پھر جب کبھی ہوش آتا، حضرت مہدی علیہ السلام کی خدمتِ اقدس میں تشریف لاتے۔

ان بشارتوں کی نسبت بعض روایتوں میں یوں بھی آیا ہے کہ بعض بشارتیں پہلے روز دی گئیں اور بعض بشارتیں ایک ہفتہ کے بعد۔ غرض وقت کا اختلاف ہے لیکن اظہار واقعہ اور بشارتیں متفق علیہ ہیں۔ وقت کا اختلاف ایک فروعی امر ہے، اس سے اظہارِ کیفیت اور الفاظِ بشارت پر کچھ بھی اثر نہیں پڑ سکتا۔

یہ بات بھی ناظرینِ باتمکین کے ذہن نشین رہے کہ مندرجۂ بالا بشارتیں پٹن شریف میں پہلی ہی ملاقات کے وقت یا قریب کے زمانہ میں دی گئی تھیں، جب کہ بندگی میاںؓ تمام پابندیوں کے ساتھ زمرۂ اصحاب مہدیؑ میں نہ رہ کر حسب فرمان حضرت مہدیؑ اپنے گھر رہتے تھے پھر بھی ان بشارتوں میں بندگی میاںؓ کی اعلیٰ قابلیت کے علاوہ "اشتراک فی الدرجاتِ مہدیؑ" (دیکھو شرح ب ۱۲)، "یک ذات و یک وجود" (شرح ب ۲۳)، "خلافتِ خلیفۃ اللہ" (ب ۲۵)، "شہادت مخصوصہ" (ب ۳)، وغیرہ اُن تمام مراتبِ عالیہ و فضائل مخصوصہ کا اظہار صریحاً یا کنایتاً گویا مشتے نمونہ از خروارے ہو رہا ہے۔

چوتھی فصل

بڑلی میں بشارتیں

۲۶ ب ۔ حضرت مہدی علیہ السلام کے ساتھ بندگی میاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کمالِ عقیدت و فدائیت، اور حضرت امام علیہ السلام کی آپ پر کمالِ شفقت و عنایت دیکھ کر بندگی میاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نانا ملک نصیر مبارز الملک کو خوف ہوا کہ مبادا بندگی میاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر بار چھوڑ کر حضرت مہدی علیہ السلام کے زمرۂ اصحابؓ میں داخل ہوجائیں، اور آپؑ کے ساتھ ہجرت اختیار کرلیں۔ اس لئے جب پٹن کے علمائے سوٗ کی تحریک سے منجانبِ سلطان گجرات حضرت مہدی علیہ السلام کے اخراج کا حکم بحیثیتِ صوبہ دار پٹن ملک نصیر مبارز الملک کو ملا تو انہوں نے اس شاہی فرمان کو حضرت امام علیہ السلام کی خدمت میں پیش کرنے کا ارادہ کیا۔ چونکہ اُدھر حضرت مہدی علیہ السلام کو بھی پٹن سے روانہ ہوجانے کا فرمانِ خداوندی ہوچکا تھا، اس لئے بندگی ملک بخنؓ بندگی میاں سید خوندمیرؓ اور آپ کے دیگر اقرباء نے ملک نصیر مبارز الملک کو منع فرمایا کہ حضرت میراں علیہ السلام خود ہی جانے کے لئے تیار ہیں! لہٰذا فرمانِ اخراج بتاکر خواہ مخواہ سیدنا مہدیؑ کی ناراضی اپنے پر نہ مول لیں۔ لیکن ملک نصیر مبارز الملک نے جو بندگی میاںؓ کی محبت میں اندھے تھے، فرمانِ سلطانی پیش کرہی دیا۔ سیدنا مہدیؑ نے اُن کی یہ حرکت دیکھ کر طنزاً فرمایا

"ملک نصیر! یہ سوہاگ کا ٹوکرا تم نے کیوں اُٹھایا؟"

یعنے تم کو اس سبدِ سعادت کے اُٹھانے کی ضرورت ہی کیا تھی!

اُدھر سیدنا مہدیؑ بڑلی کو روانہ ہوگئے اور اِدھر مبارز الملک نے بندگی میاںؓ کو از روے محبت گھر میں نظر بند کرکے ایسا انتظام کیا کہ باہر نہ نکل سکیں۔[۱]

---

۱ ۔ اگرچہ نانا نے نواسے کو بنظرِ محبت نظر بند کیا تھا لیکن یہ فعل صدیقیؓ کی شان کے خلاف اور بے ادبی پر محمول تھا [جاریہ]

ٹپن شریف سے اخراج ہونے پر سیدنا مہدی علیہ السلام بڑلی[۵۱] تشریف لائے، اور گاؤں کے باہر تالاب کے کنارہ پر قیام فرمایا چونکہ یہ قیام عارضی تھا، اور آگے بڑھنے کے لئے حضرت امام علیہ السلام ہر وقت فرمانِ خداوندی کے منتظر رہتے تھے، اس لئے قصر نماز پڑھا کرتے تھے۔ تشریف آوری سے پندرہ روز کے بعد سیدنا مہدی علیہ السلام اپنے دائرۂ بڑلی میں کھرنی کے درخت[۵۲] کے نیچے مجمع صحابہ میں جلوہ افروز تھے کہ آپؑ کو جناب باری تعالیٰ سے اپنی مہدیت کا مؤکد دعویٰ کرنے کا حکم سختی سے ہوا۔

اسی روز حضرت صدیق ولایتؓ کے سینۂ صافی میں بھی خدا جانے کیا الہام ہوا کہ آپ جس حویلی میں نظر بند تھے اُس پر سے رسّی کے ذریعہ نیچے اُتر آئے اور بڑلی پہنچ کر عین اُس وقت حضور اقدس میں حاضر ہو گئے جب کہ حکمِ الٰہی سے دعویٰ مؤکدہ کے اظہار کی آمادگی کے باعث حضرت مہدی علیہ السلام کے چہرہ کا رنگ متغیر ہوتے ہوئے بھی اُس کے اظہار میں قبض پایا جا رہا تھا کہ اتنے میں بندگی میاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دور سے دیکھ کر حاضرینِ مجلس میں سے ایک صحابیؓ بے ساختہ بول اٹھے کہ "لو سید خوندمیر آرہے ہیں!" یہ سنتے ہی سیدنا مہدی علیہ السلام جوشِ محبت اور فرطِ مسرت میں یہ فرماتے ہوئے آگے بڑھے کہ:—

"بھائی سید خوندمیر! بیائید۔ خوش آمدید!"

۳۶ ب

پھر بغلگیر ہو کر فرمایا

[جاریہ] اس لئے اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ ملک نصیر کے انتقال کے بعد ہی ان کا منصب اور جاگیر غیر خاندان میں منتقل ہو گئے علاءالدین خان پولادی مہدوی اس عہدہ پر مامور ہوا اور اس کے انتقال کے بعد اس کے بیٹے موسیٰ خان اور شیر خاں۔ موسیٰ خاں بعد میں مرتد ہو گیا؛ اور شیر خاں پولادی حضرت شہاب الحقؒ ابن حضرت صدیق ولایتؓ کا تادمِ زیست مرید معتقد رہا۔ یہ دونوں بھائی عین الملک کے نواسے ہوتے ہیں۔ (خاتم سلیمانی) ۵۱۔ یہ موضع ٹپن شریف سے مغرب میں تین کوس یعنے ساڑھے چار میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔

۵۲۔ سیدنا مہدی علیہ السلام نے بڑلی کی جس مسجد میں قیام فرمایا تھا، اس کے متصل تالاب اور تالاب کے کنارے پر کھرنیوں کا باغ تھا اگرچہ باغ ویران ہو گیا اور اب وہاں کھیتی ہوتی ہے؛ لیکن اب تک بھی اس مقام کو گاؤں کے لوگ رُوں ایش ریا وڈی [illegible] یعنے کھرنیوں کا باغ کہتے ہیں۔ حضرت امام علیہ السلام نے کھرنی کی ایک ڈالی پکڑ کر دعویٰ مہدیت کیا تھا دو سو برس کے بعد کنوار کا ندی کی طغیانی نے مسجد، تالاب اور باغ ویران کر دیے۔ شہید شدہ مسجد کی اینٹوں کا ڈھیر اب تک بھی اپنی قدامت کا پتہ دے رہا ہے۔ اور کھرنی کا ایک تنہ سنہ ۱۳۳۰ھ (۱۹۱۲ء) تک موجود تھا۔ دوسرے یا تیسرے سال کھیت والے کُنبی نے بیکار سمجھ کر آذر درختوں کے ساتھ اس کو بھی کاٹ ڈالا۔ ناظرین بالتمکین اس مقدس مقام بلکہ گجرات کے کُل مقاماتِ مقدسہ کی اگر گھر بیٹھے سیر کرنا چاہیں تو خاکسار کی تصنیف رہنمائے زائرینِ گجرات ملاحظہ فرمائیں جو سنہ ۱۳۳۲ھ میں شرح و بسط کے ساتھ لکھی گئی لیکن مشیتِ الٰہی میں اس کی طباعت کا وقت ابھی باقی ہے۔

"خدائے تعالیٰ مقصود خود می کند۔ ذاتِ شما سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ناصرِ ولایتِ مصطفیٰ است۔ محمد مصطفیٰ برائے نصرتِ ولایت خود ناصر خواستہ بودند کہ وَاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا (بنی اسرائیل رکوع ۹) ترجمہ۔ اور کر واسطے میرے اپنی طرف سے غلبہ مدد دینے والا (پ ۱۵)، مراد ازین ذاتِ شما است"۔[1]

اِس بشارت کے بعد سیدنا مہدیؑ نے حاضرینِ مجلس کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا

پ

۱۔ فرمانِ حق تعالیٰ می گردد "ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ" درحق تست

۲۔ وما ترا وارثِ ولایتِ خاصِ محمدیؐ گردانیدیم۔

۳۔ وترا تابعِ تامِ او کردیم۔

۴۔ وترا علمِ اوّلین وآخرین دادیم۔

۵۔ وترا تبیینِ معانی قرآن نمودیم۔

۶۔ وکلیدِ خزائنِ ایمان بتو دادیم۔

۷۔ وترا ناصرِ دینِ محمدیؐ کردیم۔

۸۔ وما ناصرِ تو ہستیم۔

۹۔ تو دعوئ مہدیت کن" (معارج ب)

اس کے بعد آپ نے فرمایا:۔۔

م

"بندہ را صحت است مرض نیست۔ وعقل است جنون نیست۔ وغنا است فقر نیست وہشیار است بیہوش نیست۔ انکار کردن از مہدیتِ سید محمد ابن عبداللہ عرف سید خاں کفر است"۔

پھر اپنے پوست مبارک کو دو انگلیوں سے پکڑ کر فرمایا

م

"ہر کہ از مہدیتِ این ذات منکر شود کافر است"۔

پھر فرمایا

[1] ن ۶، انتخاب ۶، خاتم ۳ چ ۱، شواہد ۱، اخبار ۱ ب ۱۲۔

"انکار مہدی انکار محمد رسول اللہ و انکار محمد رسول اللہ انکار قرآن و انکار قرآن انکار خدا است" ھم

پھر فرمایا

انکار مہدی انکار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم است و انکار محمد صلی اللہ علیہ وسلم انکار ہمہ پیغمبراں و انکار ہمہ پیغمبراں انکار خداست"۔ پھر فرمایا ھم

"انکار مہدی انکار ہمہ کتبہا و صحیفہا و انبیاے پیشینیاں است" (شواہد ۵۲) ھم

غرض حضرت سید محمد جون پوری عبد اللہ۔ امر اللہ۔ مراد اللہ۔ داعی الی اللہ۔ تابع تام محمد رسول اللہ۔ امام الاتقیا خاتم الاولیا۔ معصوم عن الخطا۔ مخلق رسول اللہ۔ مبین کلام اللہ۔ وارث نبی اللہ۔ مخلق محمد مصطفیٰ۔ نظیر محمد مجتبیٰ۔ خلیفۃ اللہ مظہر ذات اللہ۔ خاتم ولایت مقیدۂ محمدیہ کا ایسے پر زور اور موثر الفاظ میں اپنی مہدیت کا دعویٰ موکدہ سنتے ہی سب سے پہلے بندگی میاںؓ نے تصدیق کی اور جمیع صحابہؓ نے بھی جو تعداد میں تین سو ساٹھ بڑے پایہ کے بزرگ تھے ہم آہنگی سے آمَنَّا وَصَدَّقْنَا کہا۔ اس طرح پٹن شریف میں فرمائی ہوئی بشارت "بھائی سید خوندمیر صدیق ماہستند" کا یہاں علمی طور پر ظہور ہو گیا۔ چنانچہ دفتر اول رکن دوم باب چہارم میں لکھا ہے کہ

"اولاً مظہر ایمان بندگی میاں صدیق عیاں علیہ الرضوان ایمان آوردند و تصدیق کردند و نیز جملہ اصحاب برگزیدگان مَلِکُ الوَہَاب آمنا و صدقنا گفتند کہ عدد ایشان علیہم الرضوان سہ صد و شصت صحابہ خواص بودند و عوام را عدد معلوم نیست"۔ ق

یہ دعویٰ ۹۰۵ھ میں پیر کے روز چاشت کے وقت یعنی طلوع آفتاب کے بعد ایک پاس ایک گھڑی گذرنے پر اور بعض کے نزدیک ظہر کے بعد ہوا۔ دعویٰ موکدہ کے عین اظہار سے پہلے بندگی میاںؓ کی نسبت جو بشارت فرمائی وہ مستقل چار بشارتوں پر مشتمل ہے۔

(۱)۔ آ گئے بھائی سید خوندمیرؓ۔ اچھا ہوا کہ آ گئے۔

(۲)۔ اللہ تعالیٰ اپنے مقصود کو آپ ہی پورا کرتا ہے۔

(۳)۔ تمہاری ذات سُلْطٰنًا نَصِيْرًا ولایت مصطفیٰ کی ناصر ہے۔

(۴)۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے اپنی ولایت کی نصرت کے لئے ایک ناصر یعنی مددگار چاہا تھا کہ وَاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا۔

(ص۱۵) "اس مددگار سے مراد تمہاری ذات ہے۔"

اوپر ہی بیان ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا مہدی علیہ السلام سے فرمایا

"وترا ناصرِ دینِ محمدی کردیم۔ وما ناصرِ تو ہستیم"

اور حضرت صدیقِ ولایت رضی اللہ عنہ کو یہ بشارت دی گئی کہ

"تمہاری ذات سُلطاناً نصیراً ناصرِ ولایتِ مصطفیٰ ہے"۔

اس فرمان سے واضح ہے کہ

"سیدنا مہدی علیہ السلام کی ذات ناصرِ دینِ محمدی ہے اور بندگی میاں رضی اللہ عنہ کی ذات ناصرِ ولایت مصطفیٰ ہے"۔

اور یہ بھی واضح ہو گیا کہ

"مہدی کا ناصر (مددگار) خدا ہے"۔

اور خود حضرت مہدی علیہ السلام بھی فرماتے ہیں کہ

"ناصرِ مہدی خداست۔ مہدی راجز مہاجران نباشند"۔ (انصاف ۳ب)

گروہ مہدویہ کا یہ مسلّمہ عقیدہ ہے کہ

"الولایت افضل من النبوۃ"۔

اور سیدنا مہدی علیہ السلام نے علمائے پٹن سے اثناءِ بحث میں فرمایا کہ

"حضرت محمد مصطفیٰ کی ولایت حضرتؐ کی نبوۃ سے افضل ہے"۔

کیونکہ نبوت کا ظہور ولایت سے ہے؛ جیسے درخت کا ظہور تخم سے اور کُل اشیائے جہاں کا ظہور

"اَنَا مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ وَکُلُّ مُوْمِنٍ مِنْ نُوْرِیْ" سے

اور کُل مومنین کا ظہور

"اَنَا مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ" سے

اور "انا من نور اللہ" کا ظہور

"اَنْتَ اَنِیَّتِیْ" سے

حضرت مہدی رضی اللہ عنہ بھی اسی اصول کو پیشِ نظر رکھ کر فرماتے ہیں ؎

ق

"ہرچہ ہست از ولایت است ظہور"

پس بندگی میاںؓ کو جو "ناصرِ ولایت" اور "سلطاناً نصیرا" کی بشارت دی گئی وہ اُسی مرتبہ کی بشارت ہے جو کُل کا منبع اور سرچشمہ ہونے کی وجہ سے کُل کائنات اُس کے سامنے سربسجود ہے۔ بزرگانِ دین اِس ولایت کی تعریف میں لکھتے ہیں کہ

"ولایتِ مصطفیٰ صفتِ خالق و غیر مخلوق"۔

بندگی میاں سید خوندمیرؓ کو ناصرِ ولایتِ مصطفیٰ فرمانے میں یہ مطلب واضح ہے کہ آپ طالبانِ حق، وجویانِ ذاتِ مطلق کو بحیثیتِ ناصرِ ولایتِ مصطفیٰ، رویت اللہ سے مشرف فرماتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے۔

پ

"وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ"

ترجمہ:- "یعنے ہم نے جنوں اور آدمیوں کو محض اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا"

بندگی میاںؓ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں "اے لیعرفون" کیونکہ بغیر معرفتِ الٰہی کے عبادت ہو ہی نہیں سکتی۔ اس میں بھی جس قدر معرفت زیادہ، اتنا ہی عبادتِ الٰہی میں اخلاص بڑھا ہوا، اور شرک وکفر باطنی سے نکلا ہوا۔ اور جس قدر توحید و اخلاص میں قدم بڑھا ہوا، اتنا ہی تقربِ الٰہی، فیضانِ ولایت، اور دیدارِ خدا میں حسب آیۂ اَلسَّابِقُوْنَ السَّابِقُوْنَ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ...... ونیز آیۂ ...... وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ..... کے زیر سایہ آیا ہوا۔ پس معلوم ہوا کہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، ترک دنیا، ترکِ علائق، ہجرتِ وطن، صحبتِ صادقان، عزلتِ خلق، ذکرِ کثیر، توکل، تسلیم و رضا، نوبت، سویت، اجماع، وغیرہ جمیع احکامِ شریعت اور فرائضِ ولایت کی علت غائی اور آفرینشِ انسان میں اللہ تعالیٰ کا مقصودِ اصلی یہی ہے کہ دیدارِ خدا سے مشرف ہوں۔ چنانچہ سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں۔

م

"خدائے را دیدنی است باید دید"

پھر فرماتے ہیں سے

م

"مارا برائے دیدنِ یار آفریدہ اند ورنہ وجودِ ما بچہ کار آفریدہ اند"

پس حضرت صدیقِ ولایتؓ نے مسندِ مہدی علیہ السلام پر بیٹھ کر ہزار ہا بندگانِ خدا کو دیدارِ خدا سے باحسن الطریق مشرف کردیا جس کا ذکر فصلِ رویت میں بالتفصیل بیان کیا جائے گا۔ یوں بشارت بالا کے تینوں جزو

کی تکمیل علی طور پہ ہوگئی۔ اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا مہدی علیہ السلام کی نسبت یہ فرمایا کہ

"مہدی برائے نصرتِ دین مبعوث خواہد شد و رسم و
عادت و بدعت را زائل خواہد نمود و سنتِ مرا قایم خواہد کرد"

اور سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

"مہدی را خدائے تعالیٰ آنکہ فرستاد کہ سعنی دین از جہاں رفتہ بود۔ و معنی دین از سہ چیز رفتہ بود رسم و عادت و بدعت۔ وقتے کہ ظہورِ مہدی شود رسم و عادت و بدعت دور کند و دینِ محمدؐ را نصرت کند" (انصاف ب)

پھر فرماتے ہیں کہ

"خدائے تعالیٰ این بندہ را مہدی کردہ آنکہ فرستاد کہ از تمام عالم
دین رفتہ بود مگر در مجذوباں ماندہ بود" (انصاف ب)

بدعتیوں کی نسبت سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

"اگر کسے رسم و عادت و بدعت اختیار کند او را بہرۂ ایں جا نہ رسد" (انصاف ب)

یعنے ایسا شخص فیضِ مہدی سے بے فیض ہے اور جو شخص بے فیض ہے وہ دیدارِ خدا سے بے بہرہ ہے اور جو بے بہرہ ہے اُس کی نسبت سیدنا مہدی علیہ السلام نے یہ آیت پڑہی

مَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا

ترجمہ۔ جو شخص اس دنیا میں اندھا (یعنے دیدارِ خدا سے بے بہرہ) ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہے اور (راہِ رویت سے) بہت بھٹکا ہوا (پ ۱۵)

اور اہلِ رویت کی نسبت یہ آیت وارد ہے۔

فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ۔

ترجمہ۔ پس کھول دیا ہم نے تجھ سے تیرا پردہ اسلئے تیری آنکھ آج کے روز (بہت) تیز ہے (پ ۲۶)

اس پردہ کی نسبت سیدنا مہدیؑ فرماتے ہیں۔

"درمیانِ خدا و بندہ پردہ ہمی ذاتِ بندہ است"

روٹی کو ہاتھ کی چٹکی سے پکڑ کر فرماتے ہیں۔

"خدا اور بندہ کے بیچ میں پردہ اِس روٹی کا ہے"۔

بندگی میاں سید خوندمیرؓ نے بحیثیتِ ناصرِ ولایت مصطفیٰؐ اور قایم مقام مہدیؑ (ملاحظہ ہو بشارت نمبر ۷) اور تابعِ تام مہدیؑ (ملاحظہ ہو بشارت نمبر ۸۳) سیدنا مہدی علیہ السلام کے وصال کے بعد رسم اور عادت اور بدعت کو جو راہِ رویت میں حجاب ہیں اٹھایا بلکہ اُن کے منبع کا جو کہ "ذاتِ بندہ"[۱] ہے قطعاً ازالہ کرکے صدہا بندگانِ خدا کو دیدارِ خدا سے مشرف کر دیا چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنے کلامِ پاک میں فرماتا ہے۔

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْ لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا

(سورۂ کہف کی اخیر آیت)

ترجمہ۔ "جس شخص کو اپنے پروردگار کے دیدار کی آرزو ہو چاہیے کہ نیک عمل کرے اور کسی کو اپنے پروردگار کی عبادت میں شریک نہ کرے"۔

سیدنا مہدی علیہ السلام نے ترکِ وجود کو "عملِ صالح" فرمایا (انصاف ۳۲) اور میاں سید محمودؒ اپنی تصنیف معارج الولایت باب یازدہم (نیز رسالۂ محمودیہ میں جو آپ نے تعلیمات میں لکھا ہے) فرماتے ہیں کہ

"عملِ صالح" ہمیں ترکِ خودی (یعنے ازالۂ بدعتِ باطنی و رسم و عادت و حدوث و کفر و شرکِ خفی) است و برائے ہمیں کار یعنے ترکِ خودی کنانیدن و ازحق و اصل گردانیدن ظہورِ امامِ آخرالزماںؑ گردیدہ است و در حدیثِ صحیح آمدہ است کہ کارِ مہدیؑ ایں است کہ رسم و عادت و بدعت را زائل کند۔ حضرت مہدیؑ می فرمایند کہ ؎

"ہر کہ تلقین شد از حجت و مشں	بہ دمے بر شد از ملک قدمش"
"محدثش نفی گشت در قدمش	ہرچہ ہست از ولایت است ظہور"

---

[۱] "سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "وجودِ حیاتِ دنیا کفر ست یعنے زیستن بجان کہ آں راہستی و خودی گویند۔ اور ترکِ وجود یعنے ہستی و خودی سے نکل آنے کی نسبت طالب صادق کی شرائط میں اخیر شرط اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ "ہمت از خود بیروں آمدن می کند"۔



پانچویں فصل

نصرپور میں بشارتیں

ب۲۷۔ بڑلی سے روانہ ہوکر سیدنا مہدی علیہ السلام جالور[۱] جیسلمیر اور نگرٹھٹھہ ہوتے ہوئے ۹۰۸ھ میں نصرپور کا ہا پہنچے۔ یہاں سے سیدنا مہدی علیہ السلام نے بندگی میاں شاہ نعمت متقراضِ بدعت، بندگی میاں شاہ عبدالمجید نورنوش، بندگی میاں یوسف، بندگی میاں شیخ محمد کبیر، بندگی میاں شاہ نظام غالب[۲] وغیرہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو

۱۔ سیدنا مہدی علیہ السلام نے ۹۰۸ھ / ۱۵۰۲ء کے آغاز میں جالور (ملک مارواڑ۔ علاقۂ راجپوتانہ) قیام فرمایا اُس وقت والیانِ ریاست پالن پور کی حکومت جالور تھی۔ اُس کے بانی زبدۃ الملک خورم خاں کی چھٹی پشت پر زبدۃ الملک عثمان خاں نے حضرت ولایتمآب علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کی اور جنت کی بشارت سے بہرہ اندوز ہوئے۔ موجودہ والیِ ریاست پالن پور جن کا اسم گرامی زبدۃ الملک ہز ہائینس نواب طالع محمد خاں بہادر خلد اللہ ملکہ ہے بانیِ ریاست کے انتیسویں جانشین ہوتے ہیں زبدۃ الملک ملک خان بہادر زبدۃ الملک غزنی خاں مقربِ محمد جلال الدین اکبر بادشاہ دہلی کو بندگی میاں سید محمود خاتم المرشدؒ دین دریبۂ فیض مقید، حسینِ ولایت رضی اللہ عنہ نے یہ دعائیہ بشارت دی ہے کہ

"جب تک تم مہدوی بزرگوں کے معتقد، اور نبی مہدی علیہما السلام کے فرمان پر دحسبِ حوصلہ، عمل پیرا رہوگے، وہاں تک تمہاری حکومت فضلِ خدا سے قایم رہے گی"۔

(ماخوذ از مکتوب متضمن بہ ہدایات ونصایح منجانب حضرت خاتم المرشدؒ بہ ملک خانؒ والیِ ریاستِ جالور)

تقریباً ساڑھے چارسو سال (۴۳۴ برس)، سے یوسف زئی مہدوی پٹھانوں کے خاندان میں حکومت چلی آرہی ہے۔ خداوند کریم سے التجا ہے کہ اِس مہدویہ ریاست کو محفوظ و مصئون اور والیانِ ریاست کو ترقیِ ایمان اور عمل صالح کے ساتھ ہمیشہ آباد و شاد رکھے۔ این دعا ازمن و از جملہ جہاں آمین باد۔

۲۔ بندگی میاں شاہ نظام خداوند مبشر بہ گنج رویت" از اولاد حضرت شیخ فرید شکر گنجؒ اصحاب کبار میں داخل ہیں اور بندگی میاں شاہ نظام غالبؓ وہ ہیں جن کو دیکھ کر آپ کے عرض کرنے سے پہلے ہی حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا کہ [جانئیہ]

اپنے اپنے اہل وعیال اور دیگر مصدقان وطالبانِ حق کو لانے کے لئے گجرات جانے کو فرمایا۔ اس وقت حضرت امام علیہ السلام نے حضرت شاہ خوندمیر رضی اللہ عنہ سے بھی فرمایا کہ

م

"بھائی سید خوندمیرؓ، شما ہم بروید"۔

بندگی میاں رضی اللہ عنہ نے عرض کیا

خ

"بندہ کو گجرات جانے سے کوئی غرض نہیں ہے۔ نہ مجھے ماں باپ ہیں نہ بی بی۔ نہ اولاد"۔

فرمایا

ب۲۷

"در رفتن شما چیزے مقصودِ خدائے تعالیٰ است، بروید"۔

عرض کی

خ

"اگر خوندکار فرماتے ہیں تو خوندکار کا حکم سر آنکھوں پر"۔

ب۲۸ - کسی نے عرض کی "میرانجی، سید خوندمیرؓ کو نہ بھیجیں۔ گجرات میں اُن کے رشتہ دار بڑے بڑے امیر ہیں وہ آنے نہ دینگے"۔ آپؑ نے فرمایا

ب۲۸ "بندہ بفرمانِ خدا می فرستد۔ خدائے تعالیٰ برائے زیادت کردن و روشن ساختنِ دینِ خود خود خواہد آورد"۔ "بندہ می فرستد۔ خدائے تعالیٰ دین خود را زیادہ خواہد کرد"۔ [ف۱] (انصاف ۳ب)

حسب فرمان مہدی علیہ السلام بندگی میاں رضی اللہ عنہ نے گجرات جانے والی ایک جماعت کے ساتھ ۹۰۸ھ کے اواخر میں گجرات پہنچ کر بمقام پٹن شریف باڑی والوں کے باغ میں [ف۲] اقامت فرمائی اور بندگی میاں شاہ

[جاریہ] ف - علمے بطلب کہ با تو ماند۔ علمے کہ ترا از تو رہاند۔ آپ کا مزار چوپڑدہ (دراصل گھوڑ ڈڈ ڈرا) قریب ڈیرم گام ملکِ گجرات میں ہے۔ بندگی میاں یوسفؓ اور بندگی میاں شیخ محمد کبیرؓ دہ صحابی ہیں جو ترک دنیا کر کے جالور سے حضرت مہدی علیہ السلام کے ساتھ ہو گئے تھے۔ یہ وہی بندگی میاں یوسفؓ ہیں جنہوں نے جنگ بدر ولایت واقع کھاں بھیل کے موقع پر دوسرے صحابہؓ کے ساتھ میدانِ جنگ میں کھڑے ہوئے۔ بندگی میاں رضی اللہ عنہ کے جاں نثاروں کی نبرد آزمائی دیکھ کر ان کی شجاعت کی داد دی تھی۔ ف۱ - تذکرہ ۱ب۔ دفتر اول ک ۳۔ انتخاب ۲ب۔ خاتم گ چ۱۔ شواہد ۱۵ب۔ ۱۲

ف۲ - یہ باغ "جیدرواڑ" (واڑ بمعنی باولی) کے نام سے مشہور تھا۔ نام بگڑ کر اب "حلدر واڑ" کہلاتا ہے۔ اس زمانے میں گجرات کے امراء کسی بزرگ کے زیر پائین دفن نہ ہو کر علی العموم اپنے ہی باغ میں مسجد تعمیر کر کے اُس کے زیر سایہ یا محلہ میں نئی مسجد بنا کر فناء مسجد میں دفن ہوتے تھے۔ بندگی میاں رضی اللہ عنہ کے نانا ملک یعقوب باڑیوال مبشر مہدی علیہ السلام بھی اپنے اسی باغ میں مدفون ہوئے۔ اس کے بعد مصدقین مہدی علیہ السلام اسی میں دفن کئے جانے لگے۔ بندگی میاں رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت پٹن شریف میں اس کے سوا مہدویوں کا کوئی دوسرا قبرستان نہ تھا اور اب بھی نہیں ہے۔ اس لئے حضرت صدیق ولایتؓ کے [جاریہ]

نعمت رضی اللہ عنہ احمد آباد تشریف لے گئے۔

اگرچہ کہ نصر پور سے بفرمانِ حضرت امام علیہ السلام گجرات جانے والے قافلے میں دوسرے اصحاب رضی اللہ عنہم بھی تھے ؛ لیکن صرف حضرت صدیق ولایت رضؓ کا گجرات جانا اور گجرات سے حضور امام علیہ السلام میں واپس آنا بشارات سے مخصوص ہے۔ چنانچہ حضرت صدیق ولایت رضؓ کے جواب میں بشارت دی گئی کہ

"در رفتنِ شما چیزے مقصود خدائے تعالیٰ است بروید"

اور دوسروں کے عرض کرنے پر یہ بشارت حضرت صدیق ولایت رضؓ کے حق میں شرف صدور لائی کہ

۱۔ "بندہ بفرمانِ خدا می فرستد۔
۲۔ خدائے تعالیٰ برائے زیادت کردن } دینِ خود، خود خواہد آورد۔"
۳۔ و روشن ساختن

اس بشارت میں تین مستقل بشارتیں پائی جاتی ہیں۔ وہ حضرت صدیق ولایت رضؓ کے آیندہ حالات پر روشنی ڈالتی ہیں یہ بات بچہ بچہ جانتا ہے کہ جب امام الزمان علیہ السلام کا قیام پٹن شریف میں تھا۔ اُس وقت ایک سچا مومن دنیاوی کاروبار کس طرح انجام دیتا ہے۔ اُس کا صحیح نمونہ بفحوائے آیۂ

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ

ترجمہ ۔۔ وہ مرد کہ اُن کو تجارت اور خرید و فروخت ذکر اللہ سے غافل نہیں کرتی (پ ۱۸)

بتلانے کی غرض سے آپؓ کے فرزند ارجمند بندگی میراں سید محمود ثانی مہدی رضی اللہ عنہ نے آپؓ کی اجازت اور خوشنودی سے چانپانیر جاکر سلطانی ملازمت اختیار کر لی تھی اور اس وقت وہاں آپ شاہی انعام و اکرام کے مَورِدْ بنے ہوئے تھے حضرت ثانی مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیغمبری اوصاف و اخلاق اور حالت ملازمت میں بھی جذب و استغراق دیکھ کر سلطان محمود بیگڑہ[۱] آپ کا اس قدر معتقد ہو گیا تھا کہ حضرت ثانی مہدی رضی اللہ عنہ کے رخصت طلب

[جاریہ] سر اطہر کے استخوان کا مزار مبارک بھی یہیں بنا۔ جس کی وجہ سے اگلے پچھلے سبکے سب سلطان قبرستان کے زیر سایہ آگئے۔

آج سے سات سال قبل زمین کھودنے پر پختہ پایہ نکلا تھا (یہ پایہ خاکسار نے دیکھا تھا) اور اب بھی عمدہ عمدہ پتھر زمین سے برآمد ہو کر اپنی قدامت کا پتہ دے رہے ہیں سنہ ۱۳۴۹ھ میں حظیرہ کے زینہ کے پاس کوئی (چھوٹا کنواں) کھدواتے وقت دس فٹ نیچے پختہ تعمیر کی علامتیں نظر آئی تھیں۔ مسجد بھی ملک یعقوب المشتہر بہ "امرت بیل" کے زمانہ کی یعنے ساڑھے پانچ سو برس پہلے کی بنی ہوئی ہے اسی وجہ سے باہر کی زمین چڑھ کر اب تمام احاطہ حوض نما ہو گیا ہے۔

[۱] - پایہ تخت گجرات پر ساتواں سلطان۔ حکومت از ۸۶۳ھ/۱۴۵۹ع تا ۹۱۷ھ/۱۵۱۲ع۔ مدت حکومت ۵۴ سال۔ بلفظ بیگڑہ [جاریہ]

کرنے پر بھی اجازت نہ دیتا تھا۔

پٹن شریف تشریف لانے کے بعد بندگی میاں رضی اللہ عنہ کو اس بات کی اطلاع ہونے پر آپ نے حضرت ثانی مہدی رضی اللہ عنہ کو چانپانیر کہلایا کہ:۔

خ

"اس بندے کو حضرت میراں علیہ السلام نے آپ کے لانے کے لئے بھیجا ہے۔ اگر سلطان محمود بیگڑہ آپ کو اجازت نہیں دیتا تو ارشاد ہو تو خود بندہ وہاں آئے اور حتی الامکان کوشش کر کے یہاں سے نکلنے کی صورت پیدا کرے"۔

بندگی میراں سید محمودؓ یہ پیغام سن کر بہت خوش ہوئے اور جواب میں کہلایا کہ

ش

"بھائی سید خوندمیر! چند روز ذرا توقف کریں"۔

حضرت ثانی مہدی رضی اللہ عنہ کے انتظار میں بندگی میاںؓ کو پٹن میں ۱۸ اٹھارہ مہینے ٹھرنا پڑا (دفتر اول ک ۲ ب)۔

آخر ایک شب حضرت ثانی مہدی رضی اللہ عنہ بمقام چانپانیر اپنے دولت خانہ میں استراحت فرما رہے تھے۔ کہ حضرت خاتمین علیہما السلام تشریف لائے، اور یہ فرما کر کہ

ن م

"این جائے لایق شما نیست"

آپ کا ہاتھ پکڑ کر مکان کے دروازے کے باہر کھڑا کر دیا۔ حضرت ثانی مہدی رضی اللہ عنہ نے بیدار ہونے پر اپنے کو مکان کے باہر پایا۔ بس اسی وقت آپ نے حضرت میراں علیہ السلام کی خدمت میں پہنچ جانے کا عزم کر لیا اور حاجیل شریف لانے کے لئے بھی مکان میں قدم نہ رکھا بلکہ باہر ہی ٹھرے ہوئے سامانِ سفر مہیا کروا کر چانپانیر سے روانہ ہو گئے

صاحب دفتر لکھتے ہیں کہ حضرت ثانی مہدیؓ چانپانیر سے، اور بندگی میاں شاہ نعمتؓ کئی سو طالبان حق کو ساتھ لے کر احمد آباد سے، پٹن شریف تشریف لائے اور حضرت صدیق ولایتؓ کے ہمراہ بھی فرہ مبارک چلنے کے لئے کئی سو بندگان خدا کی جماعت تیار ہو گئی۔ غرض تینوں حضرات ماہ ذی الحجہ ۹۰۹ھ میں بہت بڑے قافلہ کے ساتھ پٹن شریف سے ایک ساتھ مل کر روانہ ہوئے جن میں بندگی میاں شاہ عبدالمجید نور نوشؓ شہید برنام مہدی، اور بندگی میاں

[حاریہ] اصل میں "بے گڈھا" ہے بمعنی دو قلعوں کا فاتح اور مالک۔ "بے گڈھا" Begadha بگڑ کر "بیگڑہ" (Begda) ہو گیا۔ اس وقت سلطنتِ گجرات کی وسعت کمال معراج کو پہنچ گئی تھی۔ شمال میں ملک سندھ، جنوب میں خاندیس، مشرق میں حدود مالوہ اور مغرب میں ساحلِ بحر کاٹھیاواڑ سلطان کے زیرنگین تھے۔ حضرت ثانی مہدیؓ کی جاگیر میں ویرم گام (وسط گجرات) اور سانچور (ملک مارواڑ) عطا تھے جو بعد میں حضرت خلیفۂ گروہؓ پر قایم ہوئے۔ ۱۲

شیخ محمد کبیرؓ، اور بندگی میاں یوسفؓ وغیرہ بھی تھے۔ اس قافلہ کو گروہ مقدسہ کی اصطلاح میں **"رحمۃ اللّٰہی قافلہ"** کہتے ہیں۔ (دفتر اول ک ۲ ش ۵)

مگر صاحب خاتم سلیمانی نے گلشن پنجم چمن اول میں ان کا اجماع بمقام رادھن پور بتایا ہے۔ اور اس کی کیفیت اس طرح لکھی ہے کہ:۔

دریا دلی اور آئے دن مہمانوں کی کثرت کی وجہ سے حضرت ثانی مہدی رضی اللہ عنہ پر قرض ہوگیا تھا حضرت بی بی کدبانو رضی اللہ عنہا نے اپنا زر و زیور للّٰہ حضرت کی خدمت میں گذرانا جس سے قرضہ ادا ہوگیا مگر اسباب سفر خریدنے کے بعد بہت ہی تھوڑا روپیہ رہ گیا۔ رادھن پور[1] تشریف لائے تک وہ بھی ختم ہوگیا۔ زادِ راہ کچھ نہ رہنے کی وجہ سے ایک عرصہ تک آپ کا وہیں قیام رہا (خاتم ص ک ۵ چ ۱)

حضرت ثانی مہدی رضی اللہ عنہ کے چانپانیر سے روانہ ہونے کی خبر ملنے پر بندگی میاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ پٹن سے، اور بندگی میاں شاہ نعمت رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہؓ احمد آباد سے روانہ ہوئے، اور بمقام رادھن پور حضرت ثانی مہدیؓ سے آملے۔ احمد آباد کے عقیدتمندوں، اور خاص کر سلطان محمود بیگڑہ کی بہن راجے سونؒ، اور سلطان کی شہزادی کی جانب سے بندگی میاں شاہ نعمت رضی اللہ عنہ کے ساتھ، اور سلطان کی دوسری ہمشیرہ راجے مرادیؒ اور صدقہ خوارانِ اہل پٹن، بالخصوص باڑیوال امرا کی جانب سے بندگی میاں سید خوندمیرؓ کے ہمراہ، حضور مہدی علیہ السلام میں پہنچانے کے لیے بہت سی فتوح للّٰہ بھیجی گئی تھی۔ علاوہ بریں باڑیوال امرا نے جو بندگی میاں رضی اللہ عنہ کے بڑے فدائی تھے۔ عمدہ عمدہ گھوڑے سواری اور باربرداری کے اونٹ، رتھوں کے بیل، بیش بہا پارچوں کے طاقے شکرانیں وغیرہ بہت سی فتوح خاص بندگی میاں رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھی للّٰہ گذرانی تھی۔

زادِ راہ ختم ہو جانے اور آگے بڑھنے کی کوئی صورت نظر نہ آنے کی وجہ سے حضرت ثانی مہدی رضی اللہ عنہ اپنی راوٹی میں غمزدہ بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت صدیق ولایتؓ یہ سامان واسباب کے ساتھ آپہنچے اور اندر سلام

---

[1] چانپانیر سے احمد آباد تیس کوس یعنی پینتالیس میل اور احمد آباد سے رادھن پور تقریباً ساٹھ کوس جملہ نوے کوس یعنے تقریباً ایک سو چالیس میل ہوتا ہے۔ قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے ہمراہ قافلہ نہ تھا۔ اگر ہوتا تو رادھن پور میں آپ کی مالی خدمت کرتا اور ٹھہرنے کی ضرورت نہ رہتی۔ بلکہ سلطان کی ہمشیرہ اور صاحبزادی اپنا مال واسباب حضرت مہدی علیہ السلام کی خدمت میں للّٰہ گذراننے کے لئے آپ کے صاحبزادہ بندگی میران سید محمودؓ موجود ہوتے ہوئے بندگی میاں شاہ نعمتؓ کے ساتھ کیسے بھیجتیں! مگر مشیتِ الٰہی ایسی ہی واقع ہوئی تھی کہ حضرت صدیق ولایتؓ حسب منشائے حضرت مہدیؑ تن، من، دھن سے کارِ مفوضہ کی ادائی کرتے ہوئے فرح مبارک پہنچ کر حضرت امام علیہ السلام کی خوشنودیِ تمام حاصل کریں۔ ۱۲

کھلایا۔ عصر کا وقت تنگ ہو رہا تھا، لیکن حضرت ثانی مہدیؓ کو بعض خانگی اسباب کی وجہ سے باہر تشریف لانے میں دیری ہوئی۔ آخر بندگی میاں رضی اللہ عنہ کے عرض کرنے پر کہ عصر کا وقت تنگ ہو رہا ہے اور بندہ انتظار میں کھڑا ہوا ہے۔ بندگی میاںؓ کا یہ مخلصانہ کلام سن کر آپ فوراً راوٹی سے باہر تشریف لائے۔ حضرت صدیق ولایتؓ ملے اور عرض کی کہ

خ "یہ گھوڑے، اونٹ، بیل، پارچے، ظروف وغیرہ جو کچھ راجے مرادی، اور دوسرے امرانے حضرت امام علیہ السلام کی خدمت میں پیش کئے ہیں، وہ تو آپ ہی کا مال ہے۔ اب بندہ سبکدوش ہوگیا۔ اور جو کچھ باڑی والوں نے بندے کو بللہ دیا ہے وہ بھی آپ کو اللہ دیا ہے۔"

حضرت ثانی مہدی رضی اللہ عنہ یہ سن کر بہت ہی خوش ہوئے۔ پھر قبلہ کی طرف دیکھا تو آفتاب غروب ہو چکا تھا۔ آپ کی انگلی کے اشارے سے آفتاب باہر نکل آیا اور نماز عصر باجماعت پڑھی۔ نماز پڑھنے کے بعد فرمایا

ث "کیا ابھی تک بیلوں اور اونٹوں پر سے سامان نہیں اُتارا گیا؟"

حضرت صدیق ولایتؓ نے کہا

خ "بغیر آپ کے ارشاد کے کیسے اُتارا جا سکتا تھا!"

یہ جملہ سن کر حضرت ثانی مہدیؓ اور بھی خوش ہوئے اور فرمایا کہ "اتار دیا جائے۔" حضرت ثانی امیرؓ نے کمر کھولی، ڈھال، تلوار، کٹار زمین پر رکھی اور ذکر اللہ میں بیٹھ گئے۔

رادھن پور سے روانگی کے وقت حضرت ثانی مہدیؓ، حضرت ثانی امیرؓ، اور حضرت متفرض بدعتؓ کے آپس میں یہ بات قرار پائی کہ فرہ مبارک کا سفر بہت کٹھن اور دور دراز کا ہے، گھوڑوں کی سواری پر طے مسافت ذرا سخت رہے گی؛ اس لئے بہتر ہے کہ تینوں یکجا شکرام میں بیٹھیں تاکہ باتوں باتوں میں راستہ آسانی سے کٹ جائے۔ اور بی بی کد بانوؓ چونکہ حاملہ تھیں اس لئے بندگی میاںؓ نے آپ کے لئے پالکی کا انتظام کیا۔

بندگی میاںؓ جب دیکھتے کہ منزل قریب ہے شکرام سے اتر جاتے، اور تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر چند سواروں کے ساتھ فرودگاہ پر پہنچ جاتے، اور تمام میدان صاف کروا کر خیمہ نصب کر دیا جاتا۔ غسل کے لئے گرم پانی، اور پینے کے لئے کورے گھڑے بھروا کر رکھ دئے جاتے، اور حضرت کی تشریف آوری سے قبل کھانا بھی تیار ہو جاتا۔ گجرات کی عادت کے موافق آب پاشی کے بعد پلنگ بچھا دیا جاتا تاکہ حضرت ثانی مہدیؓ شکرام سے اترتے ہی پلنگ پر بیٹھ کر رفع تکان کی غرض سے ذرا آرام لیں، پھر غسل کر کے کھانا تناول فرمائیں۔

غرض حضرت ثانیِ مہدی رضی اللہ عنہ کی آرام رسانی میں حضرت صدیق ولایت رضی اللہ عنہ نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ یہ طریق عمل فرہ مبارک پونہچنے تک بلا انقطاع جاری رہا جس سے حضرت ثانیِ مہدیؓ کا سفر گویا کہ حضر ہوگیا۔ حضرت ثانی مہدیؓ نے فرہ مبارک پہنچ کر بندگی میاں سید خوندمیرؓ کی مخلصانہ محبت اور حد سے زیادہ آرام دہی کا ذکر حضور مہدی علیہ السلام میں نہایت تحسین بھرے الفاظ میں کیا۔

حضرت ثانیِ امیر رضی اللہ عنہ کو نصرپور سے روانگی کے وقت جو بشارت دی گئی اُس میں یہ سب امور فرداً فرداً خصوصیت رکھتے ہیں:۔

۱۔ حضرت ثانیِ امیرؓ کے بھیجنے میں مقصودِ خدا۔

۲۔ حضرت ثانیِ امیرؓ کو بھیجنا فرمانِ خدا سے۔

۳۔ اسی طرح حضرت ثانیِ امیرؓ کو واپس لانا بھی اللہ کے ذمہ۔

۴۔ اس واپسی میں دو امور متضمن۔

(۱) دین کو بڑھانا۔ (۲) دین کو روشن کرنا۔

بندگی میاںؓ کے پٹن تشریف لے جانے، اور جماعت کثیر کو ساتھ لئے ہوئے بالخصوص حضرت ثانیِ مہدیؓ کی خدمت کرتے ہوئے فرح مبارک آجانے میں تین بشارتوں کی تکمیل ہوگئی۔ اب رہیں دو بشارتیں۔ (۱) اشاعتِ دین اور (۲) تنویرِ دین

اشاعتِ دین کی نسبت اس قدر لکھنا کافی ہے کہ احمد آباد میں دریائے سابھرمتی (اب اسے سابرمتی کہتے ہیں) کے کنارے پر وقت واحد میں بارہ ہزار افغان تصدیقِ مہدی سے مشرف ہوکر آپ کے مرید ہوئے اور سات لاکھ مہدویوں میں سے تین لاکھ آدمی آپ کے ہاتھ پر بیعت کرکے حضرت مہدی علیہ السلام کے دائرۂ تصدیق میں داخل ہوئے۔ یوں حسب آیۂ قرآن کریم یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجاً (یعنی دینِ خدا میں گروہ کے گروہ داخل ہو رہے ہیں) دین کی زیادتی ہوکر چوتھی بشارت کے ایک جز کی تکمیل ہوگئی۔

اب رہا تنویرِ دین۔ اس کی نسبت یہ کہنا چاہئے کہ مذہب مہدویہ کی ایسی غیر معمولی سرعت کے ساتھ اشاعت اور نئے نئے مصدقوں پر باوجود سخت سخت مظالم ڈھائے جانے کے دینِ حق پر اُن کی استقامت دیکھ کر فریق مخالف کے دل میں حسد کی آگ بھڑکی اور بالآخر حضرت ثانیِ امیر رضی اللہ عنہ کو شہید کردیا۔ فریقِ مخالف نے اپنے زعم میں بندگی میاں رضی اللہ عنہ کی شہادت کو مذہب مہدویہ کا استیصال سمجھا لیکن برعکس اس کے حضرت صدیق ولایت رضی اللہ عنہ نے پہلے ہی سے فرمادیا تھا کہ

خ "بندے کی دیری شہادت کے بعد مجلسوں، بازاروں، گلی کوچوں، اور گھروں میں نام مہدی بے کھٹکے پکارا جائے گا۔"

یوں بمصداق آیۂ کریمہ "هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ وَلَوْ کَرِهَ الْمُشْرِکُوْنَ۔ یعنے وہی اللہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ اس لئے بھیجا کہ کُل مذاہب پر ظاہر کر دیا جائے اگرچہ (اس امر کو) مشرک ناپسند کریں" دﷺ، دینِ حق "روشن ہو کر" سب مذہبوں پر ظاہر ہو گیا اور چوتھی بشارت کے دوسرے جزو کی بھی تکمیل ہو گئی۔

چھٹی فصل

فرہ مبارک میں بشارتیں

بشاراتِ مشترکہ

۲۹ ب ۔ سیدنا مہدی علیہ السلام نصرپور سے روانہ ہو کر قندھار میں قیام فرماتے ہوئے فرح مبارک تشریف لے جانے کو تین مہینے گذرے تھے کہ ماہ جمادی الاول ۹۱۰ھ کے اواخر میں رحمۃ اللّٰہی قافلہ بھی فرح مبارک آ پہنچا بندگی میاں سید خوندمیرؓ نے قافلہ کے آنے کی اطلاع دینے کی غرض سے بندگی میاں شیخ محمد کبیرؒ کو حضور امام علیہ السلام میں پہلے ہی سے بھیج دیا تھا۔ اس روز حضرت مہدی علیہ السلام اُمّ المومنین بی بی بون جی رضی اللہ عنہا کے ہاں آقامت فرمائے ہوئے تھے۔ بندگی میاں شیخ محمد کبیرؒ سے سیدین رضی اللہ عنہما کے آنے کا مژدہ سن کر حضرت میراں علیہ السلام نے اُمّ المومنین بی بی بون جیؓ سے فرمایا

م "تم اور کورے گھڑے پانی سے بھر واؤ اور گھر کا صحن اور دائرہ جھاڑ جھوڑ کر کوڑا کرکٹ دور پھینکوا دو" (خاتم ک ۵ چا)

قافلہ کے دائرہ کو پہنچنے تک آپ فرطِ محبت اور جوشِ مسرت میں بار بار حجرہ مبارک سے دائرہ کے پھاٹک تک تشریف لاتے اور راستے پر نظر ڈال کر واپس تشریف لے جاتے۔ حضرت میران علیہ السلام کی بے انتہا خوشی، اور صاحبزادے کے انتظار میں بے قرار دیکھ کر بی بیؓ نے جو اپنی مشکلات ہر وقت حضرتؓ سے حل کر لیا کرتی تھیں، عرض کی

"میران جی! آج میں آپ کو اس قدر خوش دیکھتی ہوں کہ پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا! کیا مہدی کو بھی اپنے فرزند سے ایسی محبت ہوتی ہے کہ بیٹے سے ملنے کے لئے اتنے بیقرار ہیں"!

فرمایا

"چرا خوش نشویم پسر پسر شدہ می آید اگر پسر پیشِ پدر نیاید کجا رود! وخوشی بندہ این است کہ درمیانِ ایشاں بعضے کساں ایں چنیں ہستند کہ پیشِ ایشاں چند چند کساں مہدی شوند"۔

(انصاف ب۱۱)

انتخاب الموالید باب ہفتم میں لکھا ہے کہ

"ہاں۔ جس کا پوت، پوت ہو کر آوے تس (اس کو) کون (کیوں) کا ہے خوشی نا ہووے"!

اور یوں بھی لکھا ہے کہ

"پسر ہمچوں پدر شدہ می آید" (انتخاب ب۱)

پوت کی تین قسمیں بیان کر کے فرمایا

"آن بندگانِ خدا کہ از گجرات می آیند درمیانِ ایشاں دو کس چناں ہستند کہ در صحبت ایشاں بسیار مہدی خواہند شد" (انتخاب ب۱)۔ [پیشِ ایشاں چند کساں مہدی شوند" تذکرہ ب۱] (چندان مہدی" شواہد ب۲ دفتر اول ک۲ ب۵)

اُمّ المومنین بی بی بُوَن جی رضی اللہ عنہ کے اصرار کرنے پر کہ اگر معلوم ہو جائے تو اِن دو حضرات کی تعظیم کروں"۔ فرمایا

"بھائی سید محمود اور بھائی سید خوندمیرؓ" (انصاف ب۱)

۳۰ب۔ آخر رحمۃ الٰہی قافلہ حضرت امام علیہ السلام کی خدمتِ بابرکت میں پہنچ گیا۔ سعادتِ قدمبوسی حاصل کرنے اور ملنے ملانے سے فارغ ہونے کے بعد حضرت ثانی مہدیؓ نے حالاتِ سفر سناتے وقت اثنائے سفر میں بندگی میاںؓ نے آپ کی جو بیحد خدمت کی اور آرام پہنچایا اُس کا ذکر آپ نے اِن الفاظ میں کیا کہ

"میراں جی! خدائے تعالیٰ قادر تھا وہ کسی طرح بھی بندے کو یہاں پہنچاتا، لیکن بنظرِ حکمت دیکھا جائے تو خوندکار کی خدمت میں آنا محال تھا۔ راستے ہی میں ہڈیاں گھِس جاتیں، اور ہلاک ہو جاتا۔ بھائی سید خوندمیر کے واسطے سے یہاں آنا ہوا۔ انھوں نے اثناء سفر میں ایسا آرام پہنچایا کہ کچھ عرض نہیں کرسکتا"۔ (مطلع۔ تذکرہ ب)

سیدنا مہدی علیہ السلام نے یہ کیفیت سن کے فرمایا

۳۰ب "بھائی سید محمود! دریں چہ عجب است کہ ایشاں برادرِ حقیقی شما اند"۔[۵۱]

صاحب دفتر لکھتے ہیں کہ

۳۰ب "آرے برادرم سید محمود از برادرم سید خوندمیر ایں نیکی کردن چہ عجب است کہ ایشاں برادرِ حقیقی شما اند"۔ (دفتر اوّل ک ب)

۳۱ب (بندگی میاں سید خوندمیرؓ را "پسر حقیقی" فرمودند شواہد ب ۲۶) ۳۱ب

بندگی میراں سید محمد مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال پر کہنہ فرح[۵۲] کے باشندوں اور اہلِ رنج میں اس بات پر بحث ہوئی کہ حضرت مہدی علیہ السلام کا مزار مبارک ہماری سرزمین میں ہو۔ بحث نے طول پکڑا اور ہتھیار چل جانے کی صورتیں پیدا ہو رہی تھیں۔ طرفین کی اشتعالک دیکھ کر سیدینؓ اُٹھے اور دونوں فریق کو مخاطب کر کے فرمانے لگے کہ

شخ "وراثتِ ایں ذات و ولایتِ امام کائنات بما تعلق دارد شمارا با جنگ چہ کار! ہر جا کہ رضائے خوندکارِ ما باشد آنجا روضۂ مبارک آں حضرت کنیم" (دفتر اول ک ش ب)

پس سیدینِ صالحینؓ کے اِس متفقہ بیان یعنے "وراثتِ ایں ذات ..." سے بشارت "فرزند حقیقی" اور "برادرِ حقیقی" کا اظہار ہو رہا ہے۔

سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"محمد عبد اللہ، مہدی عبد اللہ۔ یہ سہو کاتب ہے جو بیچ میں "بن" لکھا گیا"۔

م یعنے جس طرح حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مجازاً فرزند عبد اللہ ہیں، اور بفحوائے حدیث انا من نور اللہ و

---

[۵۱] خاتم صلاگ ب چ۱۔ تذکرہ ب۔ مطلع۔ انصاف ب ۳ [۵۲] حضرت امامؑ کا قیام گاہ یہی فرح المقرح تھا۔ بعد میں ویران ہو جانے سے نیا فرح آباد ہوا جو کہنہ فرح سے چھ میل کے فاصلہ پر ہے۔ حضرت مہدی علیہ السلام کے دائرہ سے پانچ چار میل ہوتا ہے۔ ۱۲

کل مومن من نوری۔ حقیقۃً نورِ خدا ہیں؛ اسی طرح حضرت مہدی موعود علیہ السلام بھی مجازاً فرزند عبد اللہ ہیں، اور حقیقۃً نورِ محمدی ہیں، جو دراصل نورِ اللہ ہے۔ پس حضرت خاتمین علیہما السلام فرزند عبد اللہ نہیں بلکہ نورِ خدا ہیں۔

حدیث شریف میں بھی وارد ہے کہ نورِ محمدی اولاً حضرت آدم علیہ السلام کی پشت میں آیا، پھر نسل در نسل اور پشت در پشت انتقال کرتا ہوا حضرت عبد اللہ بن مطلب کی پشت میں آیا، اور وہاں سے وہی نورِ محمدی شکل انسان اختیار کر کے حضرت محمد مصطفیٰ کے نام پاک سے موسوم ہوا۔

اسی طرح حضرت صدیق ولایت رضی اللہ عنہ بھی مجازاً فرزند سید موسیٰ ہیں، اور حقیقۃً نورِ مہدی موعود ہیں۔ اسی معنی میں سیدنا مہدی علیہ السلام نے فرمایا "برادرِ حقیقی شما" اور "فرزندِ حقیقی"۔ حضرت سید موسیٰ بن حضرت سید عزیز محمدؒ فرماتے ہیں کہ مرتبۂ حقیقۃ میں حضرت ثانی مہدیؓ کے بھائی یعنی مرتبۂ حقیقۃ میں سیدین رضی اللہ عنہما برابر ہیں۔ ان ہی باطنی معنوں میں آپ نے بندگی میاںؓ کو "فرزندِ حقیقی" فرمایا۔ اور ان ہی باطنی معنوں میں حضرت ثانی مہدیؓ بھی فرزندِ حقیقی ہونے کے لحاظ سے سیدنا مہدی علیہ السلام نے فرمایا "برادرِ حقیقی شما"

"فرزندِ حقیقی" کے مفہوم کو سیدنا مہدی علیہ السلام نے یہ فرما کر بالکل واضح کر دیا کہ

"آں فرزندِ ولایتِ مصطفیٰ سید خوندمیر است"

(ملاحظہ ہو بشارت نمبر ۶۶)

۳۲ب۔ گذشتہ فصل میں ذکر ہو چکا ہے کہ گجرات کے عقیدت مندوں، خصوصاً سلطان محمود بیگڑہ کی بہنوں اور شہزادی کی جانب سے بندگی میاں شاہ نعمتؓ اور بندگی میاں سید خوندمیرؓ کے ہمراہ حضور مہدی علیہ السلام میں بہت سی فتوح ﷲ بھیجی گئی تھی؛ جس میں خاص دو بہنوں کی طرف سے عمدہ عمدہ گھوڑے، اونٹ، بیل، اشرفیاں، نفیس کپڑوں کے تین سو ساٹھ جوڑے، اور دو تلواریں وغیرہ تھیں۔ یہ سب اسباب حضور اقدس میں پیش کیا گیا۔ سیدنا مہدی علیہ السلام نے فتوح قبول فرما کر بجز دو تلواروں[1] کے دوسرا اسباب حسب عادت سویت کر دینے کیلئے فرمایا اسباب فتوح کی سویت سے فارغ ہونے کے بعد پٹن شریف سے آنے والوں نے حضرت امام علیہ السلام کی حضور میں عرض کی کہ "پٹن کے ملاؤں کی تحریک پر میاں سید خوندمیرؓ کے نانا مبارز الملک سلطان محمود بیگڑہ کی جانب

---

[1] یہ وہی دو تلواریں ہیں جو حضرت صدیق ولایتؓ کو شہادت مخصوصہ کی بشارت دیتے وقت حضرت مہدی علیہ السلام نے اپنے دستِ مبارک سے آپ کی کمر میں باندھی تھیں۔ ۱۲

ق

سے فرمانِ سلطانی اپنے گھر لائے اُس وقت میاں سید خوندمیرؓ نے کہا کہ

"نانا جان، حضرت میراں علیہ السلام خود تشریف لے جانے کو تیار ہیں؛ اس لئے حضرت کو فرمان سلطانی بتلانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر بتلایا گیا تو بندہ کبھی آپ کا مُنہ نہ دیکھے گا۔"

اس قول پر آپ ایسے استوار رہے کہ جب کبھی مبارز الملک گھر میں آتے آپ دوسرے دروازے یا کھڑکی سے باہر نکل جاتے چونکہ میاں سید خوندمیرؓ اعلیٰ اخلاق اور ستودہ صفات سے مُتصّف اور سیّد والاحسب تھے؛ اس لئے نانا کو (جو سلسلۂ نسب کے لحاظ سے صدیقی ہیں) بہت ہی عزیز تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ کسی نوع سے ایک وقت بھی اس نور العین کے دیدار سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کریں۔ اسی خیال سے آپ کے چھوٹے بھائی میاں سید عطن کی شادی شروع کر دی گئی تاکہ نواسے سے ملنے، باتیں کرنے، اور جی بھر کے صورت دیکھنے کا موقع مل جائے؛ جو اس سے قبل آفتاب زیرِ سحاب کی طرح کبھی کبھی نظر آجایا کرتے تھے۔ پس بیش بہا پارچہ کے کئی جوڑے، اور زیورات و ظروف وغیرہ میاں سید خوندمیر کو بتانے کے لئے محض اسی غرض سے لائے گئے کہ آپ ان کے دیکھنے میں مصروف ہوں اور ملک نصیر چُھپے چُھپے آکر اپنے لختِ جگر کی نورانی صورت دیکھ لیں۔ لیکن میاں سید خوندمیرؓ نانا کے اندر آتے ہی ساچق کا سامان چھوڑ کر کھڑکی سے باہر نکل گئے، اور اُن کو اپنا مُنہ دیکھنے کا موقع اپنے اختیار سے ایک روز بھی نہ دیا حالانکہ میاں سید خوندمیر جب دو ڈھائی سال کے تھے والد کا انتقال ہو گیا اور دس سال کی عمر میں والدہ کی بھی وفات ہو گئی تھی۔ اس لئے آپ نے نانا ہی کے گھر پرورش پائی تھی۔[۱]

سیدنا مہدی علیہ السلام نے بُغضاً لِلّٰہِ وَحُبّاً لِلّٰہِ کی یہ کیفیت سن کر فرمایا

ب ۳۲

"مرد خدا ایں چنیں کس را باید گفت[۱] کہ از پسِ یک دیوار مانند و ملاقاتِ مبارز الملک برائے لِلّٰہ تا ہجدہ ماہ نہ کردند[۲]" "مردِ ربانی ایں چنیں کس را باید گفت[۳]"

ب ۳۲ ج ۳

صوفیائے کرام کے نزدیک "اہلِ دل" سے "اہل اللہ" کا مرتبہ بڑھا ہوا ہے۔ اسی لئے بندگی میاں ملک جی المخاطب بہ شہزادۂ لاہوت" صحابیِ مہدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

۱۔ ن ع۔ انتخاب ب ۱۔ ۲۔ شواہد ب ۱۵۔ خاتم گ ج ۱۔ ۳۔ اخبار ب ۲ ج ۲۔ تذکرہ ب ۱۔ ۱۲۰

ق

"دائرہ کے فقیر اہلِ دل نہیں بلکہ اہل اللہ ہیں" [۵۱]

مردِ خدا۔ مردِ ربانی۔ اور اہل اللہ مترادف لفظ ہیں۔

۳۳ب۔ سیدینِ صالحینؓ کے فرہ مبارک تشریف لانے کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم نے دیکھا کہ بیانِ قرآن کا نہج ہی بدل گیا ہے اب ایسے ایسے نکات اور حقایق بیان ہوتے ہیں جو اس سے پہلے کبھی بیان نہیں ہوئے تھے۔ مُبَیِّنِ قرآن و کشافِ معانیِ مراد اللہ سیدنا مہدیؑ سے ایک صحابی نے اس کی وجہ دریافت کی۔ آپ نے فرمایا۔

۳۳ب "حاملانِ ایں بیان آمدہ اند۔ اکنوں براے کہ داشتہ شود" (معارج ب۱)

حضرت سید فضل اللہؒ لکھتے ہیں کہ

۳۳ب "حاملانِ ایں بیان و آخذانِ ایں معانی قرآن و سامعان بگوشِ دل وجاں آمدہ اند اکنوں بیان (یا دقایق) براے کہ داشتہ شود۔"

حضرت امام علیہ السلام کاہا (سندھ) سے خراسان روانہ ہوئے اُس وقت صحابہؓ کی تعداد دوہزار دوسو (۲۲۰۰) تھی جن میں نوسو (۹۰۰) اہل وعیال والے اور تیرہ سو (۱۳۰۰) مجرد تھے۔ فرہ مبارک میں اہل خراسان (افغانستان) کی ایک جماعت کثیر ترکِ دنیا کر کے حضرت امامؑ کی صحبت بابرکت میں آگئی تھی۔ اگر اس تعداد میں گجرات سے آئے ہوئے رحمۃ اللّٰہی قافلہ کے مہاجرین اور مہاجرات کی جماعت کثیر شامل کیجائے تو حضرت امام علیہ السلام کے وصال پر صحابہؓ کی تعداد جو نوسو (۹۰) [۵۲] بتائی گئی ہے۔ اُس سے کئی چند زیادہ ہو جاتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب ـــــ سیدینِ صالحینؓ کو "حاملانِ بیان" کی جو بشارت دی گئی وہ ان صحابہؓ کے مجمع کثیر میں دی گئی تھی۔ اللہ اللہ سیکڑوں صحابہؓ میں یہ دو ہی سیدؓ اس جلیل القدر بشارت سے مشرف و ممتاز ہوئے۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشآء۔

۳۴ب۔ کل موالیہ مہدی علیہ السلام اس بات پر متفق ہیں اور عام طور سے مشہور ہے کہ امام الانام سیدنا مہدی علیہ السلام کو دیکھا گیا کہ سات سال کی عمر میں تمام قرآن مجید حفظ تھا بلکہ جمیع کتبِ آسمانی و صحائف بھی پیشِ نظر تھے۔ خدا ہی کو معلوم کتنے سارے صحیفے زمانہ کے ہاتھوں نابود ہو گئے لیکن حسب قول مہدیان اس وقت جو موجود ہیں اُن کے نام یہ ہیں:۔

۵۱۔ خاتم ص۲ گ۵ چ۳۔ سوانح مہدی موعود مصنفہ حضرت سید ولی سکندر آبادی در حالات حضرت موصوفؓ۔

۵۲۔ صحابۂ کرام ۵۔ صحابۂ عظام ۱۲۔ اور صحابۂ انبیاے مرسل کے مقام پر ۳۱۳ کی طرح ۹۰ صحابہؓ کی بھی کوئی خصوصیت ہوگی جو عام صحابہؓ کی تعداد کثیر کی سطح عام سے بالاتر ہونگے اور اسی کا لحاظ رکھا گیا ہوگا۔

بائبل یعنی کتاب المقدس

اسمائے اسفار العہد القدیم

۱۔ التکوین	۱۱۔ الملوک الاول	۲۱۔ الجامعة	۳۰۔ عاموس
۲۔ الخروج	۱۲۔ الملوک الثانی	۲۲۔ نشید الانشاد (سلیمان)	۳۱۔ عوبدیا
۳۔ اللاویین	۱۳۔ اخبار الایام الاول		۳۲۔ یونان
۴۔ العدد	۱۴۔ " " الثانی	۲۳۔ اشعیاء	۳۳۔ میخا
۵۔ التثنیة	۱۵۔ عزرا	۲۴۔ ارمیا	۳۴۔ ناحوم
۶۔ یشوع	۱۶۔ نحمیا	۲۵۔ المراثی	۳۵۔ حبقوق
۷۔ القضاة	۱۷۔ استیر	۲۶۔ حزقیال	۳۶۔ حجی
۸۔ راعوث	۱۸۔ ایوب	۲۷۔ دانیال	۳۷۔ زکریا
۹۔ صموئیل الاول	۱۹۔ المزامیر۔ زبور	۲۸۔ ھوشع	۳۸۔ ملاخی
۱۰۔ صموئیل الثانی	۲۰۔ الامثال	۲۹۔ یوئیل	

اسماء اسفار العہد الجدید

۱۔ انجیل مارمتی

۲۔ انجیل مارقس

۳۔ انجیل مارلوقا

۴۔ انجیل ماریوحنا

۵۔ کتاب اخبار الرسل الاطہار۔

۶۔ رسالة القدیس ماربولس الرسول الی اہل رومیہ

۷۔ رسالة القدیس ماربولس الاولی الی اہل قورنثیة

۸۔ رسالة القدیس ماربولس الثانیہ الی اہل قورنثیہ

۹۔ رسالة القدیس ماربولس الاولی الی اہل غلاطیہ

۱۰۔ رسالة القدیس ماربولس الاولی الی اہل افسس

۱۱۔ رسالۃ القدیس ماربولس الاولی الی اہل فیلیپیوس
۱۲۔ رسالۃ القدیس ماربولس الاولی الی اہل قولاسیس
۱۳۔ رسالۃ القدیس ماربولس الاولی الی اہل تسالونیقی
۱۴۔ رسالۃ القدیس ماربولس الثانیہ الی اہل تسالونیقی
۱۵۔ رسالۃ القدیس ماربولس الاولی الی طیماتاؤس
۱۶۔ رسالۃ القدیس ماربولس الثانیہ الی طیماتاؤس
۱۷۔ رسالۃ القدیس ماربولس الاولی الی تلمید طیطوس
۱۸۔ رسالۃ القدیس ماربولس الاولی الی فیلیمون
۱۹۔ رسالۃ القدیس ماربولس الاولی الی عبرانیین

۲۰۔ رسالۃ القدیس ماریعقوب الرسول القاثولیقیۃ
۲۱۔ رسالۃ القدیس ماربطرس الرسول القاثولیقیۃ الاولی
۲۲۔ رسالۃ القدیس ماربطرس الرسول القاثولیقیۃ الثانیہ
۲۳۔ رسالۃ القدیس ماریوحنا الرسول القاثولیقیۃ الاولی
۲۴۔ رسالۃ القدیس ماریوحنا الرسول الثانیہ
۲۵۔ رسالۃ القدیس ماریوحنا الرسول الثالثہ
۲۶۔ رسالۃ القدیس ماریہوذا الرسول القاثولیقیۃ
۲۷۔ رؤیا ماریوحنا الرسول الانجیلی وہی الابوکالبیس

۳۸ + ۲۷ = جملہ ۶۵

سیدنا مہدی علیہ السلام جمیع کتب آسمانی اور صحائف انبیاء از بر ہونے کی نسبت فرماتے ہیں کہ

م "توریت و انجیل و زبور و فرقان و صحائف بیارید بندہ آن را ازبر می خواند و اگر آن را ازبر نخواند مہدی موعود نباشد" (معارج ب۱۱)

یہ تو حفظِ کتب و صحائف کی نسبت آپ کا دعویٰ تھا تعلیم القرآن کی نسبت بھی فرماتے ہیں کہ

م "الرحمٰن علم القرآن خلق الانسان علمہ البیان"

ترجمہ۔ رحمٰن نے (محمدؐ کو) قرآن سکھلایا۔ انسانِ (کامل یعنی اپنے مظہر اتم) کو پیدا کیا (اور) اُس کو (بیانِ قرآن کی) تعلیم دی۔ مراد از انسان ذاتِ بندہ است (معارج ب۱۱)

جیسا کہ عقیدۂ شریفۂ حضرت صدیقِ ولایتؓ میں لکھا ہے کہ

پ "ثم ان علینا بیانہ"

ترجمہ "پھر اس (قرآن کے حقیقی معنی جو ظن و قیاس سے پاک ہوں اور اُس کے اسرار و نکات) کا (ہمارے ارادہ کے موافق) بیان کرنا ہمارا ہی حق (اور ہمارے ہی ذمہ) ہے۔ این بیان برزبان مہدی می شود"

پس سیدنا مہدی علیہ السلام کا بیان بیانِ مراد اللہ ہے جس کو آپ خدا سے بلاواسطہ معلوم کر کے فرماتے تھے۔

بیان تو بیان بلکہ ہر امر میں آپ کا عام فرمان ہے کہ

"علمت من اللہ بلا واسطۃ جدید الیوم"

م ترجمہ۔ مجھے اللہ تعالیٰ سے ہر روز بلا واسطہ تعلیم ہو اکرتی ہے" (عقیدۂ شریفۂ حضرت صدیق ولایت)

اسی بنا پر بندگی میاں سید محمودؓ معارج الولایت باب یازدہم میں خصوصیاتِ مہدی اور اتباعِ تام کی مثالیں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

ق "چنانچہ فصاحت و بلاغتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بدرجۂ اعلیٰ و بمرتبۂ کمال بود، و بجوامع الکلم و بدایع حکم مخصوص، و زبانِ ہمہ قبائل و طوائفِ اربابِ حسب و نسب می دانست، و با ہر کس بزبانِ وے سخن می گفت ہمچنین بیانِ حضرت مہدی علیہ السلام فصیح و بلیغ بود، کہ ہمہ علما و فضلائے زمان متحیر ماندے، و بسیار اوقات گفتے، کہ بعد از رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم این چنیں بلیغ و فصیح در دنیا نیامد۔ و وقت بیانِ حضرت مہدی علیہ السلام سوالاتِ مختلفۂ ہمہ کسان حل شدندے، و ہمہ کساں در زبانِ خود بیانِ حضرتؑ را می فہمیدے، و سوالاتِ مشکلۂ خود را حل می نمودندے۔"

حضرت امام علیہ السلام کے بیانِ قرآن کے اثر کی نسبت مصنف انصاف نامہ لکھتے ہیں کہ عصر و مغرب کے درمیان بیانِ قرآن سننے کے بعد نماز مغرب پڑھ کر صحابہؓ اپنے اپنے حجروں میں جاتے وقت اُس استغراق کی وجہ سے جو بیانِ قرآن سننے سے پیدا ہوتا تھا، بعض حضرات راستے ہی میں گر جاتے، اور بعض حضرات عالمِ محویت میں اُن کو روندتے جاتے۔ نہ روندنے والوں کو یہ خبر کہ ہم کس کو اپنے پاؤں تلے روند رہے ہیں، اور نہ روندے جانے والوں کو یہ معلوم کہ ہم کو روند روند کر کون جا رہے ہیں! ؎

خبر بسمل کی بسمل کو نہیں پہروں یہ حالت ہے ۔۔۔ الگ میں لوٹتا ہوں، دل تڑپتا ہے جدا گانہ

توحید بی اے بی ٹی۔ مہدوی

آپ کے بیان کی نسبت مخالفین کا خیال اور اُن پر اثر

سیدنا مہدی علیہ السلام نے حجِ بیت اللہ سے سنہ ۹۰۲ھ میں تشریف لانے کے بعد، بمقام احمد آباد، تاج خاں سالار کی مسجد میں قیام فرمایا۔ یہاں آپ کے بیانِ قرآن کا غلغلہ بہت بلند ہوا، اور لوگ جوق جوق تصدیقِ مہدی سے مشرف ہونے لگے، یہاں تک کہ خود سلطان محمود بیگڑہ کے محلاتِ شاہی میں اُس کے بھانجے، اُس کی بہنیں، اور

بیٹی نے مہدویہ مذہب اختیار کر لیا۔ غریبوں کے ساتھ ساتھ امیروں کی تعداد بھی بڑھتی چلی۔ ملا اور مشایخوں کے دل میں حسد کی آگ بھڑکی۔ اُن کو خوف ہوا کہ اب ہماری عزت و ریاست نہیں رہے گی۔ اس لئے انہوں نے چانپانیر جاکر سلطان محمود بیگڑہ سے عرض کی کہ

ق "سید محمد حقایق بیان کرتے ہیں۔ جہاں حقایق بیان ہوتے ہیں سلطان اور سلطنت کو بڑا نقصان پہنچتا ہے۔ بادشاہ نے کہا پھر کیا کیا جائے؟ عرض کی، یہاں سے اخراج کا حکم ہو جائے"۔ [۱]

جب اخراج کا حکم لے کر سرکاری ملازمین بسر پرستیِ اعتماد خاں چانپانیر سے حضورِ مہدی علیہ السلام میں آئے تو آپ نے دریافت کیا کہ

م "آخر اخراج کی وجہ کیا ہے؟"

انہوں نے کہا۔ علما اور مشایخ نے بادشاہ کو ایسا ایسا سمجھایا ہے۔ آپ نے سن کر فرمایا

ھ "این ناداناں چہ دانند۔ من بیانِ شریعتِ مصطفٰیؐ می نمایم اگر من حقایق بیان خواہم نمود شما سوختہ خواہید شد" (موالیدِ مہدیؑ)

یہ تو فرح مبارک پہنچنے سے پہلے کے بیان کا اثر اور بیان کی شان ہے۔ پس جس بیان کو حضرت مہدی علیہ السلام نے **شریعت** فرمایا اُس کو علما اور مشایخ نے **حقایق** پر محمول کیا تو سیدینِ صالحین رضی اللہ عنہما کے فرہ مبارک تشریف لانے کے بعد کا بیان جس کو سن کر خود اصحابِ مہدی علیہ السلام فرمانے لگے کہ

ق "ایسے ایسے نکات اور حقایق پہلے کبھی بیان نہیں ہوئے تھے"۔

اور جو "ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَہٗ" کی پوری پوری شان رکھتا تھا کلام خدا کے بطن در بطن "مرادُ اللہ" معنوں سے کس قدر معمور ہو گا! اسی وجہ سے بندگی میاں سید خوندمیرؓ ہمیشہ یہی فرماتے رہے کہ

خ "اگر آن بیان کہ میراں علیہ السلام کردند ما کنیم کسانے کہ موافقانِ مہدیؑ ہستند ایشان ما را سنگسار کنند و در یک شہر یک سال و دو سال ماندن نتوانیم۔ چرا کہ حضرت میراں علیہ السلام را بیش از ہجرت از چند جا کشیدند"۔ (انصاف نامہ باب ہفتم)

حضرت ثانیِ مہدیؑ کا بیانِ قرآن

بھی حضرت مہدی علیہ السلام کے اتباعِ تام کی برکت سے خاص شان رکھتا تھا، اور اُس میں بھی ویسا ہی اثر تھا، جیسا کہ

---

[۱] خلاصۂ بیانِ مشایخ از معارج الولایت باب ہفتم۔

حضرت امام علیہ السلام کے بیان میں تھا۔ آپکے تاثیر بیان کے قائل نہ صرف معتقدینِ مہدی علیہ السلام تھے، بلکہ مخالفین میں بھی اُس کا خاص چرچہ تھا چنانچہ علمائے احمد آباد نے سلطان مظفر ثانیؒ بن سلطان محمود بیگڑہ کو بمقام چانپانیر شکایتی عرضی کے طور پر لکھا کہ

"..... (بندگی میاں) سید محمود خلق را دعوت (یعنی بیان قرآن سے دعوت الی اللہ) می کنند، و ترغیب می دہاند، دازدحام بر و بسیار شدہ است، و شہرت بسیار گرفتہ است، و جا بجا خلیفہای خود مستقیم کردن گرفتہ است، و خلق بسیار از ملوک و خوانین معتقد ایشان شدہ اند، و مسلمانان (منکران مہدی) را کافر می گویند۔ بنا بر آں بادشاہ اسلام را لازم است کہ بنیاد ایں فساد را پیش از آں کہ بسیار قوۃ نہ گرفتہ است برکنند، و دور سازد، و اگر زمانے طویل بریں منوال خواہد ماند تا بسیار مردم گمراہ خواہند شد، و دوری ایں فساد ممکن نخواہد گشت، و بر بادشاہان دفع کردن این فساد فرض است" (انتخاب ۱۰)

اسی عرضداشت کی وجہ سے ۹۱۷ھ میں حضرت ثانی مہدیؓ کو بیڑیاں پہنائی گئیں، اور آپ پر بڑے بڑے مظالم ڈھائے گئے۔ بیڑیوں کی وجہ سے آپ کے پاؤں میں ناسور پڑ گئے باوصف اس کے چونکہ تبلیغ دین میں بیانِ قرآن بہت بڑی شان رکھتا ہے، اسلئے آپ ایسی سخت تکلیف کی حالت میں بھی بے پردہ ڈولی میں بیٹھ کر (جس کو اہل گجرات ڈھول ڈری کہتے ہیں) مسجد میں تشریف لاتے، اور حسب اتباعِ حضرت مہدی علیہ السلام بیانِ قرآن فرماتے۔ ایسی سخت تکلیف میں بھی آپ کے بیان کی وہ شان تھی کہ سامعین کی آنکھوں میں سیدنا مہدی علیہ السلام کے بیان کا سماں بندھ جاتا تھا۔ ذٰلِكَ فَضْلُ مِنَ اللّٰهِ۔ (پ) وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا۔ (۵/۱۳)۔

بندگی میاں سید خوندمیرؓ کے بیان قرآن کی شان

اور اُس میں اثر کی نسبت صرف اتنا ہی کہنا کافی ہے اور اختصاراً پہلے بھی ذکر آچکا ہے کہ احمد آباد میں دریائے سابھرمتی (اب سابرمتی) کے کنارے وقت واحد میں بارہ ہزار پٹھان تصدیق سے مشرف ہوئے اور کل سات لاکھ مہدویوں میں سے تین لاکھ نے آپ کے دست مبارک پر بیعت کی جس کی وجہ سے ملاؤں نے مارے بغض و

۵۔ ۹۱۷ھ/۱۵۱۲ء تا ۹۳۲ھ/۱۵۲۶ء۔ مدت حکومت ۱۵ سال۔ ۱۲

حسد کے آپ کو حسب قولِ حضرت صدیق ولایتؓ

"بیس سال میں بیس جگہ سے اخراج کروایا"

خ

بندگی میاں سید خوندمیرؓ حاملِ بیانِ قرآن" کے بیان کی نسبت دفترِ اول و دوم "شواہد الولایت"، "معارج الولایت" وغیرہ میں بہت کچھ لکھا ہے، اور صاحبِ انتخاب الموالید بھی باب یازدہم میں تحریر فرماتے ہیں کہ

ق

"خصوصیتِ دوم آں کہ بیانِ قرآن از زبانِ مہدی علیہ السلام از الف تا والناس تمام بندگی میاں سید خوندمیرؓ اخذ کردہ یاد داشتہ بودند، و اقرارِ ہمہ اصحابانِ مہدی علیہ السلام آں بود کہ

ق

"بیانِ مہدی در میانِ سید خوندمیر است"

و بندگی میاںؓ کرات مرات فرمودند کہ

خ

بیانِ زبانِ حضرت میران علیہ السلام از الف تا والناس بندہ را یاد است، مگر معنی حروفِ مقطعات و دو سہ آیاتِ دیگر چنانچہ از زبانِ مہدی علیہ السلام شنیدہ بودم، یاد نیست۔ و بوقت بیانِ آں، امرِ خدائے تعالیٰ می شود کہ

پ

"اے سید خوندمیر مرادِ آں آیات آں است، و سید محمدؑ ایں چنیں بیان کردہ بود"

بندگی میاں ولی یوسفؒ انصاف نامہ باب سیزدہم میں تحریر فرماتے ہیں کہ بندگی میاں سید خوندمیرؓ کے عہد مبارک میں بیانِ قرآن کے وقت تفسیریں رکھی جاتیں مشکل آیت آنے پر فرماتے کہ

خ

"دیکھو کہ تفسیروں میں کیا لکھا ہے"

سن کر فرماتے کہ

خ

"خوب نہ گفتند"

اور بعض کی نسبت فرماتے کہ

خ

"بارے چیزے گفتند"

پھر آپ آنکھیں بند کرلیتے اور کچھ دیر کے بعد کھول کر مشکل مسائل اس عمدگی سے بیان فرماتے کہ تمام برادرانِ مجلس کی مشکلیں حل ہوجاتیں، اور بول اٹھتے کہ

ق

"معنیِ قرآن ایں است چنانکہ بندگی میاںؓ می فرمایند"

بندگی میاںؓ کے بیانِ قرآن کی وہ شان تھی کہ کوئی صحابیِ مہدیؑ آپ کی موجودیت میں بیانِ قرآن نہیں کرتا تھا۔ چنانچہ نقل ہے کہ

"در دائرۂ کھاں بھیل ہر یکے از مہاجران بندگی میاں شاہ نظام، و بندگی میاں شاہ نعمت، و بندگی میاں یوسف،

بندگی میاں شاہ نظام خداوندؓ } مُبشر بہ "گنج رویت"۔ داخلِ صحابۂ کرام۔ مدفن اَنُو دَرَہ علاقۂ گجرات۔

۲۔ بندگی میاں شاہ نعمت "معترضِ بدعت"ؓ } داخلِ صحابۂ کرام۔ مدفن لوگڈھ۔ جھاگاؤں۔ نیکم کی باڑی۔ کشتیٹ اسٹیشن سے پانچ کوس۔

۳۔ بندگی میاں یوسفؓ ساکن جالور } یہ وہی بندگی میاں یوسف مہاجر ہیں جنہوں نے جنگِ بدر ولایت واقع کھاں بھیل کی نبرد آزمائی ملاحظہ فرماکر بندگی میاںؓ سے کہا کہ "جُھجھ جُھجھے بی آئے اُوگُر مے بی" یعنی لڑے بھی اور زندہ رہے۔

۴۔ بندگی میاں ملک جیؓ } آپ کو حضرت امام علیہ السلام نے دیکھتے ہی فرمایا کہ "آئے شہزادۂ لاہوت"۔ داخل اثنا عشرۂ مبشرہ۔ مدفن سالار چھچونڈ۔ نواحِ احمد نگر۔

۵۔ بندگی میاں شاہ دلاور آدم ثانیؓ } پانچویں صحابیؓ۔ مدفن بورکھیڑا ضلع خاندیس چالیس گاؤں سے دھولیا لائن کے پہلے اسٹیشن جُھنڈ علے سے ۳ میل، چالیس گاؤں کے دوسرے اسٹیشن واگلی سے ۶ میل، اور چالیس گاؤں جنکشن سے ۱۳ میل۔

۶۔ بندگی میاں سید سلام اللہؓ } آپ حضرت ثانیِ مہدیؓ کے ماموں ہوتے ہیں۔ مدفن بھیلوٹ شریف۔ حضرت کا چبوترہ اور مشرقی دیوار کے بیچ میں۔ غالباً جگہ کی تنگی کی وجہ سے قبر نہیں بنی۔

۷۔ بندگی میاں شیخ محمد کبیر مہاجرؓ } بندگی میاں یوسفؓ (نمبر ۳) کی طرح آپ نے بھی ترک دنیا کر کے جالور سے حضرت امامؑ کی صحبت اختیار کی۔ رحمۃ اللہی قافلہ جب فرح مبارک کے قریب پہنچا حضرت صدیق ولایتؓ نے آپ ہی کو اطلاع دینے کی غرض سے حضور موعود علیہ السلام کی خدمت میں بھیجا تھا۔

۸۔ بندگی میاں ملک جی مہریؓ ابن خواجہ طہٰ } آپ صحابیِ مہدیؑ اور بندگی میاں الہداد حمیدؓ صحابی کے شاگرد ہیں۔ رباعیات۔ غزلیات۔ قصائد۔ معمّا۔ کلام بے نقط اور آپ کے ہر دو دیوان گروہ مقدسہ میں مشہور ہیں۔ آپ شہدائے بدر ولایت میں داخل اور سدراسن شریف میں بندگی میاںؓ کے زیرِ پائیں آسودہ ہیں۔

۹۔ بندگی میاں خوند ملک مہاجرؓ } آپ کے تاثیرِ بیان سے بہت سے علما تصدیق سے مشرف ہوئے۔ بندگی میاں سید خوندمیرؓ آپ کی بہت عزت کرتے تھے۔

۱۰۔ بندگی میاں بھائی مہاجرؓ } آپ کا اصل نام ہے بندگی ملک مبارک مہاجرؓ لیکن میاں بھائی مشہور ہو گیا حضرت شاہ منتجب الدین زر زری زر بخش خلیفۂ حضرت نظام الدین اولیا کی اولاد سے ہیں [جاریہ]

+۔ آپ کے والد کا نام معلوم نہیں لیکن محضر پر آپ اسی طرح دستخط کرتے تھے۔ گجرات میں اب بھی کئی مردوں کا نام آدم اور عورتوں کا نام حوّا ہے۔

وبندگی میاں[7] ملک جی، وبندگی میاں[8] دلاور، وبندگی میاں[6] سید سلام اللہؓ وبندگی میاں[7] شیخ محمد کبیرؒ وبندگی میاں[8] ملک جی خواجہ داماد بندگی میاں سید خوندمیرؓ، وبندگی میاں[9] خوند ملک، وبندگی میاں[10] بھائی، وبندگی میاں[11] حیدرؓ وبندگی میاں[12] سعد اللہؓ وبندگی میاں[13] ابراہیم، وبندگی ملک محمود[14]، وبندگی میاں[15] حسن ناگوری، وبندگی میاں[16] حسن ہندوستانیؒ وبندگی میاں[17] بھیکھا وبندگی میاں[18] عبدالعزیزؓ، ودیگر مہاجرانِ مہدیؑ در آں مجلس بودند۔ وقت نمازِ ظہر جماعت حاضر بود وبعد از فارغ

[جاریہ] بندگی میاں بھیکیا مہاجرؓ جنہوں نے مردہ کو زندہ کیا تھا۔ اور بندگی میاں فرید مہاجرؓ آپکے بھائی ہوتے ہیں۔ دسارڈہ علاقہ گجرات میں بجاسر تالاب کے کنارے آپ کا مزار ہے۔ ۱۳۱۷ھ مطابق ۱۹۰۰ء کے سخت قحط سالی کے زمانہ میں گاؤں کے لوگوں نے تالاب گہرا اور وسیع بنانے کی غرض سے تالاب کے اندر کی مٹی کھود کھود کر بغرضِ سہولت حضرت کے خطیرہ میں ڈالی جس کی وجہ سے تمام قبروں پر دس دس فوٹ مٹی چڑھ گئی اور آپ کا مزار مبارک بھی اسی مٹی کے ڈھیر میں پوشیدہ ہوگیا۔ افسوس ہماری قوم کی لاپروائی پر!! اور تف ہے اُن کی اِس حرکت پر!

۱۱۔ بندگی میاں حیدر مہاجرؓ } آپ نے بھی بندگی میاں شاہ نظام صحابی کرامؓ۔ بندگی میاں بھائی مہاجرؓ وغیرہ صحابہؓ کی طرح میدانِ جنگ کھان بھیل کے کنارے پر کھڑے ہوئے جاں نثارانِ بندگی میاں کی جان بازی ملاحظہ فرمائی ہے۔

۱۲۔ بندگی میاں سعد اللہ مہاجرؓ } آپ کا دائرہ تھراد Tharad، ملک گجرات میں تھا اور وہیں آپ کا مزار مبارک ہے۔ اہلِ تھراد سیدنا مہدیؑ کے دست مبارک پر تصدیق سے مشرف ہوئے ہیں جبکہ ٹڈی سے جالور تشریف لیجاتے وقت آپ نے تھراد قیام فرمایا تھا۔

۱۳۔ بندگی میاں ابراہیمؓ } آپ سندھ کے باشندے ہونے کی وجہ سے سندھی مشہور رہیں۔ علماء مہدویہ میں آپ کا شمار ہے۔

۱۴۔ بندگی ملک محمودؓ } آپ نے جنگ جویانِ جنگِ بدرِ ولایت کی شہادت عینی دی ہے۔

۱۵۔ بندگی میاں حسن مہاجرؓ } آپ کے والد کا نام بندگی میاں خوندشیخ مہاجرؓ ہے، جن کی حضرت صدیق ولایتؓ بہت عزت کرتے تھے۔

۱۶۔ بندگی میاں حسنؓ ہندوستانی } آپ بڑے عالم وفاضل تھے۔

۱۷۔ بندگی میاں شیخ بھیکھا مہاجرؓ } بھیک یا بھیکھ غلط ہے کیونکہ بھیکھ (سنسکرت لفظ بھکشا) کے معنی گدائی کے ہیں کسی شخص کا نام گدائی یا درویشی نہیں رکھا جاتا۔ گجرات میں کئی مردوں کے نام بھیکھا بمعنی درویش اور کئی عورتوں کے نام بھیکھی بمعنی فقیرنی ہے۔ اسی بھیکھا کا لاڈ میں بھیکھو میاں اور بھیکھن خاں ہوگیا۔ اور بھیکھی کا بھکھیا ہوا۔ جیسے اُم المومنین بی بی بھکھیا رضی اللہ عنہا، جب آپ مقام عیسیٰؑ پر پہنچے تو عند الضرورت مردہ کو زندہ کر دیا۔ بمقام پرنڈہ قریب بارسی ٹاؤن ریاستِ نظام میں آپ کا مزار ہے۔

۱۸۔ بندگی میاں عبدالعزیز مہاجرؓ } امام الانام سیدنا مہدی علیہ السلام سے ایک بوڑھیا صحابیہؓ نے عرض کی کہ گجرات سے میری بیٹی کو لانے کیلئے آپ میرے ہمراہ بندگی میاں شاہ نظام عالیؓ کو بھیجیں۔ گجرات سے واپسی کے وقت [جاریہ]

لـه (دیکھئے سرورق)

شدن از نماز بندگی سید السادات منبع الکائنات۔ واصل الحق سید الشہداؓ در مجلس مہاجرانؓ و چند صد طالبان و جماعت خانہ چند ساعت خاموش ماندند و اشارت بطرف مہاجران کردند کہ شما دعوت کنید۔ بعدہ ہمہ مہاجرانؓ اشارت بطرف بندگی میاںؓ کردند کہ شما کنید۔ بعدہ ہیچ کس دعوت نہ کرد و بعد چند ساعت الیستادہ شدند و در حجرہ بارفتند۔ چونکہ مؤذن بانگِ نمازِ عصر گفت باز ہمہ مہاجرانؓ برائے گذاردنِ نماز آمدند چوں از نماز فارغ شدند۔ باز میانِ یکدیگر بندگی میاں سید خوندمیرؓ طرف مہاجران اشارت کردند۔ بعدہ سید السادات تا دیر چشم خوابانیدہ ماندند بعدہ چشم خود وا کردند و میان مجمع فرمودند کہ

خ "این بندہ در خاطر گذرانیدہ بود کہ ایں بندہ کدام کس است کہ در میان مہاجران بندگی میران علیہ السلام بیان کند۔ اینک ہمیں زمان حضرت رسالتماب علیہ السلام مصحف بدستِ خویش این بندہ دادہ اند و فرمودند کہ

ن "سید خوندمیر مصحف را شما بیان کنید۔"

بعدہ سید الساداتؓ بیانِ کلام اللہ در ہماں مجلس کردند۔ این ناقل (بندگی میاں ولی جیؒ) حاضر بود۔[۵۱]

اس کے بعد پھر ایک مرتبہ **دائرۂ کھاں بھیل** میں اجماع ہوا جس کی کیفیت بندگی میاں ولی جیؒ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ

"شبے بعد از نماز عشا بندگی میاں سید خوندمیرؓ و بندگی میاں شاہ نظامؓ و بندگی میاں شاہ نعمتؓ و بندگی میاں ملک جیؓ و بندگی میاں دلاورؓ و بندگی میاں یوسفؓ و بندگی (میاں مبارک عرف میاں بھائیؓ (مہاجر)) و بندگی میاں سید سلام اللہؓ و اکثر مہاجران مہدی رضی اللہ عنہم در آں مجلس حاضر بودند۔ گفتگوے در **فضل بود**..... بندگی میاں شاہ دلاور رضی اللہ عنہ فرمودند کہ

ق "محمد رسول اللہ را فضل از قرآن است و مہدیؑ را فضل از بیانِ قرآن است پس ہر کہ وارث قرآن است ہمیں فضل بسند است کہ خدائے تعالیٰ میراثِ کتاب گردانید۔"[۵۲]

اسی سلسلۂ سخن میں فرمایا کہ

ق "شما بہ بینید کہ ایں چنیں بیانِ کلام اللہ در یارانِ بندگی میرانؑ کسے را کہ خدائے تعالیٰ دادہ است ہمین فضل عین بسند است

[حاشیہ] بندگی میاں شاہ عبد العزیزؓ آپ کے ساتھ ہو لیے۔ [۵۱] انصاف ص ۱۸۔ انتخاب ص ۱۔ دفتر اول ک ۲۔ [۵۲] سیدنا مہدیؑ نے بندگی میاںؓ کو بشارت وارثِ قرآن سے مشرف فرمایا ہے ملاحظہ ہو ص ۵۹۔ ۱۲

نقل داز زبان مبارک ، بندگی میران سید محمودؓ بن مہدیؑ کہ بندگی میاں دلاورؓ را فرمودند کہ

"کسانیکہ عمرؓ و عثمانؓ صفت باشند ایشان از کسے کہ صفتِ ابو بکرؓ داشتہ باشد بہ او بیعت کنند" (حاشیہ) ث

نوٹ - سیدنا مہدی علیہ السلام نے بندگی میاں سید خوندمیرؓ کو "ابو بکر ثانی" کی بشارت سے متصف و ممتاز فرمایا ہے (ملاحظہ ہو بشارت نمبر ۴۶) آپ کے سوا کسی صحابیؓ کو یہ بشارت نہیں دی گئی -

پھر بندگی میاں شاہ دلاور رضی اللہ عنہ اسی سلسلہ میں حضرت صدیق ولایتؓ کی نسبت فرماتے ہیں کہ

"اول فضل - میراثِ قرآن و بیان - سیوم فضل - آلِ مہدی -
دوم فضل - آلِ رسول - چہارم فضل - تخصیصیت دو جواناں "

بعد ازاں ہمہ کساں از جماعت خانہ مع یاران برخاستند - بندگی میاں سید خوندمیرؓ طرف خانۂ خود رواں شدند چونکہ بہ دہلیز رسیدند بندگی میاں شاہ نظامؓ شتاب بدنبال بندگی میاں سید خوندمیرؓ رفتند بہ بیعت کردند و فرمودند

"میاں سید خوندمیر بندہ را برادرِ خود کردہ بشمرید" ق

بعدہ میاں ابو بکرؓ (دامادِ حضرت مہدیؑ) و میاں نعمتؓ ہماں شب با میاں سید خوندمیرؓ بیعت کردند این ناقل حاضر بود - درآن مجلس اکثر مہاجرانؓ بیعت کردند" (انصاف ۱۷ب - دفتر اول ک ۲ب -)

اوپر کے بیان میں صحابہؓ کرامؓ کا حضرت صدیق ولایتؓ سے جو بیعت کرنے کا ذکر ہوا ہے، وہ محض بیعت افضلیت ہے جو بندگی میاںؓ کو دیگر خصوصیات اور تخصیص بیانِ قرآن میں افضلیت کی وجہ سے تھی - حضرت مہدی علیہ السلام کی صحبت بابرکات میں جو صحابہ کامل ہو چکے تھے، مثلاً بندگی میاں شاہ نظامؓ - بندگی میاں شاہ نعمتؓ - بندگی میاں شاہ دلاورؓ وغیرہ، اُن کو حصولِ دیدار کی غرض سے بیعت کر کے صحبت میں رہنے کی ضرورت نہیں تھی - اگر حصولِ دیدار کی غرض سے ہوتی تو اُن کے سلسلۂ علاقہ میں بندگی میاںؓ کا نام ضرور آتا - یہ امر خود بندگی میاں شاہ دلاورؓ کی تقریر، اور بندگی میاں شاہ نظامؓ کے " برادرِ خود کردہ بشمرید" کے الفاظ سے ظاہر ہے کہ محض افضلیت کی بیعت تھی اسی طرح موضع پٹیپ (ضلع و او تحت بناس کانٹھا الجنبی) میں جہاں بندگی میاں شاہ نظام رضی اللہ عنہ کا دائرہ تھا، تمام صحابہؓ کا اجماع اِس غرض سے ہوا کہ علماے احمد آباد اور پٹن جو ثبوتِ مہدی میں سلطان مظفر ثانی کی جانب سے آنے والے تھے، اُن سے بحث کرنے کے لئے بندگی میاں سید خوندمیرؓ نے اپنی یہ رائے ظاہر کی کہ سب صحابہؓ کی طرف سے ایک ہی شخص مقرر ہو - اِس تقرر کے لئے بندگی میاںؓ نے فرمایا کہ

"پہلے ہم آپس میں دیکھ لیں کہ ثبوتِ مہدی میں کیا کیا دلیلیں پیش کی جائینگی"

سب نے اپنا اپنا طرزِ استدلال بیان کیا۔ بندگی میاںؓ ہر ایک کے استدلال میں نقص تبلانے لگے۔ آخر بندگی میاں ملک جیؒ نے حضرت صدیق ولایتؓ سے کہا آپ کیا جواب دینگے؟ بندگی میاںؓ نے فرمایا

"اگر رضائے ہمہ برادران باشد آنکہ بگویم"

ہمہ مہاجران رضا دادند۔ فرمودند۔

"از صدقۂ خوندکاران من از الف تا و الناس بر مہدیتِ میراں سید محمد مہدیِ موعود حجۃ میدہم"۔

پس بندگی میاںؓ آیۂ اَفَمَنْ کَانَ عَلٰی بَیِّنَۃٍ خوانده چناں دلیل و حجۃ بر ثبوت میران سید محمدؑ دادند کہ ہمہ مہاجرانؓ بہ تحسین و تحمیدِ آن حجۃ و برہان زبان کشوده فرمودند کہ

"عین این عبارت و تقریر از زبانِ حضرت میرانِ علیہ السلام شنوده بودیم۔ سزاوارِ این معنی ذات شماست۔ شمارا خدائے تعالیٰ درمیانِ مایان این گرامی داده است"

پس ہمہ مہاجراں بابندگی میاں رضی اللہ عنہ دراںؓ جا دست بیع کردند۔ وگفتند کہ (بندگی شرف ۱۲)

"کسے را کہ خدائے تعالیٰ درمیانِ مایان این چنین فضل و شرف داده است او افضل واکرم است"[۵۱]

یہ فضل و شرف زیاده تر قرآنِ کریم کے محققانہ بیان اور قرآن کریم کی ایک ایک آیت سے ثبوتِ مہدی میں برہان قاطع کے باعث تھا۔ **بندگی میاں شاہ دلاور رضی اللہ عنہ** فرماتے ہیں کہ

"اگر در فضل گفتنِ بندگی میاں **رافضی** شود بنده رافضی است"[۵۲]

دَورِ نبوت میں **امام شافعیؒ** نے فرمایا کہ

"اگر حضرت علی کرم اللہ وجہہؓ کا فضل بیان کرنے سے رافضی ہوجاتا ہے تو بنده رافضی ہے"۔

یہ ہے حضرت صدیق ولایتؓ حاملِ بیانِ قرآن کی شان جن کی نسبت حضرت مہدیؑ فرماتے ہیں ؎

"از بیانت شد عیاں اندر جہاں دیں چوں ضحیٰ	واز کلامت چہرۂ قرآن زیور یافتہ"
"از لبِ دُربارِ شیرینت جہانے بہره مند	دُرِ شہوارِ شہاں چوں مُورِ شکّر یافتہ"
"ہر دل از بارانِ فیضت چوں صدف پُر دُر شده	ہر گدا از بارِ فضلت چوں سکندر یافتہ"

۵۱۔ خلاصۂ نقل حاشیۂ انصاف نامہ و انتخاب الموالید باب یازدہم و دفتر اول ک ۵ ب ۲۔ ۱۲

۵۲۔ انبیارِ اسرار ب ۳ ت ۔ ۱۲

"گوہرِ مقصودِ بُرد از بحرِ جودت ہر تنے — وزلبِ جاں بخش کامِ جاں مُیسّر یافتہ"
"حمد و شکرِ بے عدد حق را۔ کہ بعد از ذاتِ او — بر رہِ اُدْعُوْا اِلَی اللہ خلق رہبر یافتہ"

۳۴ب۔ بندگی میاں سید برہان الدینؒ شواہد الولایت باب بیست و ششم میں تحریر فرماتے ہیں کہ سیدین رضی اللہ عنہما کی فرحِ مبارک تشریف آوری کے بعد امامِ ہمام سیدنا مہدی علیہ السلام ساڑھے چھ مہینے زندہ رہے (انتخاب الموالید میں چھ مہینے لکھے ہیں اور خاتم سلیمانی میں ایک سو بیس دن بتائے ہیں)۔ اِس اثنا میں تعلیم کا سلسلہ تو جاری تھا ہی، لیکن آخری چار مہینوں (۱۲۰ دن) میں تعلیم و تفہیم کے اوقات میں یہ خصوصیت کی گئی کہ رات بھر حضرت صدیق ولایتؓ کو تعلیم دی جاتی اور دن بھر حضرت ثانی مہدیؓ فیضیاب ہوتے۔ چنانچہ اُمّ المومنین بی بی بُوَن جی رضی اللہ عنہا نے یہ کیفیت دیکھ کر ایک روز بندگی حضرت مہدیؑ سے عرض کی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ

ق "رات سید خوندمیر کی اور دن سید محمود کی تعلیم کے لئے مخصوص ہو گئے ہیں اسلئے باندی حضرت کے دیدار سے مشرف ہونے کی آرزو ہی آرزو میں رہتی ہے۔"

یہ سن کر حضرت میران علیہ السلام نے فرمایا

۳۴ب "فرمان خدا شد کہ اے سید محمد ایں ہر دو سیدین را تعلیم وحدانیت ما و واحدیت ما و احدیتِ ما از ازل تا ابد ہر چہ شدہ و ہر چہ می شود و ہر چہ خواہد شد کن از ایں سبب ایں ماجرا است" (خاتم گ ج ۲)

صاحب انتخاب الموالید باب ہفتم و دہم میں اور مصنف اخبار الاسرار باب دوم تفصیل دوم میں تحریر فرماتے ہیں کہ

۳۴ "اے سید محمد دریں شش ماہ ایں سیدین را تعلیم از وحدانیت ما و احدیتِ ما از ازل تا ابد ہر چہ شدہ و ہر چہ می شود و ہر چہ خواہد شد کن برائے تعلیم آں اَمر در حجرہ ہائے ایشاں روز و شب گذراں می شود۔"

میاں ملک سلیماں عرف چھبجی میاں صاحبؒ لکھتے ہیں کہ بعد از آمدنِ میراں سید محمودؓ در فرحِ امام علیہ السلام مدتِ شش ماہ روزینہ در حجرۂ میران سید محمودؓ می ماندند و شبانہ در حجرۂ بندگی میاںؓ۔ و تعلیم مواہب لدنیہ و فیضِ صوری و معنوی و پرورشِ باطن می شد۔ سیدنا مہدی علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ سے جو ارشاد ہوا کہ

"و ترا علمِ اولیں و آخریں دادیم" (ملاحظہ ہو بشارت نمبر ۲۶)۔

ب سیدینِ صالحین رضی اللہ عنہما حضرت کے اِس صدقے میں بھی آگئے۔ پس سیدنا مہدی علیہ السلام کی طرح سیدینؓ کا علم اور سیدینؓ کے معلومات بھی تبعاً لامحدود ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہے جو اُس نے اِن دو مقدس ہستیوں پر مبذول فرمایا۔

۳۵ ف۔ بندگی حضرت مہدی موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

۳۵ ب "اگر در روزِ حشر بندہ را فرمانِ حق تعالیٰ می شود کہ اے سید محمد ما ترا مہدیِ موعود خاتمِ ولایتِ محمدی گردانیدہ بودیم برائے ما چہ ہدیہ آوردی؟ بندہ عرض کند کہ خدایا در درگاہِ جباری و قہاریِ تو چہ ہدیہ آورم کہ لایقِ تو باشد مگر ذاتِ خود را با دو جوانانِ سیدانِ صالحان را تسلیمِ تام کردہ پیشِ حضرتِ تو آوردہ ام کہ میران سید محمود و میاں سید خوندمیر اند حق تعالیٰ قبول فرماید"۔ (شواہد ۲۶)

صاحب اخبار الاسرار باب دوم تفصیل دوم میں لکھتے ہیں کہ

۳۵ ب "حضرت میراں علیہ السلام فرمودند کہ بروزِ حشر اگر بندہ را از حق تعالیٰ فرمان شود کہ اے سید محمد ما ترا مہدی موعود خاتم ولایت محمدی گردانیدیم۔ اکنوں برائے ما چہ تحفہ آوردی؟" میراں علیہ السلام عرض نمایند کہ "اے باری تعالیٰ دو سیدان و صالحان را مسلمانِ تام کردہ بدرگاہِ تو آوردہ ام حق تعالیٰ بلطفِ خویش قبول نماید"۔

حضرت سید فضل اللہ اپنی تصنیف انتخاب المو الید باب پنجم و ہفتم میں لکھتے ہیں کہ حضرت امامؑ حضور الہی میں عرض کرینگے کہ

م "ایں ہر دو سید را از سرتاپا مسلمان کردہ تحفہ بہ حضرتِ تو آوردہ ام۔ و دیگر اتباعِ تو و رسولِ تو آوردہ ام۔ و آنچہ فرمانِ تو بود امانت بخلق رسانیدم"۔

اگرچہ کہ اس بشارت میں "مظہر سرتاپا مسلمان" سیدین رضی اللہ عنہما کے ساتھ منسوب ہے لیکن فی الحقیقت دیکھا جاے تو یہ بشارت وہ عظیم الشان مرتبہ رکھتی ہے کہ اس کے لئے اتباع اور ترسیلِ امانت دونوں لازمی ہیں۔ امانت کی نسبت سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں۔

م "بینائی حق تعالیٰ بار امانت است و بار امانت ہمیں دو تن ادا کردند۔ یکے محمد خاتم النبی۔ دویم محمد خاتم الولی"۔ (ملاحظہ ہو بشارت نمبر ۸)

یہی امانت آپ نے اصالۃً اور سیدینؓ نے تبعاً خلق کو پہنچائی۔

مرتبۂ سرتاپا مسلمان کو اصطلاح صوفیہ میں مظہر اتم، اور گروہ مقدسہ میں سرتاپا ولایت، نیز بار امانت کہتے ہیں۔ بندگی میراں سید محمود اور بندگی میاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہما کو سرتاپا مسلمان ہونے کی جو بشارت دی گئی ہے اس کے یہی معنی ہیں کہ جو تجلیاتِ ذات حضرت خاتمین علیہما السلام پر اصالۃً وارد ہوتی تھیں سیدین صالحین رضی اللہ عنہما پر بھی تسلیم تام و متابعتِ تمام کی بدولت وارد ہوتی تھیں۔ کیونکہ حضرت مہدی علیہ السلام نے دونوں کو مرتبۂ

بے واسطگی میں پہنچا کر اُس مرتبہ کے دیدار سے مشرف فرما دیا جو دیدار آپ کو اصالتاً حاصل تھا۔ (ملاحظہ ہو بشارت نمبر ۳۷) جہاں کفرِ باطنی اور شرکِ باطنی کی ہوا بھی نہیں پہنچ سکتی؛ اور جو چیونٹی کی چال کی آواز سے بھی زیادہ باریک ہے، اور اچھے اچھے عارفوں کو اُس کی تمیز بھی نہیں ہو سکتی اسی وجہ سے اُس کو ستر پا پا مسلمان فرمایا

ب ۳۶ - ایک موقع پر حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا

ب ۳۶ "ایشان ہر دو ذاتی اند" (دفتر اول ک ۳ ب ۲)

ب ۳۶ "ہر دو را ذاتی فرمودند" (شواہد ب ۳۶۔ انتخاب ن ۱)

ب ۳۶ "دو کسان را ذاتی فرمودند" (انصاف ب ۱۷)

ذات کا جو مرتبہ بے نام و بے نشان، کنز الکنوز، بطونِ البطون، قدم قدم کہلاتا ہے؛ اعیانِ ثابتہ، اضافات وصفات سے بالکل مبرّا و منزّہ ہے۔ یہ مرتبہ خاص حضرت خاتمین علیہما السلام کا ہے جو آپ کے صدقے سے سیدین رضی اللہ عنہما کو بھی حاصل ہے۔

جب کہ سیدین رضی اللہ عنہما کو وہی مرتبہ حاصل ہے جو حضرت خاتمین علیہما السلام کا ہے، تو کیا ذاتی میں کسی بات کی کمی رہ سکتی ہے؟ اور بفرضِ محال کسی ایک امر میں بھی کمی رہی تو ذاتی کی شان نہ رہی؛ اس لئے جس طرح حضرت خاتمین علیہما السلام تمام کمالاتِ لدنیہ سے ممتاز ہیں، سیدین رضی اللہ عنہما بھی آپ کے صدقے سے جمیع انعاماتِ ایزدی سے بہرہ ور ہیں۔ پس سیدین رضی اللہ عنہما **شریک فی الدّرجاتِ مہدی** ہونے کی برکت سے ازل سے ابد تک جمیع امور کے راز دان، اور ہر مرتبہ کی کیفیتوں سے پورے واقف ہیں۔ (ملاحظہ ہو بشارت نمبر ۳۴) جبکہ آپ کو احدیت، وحدت، واحدیت، وحدانیت، وغیرہ کی عملی شان سے تعلیم و تفہیم ہوئی ہے تو کیا ایسی کامل و مکمل ہستیاں "**سیر نبوت**" اور "**سیر ولایت**" کی شانوں سے ناواقف رہ سکتی ہیں؟ ہرگز نہیں۔ بات یہ ہے کہ سیدنا مہدی علیہ السلام نے ایک کو سیر نبوت کی حکومت عطا کی اور دوسرے کو سیر ولایت کے عہدہ سے ممتاز فرمایا۔ اس لئے سیدینؓ کو اختیار ہے جس کو چاہیں ایک آن میں سیر سے سرفراز کر دیں۔

سیر ولایت اور سیر نبوت ذات کی شانیں ہیں۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کی ہر صفت بذاتِ خود کامل اور ہر وقت وہر آن بالفعل ہے، اور اس امر میں اس کو کسی دوسری صفت کی محتاجی نہیں ہے۔ اسی طرح سیر ولایت اور سیر نبوت بذاتِ خود ایسی کامل ہیں کہ ایک کو دوسری پر ترجیح نہیں دے سکتے۔ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَانٍ فَبِاَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ۔ بادشاہ اگر انصاف کی کرسی پر بیٹھ کر مقدمے فیصل کر رہا ہے تو بھی وہی ہے

اور خلوت میں بیٹھا ہوا ہے تو بھی وہی ہے۔ جس طرح ولایتِ مقیدۂ محمدیہ اور نبوتِ مقیدۂ محمدیہ ایک ہی مقام میں دو شانیں رکھتے ہوئے حضرت خاتمین علیہما السلام ایک ہیں اسی طرح سیدین رض بھی سائرِ ولایت اور سائرِ نبوت ہوتے ہوئے ہم مقام اور ہم مرتبہ ہیں۔ ذالک ھو الفوز العظیم۔

۳۷ب ۔ ایک روز بندگی میراں سید محمد مہدی موعودؑ نے مجمع صحابہ رض میں بیانِ قرآن کے وقت فرمایا

۳۷ب " فرمانِ خدای شود کہ اے سید محمد ہر دو سیدان وہر دو برادران وہر دو جوانان وہر دو صالحان کہ راستا و چپاے تواند برگزیدۂ ما اند۔ ایشاں ہر دو را بے **واسطہ فیض** از حضرت ما می رسد (شواہد ب۳۷)

صاحب انصاف نامہ باب ہفدہم میں لکھتے ہیں کہ

۳۷ب "حضرت میراں فرمودند۔ ایں دو جوانان کہ چپ و راست نشستہ اند فرمانِ خدائے تعالیٰ می شود کہ **پرورش ایشان** سوے حضرت ما بے واسطہ است"

اس بشارت کے وقت بندگی میراں سید محمود رض حضرت امام علیہ السلام کے سیدھے طرف تھے، اور بندگی میاں سید خوندمیر رض بائیں جانب۔

چونکہ حضرت امام علیہ السلام نے یہ بشارت مجلس بیان میں آشکار فرمائی تھی۔ اسلئے سب نے سنی، لیکن آپ نے یہ نہ فرمایا کہ وہ دو جوان کون ہیں؟ لہذا یوں ہی غیر مصرح اور مبہم رہی۔

مجلس صحابہ رض میں دوسرے دو جوان اور صالح سید جو حقیقی بھائی تھے، اور ہر روز بیان قرآن کے وقت حضرت امام علیہ السلام کے دائیں اور بائیں جانب بیٹھا کرتے تھے، اور ان کو تھوڑا سا کشف بھی ہو گیا تھا، یہ بشارت سن کر ان کے دل میں یہ بات پیدا ہوئی کہ، اس بشارت میں حضرت میراں علیہ السلام نے جو مقام بے واسطگی کا ذکر فرمایا ہے وہ بشارت ہماری ہی نسبت ہے۔ یہ خیال آتے ہی دونوں بھائی ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ

ق " جبکہ ہم کو خدا سے بے واسطہ فیض مل رہا ہے تو حضرت کی صحبت میں رہنے کی ضرورت ہی کیا ہے"۔

بس یہ بات ان کے دل میں ایسی بس گئی کہ حاکم الزماں حضرت مہدیؑ کی اجازت بھی نہ لی اور یوں ہی نکل چلے۔

ایک روز حضرت مہدی علیہ السلام نے ان دونوں بھائیوں کی نسبت دریافت کیا کہ "وہ دو بھائی نظر

نہیں آتے ۔کہاں ہیں" ؟ صحابہؓ نے عرض کی

ق "میراں جی ۔آپ نے دونوں کو مرتبۂ بے واسطگی کی جو بشارت دی انہوں نے اُس کو اپنی ذات پر محمول کیا اور چلے گئے"

آپ نے اُن کے چلے جانے کا سن کر فرمایا

م "عجب ؟ آنکہ نفس ایشاں را مغالطہ داد اگرچہ چیٹری چونڈھلی بینائی ہم حاصل شدہ بود ولیکن غلط خوردند" [۱]

اس کے برعکس حضرت ثانی مہدی رضی اللہ عنہ کا حال دیکھئے کہ

ایک روز امام الانام سیدنا مہدی علیہ السلام نے فرمایا

م " بندہ را خدائے تعالیٰ مہدی موعود کردہ و وصف بندہ بہ پیغمبراںؑ خبر دادہ بود ۔بناں براں اکثر پیغمبراںؑ تمنائے صحبتِ بندہ کردہ بودند"

جب حضرت ثانی مہدیؓ نے خود حضرت ولایتمآب علیہ السلام کی زبان مبارک سے یہ شان سنی تو زار وقطار رونے لگے حضرت امامؑ نے دریافت کیا

م " آخر اس قدر زار وقطار رونے کی وجہ کیا ہے" ؟

بندگی میراں سید محمودؓ نے عرض کی

پ " میراں جی ۔مہدیِ موعودؑ کو وہ شرف حاصل ہے کہ پیغمبروں نے آپ کی صحبت کی آرزو کی اور ہمیں آپ یہ فرماتے ہیں کہ "بے واسطہ فیض می رسد" ہم کو اپنے واسطہ سے بے واسطہ نہ کریں"

حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا

م " بھائی سید محمود دلگیر مشوید کہ خدائے تعالیٰ شمارا ایں مرتبۂ بے واسطگی از واسطۂ بندہ عطا کردہ است و از واسطۂ بندہ بے واسطہ شدہ اید"

دریں جا تمثیلے فرمودند کہ

"یک وزیر مملکت مدار امیر باشد، و آں وزیر را دو پسر باشند ۔ہر وقتے کہ وزیر در خدمت امیر (بادشاہ) آمدے بواسطۂ وزیر آں ہر دو پسر ہم بشرف خدمتِ امیر مشرف شدے ۔یک وقت وزیر بجائے

[۱] شواہد ۳ ۔انتخاب ب ۔

خود ہر دو پسر دلبند خود را در خدمتِ امیر فرستاد۔ و آں ہر دو پسر در مقام بیواسطگی رسیدہ بخدمت بادشاہ مشرف شدند۔ فاماّ از واسطۂ وزیر **بمقام بے واسطگی** رسیدند۔ ہمچناں شما را حق تعالیٰ مقامِ بیواسطگی از واسطۂ بندہ دادہ است۔" (شواہد ب ۳۶)

مذکورہ بالا واقعہ سے ظاہر ہے کہ بندگی میراں سید محمودؓ اور بندگی میاں سید خوندمیرؓ تو بخوبی واقف تھے کہ یہ بشارت اُن کی شان میں وارد ہے۔ لیکن دیگر صحابہؓ اس تخصیص سے ناواقف تھے۔ چنانچہ ایک روز نینؔ پورہ ۱ میں اجماع ہوا؛ جس میں کُل صحابہؓ موجود تھے۔ بحث یہ تھی کہ بندگی حضرت میراں علیہ السلام نے اثناءِ بیان قرآن میں جو بشارت دو جوانوں کی نسبت فرمائی ہے وہ تحقیق ہے لیکن دونوں کے نام کی تخصیص نہیں کی گئی کہ کون ہیں؛ اور یہ بھی معلوم نہیں کہ آپ نے کسی کے سامنے فرمایا ہو۔ اُس وقت بندگی میراں سید محمودؓ اور بندگی میاں سید خوندمیرؓ نے فرمایا کہ

ق

"ہم نے سنا ہے کہ اُمّ المومنین بی بی بُونؔ جی (رضی اللہ عنہا) کے حضرت امام علیہ السلام سے استفسار کرنے پر آپ نے دونوں کے نام بتائے ہیں۔ چلیئے بی بی کے پاس۔ اُن سے اس امر کی تحقیق کریں۔"

یہ سن کر کُل صحابہؓ حضرت بی بی بُونؔ جیؓ کے دولت خانہ پر تشریف لے گئے۔ بندگی میاں سید خوندمیرؓ نے فرمایا "ٹھیرو۔ بی بی سے میں پوچھتا ہوں۔" یہ فرما کر ام المومنینؓ سے عرض کی

خ

"بی بی۔ خدا حاضر ہے اور بندگی میراں علیہ السلام بھی حاضر ہیں۔ آپ نے حضرت سے جیسا سنا ہو ویسا ہی بیان فرمائیں۔ حضرت نے دو جوانوں کے نام آپ کو بتائے وہ کون ہیں"؟

حضرت بی بی رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ

بندگی حضرت میرانؑ در شہر فرح بوقتِ دعوت فرمودند کہ

ب ۳۷

"فرماں می شود کہ اے سید محمد دو جوانِ سیّداں را بے واسطہ فیض از حضرتِ ما می رسد۔ از حضرت

۱۔ بیرونِ بلدۂ احمد آباد چوراسی پوروں میں سے ایک پورہ کا نام نینؔ پورہ ہے جو شہر کے متصل اَستوڑیہ دروازہ کے باہر جنوب میں واقع ہے۔ یہاں اُمّ المومنین بی بی بُونؔ جی رضی اللہ عنہا رہتی تھیں۔ آپ کا مزار شریف بھی اسی مقام میں شاہ عالم کی سڑک سے مشرق میں اور ابراہیم شہید کی عالی شان مسجد اور مارواڑی چھیپوں کی مسجد کے درمیاں ہے۔ آپ کے مزار کے پائین حضرت بی بی مریمؓ زوجۂ بندگی میاں شاہ نظامؓ کی صرف ایک ہی قبر ہے۔ ایک حیدرآبادی صاحب نے سنہ ۱۳۲۰ھ میں غلطی سے حضرت بی بی مریمؓ کی تربت سے ایک قبر مشرق میں اور ایک مغرب میں بنا ڈالی۔ بی بی کے دائرہ کی زمین جس میں بندگی میاں شاہ عبدالمجیدؓ نور نوش و شہید بر نام مہدیؑ کا بھی حوض نما چبوترہ ہے۔ زمانۂ دراز سے ایک ہندو کے قبضہ میں ہے۔ اس زمین کا سروے نمبر ۹۴ ہے۔ آگے چل کر نہیں معلوم ان مزاروں کا کیا حشر ہوگا۔ ہزارہا مہدیوں میں ایک شخص بھی پرسانِ حال نہیں ہے۔ خدا ہی اپنے مقبول بندوں کے مزاروں کو [جاریہ]

ما بر تو منت است کہ پیش تو ایں چنیں کساں ہستند۔ اگر ترا نہ فرستادے ایشاں ہر دو
ایں مقام را لائق بودندے و نیز ایں مقام را رسیدندے"۔

بعدہ من پیش بندگی میرانؑ عرض کردم، میراں جی، ایشاں ہر دو جوانان کدام کساں اند؟
بندگی حضرت میرانؑ فرمودند کہ

"در کار خود باشید۔ خدائے تعالیٰ اظہار خواہد کرد"۔

بعدہ عرض کردم کہ "ازیں می پرسم کہ اگر از بندگی میرانؑ معلوم شود تعظیم ایشاں بدارم
چنانچہ تعظیم خوندکار داشتہ می شود"۔ بعدہ حضرت میرانؑ فرمودند

"یکے بھائی سید محمودؓ و دیگرے بھائی سید خوندمیرؓ"۔[ف۱]

اُمّ المومنین بی بی بون جی رضی اللہ عنہا کی اس تقریر سے جمیع صحابہ رضی اللہ عنہم کو یقین ہوگیا کہ بشارت "دو جوان سیدان" بندگی میراں سید محمودؓ اور بندگی میاں سید خوندمیرؓ کی نسبت فرمائی گئی ہے اسلئے ہم سب میں سیدین افضل ہیں۔

جس بشارت کا اوپر ذکر ہوا، اس میں پانچ مخصوص بشارتیں پائی جاتی ہیں :۔

۱۔ "یہ دونوں سید ہمارے برگزیدہ (بندے) ہیں"۔

۲۔ "ان کو ہماری درگاہ سے بلا واسطہ فیض مل رہا ہے اور ہم ہی سے ان کی پرورش بے واسطہ ہورہی ہے"۔

۳۔ "یہ دونوں اس مقام کے لائق تھے"۔

۴۔ "اور اس مقام کو برابر پہنچ جاتے"۔

۵۔ "لیکن تم پر ہمارا احسان ہے کہ ایسے ایسے لائق لوگ تمہاری خدمت میں (سپرد کئے گئے) ہیں"۔

اس بشارت کی اہمیت اور اعلیٰ ترین شان خود اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا کے استفسار سے ظاہر ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ

[جاریہ] محفوظ رکھیے۔ تفصیلی حالات خاکسار کی تصنیف رہنمائے زائرین گجرات میں درج ہیں۔
ف۱۔ انصاف ب۱۔ شواہد ب۲۶۔ انتخاب ب۷۔ دفتر اول ک۵ ب ۱۳۔

"اگر اِن دونوں کا نام معلوم ہو جائے تو میں اُن کی ویسی ہی تعظیم کروں جیسی کہ آپ کی کرتی ہوں"

بی بی رضی اللہ عنہا کے اس بیان سے ظاہر ہے کہ سیدین رضی اللہ عنہما حضرت امام علیہ السلام کے (مرتبۂ رویت میں) ہم مقام ہیں؛ اور اسی وجہ سے تینوں کی تعظیم کو مساوی فرمایا۔ جب کہ سیدین رضی اللہ عنہما میں ایسی فطری قابلیت موجود تھی کہ وہ بلا واسطۂ مہدی علیہ السلام کے مقام رویت کو پہنچ جاتے تو اِس سے اِس بات کا خاص اظہار ہو رہا ہے کہ آپ دونوں فرمانِ خدا سے **مساوی الدرجہ** ہیں؛ اور آپ دونوں کو حضرت مہدی علیہ السلام کے صدقے سے **فیض بلا واسطہ** حاصل ہے۔

محققین کے نزدیک یہ اُمرِ مسلّم ہے کہ جب تک واسطۂ مہدی اور واسطۂ رسول ہے عارفِ الٰہی **مرتبۂ لاہوت** میں ہے۔ جب واسطہ سے بلا واسطہ ہو تو نبی مہدی کے صدقے سے اُس کو **مرتبۂ ہاہوت** حاصل ہوگیا جو کہ حقیقۃً حضرت خاتمین علیہما السلام کا مرتبہ ہے۔ سیدنا مہدی علیہ السلام کی بعثت اسی واسطے ہوئی کہ آپ خاصانِ خدا کو اقرب الطریق اور نہایت آسان تعلیم و تفہیم سے اُس کی حسب استعداد **مرتبۂ بلا واسطگی** کو پہنچا دیں۔

کُل سالکینِ راہِ طریقت کی ختمیت لاہوت پر ہو جاتی ہے۔ جس کی نسبت سیدنا مہدی علیہ السلام ایک شعر کے جواب میں فرماتے ہیں کہ ؎

"دوئی را دور کن از خود، یکے بیں در تہ و بالا"
ترا گر ایں میسّر شد، ہمیں ست خانۂ خالا"

لیکن جو یا کانِ الٰہی فیض مہدی سے خاص طور پر بہرہ اندوز ہوتے اور "ایشان را عطا است" (؟) کے صدقے میں آجاتے ہیں تو اِس عطیۂ مخصوصہ و جاریہ کی برکت سے اُن کا درجہ اِس قدر بڑھا ہوا رہتا ہے کہ جب **حضرت عیسیٰ علیہ السلام** دوسری مرتبہ تشریف لائینگے اُس وقت ایسی اولو العزم ہستی کو کچھ فیض دینگے اور کچھ اُن سے حاصل کرینگے (انصاف نامہ باب ہفدہم) اور **فیضِ مہدی کا یہ سلسلہ** حسب فرمانِ حضرت مہدی علیہ السلام قیامت تک قایم رہے گا۔ (ملاحظہ ہو بشارت نمبر ۱۷)

فیضِ مہدی کے حصول اور جاری رہنے کی نسبت صاحب انصاف نامہ باب ہفدہم میں **تحریر** فرماتے ہیں کہ

"ہیں **اُویسیہ طریق** سے بھی انکار نہ کرنا چاہئے۔ عاشقِ صادق کو روح خاتمین علیہما السلام سے، یا روح سیدین رضی اللہ عنہما سے، یا ارواحِ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے، غرض کسی بھی صورت سے فیض مل جائے گا۔ کیونکہ فیضِ مہدی کسی وقت اور کسی حالت میں بھی منقطع نہیں ہو سکتا۔ بلا شک و شبہ

حسب فرمانِ حضرت مہدی علیہ السلام اس کا قیامت تک جاری رہنا لازمی ہے۔"

۳۸ ب - ایک روز حضرت امام علیہ السلام نے سیدین صالحین رضی اللہ عنہما کی نسبت فرمایا کہ

۳۸ ب "چنانچہ درمیان فرشتگان بر ہمہ ملائک بہتر جبرئیل و بہتر میکائیل را شرف است، ہمچناں بر ہمہ یاراں میراں سید محمود و میاں سید خوندمیر را فضل و شرف است۔" (انتخاب ب)

بندگی میاں سید برہان الدینؒ دفتر اول رکن سیوم باب دوم و نیز شواہد الولایت باب بیست و ششم میں فرماتے ہیں کہ

۳۸ "چنانچہ درمیان فرشتگاں مہتر جبرائیل و میکائیل تخصیص ہستند ہمچناں خصوصیت این ہر دو جواناں درمیاں یاراں مخصوص است" (ہمچناں ایں ہر دو جواناں درمیانِ یاراں مخصوص اند۔" شواہد ب)

ایک روز حضرت ثانی مہدی رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک میں بمقام بھیلوٹ شریف صحابہؓ کا اجماع ہوا۔ اُس وقت **افضلیت سیدین** رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں جو باتیں ہوئیں انصاف نامہ باب ہفدہم و حاشیہ سے ذیل میں درج کیجاتی ہیں:-

"در بھیلوٹ اجماع شدہ بود و دریں اجماع حکایتِ **فضل** ہم بود۔ بعضی یاراںؓ گفتند کہ

ق "میاں سید خوندمیرؓ خود را بر یاران فضل می دہند۔"

بندگی میاں رضی اللہ عنہ فرمودند کہ

خ "بندہ گاہے خود را فضل نہ دادہ است بر یاراںؓ۔ چراکہ حضرت میران علیہ السلام دایم فنا و نیستی فرمودند۔ ایں فضل دادنِ خود را صفتِ ہستی است۔"

بعدہ وقتِ عصر میراں سید محمودؓ و میاں سید خوندمیرؓ برابر ایستادہ بودند در نماز۔ بندگی میاں سید خوندمیرؓ را از حق تعالیٰ فرمان شد کہ

پ "فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ۔"

بعدہ بندگی میاں سید خوندمیرؓ بعد از نماز در گوشِ بندگی میراں سید محمودؓ گفتند کہ

خ "ایں چنیں فرماں می شود۔"

بعدہ بندگی میراں سید محمودؓ بہ آواز بلند فرمودند

ش

"آمنا وصدقنا"

بعدہ بندگی میاںؓ ایں بیت خواندند ؎

خ

"خدا از عابداں آں را گزیند"

"کہ در راہِ خدا خود را نہ بیند"

بعدہ بندگی میاں سید خوندمیرؓ از انجا ایستادہ شدہ درونِ حجرہ رفتند۔ فرمانِ خدائے تعالیٰ بہ عتاب شد کہ

پ

"چرا حق پوشی کردی کہ فضل ہر دو کساں را دادیم بریاراں"

بندگی میاں سید خوندمیرؓ عرض کردند

خ

"اے خداوند تعالیٰ چیزے حجتے باید"

فرمان شد کہ

پ

"ایں آیت قرآن حجۃ است مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰىلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ (پ ۱ ع ۱۲)"

"حضرت میران علیہ السلام را دران را بشارتہا دادند ولیکن بشارتہائے دو کساں چوں درمیاں فرشتگاں جبرئیل ومیکائیل تخصیص ہستند" (انصاف نامہ ب ۱)

انسان کامل کا مرتبہ بہتر جبرئیل ومیکائیل اور فرشتگانِ عالین سے بھی بڑھا ہوا ہے۔ اس لئے سیدین صالحین رضی اللہ عنہما کو بہتر جبرئیل اور بہتر میکائیل کے ہم رتبہ یا ان مکرم فرشتوں کو سیدینؓ کے ہم رتبہ نہیں فرمایا۔ بلکہ ان دو فرشتوں کو دوسرے فرشتوں پر جو خاص امتیاز حاصل ہے۔ ویسے ہی جمیع اصحابِؓ مہدئی میں سیدینِ صالحین رضی اللہ عنہما کو خاص رتبہ حاصل ہے۔

۳۹ب - ایک روز بندگی میراں سید محمد مہدی موعود علیہ السلام نے بمقام فرح مبارک عصر و مغرب کے درمیان بیان قرآن کے وقت یہ آیت پڑھی

۳۹ب

"وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ۝ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ۝ ...... وَاَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ مَآ اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ۝ ...... ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ۝

(پ ۲۷ ع ۱۴) ترجمہ۔ اور آگے نکل جانے والے آگے ہیں سب سے۔ یہی لوگ نعمت (دیدار)

کے بہشتوں میں (رہنے والے اور ہمارے) مقرب ہیں بڑی جماعت ہے اگلوں میں سے
اور تھوڑے ہیں پچھلوں میں سے ...... اور داہنی طرف والے کیا ہیں داہنی طرف والے!
...... جماعت کثیر ہے اگلوں میں سے اور جماعت کثیر ہے پچھلوں میں سے۔" (سب ۵۶)
اور فرمایا کہ مراد از قَلِیۡلٌ مِّنَ الۡاٰخِرِیۡنَ میراں سید محمود و میاں سید خوندمیر ہستند۔[۱]

پھر فرماتے ہیں

" مراد از "سَابِقُوۡنَ" لاہوتیاں اند کہ بہ تجلی ذات رسیدہ اند۔"
وآں اجل گروہ خاتم الاولیا بندگی میراں سید محمود و بندگی میاں سید خوندمیر صدر نشین مسند لاہوت اند۔
(انصاف ب۱)

پھر فرماتے ہیں کہ

" مراد از ثلۃ من الاولین آں جماعت اند کہ بعد از بعثت خاتم الانبیا تا بعثت
خاتم الاولیا (علیہما السلام) ظہور یافتند و فرمودند کہ
"خواجہ بایزید بسطامی و خواجہ ابراہیم ادہم و خواجہ شبلی و خواجہ جنید بغدادی (و بی بی
رابعہ بصری۔ انتخاب ب) قدس اللہ سرھم داخل ایں جماعت اند

پھر فرمایا کہ

"وَ ثُلَّةٌ مِّنَ الۡاَوَّلِیۡنَ مراد آں جماعت اند کہ از بعثت خاتم الانبیا تا بعثت
خاتم الاولیا و از بعثت خاتم الاولیا تا ساعت قیامت ظہور یابند۔"

حضرت امام علیہ السلام کے اِس فرمان سے ظاہر ہے کہ سابقون یعنی لاہوتی اور اصحٰب الیمین
یعنی ملکوتی اور جبروتی کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔

چونکہ کلام اللہ کی تفسیر کلام اللہ ہی سے ہوتی ہے اسلئے اگر السابقون السابقون
...... کی تطبیق اِس آیت سے کی جائے تو غالباً ناموزوں نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ طالبانِ حق وجویانِ ذاتِ مطلق
کی تین قسمیں اِس طرح بیان فرماتا ہے کہ

" ثُمَّ اَوۡرَثۡنَا الۡكِتٰبَ الَّذِيۡنَ اصۡطَفَيۡنَا مِنۡ عِبَادِنَا ۚ فَمِنۡهُمۡ ظَالِمٌ

---

[۱] انصاف ب۱۔ شواہد ب۲۔ انتخاب ب۱۔

لِنَفْسِهٖ ج وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ج وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ط ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ۝ (پ ۲۲/۱۶)

ترجمہ۔ ہم نے اپنے بندوں میں سے اُن لوگوں کو (اس) کتاب کا وارث ٹھیرایا جن کو ہم نے اُس کی خدمت کے لئے منتخب فرمایا پھر اُن میں سے (۱) بعض تو اپنے نفس پر سختی کرنے والے (یعنی بفحوائے حدیث موتو قبل ان تموتوا کے مدارج طے کرنے میں کوشش کرنے والے) (۲) اور بعض اُن میں سے بیچ کی چال چلنے والے اور (۳) بعض اُن میں سے (ایسے بھی ہیں جو) خدا کے حکم سے نیکیوں میں (اَوروں سے) آگے بڑے ہوئے ہیں یہی تو (خدا کا) بڑا فضل ہے (پ ۳۵/۱۶)

انصاف نامہ باب دوازدہم میں لکھا ہے کہ۔

سابق بالخیرات مقامِ ذات یعنی لاہوت است و مقتصد مقام جبروت است و ظالم نفس مقام ملکوت است

پس سابقون السابقون اور سابق بالخیرات لاہوتی ہیں اصحاب الیمین کی حسب استعداد و قابلیتِ سالکانِ طریقت دو قسمیں ہیں۔ قسم اعلیٰ مقتصد یعنے اہل جبروت، اور قسم ادنیٰ ظالم نفس یعنی اہل ملکوت ہیں۔ اور اَصْحٰبُ الشِّمَال یعنی بائیں ہاتھ والے ناسوتی ہیں جو نفسِ ایمان بھی نہیں رکھتے۔ سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

"کسے کہ نفسِ ایمان ہم ندارد از عذاب چگونہ رہد" (انصاف نامہ باب ۱)

سیدنا مہدی علیہ السلام کے دائرۂ عالیہ میں تینوں قسم کے صحابہ ملکوتی جبروتی۔ اور لاہوتی موجود تھے۔ مگر چونکہ یہ پاکانِ خدا خاص حضرت خلیفۃ اللہؑ کی نظر مبارک سے پرورش پائے ہوئے تھے، اسلئے ان کا ملکوت اور جبروت عام سالکوں کا نہیں بلکہ پیغمبروں کا ملکوت اور جبروت تھا۔ اسی وجہ سے حضرت مہدی علیہ السلام نے اپنے صحابہؓ کو نبیوں کے مرتبۂ رویت کی بشارت دی ہے۔ پیغمبروں کے ملکوت، جبروت، اور لاہوت کی شان حیز بیان میں آ ہی نہیں سکتی۔ میرے مرشد فرماتے تھے کہ "پیغمبروں کا ملکوت عام سالکوں کے لاہوت سے بڑھا ہوا ہے۔" اور حضرت صدیق ولایت رضی اللہ عنہ بھی فرماتے ہیں کہ

ظالم نفس برخیزند و سابقُ بالخیرات دھکّم خورند۔

یعنے (ہمارے، ظالم نفس (ملکوتی) قیامت کے روز اٹھ کھڑے ہونگے اور (عرف عام کے) سابقٌ بالخیرات (لاہوتی) داخلِ کیل دئے جائینگے۔

المختصر حضرت مہدی علیہ السلام نے حضرت ثانی مہدی اور صدیق ولایت رضی اللہ عنہما کو جو سابقون السابقون" اور "لاہوتی" فرمایا ذاتی اور مرتبۂ بے واسطگی" کا مترادف ہے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ۔

نوٹ ۔گروہ مقدسہ میں اوپر سے یہ طریقہ چلا آرہا ہے کہ تبہار توں اور عام بیان میں لاہوت پر ختمیت ہوجاتی ہے۔ جیسا کہ علی العموم دیدار چشم سر پر، حالانکہ **"موبمو"** اور **"وراے موبمو"** کے الفاظ سیدنا مہدی علیہ السلام کی زبان مبارک سے رویت ذات کی نسبت وارد ہیں (ملاحظہ ہو ب) اور یہ مرتبہ **ہاہوت** کا ہے؟ اور دیدار چشم سر مرتبۂ **لاہوت** ہے۔ ہاں تعلیمی پیٹیوں میں تعلیم بلاواسطہ کی تفہیم کے وقت لفظ ہاہوت مستعمل ہوتا ہے اور **بندگی میراں شاہ قاسم** رحمتہ اللہ علیہ نے بھی خاتمین اور سیدینؓ کی رویت کی نسبت لفظ ہاہوت برتا ہے۔

علاوہ ازیں سیدنا مہدی علیہ السلام عَسَىٰٓ اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا (۱۵ ب) کے بیان میں فرماتے ہیں

"مقام محمود ولایت اللہ است" (حاشیہ)

پس مقام محمود، ولایت اللہ، اور ہاہوت مترادف الفاظ ہیں اور اس مرتبہ کی رویت کو "موبمو" اور "وراے موبمو" فرمایا جو خاتمین علیہما السلام کے صدقے سے سیدین رضی اللہ عنہما کو بھی یہ مرتبہ اور یہ دیدار حاصل تھا۔

ب حضرت امام علیہ السلام بامر ملک العلام در معنی ایں آیہ

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا (۸۳)

ترجمہ ۔اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو یقیناً سوا چند لوگوں کے تم (سب لوگ) شیطان کی پیروی کرنے لگتے۔ (۱۱ ب) فرمودند کہ

"مراد از اِلَّا قَلِيْلًا ذات میراں سید محمودؓ و میاں سید خوندمیرؓ است"[1]

نبأ

شیطان اُن ہی طالبانِ حق کو اپنا پیرو بناتا ہے جو علم سے بے بہرہ ہیں۔ جب بندہ کو صحیح علم اور معرفت حقیقی نصیب ہوتی ہے تو وہ شیطان کی پیروی سے نکل جاتا ہے۔

---

[1] شواہد ۲۹ ب۔ انتخاب ب۔ دفتر اول ک ۳ ب۔ ۱۲

صحیح علم یا سچی معرفت کی نسبت سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

"دانستن ایمان"

م

اور ایمان کی وضاحت اس طرح فرماتے ہیں کہ

"ایمان ذات خدا است"

م

یعنی مرتبۂ ذات کی رویت ہی کو صحیح علم یا سچی معرفت اور دانست کہتے ہیں۔

ذات کا مرتبہ تعینات، تشبیہات، تنزیہات، وغیرہ سے مبرا ہے۔ کیونکہ یہ سب عوارضات تبدیل پذیر ہیں اور جہاں تبدیل کو گنجائش ہے وہاں سہو اجتہاد ممکن ہے۔ جس کو اصطلاح میں **متشابہ** کہتے ہیں۔ یعنی جب تک کہ عارف الٰہی خدا کو صفات کے پردہ میں دیکھتا ہے، حسب فرمودۂ حضرت رسول علیہ السلام

"ان للہ سبعین الف حجاب من نور وظلمۃ"

ن

ترجمہ: "رویت ذات کے لئے نور اور ظلمت کے ستر ہزار پردے (حائل) ہیں"

عرفان میں ناقص ہے، اور اس سے سہو اور شک و شبہ ممکن ہے؛ اس لئے اس کو سوال کی حاجت رہتی ہے، مگر چونکہ ذات میں تبدیل کو گنجائش نہیں "اَلْآنَ کَمَا کَانَ" ہے؛ اس لئے اس مرتبہ کو پہنچ کر عارف کامل کو یقین کامل حاصل ہوتا ہے جس کی وجہ سے اس کو کسی قسم کا شک و شبہ اور سوال کی ضرورت باقی نہیں رہتی چنانچہ امامنا حضرت مہدیؑ فرماتے ہیں۔

"ہر کہ خدا را شناخت اور احاجت سوال نیست" (حاشیہ)

م

پھر فرماتے ہیں

"دانست کے بعد سوال نہیں" (تعلیمی پیٹی)

م

چونکہ اس مرتبہ میں عارف کامل کو حسب فرمانِ حضرت مہدیؑ "تصدیق بندہ بینائیِ خدا" بلا حجاب رویت نصیب ہوتی ہے اسلئے جو کچھ کہتا ہے دیکھ کر کہتا ہے؛ اسی وجہ سے اس کا ہر قول محکم ہوتا ہے جہاں تاویل و تحویل اور تشابہ کا شائبہ بھی نہیں رہتا۔ تاویل تو اسی مرتبہ میں ہوتی ہے جہاں بندۂ خدا خدا کو صفات کے پردہ میں دیکھتا ہے اسلئے اس کا قول متشابہ ہوتا ہے۔

اس "دانست" یعنی علم کی نسبت حضرت امامِ جعفر صادقؓ فرماتے ہیں۔

ق

"علم در عالمِ غیب بصورت غیب بود۔"

اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔

"جَہْلُ الْعِلْمِ عِلْمٌ"

اس علم کو عُرفا **علم سکوتی** اور **علم لدُنی** کہتے ہیں جو حضرت خاتمین علیہما السلام کے مخصوص صدقہ خواروں کو نصیب ہوتا ہے۔

پس جن خاصان خدا کو یہ علم محض عنایت ایزدی سے عطا ہوتا ہے اُن کی نسبت قرآن کریم میں شیطان کا قول اس طرح بیان ہوا ہے۔

قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ

ترجمہ۔ شیطان نے کہا تیری عزت کی قسم، اُن سب کو گمراہ کروں گا بجز تیرے (اُن) مخلص بندوں کے (جو اُن میں منتخب کئے گئے ہیں)۔ (۲۳/۱۴)

اسی مرتبہ کو پہنچ کر یہ بندۂ خدا بطفیل حضرت رسول کریمؐ زبان حال سے یہ حدیث بول اُٹھتا ہے۔ اَسْلَمَ شَيْطَانِي یعنے میرا شیطان مسلمان ہوگیا ہے، جو جادۂ اطاعت سے کبھی سر اُٹھا نہیں سکتا، اور شیطان بھی وہ شیطان جس کی نسبت سیدنا مہدیؑ فرماتے ہیں۔

"در ایں عالم دو جواں مرد آمدند؛ یکے محمدؐ طرف ہدایت، دویم ابلیس علیہ اللعنۃ طرف ضلالت" (حاشیہ)

یہ بات کسب و ریاضت سے نہیں بلکہ محض افضال ایزدی سے حاصل ہوتی ہے۔ سیدین رضی اللہ عنہما کو بحیثیت تابع تام اور مظہر اَتم حضرت مہدی علیہ السلام اِلَّا قَلِيلًا کی شان بدرجۂ کمال حاصل تھی واللہ یختص برحمتہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔

۱۸۴ ب۔ ایک موقع پر حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا۔

"اگر میراں سید محمودؓ و میاں سید خوندمیرؓ چیزے ضعیفی کنند، بر ایشاں حجت نیست، حجت بر قرآن و بر رسولؐ و بر بندہؑ است، نہ بر ایشاں؛ ایشاں ہم ہرگز ضعیفی نہ کنند (حاشیہ) و اگر ما ہم ضعیفی کنیم روا نیست" (ن ع)

ضعیفی کے مقابلہ میں ہمارا ذہن فطرتاً "عزیمت" اور "عالیت" کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ اس لئے

ہر گز ضعیفی نہ کنند" سے فوراً یہ ہی سمجھ لیا جائے گا کہ جناب سیدین صالحینؓ کا قدم ہر وقت "عزیمت" یا غالیت پُر رہا ہے۔ مگر اس بشارت میں ان ہی سطور پر اکتفا کرنے سے بشارت کے حقیقی مفہوم پر سے پردہ نہیں اُٹھ سکتا۔

اس میں شک نہیں کہ حضرت سیدین صالحین رضی اللہ عنہما کا قدم ہر وقت اور ہر حالت میں "عزیمت" پر ہی رہا ہے، رخصت اور ضعیفی کا شائبہ تک آپ نے کبھی روا نہیں رکھا اور نہ صرف سیدین صالحین رضی اللہ عنہما بلکہ حضرت مہدی علیہ السلام کے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کا قدم بھی ہمیشہ عزیمت پر ہی رہا ہے۔ کیونکہ بعض لوگوں کے سیدنا مہدی علیہ السلام سے یہ عرض کرنے پر کہ "رخصت ہم دین است"؟ آپ نے فرمایا

"دین عزیمت است۔ اگر از عزیمت باز ماند بیفتد تا در رخصت ماند۔ و اگر از رخصت بیفتد تا کجا ماند؟ کما قال اللہ تعالیٰ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ (انصاف ب)

ترجمہ۔ حرام کیا گیا تم پر مردار اور خون اور سور کا گوشت (پ ۶)

دین تو یہ ہے کہ حالت فاقہ کشی میں بھی فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ کو اپنی زندگی کا سکان اور روزانہ طریق حیات کا موضوع بنا کر سر تسلیم و رضا جھکاتا ہوا شہادت کبریٰ حاصل کرے۔ اگر اس قدر ہمت نہیں ہے تو تین روز کے فاقوں کے بعد اپنی جان بچانے کے لئے تھوڑی سی حرام چیز کھالے۔ یہ رخصت ہے۔ اسی طرح تین دن کے فاقوں کے بعد حسب فرمان حضرت مہدی علیہ السلام ایک دو جیتل کمانا۔ یا شہ گدائی کرنا رخصت ہے، لیکن عزیمت تو یہی ہے کہ میدان توکل و فقر میں ثابت قدم رہ کر اپنی جانِ عزیز جانان پر نثار کردے۔

صحابۂ مہدی علیہ السلام کا قدم حضرت مہدی علیہ السلام کی اتباع میں کیسا استوار تھا، اس کی نسبت بندگی میاں ولی یوسفؒ انصاف نامہ باب ہفتم میں تحریر فرماتے ہیں کہ

حضرت مہدی علیہ السلام کے وصال کے بعد حضرت ثانی مہدی، حضرت صدیق ولایت، حضرت شاہ نظام، حضرت شاہ نعمت، حضرت شاہ دلاور رضی اللہ عنہم کے دائروں میں کبھی آٹھویں روز اور کبھی پندرھویں روز اجماع ہوتا، اس اجماع میں حضرت ثانی مہدیؓ دائرہ کے لڑکوں کو بھی بلا کر بٹھاتے تاکہ سن سن کر اُن کے کان آشنا رہیں۔ اس مجمع میں حضرت ثانی مہدیؓ فرماتے کہ

"اگر چیزے خلاف میران علیہ السلام در ذات ما بہ بینید مر ادست گرفتہ از دائرہ بیرون کشید" (انصاف ب)

اسی طرح بندگی میاں سید خوندمیرؓ اور بندگی میاں شاہ نعمتؓ فرماتے کہ

ق "اگر چیزے خلافِ بندگی میرانؑ در ما بہ بینید و دامن بندہ نخواہید گرفت فردا روزِ قیامت دامنِ شما خواہیم گرفت"۔ (انصاف ب)

پھر ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ " بندگی میاں سید خوندمیرؓ کے بعض تابعین آپ سے عرض کرتے کہ ہمیں کیسے معلوم ہو کہ آپ حضرت میراں علیہ السلام کی پیروی پر ہیں؟ کیونکہ ہم نے تو حضرت مہدی علیہ السلام کو دیکھا نہیں ہے۔ آپ جواب میں فرماتے کہ

خ "میاں نظامؓ، اور میاں نعمتؓ اور میاں دلاورؓ کے عمل کو دیکھو اور اسی سے حضرت مہدی علیہ السلام کا عمل معلوم کر لو"۔

مندرجۂ بالا اقتباسات سے معلوم ہوا کہ نہ صرف سیدین رضی اللہ عنہما کا بلکہ پانچوں صحابۂ کرامؓ کا قدم بھی ہمیشہ عزیمت پر رہا ہے۔

عزیمت پر رہنے والے کو عالی ہمت بھی کہتے ہیں۔ عالی ہمت کی نسبت سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں

م "**عالی ہمت** آنست کہ رسانیدۂ خدا ہماں وقت خورد و بذل کند و **کم ہمت** آنست کہ رسانیدۂ خدا اندک اندک خورد چرا کہ نفسِ او ضعیف است بداں سبب او راہِ خدا بہ حکمت می داند (حاشیہ)

عزیمت پر رہنے والے کو دوسرے الفاظ میں متوکل بھی کہتے ہیں جس کی تعریف سیدنا مہدیؑ نے مختلف موقعوں پر مختلف طور سے فرمائی ہے۔

پس سیدین صالحین رضی اللہ عنہما کی نسبت سیدنا مہدی علیہ السلام نے جو یہ فرمایا کہ "ایشاں ہم ہرگز ضعیفی نہ کنند" یہ بشارت استقامت اور عزیمت سے بھی بہت زیادہ گہرا مفہوم لئے ہوئے ہے۔ یہ بشارت گویا "تسلیم تام" (ب۳۵)، "ذاتی" (ب۳۶)، اور "قلیلاً من الآخرین" (ب۳۹)، وغیرہ بشارتوں کا لازمی نتیجہ اور لاتبعتم الشیطان الا قلیلا (ب۴)، کے ہم معنی ہے، اور سیدین رضی اللہ عنہما کی معصومیت عن الخطا اور شرکت فی الدرجاتِ مہدیؑ کا اظہار کر رہی ہے۔

بشارت "تسلیم تام" "مسلمانِ تام" (ب۳۵)، سے ظاہر ہے کہ جس طرح حضرت مہدی علیہ السلام کا ہر ارادہ، قول، اور فعل اللہ تعالیٰ کا ارادہ، قول اور فعل ہوا کرتا تھا، اسی طرح حضرت امام علیہ السلام کے اتباعِ تام کی برکت سے سیدین رضی اللہ عنہما کو بھی وہی درجہ حاصل تھا جہاں پہنچ کر بندہ کا ارادہ، قول و فعل مٹ کر صرف اللہ ہی کا ارادہ، قول، اور فعل رہ جاتا ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"...... كُنْتُ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ وَيَدَهُ وَرِجْلَهُ وَلِسَانَهُ - فَبِي يَسْمَعُ وَبِي يَبْصُرُ وَبِي يَبْطُشُ وَبِي يَمْشِي وَبِي يَنْطِقُ (حدیث قدسی)

ترجمہ: میں اُس کے کان بن جاتا ہوں اور اُس کی آنکھ بن جاتا ہوں اور اُس کے ہاتھ بن جاتا ہوں اور اُس کے پاؤں بن جاتا ہوں اور اس کی زبان بن جاتا ہوں، پس وہ میرے ہی کان سے سنتا ہے اور میری ہی آنکھ سے دیکھتا ہے اور میرے ہی ہاتھ سے پکڑتا ہے اور میرے ہی پاؤں سے چلتا ہے اور میری ہی زبان سے بولتا ہے (حدیث قدسی)

پھر مرتبہ "بے واسطگی" (ب۳) سے مُبَشَّر فرما کر حضرت مہدی علیہ السلام نے یہ بھی بتادیا کہ سیدین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو کسی واسطہ یا ذریعہ کی بھی حاجت نہیں رہی۔ یہ مرتبہ اس بشارت سے اور بھی واضح اور مکمل کردیا گیا کہ "ہر دو ذاتی اند" (ب۳) یعنی یہ دونوں سید اُس مرتبہ کو پہنچ گئے ہیں جہاں شیطان تو کیا فرشتۂ عالین کا بھی گذر نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا سیدین رضی اللہ عنہما سہو اجتہاد یا ضعیفی سے بری ہیں، کیونکہ سہو یا ضعیفی کا محرک تو نفس یا شیطان ہی ہوتا ہے۔

بالفاظ دیگر جس طرح حضرت مہدی علیہ السلام قدم بر قدم، معصوم عن الخطا اور ہمسر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اسی طرح بندگی میراں سید محمود ثانی مہدی اور بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایت رضی اللہ عنہما بھی قدم بر قدم، معصوم عن الخطا اور شریک فی الدرجات مہدئی ہیں۔

بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایت رضی اللہ عنہ کی نسبت شرکت فی الدرجات مہدئی کا اظہار حضرت میراں علیہ السلام نے پٹن شریف میں پہلی ہی ملاقات کے وقت کنایۃً فرما دیا تھا چنانچہ بندگی میاں رضی اللہ عنہ پر نظر پڑتے ہی امامنا حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ "بیائید برادرم سید خوندمیرؓ" (ب۱۳) اس بشارت کی شرح میں یہ بتایا گیا تھا کہ جس طرح جناب خاتم الولایت علیہ السلام نے صدیق ولایت رضی اللہ عنہ کو لفظ "برادرم" سے مخاطب فرمایا ویسے ہی حضرت خاتم النبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدیق نبوت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو "اَخِيْ" یعنی "میرا بھائی" کہہ کر پکارا۔ اَخِيْ کی عظمت اس حدیث سے ظاہر ہے کہ انا و ابو بکر یکونان فی درجۃ واحدۃ فی الجنۃ یعنی میں اور ابوبکرؓ جنت میں ایک ہی درجہ میں ہونگے۔ پس جس طرح خاتم النبوت حضرت محمد مصطفیٰؐ اور آپ کے بھائی صدیق نبوت حضرت ابوبکرؓ جنت میں ایک ہی درجہ میں ہیں، اسی طرح خاتم الولایت حضرت محمد مہدی موعودؑ اور آپ کے برادر بندگی میاں سید خوندمیرؓ بھی یکونان فی درجۃ واحدۃ فی الجنۃ ہیں۔

اسی طرح بندگی میراں سید محمود ثانی مہدی رضی اللہ عنہ کی شان میں جناب ولایت مآبؑ نے کئی موقعوں پر ایسی ایسی بشارتیں فرمائی ہیں جو حدیث یکونان فی درجۃ واحدۃ فی الجنۃ کی ہم معنی اور شرکت فی الدرجات مہدیؑ کا اظہار کرتی ہیں۔ چنانچہ ایک روز سیدنا مہدی علیہ السلام نے حضرت ثانی مہدی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ

م "وقتیکہ بندہ از در بیاید شما از دریچہ بیائید۔ چرا کہ خدائے تعالیٰ غیور است، **دو کس را از یک مرتبہ و یک مقام** روا نہ دارد یکی را ازیں جہاں مرتفع سازد۔"

پھر فرماتے ہیں کہ

م "بندہ ازیں در بیاید شما ازاں در بیائید کہ دو بادشاہ در اقلیم نہ گنجد و دو شمشیر در یک نیام نباشند **دو ذات در یک مقام نہ مانند۔**"

ایک روز حضرت مہدی علیہ السلام نماز جمعہ کے لئے تشریف لے جا رہے تھے اور آپ کے ساتھ ساتھ حضرت ثانی مہدیؓ بھی چل رہے تھے اُس وقت حضرت میراں علیہ السلام نے فرمایا

م "بھائیؑ پیش روید یا پس تر شدہ بیائید کہ **ہر دو ذات برابر شدہ اند** خدا غیور است یکے را بر دارد۔"

مندرجۂ بالا بشارتوں کے یہ الفاظ کہ

۱۔ "یک مرتبہ و یک مقام"

۲۔ "دو ذات در یک مقام"

۳۔ "ہر دو ذات برابر شدہ اند"

صاف بتلا رہے ہیں کہ وہ

ن "یکونان فی درجۃ واحدۃ فی الجنۃ"

ترجمہ "جنت میں ہم دونوں ایک ہی درجہ میں ہونگے"

کا پورا مفہوم اور معنی لئے ہوئے ہیں۔ صرف زبان کا فرق ہے۔

اس کے علاوہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی نسبت یہ بھی فرمایا کہ

ن یَا اَبُوْ بَکْرٍ لَیْسَ بَیْنِیْ وَ بَیْنَكَ فَرْقٌ اِلَّا اِنِّیْ بُعِثْتُ۔

ترجمہ اے ابوبکر۔ مجھ میں اور تم میں صرف یہی فرق ہے کہ میں مبعوث ہوں (یعنی نبی ہوں) اور تم مبعوث نہیں ہو۔

اسی طرح سیدنا مہدی علیہ السلام نے بندگی میراں سید محمودؓ کی نسبت فرمایا کہ

م "درمیانِ بندہ و بھائی سید محمود فرق اسم است بندہ را مہدی موعود می گویند و ایشاں را نمی گویند۔"

سیدین رضی اللہ عنہما کی نسبت مولوی سید اشرف صاحب المتخلص بہ شمسی یداللہی حیدر آبادیؒ اپنی تصنیف جواہر العینین فی تسویۃ سیدین کے صفحہ ۲۷ میں تحریر فرماتے ہیں کہ

ق "پانچویں وجہ یہ ہے کہ مہدی علیہ السلام اور سیدینؓ کے درمیان باعتبار فنا کے وحدت ہے یہ وحدت قابل بحث نہیں ہے۔ کیونکہ سیدینؓ نے اپنے صفات کو اتباع مہدیؑ میں بالکل فنا کردیا تھا۔ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے سیدینؓ کو سوائے مہدیت اور خلافت اور خاتمیت کے اُن کمالات لدُنیہ سے موصوف فرمایا جس سے مہدی علیہ السلام موصوف تھے۔"

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۳۳ میں لکھتے ہیں کہ

ق "ہماری اس تقریر سے ثابت ہے کہ سیدینؓ مذکورہ عظیم الشان صفتوں سے بالاشتراک موصوف ہیں۔ ان سے ہر ایک صفت اپنی عظمت اور جلالت کے اعتبار سے فضل کلی ہے علما کے پاس فضل کلی ہی قابل اعتبار اور موجب حکم افضلیت ہے۔ پہلی صفت جس سے سیدینؓ کو امام علیہ السلام سے مقام فنا میں یکتائی مراد ہے، ایک اعلیٰ فضیلت ہے دوسری صفت بھی جس سے مراد یہ ہے کہ سیدین کو تبعاً اللہ تعالیٰ سے بلا واسطہ تعلیم ہے یہ بھی فضل کلی ہے۔ تیسری صفت سیدینؓ کا مسلمان تام ہونا۔ چوتھی صفت سیدینؓ سے فعل ضعیف صادر نہ ہونا۔ پانچویں صفت سیدینؓ کو تجلی ذاتی ہونا۔ یہ سب فضائل کلیہ ہیں جن میں سیدینؓ کو خاتمین علیہما السلام کے ساتھ اشتراک ہے۔"

پس مندرجۂ بالا بشارات مہدی علیہ افضل التحیات والسلام اور دلایل واضحہ سے ظاہر ہے کہ بندگی میراں سید محمود ثانی مہدی اور بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایت رضی اللہ عنہما دونوں باستثنائے مہدیت اور متبوعیت کے مرتبۂ رویت ویکتائی میں شریک فی الدرجات مہدؑ بھی ہیں۔ اور اس فضیلت

میں سیدینؓ کو اشتراک ہے یعنی دونوں برابر ہیں۔

الغرض" ایشان ہم ہرگز ضعیفی نہ کنند" یہ بشارت "تسلیم تام" مقام "بے واسطگی" "ہر دو ذاتی" وغیرہ گذشتہ بشارتوں کا تتمہ اور لب لباب ہے۔ یہ ایک بشارت اُن سب اوصاف کو جامع ہے جن سے سیدین رضی اللہ عنہما کو سیدنا مہدی علیہ السلام کے دیگر جملہ اصحاب پر فضل حاصل ہے، اور اس کے علاوہ دوسری بشارتوں کے ساتھ یہ بشارت بھی آپ دونوں کی تسویت کا اظہار کر رہی ہے۔

اب رہا سیدنا مہدیؑ کا یہ فرمان کہ

"...... حجت بر قرآن و بر رسول و بر بندہ است نہ بر ایشان ....

کیونکہ حجت اُسی ذاتِ مقدس کو شایاں ہے جو صاحب شریعت ہو یا داعی ہدایت۔ سیدینؓ ان دو ممتاز عہدوں میں سے ایک پر بھی مامور نہیں ہیں، اس لئے آپ دونوں بنظر عقیدۂ مہدویہ محض متبع ہیں، مگر سبحان اللہ! مقلد او متبع بھی ایسے کہ" ایشان ہم ہرگز ضعیفی نکنند"۔ پس سیدینؓ کا قول و فعل تبعاً حضرت خاتمینؑ کا قول و فعل ہے۔

۴۲ب ۔ ایک روز بندگی میراں سید محمودؓ سیدنا مہدی علیہ السلام کے حجرہ مبارک میں تشریف لائے اور آپ کے بعد بندگی میاں سید خوندمیرؓ تشریف فرما ہوئے۔ اُس وقت سیدنا مہدی علیہ السلام کو ارشاد خداوندی ہوا کہ

"اے سید محمد۔ بداں و آگاہ باش کہ در حضرت ما برابر ایشاں، ہیچ کس نیست"۔ (انتخاب ۲ب) **۴۲ب**

گذشتہ بشارتوں میں سیدین صالحینؓ کو ایسے ایسے عمدہ فضائل اور اعلیٰ مراتب کا جامع بتایا گیا تھا جس سے دیگر اصحابِ مہدی علیہ السلام پر آپ دونوں کا فضل متحمۃً ہوتا تھا۔ اس بشارت میں اللہ تعالیٰ نے سیدین رضی اللہ عنہما کی **افضلیت** کا قطعی طور پر اظہار فرمادیا اور پایۂ قیاس و اجتہاد سے بڑھا کر درجۂ یقین کو پہنچایا۔

۴۳ب ۔ ثانی امیر بندگی میاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ نے جب دوسری مرتبہ مع دائرہ تشریف لیجا کر کمال اتحاد سے حضرت ثانی مہدی رضی اللہ عنہ کے دائرہ میں رہنے کا ارادہ ظاہر فرمایا تو حضرت ثانی مہدیؓ نے کمال اتحاد اور محبت و یگانگت کے لہجہ میں فرمایا

"میاں سید خوندمیر بندگی حضرت میراں علیہ السلام ہر چہ در حق من فرمودند در حق شما فرمودند، ہیچ فرق نکردند، فرمودند کہ **ث**

"شما ہر دو یکے مقام راہستید"۔ (الصاف ۱ب) **۴۳ب**

بلکہ ہمچناں فرمودند کہ سید خوندمیر و شما برادر حقیقی ہستید"۔ (ب ۳) و بعضے کساں فیض

از شما گرفتند و بعضے کساں ہمچناں ہستند کہ ایشاں را صحبت باید کرد،

پیش بندہ ماندن نمی توانند ـــــ و نیز حضرت میراں علیہ السلام)

فرمودند کہ " از پیش شما فیض جاری است " (حاشیہ) کسانے کہ فیض از شما

گرفتند پیشِ بندہ کجا ماندن توانند؟ پس ما و شما ہمچناں نزدیک باشیم کہ گاہ

از گاہی ملاقات شتاب شود و بعضے اخبارِ بندہ شنیدہ پیشِ شما بیارند و اخبارِ شما پیش ما بیارند،

ہمچناں نزدیک باشید کہ اخبار در یک روز بیارد" ایں چنیں فصل باید" بعدہ بندگی میاں سید

خوندمیر رض در چھیں جھجھو واڑا ماندند[1] ـــــ (انصاف ب ۱۷)

حضرت سیدین رضی اللہ عنہما کے مکالمۂ بالا سے ظاہر ہے کہ سیدین رض کو بھی فرمانِ حضرت امام علیہ السلام سے باہمی تسویت کا پورا علم و یقین تھا۔ غرض **افضلیت و تسویتِ سیدین** رضی اللہ عنہما کا اظہار لسان حضرت مہدی علیہ السلام سے بارہا ہوا ہے۔ اسی وجہ سے بزرگان دین کا یہ راسخ عقیدہ ہمیشہ سے رہا ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

اِس واقعہ اور مکالمہ سے جو اخلاص اور یکتائی ٹپک رہی ہے قابلِ توجہ اور تقلید ہے۔ دیکھئے جس طرح حضرت ثانیِ امیر رض نے ثانیِ مہدی رض کا ادب ملحوظ رکھا ویسے ہی حضرت ثانی مہدی رض نے حضرت ثانیِ امیر رض کی شان ملحوظ رکھ کر حضرت صدیق ولایت رض کے فقیروں کی نسبت یہ فرمایا کہ

ش "جن فقیروں کو ابھی آپ کی صحبت کی ضرورت ہے وہ میرے پاس نہیں رہ سکتے! اور وہ فقیر بھی میری صحبت میں کیسے رہ سکتے ہیں جنہوں نے آپ سے فیض حاصل کیا ہے؟

اس کا نام تو یکتائی و یک دلی! خدا ہمیں اِن دونوں کے صدقے میں رکھے۔ آمین

اِس فصل میں اس وقت تک جتنی بشارتیں درج ہوئی ہیں اُن میں بجز ایک بشارت "مرد ربانی" (ب ۳۲)

---

[1] ـ خاتم سلیمانی اور انتخاب الموالید باب دہم میں لکھا ہے کہ آپ نے اوّلاً بھاٹے پور میں دائرہ باندھا جو بھیلوٹ شریف سے چھ کوس (نو میل) ہوتا ہے۔ پھر وہاں سے اخراج ہونے پر بمقام چھیں جھجھو واڑا تشریف لے جاکر دائرہ باندھا جو ملک بھوجی خطائی مرید بندگی میاں شاہ نظام رض اور جاگیردار تعلقہ چھیں جھجھو واڑے کا مستقر تھا۔ ۱۲

کے دیگر تمام بشارتیں حضرت میراں سید محمودؓ اور حضرت میاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہما دونوں کی نسبت لفظ بلفظ مشترک آئی ہیں جو بذات خود سیدینؓ کی مساوات کا اظہار کر رہی ہیں۔

بندگی میاں سید برہان الدینؒ اپنی تصنیف مشہور بہ دفتر میں بشارات مشترک کی دو قسمیں یعنی بشارات جلیہ و بشارات خفیہ کی تعریف کرتے ہوئے بشاراتِ جلیہ کے تحت میں بشارات مشترک کے متعلق فرماتے ہیں کہ

سیدینُ الصدیقین از روزِ ازل، بفضلِ ربِّ عزّوجلّ، چہ در شریعت وچہ در حقیقت، وچہ در ذات، وچہ در صفات، یک جان ویک وجود بودند، بنا بر حضرت امام علیہ السلام ایں ہر دو ذوات را کہ یک ذات ویک مقام اند دریک جا بہ یک قسم اشارتے دادہ اند" (دفتر اول ک ۳ ب)۔

چونکہ اس فصل میں طویل حواشی کی وجہ سے بشارتوں میں بہت فصل پڑ گیا ہے لہٰذا مذکورۂ بالا تمام مشترک بشارتیں یہاں نمبر وار لکھ دی جاتی ہیں تاکہ اُن کی اہمیت ومفہوم بآسانی پیشِ نظر رہے۔

بشاراتِ مشترک

۱۔ "آں بندگانِ خدا کہ از گجرات می آیند درمیانِ ایشاں دو کس چناں ہستند کہ در صحبتِ ایشاں بسیار مہدی خواہند شد"۔ ۲۹ ب

۲۔ "آرے برادرم سید محمود۔ از برادرم سید خوندمیر ایں نیکی کردن چہ عجب است کہ ایشاں برادرِ حقیقی شما اند"۔ ۳۰ ب

۳۔ "حاملانِ ایں بیان آمدہ اند۔ اکنوں برائے کہ برداشتہ شود"۔ ۳۳ ب

۴۔ "اے سید محمد دریں شش ماہ ایں سیدین را تعلیم از وحدانیتِ ما و احدیتِ ما، از ازل تا ابد ہرچہ شدہ، وہرچہ می شود، وہرچہ خواہد شد، کن۔ برائے تعلیم آں امر در حجرہ ہائے ایشاں روز و شب گذراں می شود"۔ ۳۴ ب

۵۔ "بروز حشر اگر بندہ را از حق تعالیٰ فرمان شود کہ اے سید محمد ما ترا مہدی موعود خاتم ولایت محمدی ۳۵ ب

گردانیدیم، اکنوں برائے ما چہ تحفہ آوردی؟ بندہ عرض نماید کہ اے باری تعالیٰ دو سیدان و صالحان را مسلمانِ تام کردہ بدرگاہِ تو آوردہ ام؛ حق تعالیٰ بلطف خویش قبول نماید۔"

۶۔ "ایشان ہر دو جوان ذاتی اند۔"

ب ۳۶

۷۔ "فرمان خدا می شود کہ اے سید محمد ہر دو جواں سیدان را بے واسطہ فیض از حضرت ما می رسد از حضرت ما بر تو منت است کہ پیشِ تو ایں چنیں کساں ہستند۔ اگر ترا نہ فرستادیمے ایشاں ہر دو ایں مقام را لائق بودندے، و نیز ایں مقام را رسیدندے۔"

ب ۳۷

۸۔ "چنانچہ درمیانِ فرشتگان بر ہمہ ملائک بہتر جبرائیل و میکائیل را شرف است، ہمچناں بر ہمہ یاراں میراں سید محمودؓ و میاں سید خوندمیرؓ را شرف و فضل است۔"

ب ۳۸

۹۔ "ایک روز حضرت مہدی علیہ السلام نے بیانِ قرآن کے وقت آیۂ السابقون السابقون اولئك المقربون فى جنة نعيم ثلة من الاولين وقليل من الاخرين ...... پڑھ کر فرمایا کہ مراد از قليل من الاخرين میراں سید محمود و میاں سید خوندمیر ہستند۔"

ب ۳۹

۱۰۔ اسی طرح آیۂ ولولا فضل الله عليكم ورحمته لاتبعتم الشيطان الا قليلا پڑھ کر فرمایا کہ مراد از الا قليلا ذاتِ میراں سید محمودؓ و میاں سید خوندمیرؓ است۔"

ب ۴۰

۱۱۔ "اگر میاں سید محمود و میاں سید خوندمیر ضعیفی کنند بر ایشاں حجۃ نیست؛ حجۃ بر قرآن و بر رسولؐ و بر بندہ است نہ بر ایشاں؛ و ایشاں نیز ہرگز ضعیفی نہ کنند؛ و اگر ما ہم ضعیفی کنیم روا نیست۔"

ب ۴۱

۱۲۔ "فرمانِ خدا شد کہ اے سید محمود بداں و آگاہ باش کہ در حضرت ما برابر ایشاں ہیچ کس نیست۔"

ب ۴۲

۱۳۔ "شما ہر دو یک مقام را ہستید۔"

ب ۴۳

حضرت ثانیِ مہدی اور حضرت ثانیِ امیر رضی اللہ عنہما دونوں کی نسبت بندگی میاں ملک جی مہریؓ صحابی مہدی و شہید جنگ بدر ولایتؑ اپنے دیوانِ دوم میں جو حضرت صدیق ولایتؑ کی نظروں سے بھی گذرا ہے تحریر فرماتے ہیں کہ



منقبتِ مشترکہ

باز ز خاصاں کہ دو بودند اخص　　صرح ہدا یافت ازیں ہر دو رص

ہمچوں دو قطب اندر افلاکِ دیں　　یافتہ تقویم برایشاں متین

ہر یک ازاں قطبِ شمال و جنوب　　یافت ہدا تاکہ ز شرق و غروب

ہر یکے روشن کنِ تا بحر و بر　　فائضِ انوار بہر خشک و تر

تاجِ سران و دوَلِ حاکمین　　سیّدِ سادات ز آلِ حسین رض

مہدیٔ حق گفت بدیں سیّدین　　سیر و سلوک و ہمِ خاتمین

در منقبتِ حضرت ثانیٔ مہدی رض

زاں دو یکے سید محمود رض نام　　مرجعِ اصحابِ عظامِ امام

ہم پسرِ مہدیٔ موعودِ حق　　ہم یکرم کرم و محمودِ حق

شد بہ مے[۱] وصل چو وے ہم قدح　　ہست ز حق شاہد آن مَن صَلَحَ

بود چو مسلوک و مجذوب آں　　سیر نبی زاں شدہ منسوبِ آں

بود چو عثمان رض بحیا و وقار　　داشت دلِ ناطقِ گوہر نثار

بذل و رسوخ و ہم و پرہ دلی　　دانش و رحم و کرمش چوں علی رض

کو بتِ دلبند کہ ہر حکم آں　　حبلِ متین بود بہ ربطِ دلاں

مہر او چوں مہر بہ دل ہا نشاں　　حکم رواں اش بہ ہمہ چوں رواں

از کرم فیضِ روانِ شفیق　　منہج واحد بر بودی رفیق

قوم او چو عقدِ ثریا کہ بود　　وصلِ حقش آں ہمہ بگسست زود

تاکہ برفت اہلِ زماں منشعب　　تاکہ شد اہلِ زمیں مضطرب

از المش بر دل و جاں و سمتے است　　در غم او در جگراں ثلمتی است

۱۔ وَمَن صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ (۱۳)

باد تحیات و درود و سلام | از همه ارواح بجانِ همام
گرشده آں قطبِ ہدایت غروب | از نظرِ خلق چو قطبِ جنوب

در منقبت حضرت صدیق ولایت رضی

لیک دوم شایدِ قطبِ شمال | شاملِ افلاکِ بروج ازجمال
زوست مضی سالکِ افلاکیاں | سائرِ جانہا بہ بروجِ دلاں
ہر یکے اقطاعِ جنوب وشمال | یافت ازیں قطبِ ہدایت جمال
تاکہ شدہ آں نفسِ ولایت زدہر | شد بہ ہدایت گری ایں دہر عصر
ہم نفسِ ثانیِ اثنین کاں | سید خوند میر ستاش دان
اشفع و جوّاد و علیم و نصیح | اشجع و قہار و حلیم و ملیح
نیرِ ورشہرِ علومِ امام | لحمک لحمی چوں علی آں ہمام
گشت بہ دامادیِ آلِ امام | صورت و معنی شدہ قایم مقام
صورت و معنیش چو فرزند گشت | زاں بہ قعودِ پدر آمد نشست
ہست چو مجذوب و سلوک زاں | سیرِ امامِ اُمم آمد بداں
وصلِ تجلی الٰہیش داں | ہمت مالا یتناہیش داں
حافظِ اصحابِ امام کُلّ | مشکلش از حق ہمہ فی الحال حل
موقن و علّام و خدا وند رسیخ | حکم ہمہ اہلِ گماں کرد فسخ
ہست چو صدیق بہ تصدیقِ حق | صاحبِ تمکین بہ تحقیقِ حق
عینِ عطایائے ابوبکرِ غار | کرد ہمہ عیون خاص شد از کردگار
ہست چنیں عطیہ این نامور | زاعینِ عثمان و علی و عمر
کافسرِ فضل ست ز حق برسرش | خلعتِ معشوقیِ حق دربرش
ہر کہ مخالف شدہ از فضلِ آں | گشت مخالف ز امامِ جہاں
قایمِ دعوت بہ ہدایت شدہ | حاملِ اتقالِ ولایت شدہ

ا۔ قل ہٰذہٖ سبیلی ادعوا الی اللہ ...... (پ۳)

شمسِ اراضی قلوب بزغ — حُجّتہ البالغتہ من بلغ[۱]

برکف آن برق وشان تیغ نص — لرزہ فگندہ در دل دہر جان لص

کرد بیان از لب شیریں چو حق — شور فگندہ بجہاں زاں لنطق

ثم اذا بینۃ ذو ولا

بعد مہدی - لیہلک من ھلک عن بینہ

اشرقت الارض بنور الھدا

۴۴ب ایک روز میاں فہیم مہاجر رضی اللہ عنہ نے سیدنا مہدی علیہ السلام سے عرض کی کہ میاں سید خوندمیرؓ اور میاں عبدالمجیدؓ[۲] ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر باتیں کرتے رہتے ہیں اور زیادہ وقت ذکر اللہ میں نہیں بیٹھتے۔ آپ نے فرمایا

"نشستن کار شما است کہ شما کاسب ہستید، وکار ایشاں دیگر است، ایشاں را عطاست" **۴۴ب**

(انتخاب ب)

سیدنا مہدی علیہ السلام کے اس فرمان سے ظاہر ہے کہ آپ کے دائرۂ عالیہ میں دو قسم کے صحابہ تھے، ایک کاسب (ذاکر)، دوسرے عطائی۔ کاسب صحابہؓ اور عام مصدقین کی نسبت سید نا مہدیؑ فرماتے ہیں

"عشق کسب سے حاصل ہوتا ہے"

م

پھر فرماتے ہیں۔

۱۔ وقل ای شئ اکبر شھادۃ ...... ومن بلغ (پ)

۲۔ بندگی میاں شاہ عبدالمجید نور نوشؓ فاروقیؓ اثناعشرۂ سیتنبرہ میں داخل ہیں ایک روز جامع مسجد احمد آباد میں ثبوتِ مہدی میں بیان کر رہے تھے، مخالفوں نے بہت شور و غوغا مچایا کہ کوئی شخص آپ کا بیان سننے نہ پایا ہے، اور لاٹھیاں مار کر آپ کو زخمی کر دیا سخت چوٹیں لگنے سے آپ بیہوش ہوگئے۔ آپ کو اسی حالتِ بیہوشی میں گھر پر اٹھالائے۔ اشاعتِ مذہب کا شوق، اور اظہارِ حق کا عشق دیکھئے کہ زخم اچھے ہو جانے کے بعد پھر اسی جامع مسجد میں تشریف لے گئے اور بیانِ قرآن شروع کر دیا۔ **اس دفعہ اثنائے بیان میں آپ شہید کر دئے گئے** (سنہ ۹۱۸ یا ۹۱۹ ہجری) آپ کی عصمت پناہ بی بی مُسمّاۃ بی بی مریمؓ شہادت کی خبر سن کر بیحد خوش ہوئیں۔ خوشی کی وجہ یہ تھی کہ حسب فرمانِ حضرت ولایتمآب علیہ السلام "ایشاں را عطاست" یعنی شہادتِ باطنی تو حاصل تھی ہی! اب فضل خدا سے شہادتِ ظاہری بھی نصیب ہوگئی۔ اس لئے بارگاہِ خداوندی سے ایسی بڑی بڑی دو نعمتیں اپنے شوہر کو عطا ہونے پر خوشی کا اظہار کیا۔ دیکھئے بی بی کے خیال کی بلند پروازی اور ایمانی توت کی علوشان۔ صحابیاتؓ ایسی ہی ہوتی ہیں۔ اُمّ المومنین بی بی بون جی رضی اللہ عنہا کے چبوترے سے شمال میں ذرا ہٹ کے پچیس قدم کے فاصلہ پر ایک شکستہ حوض نما چبوترہ کے اندر چار قبروں میں مشرق سے پہلی قبر آپ کی بی بی کی ہے اور بی بی کی قبر سے مغرب میں متصل آپ کا مزار ہے۔

"کوشش ذکر کنید تا باطن بکشاید۔"

پھر فرماتے ہیں

"کوشش ذکر کنید تا حالتے پدید آید۔"

یہ بندگاں خدا سالکانِ راہِ طریقت ہیں، جن کو ذکر، فکر، مراقبہ، مشاہدہ سے خدا حاصل ہوتا ہے۔ دوسرا فریق کسب کی تکلیف سے مستثنیٰ ہے اُس کے لئے حسب فرمان حضرت مہدیؑ محض عطاے باری تعالیٰ ہے۔ اہل عطا کی نسبت سیدنا مہدیؑ فرماتے ہیں۔

"پیغمبروں کو عشق وہبی ہے۔"

عشق وہبی کے لئے کسب کی ضرورت نہیں۔ صرف صحبت اور تعلیم و تفہیم کی ضرورت ہے۔ سیدنا مہدی علیہ السلام کسی کو ایک دم میں، کسی کو ایک گھڑی میں، کسی کو ایک پہر میں، کسی کو ایک دن میں، اور کسی کو تین دن میں واصل حق کر دیتے تھے۔ یہ تعلیم کی مختلف شانوں کے نتایج ہیں جن خاصان خدا کو خدمت اقدس میں حاضر ہوتے ہی فیضِ ولایتِ مقیدۂ محمدیہ کی تعلیم خاص طور پر دی گئی وہ لوگ بغیر محنت و مشقت کے محض سنتے ہی ردیتی ہو گئے، جس کی نسبت سیدنا مہدیؑ فرماتے ہیں۔

"تصدیق بندہ بینائی خدا۔" (حاشیہ)

بندگی میاں شاہ دلاورؓ کو تعلیم دیتے وقت فرمایا

"مرید اللہ شوید۔" (حاشیہ)

پھر اسی نشست میں فرمایا

"مراد اللہ شوید۔" (حاشیہ)

حضور اقدسؑ کی اس تعلیم سے میاں دلاور "شاہ دلاور" ہو گئے یہ وہ مسلک ہے جس کی نسبت حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

"آلی من سلک طریقی" "ولدی من سلک طریقی" "من سلک طریقی فھو آلی"

یہ وہ طریق ہے جس کی نسبت اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے۔

"فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ" ترجمہ۔ اللہ کی فطرت وہ ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو خلق کیا۔ اللہ کی خلقت میں تغیر و تبدل نہیں (۲۱)

سیدنا مہدی علیہ السلام نے اِس فطرت کو اچھی طرح سمجھادیا۔ فرماتے ہیں کہ

"تین قسم کی عقلیں ہیں (۱) **عقلِ معاش** (۲) **عقلِ معاد** (۳) **عقلِ نور**" (ن ع)

م

عقلِ نور عطا ہونے پر عارف کامل زبانِ حال سے بے ساختہ بول اُٹھتا ہے کہ میری وہ فطرت اور وہ شان ہے جہاں نہ تغیر و تبدل ہے، نہ عروج و نزول ہے، نہ نسبتیں ہیں، نہ اضافتیں ہے، نہ جسم ہے، نہ جان ہے، نہ سلوک ہے، نہ دریافت؛ اور یہ بات فطرتاً ہر شخص میں کم و بیشی کے ساتھ موجود ہے۔ صرف مرشدِ کامل کی زبان مبارک سے تفہیم کی ضرورت ہے[۱]۔ یہی راستہ اوپر والے کا ہے اسی کی برکت سے حسبِ استعداد و قابلیت، عاشقِ خدا واسطہ سے مرتبۂ بلا واسطہ کو پہنچ جاتا ہے۔ یہ عرفان حاصل ہوتے ہی اُس کے دل میں خدا کی عظمت اور بندگی اور شکر یہ کی شان اِس قدر بڑھ جاتی ہے کہ روزانہ نوبت یعنی فرضِ ولایت کی ادائی پر اکتفا نہ کرکے تمام تمام رات بندگی ہی بندگی میں گذار دیتا ہے۔ اُس کے نزدیک ادنیٰ نافرمانی کبیرہ گناہ ہوجاتا ہے حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَیِّآتُ الْمُقَرَّبِیْنَ۔ یعنی نیک بندوں کی نیکیاں مقربانِ الٰہی کے نزدیک گناہ ہیں۔ شریعت کے احکام کی پابندی میں اُس کا قدم سب سے بڑھا ہوا رہتا ہے۔ اُس کی زندگی کی ترازو کے پلوں میں ربوبیت اور عبودیت برابر برابر تُلتے ہیں۔ چنانچہ بندگی ملک الہداد خلیفۂ گروہ المبشر بہ عبدالمومنؓ، "مکتوب مرغوب میں زیر آیۂ وَ اُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ (پ۳) تحریر فرماتے ہیں کہ

ق

"ایستادہ اندر بر حدِ خدائے تعالیٰ ہمچوں میزان، یعنی از حدِ عبودیت سر نمی کشند، دعوی ربوبیت ہر دو طریق را برابر نگاہ می دارند"

صحابہ مہدیؓ، تابعینؒ، اور تبع تابعینؒ کی مقدس زندگی کے زرین نمونے اور فیض مہدی سے فیض نما کارنامے کُتُبِ نقلیات کے اوراق پر درخشاں ہیں۔ یہ ہے مسلکِ مہدی۔ یہ ہے فقرائے دائرہ کی شان۔ خاکسار نے رسالۂ حدود دائرۂ مہدویہ یعنی اسوۂ صحابۂ مہدیؑ میں اُن کی روزانہ روشن زندگی کا ذکر کسی قدر تفصیل سے لکھا ہے۔

سیدنا مہدیؑ نے اولیائے پیشین کی نسبت فرمایا کہ

---

[۱] بلکہ بندگی میراں سید عبدالحیؓ بن حضرت ثانی مہدیؓ کی نسبت تو صرف اتنی ہی بشارت دینے پر کہ "بی بی اِسا نُولا کہاں ہے یہ تو روشن منور ہے"۔ ایک دن کا بچہ ظاہر میں روشن اور باطن میں منور ہوگیا۔ کیونکہ مہدی کا کلام زوایدات اور مترادف الفاظ سے ہمیشہ پاک و منزا رہتا ہے۔ سیدنا مہدی علیہ السلام کی اِس بشارت کی برکت سے آپ پر اسرار الٰہی کا انکشاف ہونے لگا اور آپ کا شمار صحابہؓ میں ہوگیا۔ بشارت "ما ایشاں را عطا است" میں سیدنا مہدی علیہ السلام کا "یہ عطا"، یہاں بہترین صورت میں ظاہر ہوگیا۔ حالانکہ سیدنا مہدی علیہ السلام کے وصال کے وقت آپ کی عمر شریف صرف چھ مہینے کی تھی۔

"ہمارے بھائی نزدیک کا راستہ (اوپر واڑے کا راستہ) چھوڑ کر چکر کے راستے سے چلے، اور مقصود حاصل کیا: کیونکہ وہ طلب میں سچے تھے اور مقصود خدا تھا۔"

صحابہؓ نے عرض کی۔میراں جی نزدیک کا راستہ کونسا اور دور و گردش کا راستہ کونسا ؟

حضرتؑ نے فرمایا

"راہِ خدا میں بے اختیار کیوں نہ ہوئے کہ شریعتِ محمدی کے موافق یہی راستہ نزدیک تر تھا ؟ انہوں نے اپنے اختیار سے تمام عمر کے روزے کیوں رکھے ؟ اور مباح (حلال) چیزوں کو کیوں چھوڑ دیا ؟ اور سالہا سال کنوؤں میں سرنگوں کیوں لٹکے اور بارہ سال کی قید لگا کر روزے کیوں رکھے ؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے یہ احکام نہیں فرمائے۔ اور حسب فرمانِ خدا وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهُ (جو شخص اللہ پر توکل کرے تو اللہ اُس کے لئے کافی ہے) تمام عمر توکل کا روزہ کیوں نہ رکھا ؟ اُن کو چاہئیے تھا کہ بے اختیار ہو جاتے۔" (شواہد ۲۴)

اقرب الطریق یعنی راہِ بے اختیاری کی تعریف میں آپ فرماتے ہیں کہ

"مارا اختیار دادہ اند کہ از اختیارِ خود بے اختیار شویم۔" (شواہد ۳۳)

پھر فرماتے ہیں

"بے اختیار شو کہ اختیار شوم است" (ایضاً)

پھر فرماتے ہیں

"بے اختیار بختیار است" (ایضاً)

پھر فرماتے ہیں

"آمدنِ ما بیکاری[۱] است باید کہ بیکار شوید۔" (ایضاً)

پھر فرماتے ہیں

"آمدنِ ما بے اختیاری است بیائید بے اختیار شوید۔" (ایضاً)

۱؎ ۔میدانِ عرفات گویا کہ میدانِ عرفان کا ظاہری نمونہ ہے جہاں نویں ذی الحجہ کی شام تک کسی بھی حالت میں پہنچ جانا ہی شرط ہے ؛ خواہ سوار ہو یا پیادہ، عالم ہو یا اَن پڑھ، مرد ہو یا عورت، تندرست ہو یا بیمار۔ وہاں نہ پڑھنا پڑتا ہے نہ کوئی عمل۔ بس میدانِ عرفات کے حدود میں داخل ہوتے ہی حج کی فرضیت سے سبکدوش ہو کر مقصود حاصل کر لیا۔

پھر فرماتے ہیں۔

یہ آیت ہر وقت پڑھا کرو (ایضاً)

"وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ ط مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ"

ترجمہ۔ اور (اے محمدؐ) تمہارا پروردگار جو (کیفیت) چاہتا ہے (بندے ہیں) پیدا کرتا ہے۔ اسی کو (سب طرح کا) اختیار ہے اُن (بتوں کو) اختیار نہیں ہے۔ (پ ۲۰)

سیدنا مہدی علیہ السلام نے اِس آیت کے معنی مطلق لئے اور فرمایا کہ ہم کو اختیار نہیں ہے۔

بندگی میاں شیخ مصطفٰی گجراتیؒ اپنے مکتوبات میں تحریر فرماتے ہیں کہ

"اِس راستے میں خلوت اور خاموشی دو ہی باتیں درکار ہیں۔"

اوپر دائرے کی باطنی شان تعلیماتِ مہدی سے تعلق رکھتی ہے۔ اِس باطنی شان یعنی تعلیم و تفہیم کی نسبت سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"دانستن ایمان" "ایمان ذاتِ خداست" "دانست کے بعد سوال نہیں"

سچ ہے جب دانست مرتبۂ حق الیقین کی نصیب ہوتی ہے تو عارف کامل کو جیسا بنتا تھا ویسا بنجاتا ہے۔ اس کے بعد اُسکے دل میں نہ تو شبہ کو گنجایش رہتی ہے نہ سوال کی ضرورت۔ اسی تعلیم کی برکت ہے جو سیدنا مہدی علیہ السلام نے کئی صحابہؓ کو اولوالعزم پیغمبروں کے مقام کی بشارت دی۔ فرق اتنا ہے کہ پیغمبرانِ دین عشق وہبی ماں کے شکم سے لے کر پیدا ہوتے ہیں یہاں یہ بات تعلیم خاص سے حاصل ہوتی ہے۔ پھر عشق وہبی میں بھی صدہا مراتب ہیں۔ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ۔ اسی عشق وہبی کی نسبت سیدنا مہدیؑ فرماتے ہیں۔

"بھائی سید خوندمیر شما بہ استعداد تمام آمدہ بود دید۔ چراغدان، و فتیلہ، و روغن موجود بود، اما ہمیں یک کارِ افروختن باقی ماندہ بود، اکنوں از چراغِ ولایتِ محمدی روشن کردہ شد۔" (پ ۲۲)

جن صحابہؓ کو آپ نے فرمایا کہ عشق کسب سے حاصل ہوتا ہے وہ بھی بفحوائے حدیث اَلْكَاسِبُ حَبِيْبُ اللّٰهِ۔ ترجمہ۔ کاسب یعنی ذاکرین خدا کے دوست ہیں۔ اور حسب فرمودۂ حضرت امام علیہ السلام۔

"ایمانِ ما ذاتِ خداست۔ و ایمانِ شما ذکر اللہ۔" (حاشیہ)

ذکر اور تعلیم و تفہیم کی برکت سے روئتی ہو گئے۔

صحابہؓ تابعینؒ، تبع تابعینؒ روئتی ہوں اس میں تعجب ہی کیا ہے۔ لیکن اِس سے بھی نیچے کے طبقہ کے لوگوں

کو بھی حضرت مہدی علیہ السلام کے صدقے سے دیدار خدا اس اعلیٰ پایہ کا حاصل تھا جس کی نسبت بندگی میاں شیخ مصطفےٰ[۱] گجراتی[۲] نقیر بندگی میاں سید شہاب الحق بن حضرت صدیق ولایت مجموعۂ مکتوبات میاں شیخ مصطفیٰ کے مکتوب نمبر ۴۸ میں تحریر فرماتے ہیں کہ

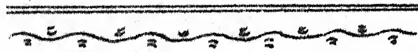
"میرے دائرہ کے ایک فقیر نے انتقال کے وقت یہ شعر تیئیس[۲۳] مرتبہ پڑھا اور واصلِ حق ہوا" ق

امروز چوں جمالِ تو بے پردہ ظاہر ست ۔۔۔ درحیرتم کہ وعدۂ فردا برائے چیست!

۱۔ والد کا نام عالم صوری ومعنوی بندگی میاں سید عبد الرشید صحابی ہے۔ آپ حضرت سید محمد حنیف بن امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد سے ہیں۔ ہندوستان میں مرشد کو شیخ کہتے ہیں، اس لئے شیخ کے لقب سے مشہور ہیں اور جائے ولادت پٹن شریف ہونے کی وجہ سے گجراتی کہلاتے ہیں۔ آپ کا علاقہ حضرت شہاب الحق بن حضرت صدیق ولایت سے تھا۔ جب آپ کے بیانِ قرآن سے صدہا لوگ بالخصوص معتزز پٹھان تصدیق مہدی سے مشرف ہونے لگے، تو علما اور مشایخ کے دل میں حسد کی آگ بھڑکی اور بادشاہ کو سید معاالٹا سمجھا کر ایک دستۂ فوج ان کی طلبی کے لئے بمقام متوڑیا بھیجا گیا جہاں آپکے والد کا دائرہ تھا۔ فوج نے مقابلہ کرکے آپ کے والد کو معہ نو فقیروں کے شہید کر دیا۔ بتاریخ ۲۴ رمضان ۹۸۱ھ بمقام موڑیا، قریب شہر موربی، علاقہ کاٹھیاواڑ، ملک گجرات اور بندگی میاں شیخ مصطفیٰ کو قید کرکے آپ کو بیوی بچوں کے ساتھ چلاتے ہوئے احمد آباد لائے جہاں بادشاہ نے بلوایا تھا۔ آپ فرمانِ بادشاہ سے ڈھائی سال قید رہے۔ قید ہوتے وقت اور زمانۂ قید میں بھی اکثر آپ یہ شعر پڑھا کرتے تھے

"من از بیگانگاں ہرگز نہ رنجم ۔۔۔ کہ بر من آنچہ کرد۔ آں آشنا کرد"

اس اثناء میں بادشاہ کے حضور اٹھارہ مجلسیں ثبوتِ مہدیت اور دیگر مسائل میں ہوئیں جن میں چار مجلسیں جو تحقیقات اکبری کے نام سے مشہور ہیں چھپ گئی ہیں۔ حضرت خاتم المرشد اسی زمانہ میں دربار اکبری میں بلوائے گئے تھے۔ بڑی عمر پاکر سیدنا مہدی علیہ السلام کے عرس مبارک کے روز آپ کا وصال ہوا اور بیانہ علاقۂ راج بھرت پور میں جہاں آپ کا دائرہ تھا، مدفون ہوئے آپ حوالیِ آگرہ میں مصطفیٰ پیر کے نام سے مشہور ہیں۔ اسٹیشن سے مغرب میں ایک میل پر دامن کوہ میں حضرت کا خطیرہ ہے۔ اطراف میں بانسی کے سرخ پتھر کی دیوار ہے۔ اندر عالی شان مسجد ہے۔ ہر وقت مجاور رہتا ہے۔



ساتویں فصل

اخلاق و علو مرتبت

(۴۵ب) پہلی پانچ فصلوں میں اٹھائیس بشارتیں حضرت صدیق ولایتؑ کو ٹھٹہ شریف سے فرہ مبارک تک مختلف مقامات پر دی گئی ہیں؛ اسلئے بنظرِ قیدِ زمین و زماں علی الترتیب لکھ دی گئیں۔ اس کے بعد کی جملہ بشارتیں فرہ مبارک پہنچنے کے بعد عطا ہوئیں۔ لہذا یہی مناسب سمجھا گیا کہ ان سب بشارتوں کو بلحاظِ قیدِ مکان ایک ہی فصل میں درج کر دینے کے بجائے مستقل عنوانوں کے تحت لے لیا جائے۔ اور ان عنوانوں کے متعلق جو جو بشارتیں گذشتہ فصلوں میں درج ہو چکی ہیں، اُن کا اعادہ کر دیا جائے، تاکہ یہ فصل بے ضروری طوالت سے مُعَرّا رہے۔ اس ترتیب سے دوسرا بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ ہر عنوان مستقل طور پر مکمل ہوگا؛ جس کی وجہ سے ہر عنوان کے ذیل میں کُل بشارتوں پر ناظرین کی نظر ایک ہی وقت میں پڑے گی، اور ہر ایک بشارت کا مفہوم اور اُس کی اہمیت بآسانی ذہن نشین رہنے کے علاوہ جمیع محاسن کا حلیہ بھی پیشِ نظر رہے گا۔

برگزیدگان الٰہی کی عظمت و علو مرتبت محض اُن کی سرشتِ پاک، اخلاق حمیدہ اور استقامت فی الدین کی وجہ سے ہے۔ جن خاصانِ خدا کو ازل ہی سے اخلاقِ پیغمبری نصیب ہوں، اور جن کی طینت اوّل ہی سے دنیا اور اُس کے زخارف سے پاک اور بے پروا واقع ہوئی ہو، ان ہی کو عشق خدا اور قربِ الٰہی کے اعلیٰ مراتب عطا ہوتے ہیں۔ ذیل کی نقلیں اس بات پر خوب روشنی ڈالتی ہیں کہ بندگی میاںؓ کو ابتدا ہی سے دستِ قدرت نے اوصاف پیغمبری و اخلاق محمدی سے آراستہ کیا تھا۔ آپ کی عقلِ سلیم اور دلِ روشن نے دنیا اور اُس کے زخارف کی طرف

کبھی میل نہ کیا؛ بلکہ بچپن ہی سے آپ طالبِ حق، اور جویائے ذاتِ مطلق ہی رہے ہیں۔

جب ملک نصیر مبارز الملک[۱] نے دیکھا کہ بندگی میاں سید خوندمیرؓ کی عمر چودہ سال کی ہوگئی ہے، عالم شباب کا آغاز ہے، پھر بھی آپ کاروبارِ دنیا کی طرف مطلق مائل نہیں ہوتے تو بندگی ملک بخنؓ سے کہا کہ

ق "سید خوندمیرؓ کو لے جاکر مرید کراؤ۔ مرید ہو جانے کے بعد پیر کے کہنے پر لامحالہ منصبِ سلطانی قبول کر لینگے"۔

مبارز الملک کے کہنے سے بندگی ملک بخنؓ پہلے آپ کو حضرت شیخ احمد کھٹوؒ دالمبشر بہ چیٹری چھوندھلی بینائی" (یعنی ملکوتی از زبانِ حضرت مہدی علیہ السلام) کے مزار پر (بمقام سر کھیج، پورۂ احمد آباد) لے گئے۔ سجادہ نے آپ کے لئے شجرۂ ارادت لکھنا شروع کیا، بندگی میاںؓ نے فرمایا

خ "قبریہ مرید ہونے سے کیا فائدہ! پیر تو زندہ ہونا چاہئے تاکہ مرید کو تعلیم دے، اور اس کا مقصد برلائے"

یہ فرماکر آپ اٹھ گئے۔

اس کے کچھ عرصہ کے بعد ماموں بھانجا دونوں ملک مودود چشتی کے گھر گئے جو اپنے زہد و اتقا کی وجہ سے مشہورِ خلائق تھے۔ ملک مودودؒ نے کہا

ق "باڑی والوں کا سلسلۂ تربیت حضرت شیخ احمد کھٹوؒ سے ہے۔ کل جمعہ ہے، مبارز الملک سیر و شکار سے آجائینگے، اس وقت ان سے دریافت کرکے مرید کرونگا"۔

بندگی میاںؓ کو یہ بات نہایت شاق گذری؛ آپ اٹھ کر نکل آئے، اور بندگی ملک بخنؓ سے کہنے لگے کہ

خ "جب کہ یہ شخص اس دارِ فانی میں ناناجان سے اجازت لے کر مرید کرنا چاہتا ہے تو کل قیامت کے دن بھی ناناجان سے پوچھ کر شفاعت کروائے گا۔ ماموں میاں۔ پیر ایسا ہونا چاہئے کہ اگر فرشتے دوزخ میں لے جارہے ہیں تو پیر اپنے مرید کا ہاتھ پکڑ کر ان سے چھڑا لے۔ مجھے ایسے شخص کے پاس کیوں لے گئے"؟

بندگی ملک بخنؓ نے کہا

"خیر تم مرید نہ ہوتے۔ لیکن پھول، پان، میوہ، شیرینی، زرِ نقد کا تحفہ تو پیش کر دینا تھا"!

---

[۱] آپ بندگی میاں سید خوندمیرؓ کے حقیقی نانا ملک مودود شاہ المخاطب بہ رکن الملک کے حقیقی بھائی ہوتے ہیں۔ بندگی میاںؓ نے ان ہی کے گھر پرورش پائی تھی۔

آپ نے فرمایا

خ "اِس شخص کا نام نہ لو۔ وہ طالبِ دنیا ہے۔ میں یہ تحفہ بے محل صرف کرنا نہیں چاہتا تھا۔"

دونوں بھائی میں بیٹھ کر بازار کے راستے سے گھر آتے وقت شیرینی وغیرہ اللہ کے بندوں کو بانٹ دی گئی۔

پھر چند روز کے بعد ماموں بھانجے دونوں شیخ ماہ الملقب بہ شیخ الاسلام کے گھر گئے۔ شیخ الاسلام نے کہا

ق "سید خوندمیر بہت شکیل اور تنومند جوان ہیں۔ بادشاہ سے سفارش کر کے اُن کے والد مرحوم کا منصب دلاؤنگا۔"

بندگی میاںؓ یہ بات سن کر بہت رنجیدہ ہوئے اور ویسے ہی گھر آگئے۔ شیخ الاسلام کو بھی اِس بات کا رنج ہوا کہ

"میں نے سید خوندمیر کے لئے بھلائی کی بات کہی تھی بجائے خوش ہونے کے ناراض ہو کر کیوں چلے گئے"!

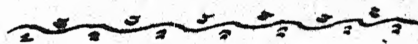
بندگی ملک بخنؓ نے میٹھے الفاظ میں شیخ الاسلام کی دلجوئی کی۔ باہر آکر بندگی میاںؓ سے دریافت کرنے پر آپ نے فرمایا

خ "میں تو آیا تھا حصولِ دیدار کی غرض سے۔ اور بھلے مانس نے دنیا کا ذکر نکالا اور والد مرحوم کا منصب دلانے کا وعدہ کر کے مجھے بھی دنیا کے دُلدل میں پھنسانا چاہا۔ ایسے دنیا دار کے ہات میں اپنا ہات کیا دوں"!

جبکہ بندگی میاںؓ کی عمر بارہ سال کی تھی، اُس وقت آپ کے دوست واحباب جب کبھی آپ کو اپنے والدِ مرحوم کا منصب حاصل کرنے کے لئے کہتے آپ یہی فرماتے کہ

خ "میں نے اپنا سر خدا کے سامنے جھکایا، اور خدا کو دیکھا ہے، اس لئے دنیا کے بادشاہ کے سامنے اپنا سر ہرگز ہرگز نہ جھکاؤنگا۔"[له]

له۔ خاتم سلیمانی — جبکہ حضرت صدیق ولایتؓ تقریباً تین سال کے تھے اُن دنوں ایک روز آپ خاک میں کھیل رہے تھے کہ دفعتاً بیہوش ہو کر گر گئے۔ ماں نے یہ حالت دیکھ کر آپ کو گھر میں اُٹھا لائیں۔ آپ کی والدہ اور متعلقین نے خیال کیا کہ آپ پر آسیب کا اثر ہوگیا حالانکہ وہ حق کا اثر تھا۔ یہ اِسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ اِس قسم کا دیدار بعض بزرگانِ دین کو بھی صغر سنی میں ہوا ہے لیکن سید نا مہدیؑ کی نظرِ دیدار بخش سے بندگی میاں کو جو خاص الخاص دیدار ہوا اُس کی شان ہی کچھ اور ہے۔ ۱۲



باوجودیکہ ملک نصیر مبارز الملک خوب جانتے تھے کہ بندگی میاں سید خوندمیرؓ کو دنیا سے سخت نفرت ہے؛ پھر بھی نانا کی بے انتہا محبت اِس امر کی مقتضی ہوئی کہ ایک روز فرطِ محبت میں ملک نصیر نے اپنے لواحقین اور دوست و احباب سے مشورہ کیا کہ

ق

"میرا ارادہ ہے کہ سید موسیٰ کا منصب سید عطنؒ (بندگی میاںؓ کے چھوٹے بھائی) کو دلاؤں اور اپنا منصب سید خوندمیرؓ پر قایم کر کے بادشاہ سے اپنے لئے پھر نیا منصب حاصل کرلوں۔ مجھے یقین ہے کہ بادشاہ میرا معروضہ قبول کرے گا۔ کیونکہ عطیات سلطانی کی بارش مجھ پر ہر وقت برستی ہی رہتی ہے۔"

سب نے ملک نصیر کی رائے پسند کی۔ اسلئے مبارز الملک نے اپنے منشا کے موافق اپنا منصب شصت ہزاری مع صوبہ داری پٹن و جمیع لوازمات بندگی میاں سید خوندمیرؓ کے نام لکھوایا اور مہر کرا کر باضابطہ سند حاصل کرلی اور سید موسیٰؒ کا منصب بندگی میاں سید عطنؒ پر قایم کیا۔ اس کام کی انجام وہی کے بعد آپ بندگی میاں سید عطن کو لے کر چانپانیر سے آگئے (خاتم سلیمانی)

اُس وقت اگر بندگی میاں سید خوندمیرؓ کی جگہ کوئی دوسرا شخص ہوتا تو ایسا جلیل القدر شصت ہزاری کا منصب اور اُس کے ساتھ جاگیر شہر پٹن مع پرگنات؛ اِس کے علاوہ مکان پر ہاتھی، گھوڑے، پالکی، میانہ، نوبت، نقارے، وغیرہ عالی شان امیرانہ تجمل ابتداے شباب میں حاصل ہوتے دیکھ کر مارے خوشی کے کپڑوں میں نہ سماتا لیکن حضرت صدیقِ ولایتؓ کا معاملہ اِس کے برعکس تھا۔ اگرچہ آپنے زمانۂ شیرخوارگی ہی سے آغوش دولت وحکومت میں پرورش پائی تھی اور دنیا کے شان وتجمل کا سماں گھر میں ہر وقت آنکھوں کے سامنے رہا کرتا تھا۔ مگر دل میں دنیا کی محبت رتّی برابر نہیں تھی۔ بھائی کے ملازم سلطانی ہونے کی کیفیت سن کر آپؓ کو اس قدر رنج ہوا کہ حسب عادتِ مقررہ اپنے نانا کے استقبال کے لیے محض اِس وجہ سے نہ گئے کہ آپ کے چھوٹے بھائی بندگی میاں سید عطن ملازم ہوکر اپنے نانا کے ساتھ آرہے تھے؛ حالانکہ اُس وقت بندگی میاں سید عطنؓ کی عمر صرف نو دس سال کی تھی۔

دوسرے پہلو پر دیکھا جائے تو آپ کو صحبتِ صادق، اور حصول دیدار خدا کا اشتیاق کس اعلیٰ پیمانہ پر تھا، اِس کا اندازہ اِس بات سے ہوسکتا ہے کہ آپ بلاناغہ جامع مسجد[۵] کو نماز جمعہ کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔ اُس وقت

---

[۵] حضرت امامؑ بھی نماز جمعہ کے لئے اسی مسجد کو تشریف لیجاتے تھے۔ حضرت شیخ رکن الدین مجذوبؒ کے قبرستان سے بالکل متصل اور بندگی میاںؓ کے گھر سے جو پرانے قلعہ میں تھا ایک فرلانگ سے بھی کم فاصلہ پر واقع تھی۔ سجد شہید ہوگئی ہے پھر بھی ایک گنبدی کی صورت میں اپنی قدیم یادگار کا پتہ دے رہی ہے۔ ۱۲

خطبہ میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے اوصافِ حمیدہ سن کر اپنے دوست و احباب کے سامنے اکثر فرمایا کرتے کہ

خ

" میں ایسی ہی مقدس ہستیوں کے دیکھنے کا آرزومند ہوں "

دوست و احباب کہتے کہ

" میاں ۔ یہ امر محال ہے کہ ایسے ابتر زمانہ میں ایسے پاکانِ خدا پیدا ہوں !"

آپ فرماتے کہ

خ

" کیا اللہ تعالیٰ قادر و توانا نہیں ہے کہ اِس زمانہ میں بھی ایسے صاحبِ کمال پیدا کرے "!

بلکہ خود بندگی میاںؓ کی نسبت مبارز الملک اور بندگی ملک بخنؓ وغیرہ آپ کے قبیلہ کے کل افراد یہی کہتے کہ آپ میں صحابۂ رسول علیہ السلام کے اوصاف پائے جاتے ہیں ۔چنانچہ اِن ہی اوصاف حمیدہ اور دلِ روشن کی برکت سے آپ میں کشف و کرامات بھی پیدا ہو گئے تھے مثلاً بہلی میں جو بیل دُبلا اور کمزور رہتا اُس کی پیٹھ تھپک کر یہ فرماتے کہ

خ

" چل تیز چل "

فوراً اُس میں چُستی آجاتی ، اور تیز چلنے لگ جاتا ۔ (خاتم ص اگ چا)

الغرض اللہ تعالیٰ نے بندگی میاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ کو ازل ہی سے اخلاق حمیدہ و اوصافِ عالیہ سے مُتصف کر کے حضرت خاتم الولایت علیہ السلام کی خلافتِ خاص ، اور بدلۂ ذات کے اعلیٰ مناصب کے لئے مخصوص کر رکھا تھا ، اور امام الانام سیدنا مہدی علیہ السلام کو بھی اِس سے آگاہ فرما دیا تھا ۔جب ہی تو پٹن شریف میں ورودِ مسعود فرماتے ہی ملک برخوردارؓ کے عرض کرنے پر کہ

" میں ایک ایسے شخص کو لانے جاتا ہوں جو ایسے ایسے اوصاف سے مُتصف ہے "

آپ نے سنتے ہی فرمایا

" آرے ملک برخوردار ! خدائے تعالیٰ بندہ را برائے او آوردہ است " (ب ،

غرض پٹن شریف میں پہلی ملاقات ، اور ابتدائی صحبت ہی میں اماماً حضرت مہدی علیہ السلام نے بندگی میاں سید خوندمیرؓ کو ایسی ایسی جلیل القدر بشارتوں سے ممتاز فرمایا ، جس سے کمالِ محبت ، اتحاد و یکتائی ، شرکت فی الدرجاتِ مہدی ، فیض جاریہ وغیرہ خصوصیات کا اظہار ہونے کے علاوہ آپ کے اعلیٰ اخلاق و علو مرتبت پر خوب روشنی پڑتی ہے ۔چنانچہ جب بندگی میاں سید خوندمیرؓ حضرت موعود علیہ السلام کی خدمت

اقدس میں حاضر ہوئے، اُس وقت آپ پر نظرِ مبارک پڑتے ہی فرمایا

"در بیا ئید برادرم سید خوندمیر"، (۱۳ ب)

اِس بشارت کی شرح میں یہ بتایا گیا ہے کہ یہ بشارت حدیث انا وابوبکر یکونان فی درجۃ واحدۃ فی الجنۃ کا مفہوم لئے ہوئے ہے، اور بندگی میاںؓ کی نسبت شرکت نبی اللہ جاتِ مہدی کا اظہار کر رہی ہے۔

پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مماثل بشارت کو سیدنا مہدی علیہ السلام نے اِس بشارت سے اور بھی واضح کر دیا کہ

"خیر جی۔ ہمارے بھائی سید خوندمیر صدیق ہیں" (۱۳ ب)

چونکہ صدیق کے مراتب کا اظہار گذشتہ اوراق میں بیان ہو چکا ہے اس لئے یہاں مکرر لانے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی پھر فرمایا

"بندہ وایشاں یک جدیٰ حسینی سید ہستیم"۔ (۱۴ ب)

اِس بشارت سے نہ صرف حضرت صدیق ولایتؓ کی ذات، اور آپ کے اسلاف کے طہارت و تقدس کی شان ظاہر ہو رہی ہے، بلکہ جس طرح دَورِ نبوت میں فیضانِ الٰہی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سلسلہ اور خاندان میں جاری رہا، اسی طرح دَورِ ولایت میں حضرت صدیق ولایت رضی اللہ عنہ کے خاندان اور سلسلہ میں جاری رہنے کی پیشین گوئی، جو اشارۃً پائی جاتی تھی دوسری بشارتوں سے روزِ روشن کی طرح مبرہن ہو گئی۔

مندرجہ بالا بشارتوں سے جو اتحاد و یکتائی مترشح ہے، اُس میں امام الزماں حضرت مہدی علیہ السلام کی اِس بشارت سے کہ

"الحال از رضائے بندہ شما بخانۂ خود بروید، بہر حال شما نزدیک بندہ اید"۔ (۲۴ ب)

مزید تقرب باطنی کا اظہار ہو رہا ہے۔

پھر بندگی میاں سید خوندمیرؓ ناکی نظربید سے بھاگ کر دعوی مؤکدہ کے عین وقت پر جب بڑلی پہنچے، اُس وقت حضرت امام علیہ السلام آپ کو دیکھتے ہی یہ فرماتے ہوئے آگے بڑھے کہ

"بھائی سید خوندمیر بیا ئید خوش آمدید! پھر بغلگیر ہو کر فرمایا خدائے تعالیٰ مقصود خود خود می کند۔ ذات شما سُلطٰناً نَصِیراً ناصرِ ولایتِ مصطفیٰ است ....." (۲۶ ب)

اِس بشارت سے یہ امور ظاہر ہو رہے ہیں کہ

ا۔ سیدنا مہدی علیہ السلام کو دعوی مؤکدہ کے وقت بندگی میاںؓ کی آمد کا بحیثیتِ "ناصرِ ولایت

مصطفیٰ" انتظار تھا۔

۲۔ اللہ تعالیٰ اپنا مقصود (جو کہ دعویٰ مؤکدہ کے وقت بندگی میاں کا موجود رہنا تھا) آپ پورا کرتا ہے۔

۳۔ بندگی میاںؓ کے وقت پر حاضر ہونے میں جو مقصودِ خدا کی تکمیل حضرت امام علیہ السلام کے پیشِ نظر تھی اُس کی مسرت میں آگے بڑھ کر آپ کو بغلگیر کیا۔

۴۔ بندگی میاں کی ذات سلطاناً نصیراً ناصر ولایتِ مصطفیٰؐ ہے۔

اِس کے بعد جب حضرت امام علیہ السلام نے اپنی مہدیت کا دعویٰ مؤکد فرمایا تو اوّلاً بندگی میاںؓ نے تصدیق کی اور بآوازِ بلند آمنّا وصدّقنا کہا۔ اس طرح صدیق کی بشارت کا جو آپ کو پٹن شریف میں دی گئی تھی عملی جامہ پہنایا گیا۔

سلطاناً نصیراً کی بشارت سے اخلاقِ الٰہی اور اعلیٰ وارفع مراتب کا جو اظہار ہو رہا ہے، محتاجِ صراحت نہیں ہے۔

بندگی میاں رضی اللہ عنہ کی برگزیدگی کا اظہار اس واقعہ سے بھی ہوتا ہے کہ نصرپور (واقع ملک سندھ) سے آپ کو روانہ فرماتے وقت حضرت ولایتمآب علیہ السلام نے فرمایا

"در رفتنِ شما چیزے مقصودِ خدا است بر وید" (۲پ)

حضرت صدیقِ ولایتؓ کے گجرات تشریف لے جانے میں دو مقصود پائے جاتے ہیں

۱۔ بندگی ملک الہداد، اور بندگی میاں سید عطن، اور بندگی ملک حماد، اور بندگی میاں سید خاں جی رضی اللہ عنہم کو خاص بندگی میاںؓ کے ہاتھ سے عطیات بھیجنا۔

۲۔ بندگی میراں سید محمود رضی اللہ عنہ کو بہت ہی آرام پہنچاتے ہوئے لانا۔

کسی کے عرض پر کہ

"خوندکارا میاں سید خوندمیر کو نہ بھیجیں گجرات میں اُن کے رشتہ دار بڑے بڑے امیر ہیں وہ آنے نہ دینگے"

آپ نے فرمایا

"بندہ بفرمانِ خدا می فرستد خدائے تعالیٰ برائے زیادت کردن، و روشن ساختنِ دینِ خود خود خواہد آورد" (۴پ)

اِن بشارتوں کی شرح میں ناظرین ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ بندگی میاںؓ کی ذات مبارک سے حسب فرمان حضرت امام علیہ السلام مقاصد خداوندی کی انجام دہی کے لئے حضرت امامؑ کی صحبت بابرکت میں واپس آنا ضروری تھا۔

ب۴۵۔ الغرض سیدنا مہدی علیہ السلام کو بندگی میاں رضی اللہ عنہ کے اعلیٰ اخلاق وعلو مرتبت اوّل ہی سے معلوم تھے، اور اُن کا اظہار صراحتاً یا کنایتہً آپ ابتداہی سے فرماتے آئے ہیں ؛ لیکن فرہ مبارک میں آپ نے اِن سب فضائل کو کھول کھول کر بیان فرمایا۔ چنانچہ "برادرم" (ب۱۳) اور "صدیق" (ب۱۳) کی بشارت عطا فرما کر آپ نے حضرت صدّیق ولایت اور حضرت صدّیق نبوت رضی اللہ عنہما کے درمیان مساوات (معنوی) کا جو اظہار فرمایا تھا، فرہ مبارک میں آپ نے آیۂ

ب۴۵

"ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ"

ترجمہ۔ دو میں کا دوسرا جب دونوں غار میں تھے (انتخاب ب۱)

بندگی میاںؓ کی شان میں فرما کر اَور بھی واضح کر دیا

ب۴۶۔ اسی طرح ایک موقع پر آپ کو لقب

ب۴۶

"ابوبکر ثانی"

سے مُبَشَّر فرمایا۔ یوں صاف اور صریح الفاظ میں دونوں کے بیچ میں مناسبتِ خاص کا اظہار ہو گیا؛ اور اِس امر میں کوئی شبہ نہ رہا کہ جو مرتبہ صدیقِ نبوت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا دَورِ نبوت میں ہے، وہی مرتبہ صدّیق ولایت حضرت سید خوندمیر رضی اللہ عنہ کا دَورِ ولایت میں ہے۔

ب۴۷۔ پھر اِس مرتبہ کو امام الزماں حضرت خلیفۃ الرحمانؑ نے اِس بشارت سے اَور بھی واضح اور مکمل کر دیا چنانچہ ایک روز آپ حضرت صدیق ولایتؓ کا ہاتھ پکڑ کر (اپنے) حجرہ میں لے گئے[۱]، اور فرمایا کہ

ب۴۷

"بھائی سید خوندمیر ماہ شدہ است کہ فرمان حق تعالیٰ می شود کہ آنچہ بردل بندہ نزول می شود، ہماں نزول بردل شمامی شود" (انتخاب ب۱)

نقلیات بندگی میاں سید عالم میں لکھا ہے کہ

ب۴۷

"آنچہ دردلِ بندہ نزول می شود ہماں درسینۂ شما ظہور شدہ است"

---

[۱] معلوم ہوتا ہے کہ یہ بشارت حضرت مہدی علیہ السلام کے حجرہ میں دی گئی اور ذیل کی بشارت بندگی میاںؓ کے حجرہ میں۔ زماں و مکان کے جداگانہ ہونے کی بنا پر الگ الگ نمبر لگائے گئے۔ ۱۲

ب۴۸ ۔ پھر ایک بار حضرت میراں علیہ السلام بندگی میاںؓ کے حجرہ میں تشریف لے گئے، اور اپنے دست مبارک کی پانچوں انگلیاں اپنے سینہ مبارک پر رکھ کر فرمایا کہ

"آنچہ دریں سینہ ظہور شدہ است (بندگی میاں کے سینہ پر اپنا پنجہ رکھ کر فرمایا) ہماں ظہور در سینۂ شما شدہ است"۔ ایسا تین مرتبہ اپنے اور بندگی میاںؓ کے سینہ مبارک پر پنجہ رکھ رکھ کر فرمایا[۱] **ب۴۸**

(انصاف ۳ب)

ب۴۹ ۔ نقل است کہ حضرت امام علیہ السلام کرات مرات در حق بندگی میاںؓ فرمودہ اند کہ

"فرمان خدائے تعالیٰ می شود کہ (اشارہ بر سینۂ مبارک کردہ) آنچہ دریں جا ریختہ شد (اشارہ بر سینۂ بندگی میاں نمودہ) ایں جا بریخت۔ باز فرمودند کہ آنچہ در ایں جا ریخت، اینجا ریختہ شد باز فرمودند کہ آنچہ دریں جا بریخت، ایں جا ریختہ شد"[۲] **ب۴۹**

اسی طرح سردار دو عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ السلام نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں فرمایا کہ

"ما صب اللہ فی قلبی شیئاً الا وقد صبہ فی قلب ابن ابی قحافہ" **ن**

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسی بات میرے دل میں نہیں ڈالی جو ابن ابی قحافہ (حضرت ابوبکر صدیقؓ) کے دل میں نہ ڈالی ہو"

حضرت ابوبکر صدیق نبوت رضی اللہ عنہ کی شان میں فرمائی ہوئی یہ بشارت اور حضرت ولایت مآب علیہ السلام نے بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایت رضی اللہ عنہ کی شان میں فرمائی ہوئی مندرجہ بالا تینوں بشارتیں لفظی مشابہت رکھنے کے علاوہ معنی اور مفہوم میں بھی ایک ہیں چنانچہ حضرت مہری رضی اللہ عنہ اپنے دیوان میں فرماتے ہیں کہ ؎

"آنچہ شدہ وحی مرآں صدر را | می شدے آگاہی ابوبکرؓ را"

اور حضرت صدیق ولایتؓ کی نسبت لکھتے ہیں ؎

"ہمنفس ثانی اثنین کان | سید خوندمیرؓ مسماش داں"

سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

۱۔ شواہد ۱۱۰، تذکرہ ۱، خاتم ۱، دفتر اول ک ۳ ب، انتخاب ۱۱۔ ۲۔ دفتر اول ک ۳ ب، شواہد ۱۱، انتخاب ۱۱، خاتم ۱۔۱۲

"آنچه محمدؐ را داده شد مرا داده شد" (معارج الولایت)

پس مندرجہ بالا بشارت اور فرمان حضرت امام علیہ السلام سے کہ

"حضرت محمد مصطفےٰؐ باطن میں ولی اور ظاہر میں نبی ہیں اور بندہ باطن میں نبی اور ظاہر میں ولیؑ ہے"

ان دونوں خصوصیتوں سے ظاہر ہے کہ جو کچھ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا، سیدنا مہدی علیہ السلام کو دیا گیا؛ اور جو سیدنا مہدی علیہ السلام کو دیا گیا حضرت صدیق ولایتؓ کو دیا گیا۔ بالفاظ دیگر بندگی میاں سید خوندمیرؓ کو **فیضِ نبوت** اور **فیضِ ولایت** دونوں بدرجۂ کمال حاصل تھے۔ ایسی مقدس ذات کے اعلیٰ اخلاق اور علو مرتبت کو نبیؐ و مہدیؑ کے سوا کماحقہٗ کون جان سکتا ہے؟ واللہ یختص برحمتہ من یشآء واللہ ذوالفضل العظیم۔

۵۰ ب حضرت امام علیہ السلام بندگی میاںؓ را

۵۰ ب

"ثانیٔ علی"

فرمودند (خاتم۔ فضل۔ گ۔ ت چا)

جس طرح دَورِ نبوت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بشارت سے کہ

"انا مدینۃ العلم و علی بابھا"

آپ کا سلسلۂ فیض دست بدست اور سینہ بہ سینہ سیدنا مہدی علیہ السلام کے زمانہ تک چلا اسی طرح دَورِ ولایت میں سیدنا مہدی علیہ السلام نے بندگی میاںؓ کو "اپنے قایم مقام" (ن ب) ہونے کے علاوہ وصال کے وقت "بینائی خدا آپ کے حوالہ کی ہے" (ب ث) اور یہ بھی فرمایا کہ

"چنانچہ از من فیض جاری است، ہمچنان از شما جاری خواہد شد و بسیار کساں از سبب بیان و پسخوردۂ شما بخدا خواہند رسید" (ب ۳۳)

پھر فرماتے ہیں۔

"کسان تا تا قیامت قایم باشند در گروہ برادرم سید خوندمیر" (ب ث، وغیرہ وغیرہ)

پس یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ دَورِ ولایت میں سیدنا مہدی علیہ السلام مدینۂ علم ہیں اور آپ کے "تابع تام" (ب ۳۲) "قایم مقام" (ن ب) اور اولی الامر مھدی (ب ۳)، حضرت صدیق ولایتؓ دروازۂ علم ہیں۔ ذیل کی بشارت سے ہمارے اس بیان کی صراحت خوب ہوجاتی ہے۔

ب ۵۱ - ایک روز سیدنا مہدی علیہ السلام زرد رنگ کے مشروع کا دگلا پہن کر کھڑے ہوئے تھے کہ آپ نے اُس کو اُتارا اور حضرت صدیق ولایت رضؓ کو پہنا کر فرمایا

ب ۵۱ "بھائی سید خوند میر شما اَسَدُ اللّٰہِ الغَالِب ولایتِ مصطفےٰ ہستید۔"[۱]

سبھی لوگ جانتے ہیں کہ نبوت میں اسد اللہ الغالب حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا لقب ہے۔ چونکہ یہاں ولایت ہے، اسلئے امام الانام حضرت مہدی علیہ السلام نے اسد اللہ الغالب کے ساتھ ولایت مصطفےٰ کی تخصیص کردی۔ اسد اللہ الغالب کے یہ معنی ہیں کہ ایسا شیر خدا جو سب پر غالب و برتر ہو۔

سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

م "ولایت ذاتِ خدا است"

چونکہ ولایت کا تعلق ذاتِ خدا یعنی رویت سے ہے اسلئے اسد اللہ الغالب کے یہ معنی ہوئے کہ **بندگی میاںؓ کی ذات میدان رویت میں شیر خدا ہے** اور آپ کا سلسلۂ فیض جمیع سلسلوں سے بڑھا ہوا رہے گا چنانچہ میدان رویت اللہ میں شیر خدا ہونے کی حیثیت سے آپ نے عام فیض رسانی کے علاوہ متعدد مرتبہ طالبانِ حق کے گروہ کے گروہ پر نظر ڈال کر آنِ واحد میں اُن کو دیدارِ خدا سے سرفراز کر دیا۔

سیدنا مہدی علیہ السلام کی نظر مبارک میں کس قدر اثر تھا اُس کی نسبت آپ خود ہی فرماتے ہیں کہ

م "اگر کسے عبادتِ ہزار سال کردہ باشد کہ آن عبادت نزد خدائے تعالیٰ مقبول شدہ است یک نظر بندہ بہتر است از عبادتِ ہزار سال" (انصاف ب)

اور بندگی میاں سید خوند میرؓ فرماتے ہیں کہ

خ "بندہ کی ایک نظر ہزار مہینوں کی مقبول عبادت سے بہتر ہے۔"

ہزار مہینے یعنی ۸۳ سال کہو یا عمر طبعی کہو مطلب یہ ہے کہ انسان کی عمر بھر کی مقبول عبادت سے بندہ کی ایک نظر بہتر ہے۔ یہ بھی آپ نے ادباً فرمایا ورنہ جو ذات حضرت امام علیہ السلام کی ذات اقدس میں فنا ہوگئی ہو۔ جس کی نسبت یہ فرمایا ہو کہ "ماوشما یک ذات ویک وجود ہستیم درمیانِ ماوشما ہیچ فرق نیست" جس کو قدم بر قدم بندہ" (ب) قایم مقام بندہ (ب) اولی الامر بندہ" (ب) اور بدلہ ذات (ب) وغیرہ وغیرہ بشارتوں سے ممتاز فرمایا ہو اُس کی ایک نظر کیا کچھ کر سکتی ہے اشال کے طور پر ایک واقعہ درج کیا جاتا ہے۔

---

[۱] - خاتم ض اگ چ - انتخاب ب - اخبار ب ت ۱۳۰

ایک روز دائرۂ کھال بھیل میں بندگی میاںؓ کے درد شکم کی وجہ سے آپ کے اکثر تابعین نماز ظہر کے بعد عیادت کے لئے حضور اقدسؓ میں تشریف لائے، اور حضرت کے سامنے حلقہ باندھکر باادب بیٹھ گئے۔ [بندگی میاںؓ چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے اُن کو دیکھ کر اُٹھ بیٹھے۔ (انتخاب)] تھوڑی دیر کے بعد بندگی میاںؓ نے ایک ایک پر نظر ڈالنی شروع کی۔ پہلے اُس فقیر پر نظر ڈالی جو آپ کی چارپائی سے لگ کر بیٹھے ہوئے تھے۔ پھر اُن کی بازو کے فقیر پر پھر اُن کے پاس کے فقیر پر۔ یوں اول سے آخر تک تمام مجلس کے ایک ایک فرد پر نظر ڈالی۔ جب پہلے پر نظر پڑی تو وہ حسب مخواے حدیث مُوۡتُوۡا قَبۡلَ اَنۡ تَمُوۡتُوۡا مرگئے۔ پھر دوسرے پر نظر ڈالی تو وہ بھی جان بحق تسلیم ہوگئے۔ یوں کل حاضرین مجلس حسب آیۂ کُلُّ نَفۡسٍ ذَآئِقَةُ الۡمَوۡتِ۔ ترجمہ ہر شخص موت (معنوی وحقیقی، کا ذائقہ (دیدار) چکھنے والا ہے۔ اسی وقت انتقال کر گئے۔ مجلس میں ایک شخص بھی بیٹھا نہ رہا۔ اب بندگی میاںؓ نے پھر علی الترتیب نظر حیات بخش ڈالنی شروع کی۔ جو بندۂ خدا پہلے بے جان ہوکر گر گیا تھا نظر فیض بخش پڑتے ہی زندۂ جاوید ہوکر اُٹھ بیٹھا۔ اسی طرح دوسرے پر نظر ثانی پڑتے ہی وہ بھی اُٹھ بیٹھا۔ یوں مجلس کے کل افراد کو حیات ثانی نصیب ہوئی؛ اور سب کے سب اُٹھ بیٹھے؛ ثُمَّ اَنۡشَاۡنٰهُ خَلۡقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحۡسَنُ الۡخٰلِقِيۡنَ۔ ترجمہ۔ پھر ہم نے اُس کو دوسری مرتبہ پیدا کیا۔ پس بہت برکت والا ہے اللہ جو بہترین پیدا کرنے والا ہے۔ (شا،، بندگی میاں عَلَمؑ شاہ جالوری [ونیز بندگی میاں قاضی شہ تاج حسینی الملقب بہ الکتاب۔ انتخاب المولید] تحریر فرماتے ہیں کہ بندگی میاںؓ کی نظر پڑتے پڑتے جب میری باری آئی تو حضرت کی پہلی نظر میں فنافی اللہ کی سیر حاصل ہوئی اور دوسری نظر میں بقا باللہ کی شانوں کا لطف اُٹھایا؛ (دفتر اول ک ۵)

یہ بات پیشانیِ ایمان پر آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے کہ پانی پر چلنا، ہوا میں اڑنا، سات سمندر کو خشک کر ڈالنا، اور سات طبقاتِ خشک پر دریا بہا دینا آسان ہے؛ لیکن محض نظر ڈال کر طرفۃ العین میں لاہوت اور ہاہوت میں پہنچا دینا مشکل ہے۔ خود بندگی میاںؓ فرماتے ہیں کہ

۵۱۔ دفتر اول۔ رکن چہارم۔ باب ہفتم میں دائرۂ کھال بھیل کو قبلۃ الایمان لکھا ہے۔ اسی طرح سدراسن شریف کو اسلام پور اور رحمت میں کبھی مُسند رُشن بمعنی رویتِ احسن اور کبھی مُسند رَاسن بمعنی نشست احسن یا مقام جمیل اور بھیلوٹ شریف کو سعادت آباد لکھتے تھے۔ رویت اللہ سے بہتر سعادت اور کیا ہوسکتی ہے الیکن افسوس کہ یہ مبارک نام مشہور نہ ہوئے۔ ۱۲ منہ

۵۲۔ کلام قدسی: "من طلبني وجد نی، ومن وجد نی عرفني، ومن عرفني احبني، ومن احبني احببته، ومن احببته فقتلته، ومن قتلته فانا دیته"۔ اللہ تعالیٰ حضرت محمد مصطفیٰؐ کی زبان مبارک سے فرماتا ہے کہ جو میرا طالب ہوا اُس نے مجھے پایا؛ اور جس نے مجھے پایا اُس نے مجھے پہچانا؛ اور جس نے مجھے پہچانا اُس نے مجھ سے محبت کی؛ اور جس نے مجھ سے محبت کی اُس کو میں نے اپنا دوست بنایا؛ اور جس کو میں نے اپنا دوست بنایا اُس کو میں نے قتل کیا؛ اور جس کو میں نے قتل کیا اُس کا خون [جاریہ]

خ ،، کواڑ کا ایک پاٹ اتنا بڑا ہو کہ اُس کے اُوپر کا چُول آسمان میں ہو، اور اُس کے لوہے کا نوکدار مدار طالبِ خدا کی آنکھ پہ رکھ کر زور سے گھمایا جائے، اُس وقت اُس کو کتنی تکلیف ہوگی! اگر اتنی تکلیف اُٹھانے کے بعد بھی خدا حاصل ہو تو سمجھ لو کہ آسانی سے ملا[۱]،،

زہے نصیب اہل مجلس کے جن کو یہ دولت بے بہا بلا محنت و مشقت محض نظرِ مبارک کی برکت سے آنِ واحد میں حاصل ہوگئی! اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ (پ ۲۵) ترجمہ اللہ جس کو چاہتا ہے۔ (انتخاب کر کے) اپنی طرف کھینچ بلاتا ہے، اور جو شخص رجوع لاتا ہے اُس کو اپنی طرف راہ بتاتا ہے (سورۃ ۴۲)

حضرت مہری رضی اللہ عنہ اسی واقعہ کی نسبت فرماتے ہیں۔

ملخص قصیدہ

آں کہ می داد از لبِ شیرینش جاں در مُردگاں ۔۔۔ رفت لیکن معجز آتش ایں فسوں گر یافتہ

از لبِ جاں بخش تو شد زندہ جانِ قدسیاں ۔۔۔ واز نگاہت مُردگاں جاں نیز از سر یافتہ

تا شدی دیدار بخش از عالمِ روح القدس ۔۔۔ از ضیاءِ پرتوت اشیا مُصوّر یافتہ

فعلِ تو جز مصدرِ حق نیست اندر کلِ حال ۔۔۔ کز فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ[۲] امر صادر یافتہ

از سحابِ فیضِ لطفت کشتِ دلہاے جہاں ۔۔۔ تازگی و بہجت و زیبِ مثمر یافتہ

ہر کہ امروز از کشادِ بارِ تو بارے نہ بست ۔۔۔ پائے سودش سبک فردا بمحشر یافتہ

ہر کہ او امروز نزلِ مائدہ از خوانت نیافت ۔۔۔ بنیشِ فردا صلائے ذُقْ[۳] بر آفگر یافتہ

[جاریہ] بہا ہو گیا" اُس کا خون بہا کیا ہے؟ دیدار۔ خواہ وہ قتل کفار کے ساتھ شمشیر آہن سے ہو یا نفس کے ساتھ شمشیر فقر سے۔ اور عارف کامل کی نظر سے قتل ہو جانے کا تو کہنا ہی کیا ہے۔!

۱۔ جب خدا کا فضل بندہ کے شامل حال ہوتا ہے تو تکلیف تکلیف نہیں رہتی بلکہ طالب خدا اس تکلیف میں بھی خدا کے فضل کا ہاتھ دیکھ کر مسرور الوقت رہتا ہے۔ فضل ہی بڑی دولت ہے۔ سید نا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں۔

گر فضل کَنّی یک جوئے، جیوئے جیوئے جیوئے ۔۔۔ گر عدل کَنّی یک مُوئے، مُوئے مُوئے مُوئے (حاشیہ)

۲۔ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ (پ ۳) ترجمہ۔ (اے محمدؐ) کہہ دو کہ میں نے تو خدا کے آگے اپنا سر تسلیم خم کر دیا، اور جس نے میری پیروی کی (اس نے بھی) پ ۳۔

۳۔ اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ...... ذُقْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ (پ ۲۵) ترجمہ۔ کچھ شک نہیں کہ (آخرت میں) تھوہر کا درخت (تھوہڑ) مجرموں کا کھانا ہوگا جیسے پگھلا ہوا تانبا، (اور) وہ پیٹ میں ایسا کھولے گا جیسے بھُلتا ہوا پانی کھولتا ہے (جاریہ)

اے شہِ اربابِ دولت ہر گدا ے درگہت	از کفِ جودِ تو ہر انعام اَو فر یافتہ
حمد و شکرِ بے عدد حق را۔ کہ بعد از ذاتِ او	بررہ اَدْعُوْا اِلَی اللّٰہ خلق رہبر یافتہ
یک نظر فرما بہ رحم اے رحمۃ للعالمین	کز شعاع خور چہ نقصان ذرہ زاں گر یافتہ
در گلستانِ وصالش "ساقی" بزم حقی	کز لبِ مَی گونِ تو صہبائے "کوثر" یافتہ

نوٹ۔ داعی الی اللہ۔ ساقی کوثر، اور رحمۃ للعالمین، اصالتاً حضرت خاتمین علیہما السلام کا لقب ہے اور تبعاً بندگی میاں کا۔

ب ۵۲۔ ایک روز سید نا مہدی علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ

"الٰہی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را مصحف دادی بندہ را چہ دادی؟ فرمان شد۔ اے سید **ب ۵۲** محمد ترا بدلۂ مصحف سید خوندمیر را دادیم"

کیا یہ معمولی بات ہے کہ ایسا کلام اللہ جس کی حضرت محمد مصطفیٰؐ کے جیسی ذات مقدس مورد نزول بنی ویسی بے نظیر کتاب اللہ کے عوض حضرت خلیفۃ اللہؑ کو بندگی میاںؓ کی ذات عطا ہوئی۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد رسول اللہؐ تک چار آسمانی کتابیں اور کئی صحیفے نازل ہوئے مگر اللہ کے برگزیدہ بندوں میں سے کسی پیغمبر یا ولی اللہ کو ایک صحیفہ کا بھی بدل نہیں فرمایا۔ جبکہ بندگی میاں کی ذات بدلۂ مصحف شریف ہے تو قرآن کریم کی یہ خاص صفت آپ پر باحسن الوجوہ صادق آتی ہے جہاں اللہ تعالیٰ اپنی کتاب کی شان میں فرماتا ہے ذٰلِکَ الْکِتَابُ لَا رَیْبَ فِیْہِ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ۔ یعنی یہ وہ کتاب ہے جس (کے کلام الٰہی ہونے) میں کوئی شک نہیں ہے۔ وہ پرہیزگاروں کے لئے ہدایت ہے۔ پس بندگی میاںؓ کی ذات بھی (نہ صرف گنہگارانِ اُمت کے لئے بلکہ) متقی اور پرہیزگاروں کے لئے بھی ہدایت ہے۔ لہٰذا آپ کی ذات ہدایتِ مجسم، ہدایت مآب، اور اللہ تعالیٰ کی صفتِ ہادی کا مظہرِ خاص

[جاریہ] (اس کے علاوہ ہم فرشتوں کو حکم دینگے کہ) اس کو پکڑو، اور گھسیٹتے ہوئے جہنم کے بیچوں بیچ تک لے جاؤ، پھر اُس کو یہ سزا دو کہ اُس کے سر پر جھلستا ہوا پانی ڈالو، (پھر، ہم دوزخی کی مصیبت بڑھانے کو اُس سے کہینگے کہ لے۔ اس عذاب کے مزے چکھ، کیونکہ تو (اپنے گھمنڈ میں اپنے کو بڑا ہی) معزز اور بزرگ سمجھا ہوا تھا۔ (پ ۲۵)۔

ف ۵۱۔ قُلْ ھٰذِہٖ سَبِیْلِیْ اَدْعُوْا اِلَی اللّٰہِ عَلٰی بَصِیْرَۃٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ۔ (پ ۱۳) ترجمہ۔ (اے محمدؐ) کہو کہ یہ میری راہ ہے میں اور جس نے میری پیروی کی اللہ کی طرف بینائی پر بلاتے ہیں۔ ۱۲

ف ۵۲۔ وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ۔ (پ ۱۷) ترجمہ۔ اور (اے پیغمبر) ہم نے تو تم کو دنیا جہاں کے لوگوں کے حق میں رحمت (بنا کر) بھیجا ہے اور بس۔ (پ ۱۷)

ف ۵۳۔ اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ۔ ترجمہ۔ (اے پیغمبر) ہم نے تم کو (حوض) کوثر عطا کیا۔ **ف ۵۴** ن ع۔ انجاب ث۔

ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں جو اوصاف وشمایل پیغمبروں کے بیان فرمائے ہیں، وہ سب اوصاف بلحاظ بدلہٗ قرآن، بندگی میاںؓ میں موجود تھے اور مُبَیِّنِ قرآن حضرت مہدیؑ کی اِس بشارت سے کہ "چنانچہ بندہ قدم برقدم محمد مصطفیٰؐ است شما قدم بر قدم بندہ ہستید" (ب ث)، سے اِس امر کی تصدیق بھی ہوجاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اپنی ذات کے جو صفات بیان فرمائے ہیں، وہ سب، باستثنائے الوہیت وخالقیت، جس طرح حاملِ قرآن حضرت محمد مصطفیٰؐ و مُبَیِّنِ قرآن حضرت مہدی موعودؑ کی ذاتِ مقدس میں موجود تھے، بندگی میاںؓ بھی بوجہ بدلہٗ قرآن اِن اوصاف میں، باستثنائے خصوصیاتِ رسالت، ونبوت، ومہدیت، وختمیت ظل خاتمینؑ ہیں۔ اور جس طرح امام الانام سیدنا مہدی علیہ السلام بفحوائے آیۂ ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَہٗ، وبفرمان خدائے پاک "معانی قرآن تو عطا کردیم" قرآنِ کریم کے مُبَیِّنِ مراد اللہ ہیں، بندگی میاںؓ بھی حسب بشارت بدلہٗ قرآن تبعاً مُبَیِّنِ کلام اللہ، اور بہ الفاظ بشارت مہدیؑ "حامل بیانِ قرآن"[1] ہیں۔

بشارتِ بالا کی جو توضیح کی گئی ہے، اُس کی صداقت پر اللہ تعالیٰ کے اِس فرمان کی مہر ثبت ہے کہ

پ "اے سید خوندمیر ترا برگزیدیم، و ترا بجائے سید محمد نشستن گردانیدیم، و چندیں خلعتہا ترا دادیم و معانی قرآن ترا معلوم گردانیدیم" (الفصاف ب)

صاحب خاتم سلیمانی گلشن ششم چمن اول میں تحریر فرماتے ہیں کہ

پ "اے سید خوندمیر من ترا برگزیدم، و بجائے نشستنِ سید محمد سزاوار گردانیدم، و ترا قرآن میراث کردہ دادم، و چند حکمتہا و خلعتہا ترا عطا کردم، و معنی قرآن بر تو کشادم، و در علم مراد من ترا الہام بخشیدم" (ملاحظہ ہو بشارت نمبر ۱۳۳)

المختصر آپ کے اخلاقِ عظیمہ، علو مرتبت، اور ظاہر و باطن صدہا محاسنِ عالیہ سے آراستہ ہونے میں کتاب اللہ اور فرمانِ مراد اللہ شاہد ہے۔

کہہ دیا اللہ نے مہدی سے یہ ۔۔۔ بدلہٗ قرآن ہے ذاتِ خوندمیر

وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ۔ ترجمہ۔ اور ساتھ حق کے آتارا ہم نے اُس کو اور ساتھ حق کے اُترا۔ (پ ۱۵) سورۂ بنی اسرائیل کا اخیر رکوع۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء ان اللہ لذو فضل عظیم۔

ب۵۳۔ ایک روز حضرت صدیق ولایت رضی اللہ عنہ نے بندگی حضرت میراں علیہ السلام سے عرض کیا کہ "بندہ نے معاملہ میں دیکھا کہ ایک بڑی ندی زوروں سے بہ رہی ہے، اور لاشیں گھاس پھوس کی

خ

[1] آپ کے بیان قرآن کی شان کے لئے ملاحظہ ہو شرح بشارت نمبر ۳۴-۱۲

طرح پانی پر بہی چلی جارہی ہیں۔ وہاں حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ السلام اور آپ کمربستہ کھڑے ہوئے ہیں۔ جو شخص ہاتھ پاؤں ہلا کر اس ندی سے نکل آنے کی کوشش کرتا ہے، اُس کو آنحضرت صلعم اور آپ ہاتھ پکڑ پکڑ کر باہر نکال رہے ہیں، اور بندہ کو فرماتے ہیں کہ

"بھائی سید خوندمیر شما ہم کمر بہ بندید، و بہ بینید کسے کہ دریں جوے دست و پا جنباند، آن را ان۔م بیروں کنید۔"

بندہ نے حضرت کا فرمان سر پر اُٹھالیا اور ویسا ہی کیا۔ یہ سن کر حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا "آرے۔ آنچہ دیدید۔ تحقیق است۔ دنیا مثالِ جوے پُر جوش می رود و خلایق در طلبِ دنیا مردہ صفت ب۵۳ ہمچوں خار و خس می روند۔ دریں جوے کسے کہ دنیا را پُر بلا دانستہ شب و روز قصدِ بیرون شدن می کند، آن را حضرت محمد مصطفیٰ و بندہ، و شما دور می کنند۔" "کارِ شما ہم ہمیں است" (تذکرۃ الصالحین باب اول) "تا دشما جدا نیئم۔ یک وجود ہستیم۔[۵۱] آن را حضرت محمد مصطفیٰ، و بندہ، و شما بیروں می کنند، زیرا کہ محمد مصطفیٰ، و بندہ، و شما جدا نیئم۔ یکے ہستیم۔" (انتخاب الموالید باب ۱۱)۔

اِس بشارت میں دو قسم کے لوگ بتائے گئے ہیں ایک وہ ہیں جو طلب دنیا میں ڈوبے ہوئے ہیں، اُن کو حضرت امام علیہ السلام نے "مردہ صفت" فرمایا، وہ گھاس پھوس کی طرح دنیا کے پُر زور دریا میں بہتے چلے جارہے ہیں۔ دوسری قسم کے وہ لوگ ہیں جن کی نسبت اِس بشارت میں یہ الفاظ آئے ہیں کہ "جو شخص اس دریا میں ہاتھ پاؤں ہلا رہا ہے"، یعنی جو شخص دنیا کو آفتوں سے بھری ہوئی سمجھ کر اُس سے نکل آنے کا رات دن قصد کرتا رہتا ہے، اُنہیں لوگوں کو حضرت محمد مصطفیٰ، حضرت مہدی مراد اللہ، اور حضرت صدیق ولایت دریا سے کھینچ کھینچ کر نکالتے ہیں۔

پہلی قسم یعنی "مردہ صفت" یا طالبِ دنیا" کی نسبت حضرت امام علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"طلبِ دنیا کفر و طالبِ دنیا کافر" م

یہ تو مسلّم ہے کہ کافر کے لئے نجات نہیں ہے۔ فَاَمَّا مَنْ طَغٰى وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى

ترجمہ جس نے سرکشی کی اور دنیا کی زندگی اختیار کی اُس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ (پ۳۰)

آپ کلمہ کی چار قسمیں اِس طرح بیان فرماتے ہیں کہ

۵۱۔ شواہد۔ ب۲۷، دفتر اول ک۳ ب۵۔

م "یکے لا الٰہ الا اللہ گفتنی است ۔ دوئم لا الٰہ الا اللہ دیدنی است ۔ سیوم لا الٰہ الا اللہ چشیدنی است ۔ چہارم لا الٰہ الا اللہ شدنی است ۔ ایں ہر سہ مراتب انبیاءؑ و اولیاؒ اند یعنی علم الیقین و عین الیقین و حق الیقین ۔ و یک قسم کہ لا الٰہ الا اللہ گفتنی ماندہ است از میانِ این چہار قسم صفتِ منافقان است کہ نفسِ ایمان ندارند و کسے کہ نفسِ ایمان ہم ندارد از عذاب چہ گونہ رہد" ! (الضاف ب ۱۲)

یعنی نجات کے لئے اَقَل شرط نفسِ ایمان ہے اور منافقوں میں یہ شرط بھی نہیں پائی جاتی اِس لئے وہ عذاب سے نہیں بچ سکتے ۔ پس جو مردہ صفت طالبِ دنیا گھاس پھوس کی طرح بہے جا رہے ہیں وہ کافروں اور منافقوں کی قسم سے ہیں جن میں نفسِ ایمان بھی نہیں ہے ۔ اسی لئے حضرت محمد مصطفٰی صلعم، حضرت مہدی مراد اللہؑ اور حضرت صدیق ولایت رضؓ جیسی مقدس ذاتیں بھی اُن کو نہیں بچاتیں ۔

اب ہمیں دیکھنا چاہئے کہ نفسِ ایمان کیا ہے ؟ سیدنا مہدی علیہ السلام نفسِ ایمان کی نسبت تمہید باندھ کر بہت وضاحت کے ساتھ خود ہی سوال کرکے فرماتے ہیں کہ

م "بر طالب چہ چیز فرض است کہ بداں بخدا برسد" ؟ اور خود ہی اِس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ "آن عشق است" پھر سوال کرتے ہیں کہ "عشق چہ گونہ حاصل شود" ؟ خود ہی جواب میں فرماتے ہیں کہ "توجہ دل دائم سوے حق دارد، چنانکہ دل بہ ہیچ چیز مائل نشود ۔ و برائے ایں معنی ہمیشہ خلوت اختیار کند، و با ہیچ کس نہ پردازد، نہ بایار، و نہ با اغیار، در ہمہ حال چہ در ایستادن، و نشستن، و غلطیدن، و خوردن، و آشامیدن، ملاحظہ با حق کند ۔ یعنی صفتِ نفسِ ایمان ایں است" (الضاف ب ۱۱)

پھر فرماتے ہیں کہ

صم "مومن آن کس است کہ ہمہ حال "بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ" (صبح و شام) در توجہِ حق باشد" (حاشیہ)

بندگی میاں سید خوندمیرؓ اپنی تصنیف عقیدۂ شریفہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ

صم "حضرت میران علیہ السلام حکم کردہ است کہ "بر ہر یکے مرد و زن طلب دیدار خدا فرض است، تا آنکہ بچشم سر، یا بچشم دل، یا در خواب، خدائے را نہ بیند مومن نباشد، مگر طالبِ صادق کہ (۱) روے دلِ خود را از غیر حق گردانیدہ است (۲) و روے دلِ خود را سوے مولا آوردہ

است (۳) وہموارہ مشغول بخداست (۴) واز دنیا (۵) واز خلق عُزلت گرفتہ است (۶)
وہمت از خود بیرون آمدن می کند۔ این چنیں کس را ہم حکم ایمان کرد" (انصاف ب۱)
پس طالب صادق یعنی موسن حکمی ہی میں نفسِ ایمان پایا جاتا ہے اور انہیں کو حضرت محمد رسول اللہؐ، اور حضرت مہدی مراد اللہؑ، اور حضرت صدیق ولایتؓ ہلاکت سے بچاتے ہیں۔ کیونکہ طالب صادق یعنی موسنِ حکمی ہی
"وہمت از خود بیرون آمدن می کند"

یا اس بشارت کے الفاظ ہیں۔

"شب و روز قصد بیرون آمدن می کند"

ایک دوسرے موقع پر طالب خدا کی نسبت سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں۔

م "طالب خدا را ہر دو حال خوب است۔ اگر زود بمیرد بہتر، و اگر چند روز حیات شود عمل صالح کند بہتر" (حاشیہ)

گجراتی زبان میں فرماتے ہیں۔

م "دونوں ہاتھوں لاڈو، مُوئے جیوئے موسن کے" (حاشیہ)

پھر فرماتے ہیں۔

م "بابے چٹری چوندھلی بینائی ہم حاصل کن تا فلاح یابی" (حاشیہ)

پھر فرماتے ہیں

م "لا الٰہ الا اللہ بر دلِ کسے ایں مقدار بماند، کسے کہ دانۂ مونگ بر سرِ گاؤ بیند ازد، و آواز کند، کارِ او تمام شود" (حاشیہ)

برعکس اس کے

"خلایق در طلبِ دنیا مردہ صفت ہمچو خار و خس می روند"

یہ لوگ دولتِ نجات سے محروم ہیں۔ کیونکہ اُن میں نفسِ ایمان یا بالفاظ حدیث "ذرہ برابر[۱] بھی ایمان نہیں ہے"
بشارتِ بالا میں یہ الفاظ قابلِ توجہ ہیں۔

---

[۱] ۔ سیرۃ النبی میں لکھا ہے کہ قیامت کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گنہگارانِ اُمت کی نجات کے لئے سر بسجود حضورِ الٰہی میں سفارش کریں گے۔ اخیر میں ان گنہگاروں کی بھی نجات ہو جائیگی جن میں ذرہ برابر بھی ایمان باقی ہوگا (خلاصۂ حدیث)۔ ۱۲

(۱) حضرت محمد مصطفیٰؐ، و بندہ، و شما بیروں می کنند۔ کارِ شما ہم ہمیں است"۔

(۲) زیرا کہ محمد مصطفیٰؐ و بندہ، و شما جدا نیئم، یک وجود ہستیم"۔

یہ بات مُسَلّم ہے کہ حضرت خاتمین علیہما السلام دافعِ ہلاکتِ اُمّت ہیں۔ اِس بشارت میں کارِ شما ہم ہمیں است" سے حضرت صدیق ولایتؓ کی شان جس معراج پر نظر آرہی ہے اُس کے اظہار کے لئے الفاظ میں قوت کہاں سے لائیں!

بشارت کے دوسرے اقتباس میں تینوں ذاتوں میں کمال یکتائی کا اظہار خاص حضرت ولایتمآب علیہ السلام کی زبان مبارک سے کس صفائی اور صراحت کے ساتھ ہو رہا ہے!

"زیرا کہ محمد مصطفیٰؐ، و بندہ، و شما جدا نیئم، یک وجود ہستیم"

جب تینوں ایک ہی وجود ہیں تو بندگی میاںؓ کو فیضانِ نبوت، و نیز فیضانِ ولایت، دونوں حاصل ہیں۔ بالفاظ دیگر آپ کو حضرت محمد مصطفیٰؐ کی ذاتِ اقدس میں بھی سیر حاصل ہے جس کو سیرِ نبوت کہتے ہیں اور حضرت مہدی علیہ السلام کی ذاتِ اطہر میں بھی سیر حاصل ہے جس کو سیرِ ولایت کہتے ہیں۔ المختصر بندگی میاںؓ کی ذات حضرت خاتمین علیہما السلام کے کمالاتِ نامتناہیہ کی مظہرِ اتم ہے۔ [1]

پہلے تو حضرت ابوبکر صدیقؓ، اور حضرت علی اسد اللہ الغالبؓ کی مناسبت سے ذات بندگی میاںؓ میں اتحاد و یکتائی کا اظہار فرمایا گیا۔ پھر اِس بشارت میں، امام الانام سیدنا مہدی علیہ السلام نے بندگی میاںؓ کو نہ صرف اپنی بلکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس میں بھی کمال اتحاد و یکتائی کا بلند ترین مرتبہ نہایت صاف

---

[1] ۔ اگرچہ سیدنا مہدی علیہ السلام کی زبانِ مبارک سے حضرت ثانیِ امیرؓ و نیز حضرت ثانی مہدی رضی اللہ عنہما کی نسبت کتابوں میں یہ نہیں دیکھا گیا کہ سیدینِ الکملین رضی اللہ عنہما کو یہ دونوں سیر حاصل ہیں بلکہ یہی دیکھا جاتا ہے کہ حضرت ثانی مہدیؓ کے سرِ اطہر پر سیرِ نبوت کا تاج رکھا گیا اور حضرت ثانی امیرؓ کے فرقِ مبارک پر سیرِ ولایت کا تاج رکھا گیا۔ لیکن جب کہ سیدنا مہدی علیہ السلام نے دونوں کو "ذاتی" فرمایا ہے "مظہرِ اتم" فرمایا ہے۔ "قایم مقام" فرمایا ہے "یک ذات و یک وجود" فرمایا ہے [دو ہم رتبہ" و ہر دو ذات برابر شدہ اند"۔ یعنی مہدیؑ اور ثانی مہدیؓ] فرمایا ہے تو ایسی مقدس اور کامل و اکمل ہستیوں سے کون سی بات پوشیدہ رہ سکتی ہے؟ اگر بفرضِ محال حضرت ثانی مہدیؓ کو سیرِ ولایت اور حضرت ثانی امیرؓ کو سیرِ نبوت حاصل نہیں ہے تو آپ دونوں ناقص ہیں اور ناقص مظہرِ اتم کیسے ہو سکتے ہیں؟ یا بشارت "ذاتی" اُس کے صحیح معنوں میں دونوں پر کیسے عاید ہو سکتی ہے؟ بات یہ ہے کہ سیدین رضی اللہ عنہما میں بہت سی قابلیتیں ہیں جو الفاظِ بشارات میں بیان نہیں ہوئیں۔ لیکن بشارتوں میں بیان نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اُن میں یہ قابلیتیں نہیں ہیں۔ مثلاً سیدنا مہدی علیہ السلام نے بندگی میاں شاہ دلاورؓ کی نسبت فرمایا "ہتھیلی میں رائی کا دانہ"، یا بندگی میاں شاہ نظامؓ کی نسبت فرمایا "بل کلّھم رفیل"، یا بندگی میاں شاہ نعمتؓ کی نسبت فرمایا "معترض بدعت"، تو کیا سیدین رضی اللہ عنہما ان صفات سے خالی ہیں؟ بلکہ یہ تمام صفتیں آپ دونوں [جاری]

اور صریح الفاظ میں بیان فرمایا۔ پھر اِس مرتبۂ یکتائی کا اظہار بھی ایک ایسی **جلیل القدر صفت** کے ساتھ کیا جو محض حضرت خاتمین علیہما السلام کے ساتھ مخصوص ہے۔ یعنی اُمّت کو ہلاکت سے بچانا۔ قل ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء ط و اللہ واسع علیم۔

ب۵۴۔ امام الانام سیدنا مہدی علیہ السلام بندگی میاں رضؓ سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں۔

ب۵۴ "اے برادرم سید خوندمیر! ہر کہ دشمنِ شماست آں کس دشمن ماست ؛ و ہر کہ دشمن ماست او دشمن رسول اللہؐ است ؛ و ہر کہ دشمنِ رسولِ خداست او دشمن خداست" (خاتم ص۱ گ چ۱)

دفتر اول رکن سوم باب پنجم ، اور شواہد الولایت باب بیست و ہفتم میں لکھا ہے کہ

"ما و شما یک وجود ہستیم ہر کہ [کسے کردن یح] انکارِ شما می کند ، او منکرِ ذاتِ بندہ است ؛ و ہر کہ دشمنِ شماست آں کس دشمن ما است ؛ و ہر کہ دشمن ما است ، او دشمن رسول خدا است ؛ و ہر کہ دشمنِ رسول خدا است ، او دشمنِ خدا است"

اِس بشارت میں تین جزو پائے جاتے ہیں۔

۱۔ "ما و شما یک وجود ہستیم"

۲۔ "ہر کہ انکار شما کند او منکرِ ذاتِ ایں بندہ است"

۳۔ "ہر کہ دشمنِ شما است او دشمنِ بندہ است"

جزوِ اول یعنی "ما و شما یک وجود ہستیم" سے مرتبۂ یکتائی کا اظہار ہو رہا ہے

جزوِ ثانی یعنی "ہر کہ انکارِ شما کند او منکرِ ذاتِ ایں بندہ است" مرتبۂ یکتائی کو جامع اور مستحکم بنا رہا ہے۔

جیسلمیر (واقع راجپوتانہ) سے سندھ جاتے ہوئے راستے میں پیئن نام کے سانپ کثرت سے ہوتے ہیں۔ وہ کاٹتے نہیں ہیں بلکہ دم پیتے ہیں ، اسی وجہ سے اُن کا نام پیئن رکھا گیا۔ اگر بدقسمتی سے مسافروں نے وہاں مقام کیا اور رات کو سو رہے ، تو پیئن ہر شخص کی ناک کے پاس آکر اُس کا دم پیتے اور زہری دم داخل کرتے رہتے ہیں جس سے مسافر نیند ہی میں مر جاتا ہے۔

سیدنا مہدی علیہ السلام جب جیسلمیر سے روانہ ہو کر اس جاں ستان جنگل میں پہنچے اور شب باشی کا ارادہ فرمایا

[جاریہ] میں بکمالہ موجود ہیں لیکن اصولی بات یہ ہے کہ ایک صحابی کے ساتھ نامزدہ بشارت دوسرے صحابی کے ساتھ اُن ہی الفاظ میں منسوب نہیں کر سکتے۔ دوسرا پہلو یہ اعتقادی امر تو یہ ہے کہ سیدین صالحینؓ ہر بات میں کامل و اکمل ہیں اس لئے اُن کے ساتھ جو سیر و صفت [جاریہ]

تو ایک شخص عرض کرنے لگا کہ ہم چالیس آدمی تھے ۳۹ ساتھی تو نیند ہی میں مرگئے اور مجھے کھانسی کی وجہ نیند نہ آنے سے بیٹھا رہا اس لئے بچ گیا۔ آپ حضرات بھی سو نہ رہیں۔

سیدنا مہدی علیہ السلام حالت سفر میں بھی نوبت قایم رکھتے تھے لیکن اس وقت آپ نے نوبت معاف کردی اور فرمایا

"سب کے سب سو جاؤ"

اُس وقت خداوند تعالیٰ کی بارگاہ عظمت وجبروت سے یہ فرمان صادر ہوا کہ

"ہرکہ در خفتن برگفتۂ تو غش کند از حضرت تو مردود گردد"

دیکھئے یہ صحابی تصدیق سے نہیں پلٹے، ہجرت اور صحبت سے باز نہیں آئے، لیکن اگر کسی کے دل میں مرجانے کا شبہ آجاتا تو وہ حضور اقدس سے مردود ہوجاتا۔ لیکن ایسا کیوں ہونے لگا! وہ تو بڑے ہی راسخ الاعتقاد اور سچے جاں نثار تھے۔

پس بندگی میاںؓ کی ذات؛ بلکہ بندگی میاںؓ کی نسبت سیدنا مہدیؑ کی فرمائی ہوئی کسی ایک بشارت سے بھی انکار کیا تو اس کے لئے وہی فرمان صادر ہوگا کہ

"ہرکہ برگفتۂ تو غش کند از حضرت تو مردود گردد"

صحابی مہدی حضرت جہریؓ فرماتے ہیں

ہر کہ مخالف شود از فضل آںؓ گشت مخالف زامام جہاں

بندگی میاںؓ کا انکار تو بہت بڑی بات ہے، اگر بندگی میاںؓ کے کسی تابعیؒ کی زبان سے (خواہ وہ تابعی صحابی ہی کیوں نہ ہو) کسی دوسرے صحابیِ مہدیؑ کی نسبت محض اپنے آقا اور مرشد حضرت صدیقِ ولایتؓ کے ساتھ کمالِ محبت، وفدائیت، اور جوشِ عشق میں کوئی بے ادبی کا لفظ زبان سے بے ساختہ نکل گیا، تو آپ نے فوراً اُس صحابیؓ سے رجوع کروایا؛ اُس کو دُرّے لگوائے؛ اور تجدید نکاح کا حکم فرمایا۔ بندگی میاںؓ کے اس فعل میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آپ نے تنبیہ کی، اور پس ماندوں کی ہدایت کے لئے دُرّے لگوائے، اور بندہ کا قصور بندہ ہی سے معاف کروایا، اچھا کیا؛ اور ایسا ہی ہونا چاہیئے؛ لیکن یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ میاں اور بی بی، دونوں مصدق ہوتے ہوئے، نکاح کیسے فسخ ہوگیا! بادی النظر میں یہ امر حیرت انگیز معلوم ہوتا ہے؛ لیکن خود بندگی میاںؓ کی زبان مبارک سے یہ عقدہ حل ہوجاتا ہے۔ آپ اپنے فدائیوں سے فرماتے ہیں کہ

[جاریہ] منسوب کی جائے تو اُن کی شان اعلیٰ وارفع سے بعید نہیں۔ ۱۲

خ "نباید کہ کسے درحقِ ایشاں (صحابۂ مہدیؑ) نطقِ بد کند کہ ایشان برمیانِ ما (برحضرت صدیق ولایتؓ) چناں وچناں نوشتند وحکم کردند۔ ایشاں ہمہ برادرانِ بندہ دمن، اندا گر بندہ را (مرا) زیروزبر کنند، وتکہاے گوشت من خورد خورد کردہ ہمچوں خردل باریک کنند تا ایشاں را زیاں نرسد، وہر کہ ازیں جملہ (تابعینِ بندہ) برایشاں چشیم زخ کند، جاے او بجز دوزخ نباشد" (انتخاب ۱۱)

و باز فرمودند کہ

خ "دھکّۂ عام مہاجر مہدیؑ بجز دوزخ جائے نیست" (انتخاب ۱۱)

اللہ اللہ صحابۂ مہدی کی شان تو دیکھو کہ اُدھر کسی صحابیؓ کی طرف ترچھی نظر سے دیکھنا، یعنی حسن عقیدت، ادب، اور تعظیم سے پیش نہ آنا؛ اور اِدھر ادنیٰ صحابی کا دھکّا یعنی اُس کی دل شکنی سے اس کے عتاب میں آنا؛ یہ دونوں فعل تمام عبادتوں اور ریاضتوں بلکہ اُس کے علم معرفت کا ملیامیٹ کرکے دوزخ میں لیجانے کی سیدھی سڑک بن جاتے ہیں۔ سیدنا مہدیؑ فرماتے ہیں کہ

م "ہیچ مومن در دوزخ نہ رود"

حضرت کے اِس فرمان سے معلوم ہوا کہ صحابیِ مہدی کے ساتھ بے ادبانہ کلام اُس کے ایمانِ حقیقی کو سلب کرنے کے لئے کافی ہے۔ حضرت صدیق ولایتؓ نے اِسی بنا پر کہ بی بی تو بیشک مومن تھی، لیکن میاں کا ایمان سلب ہوجانے سے نکاح ٹوٹ گیا؛ اس لئے آپ نے تجدیدِ نکاح کی ضرورت لاحق سمجھ کر ازسرِنو نکاح کرنے کا حکم نافذ فرمایا۔ پس جبکہ عام صحابۂ مہدی کی یہ شان ہے کہ محض اُن کی طرف ترچھی نظر سے دیکھنا، یعنی اُن کو حقیر سمجھنا، یا اُن کا دل دکھا کر اُن کے عتاب میں آنا، یہ فعل نفسِ ایمان کو جڑ سے نکال کر جہنمی بنا دیتے ہیں، تو حضرت شاہ خوندمیرؓ کی شان کے خلاف کسی نے قلم سے، یا زبان سے ذرا بھی بے ادبی کا سخن نکالا تو اُس کا کیا حشر ہوگا!

تیسرا جزو یعنی "وہر کہ دشمنِ شماست او دشمنِ بندہ است" اوپر کے دونوں اجزا کا لازمی نتیجہ ہے۔

سبحان اللہ! کیا ہی بڑی شان ہے بندگی میاںؓ کی کہ حسب فرمان حضرت مہدی علیہ السلام "بندگی میاں کا دشمن مہدی کا دشمن۔ مہدی کا دشمن رسول کا دشمن۔ اور رسول کا دشمن خدا کا دشمن ٹھہرتا ہے۔ یعنی بندگی میاں سید خوندمیر سید الشہدا، صدیق ولایت، حامل بار امانت، بدلۂ ذاتِ مہدی رضی اللہ عنہ کی دشمنی وکسرِ شان، اللہ تعالیٰ کی دشمنی کی حد تک پہنچا دیتی ہے۔

اسی واسطے بندگی میاں شاہ دلاور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

ق

"بندہ نے بہشت کے دروازہ پر تین چیزیں لکھی ہوئی دیکھیں (۱) حضرت رسول کریم کا کلمہ (۲) حضرت مہدی موعود کی تصدیق۔ اور (۳) میاں سید خوندمیرؓ کی محبت۔" (حاشیۂ انصاف نامہ)

پس جس میں یہ تین باتیں پائی جائیں اسی کے لئے بہشت کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے التجا ہے کہ بندگی میاںؓ کی سچی محبت اور عقیدت، اور آپ کی خوشنودی اور شفقت، نصیب کرے اور وعید دوزخ سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

۵۵ ب - بندگی میاںؓ پر بے پایاں افضالِ ایزدی، اور بے انتہا عطیاتِ الٰہی کی نسبت حضرت میراں علیہ السلام فرماتے ہیں

۵۵ ب

"دادۂ الٰہی را شمار نیست، و در عقلِ بشر امکان نیست۔ کسے داند کسے را می دہد۔ خدا می داند خدا می دہد۔ چنانچہ میاں سید خوندمیرؓ را دادہ آں کس دادند، یا دلِ میاں سید خوندمیر داند۔ الحال معلوم نمی شود، پیشتر معلوم خواہد شد کہ این چنین دادہ است۔"[۵۱]

اِس بشارت کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ بندگی میاںؓ کی ذات دو طرح سے مَوردِ عطیاتِ بے غایات بنی ہوئی ہے۔ ایک تو بالواسطہ، دوسرے بلا واسطہ۔ جو "خدا می داند" اور "خدا می دہد" سے ظاہر ہے۔ اِس بشارت میں عطیات لانہایت، اور پُر اثر الفاظ کی توضیح سے قلم عاجز، اور عقل انسانی اُس کے ادراک سے قاصر ہے۔ افضال ایزدی اور حضرت خلیفۃ اللہ علیہ السلام کے انعامات سے حضرت صدیق ولایتؓ کا دامن اِس قدر بھرا ہوا ہے کہ آپ کی پاک زندگی، فیوضاتِ خداوندی کا سراپا نظر آرہی ہے اور آیندہ زندگی پر جو دُرفشانی فرمائی گئی ہے اُس میں چار چاند لگ گئے ہیں۔

۵۶ ب - پھر فرماتے ہیں

۵۶ ب

"در بھائی سید خوندمیر در خدائی خدا از شما کسے فاضل نیست۔"[۵۲]

جو بشارت اوپر مذکور ہوئی کہ "دادۂ الٰہی را شمار نیست ......" اُس داد و دہش کا یہ نتیجہ ہے کہ "خدا کی خدائی میں آپ سے بڑھ کر کوئی نہیں"۔ بندگی میاںؓ کو یہ سندِ خاص حضرت خلیفۃ اللہؑ کی پیشگاہ ذی جاہ سے عطا ہوئی ہے۔ اِس لئے اُس کی جتنی بھی قدر و منزلت کی جائے تھوڑی ہے۔ اگر بفرض محال گذشتہ ۵۵ بشارتیں یا بالفاظ دیگر سندیں جو حضرت صدیق ولایتؓ کو بارگاہ حضرت ولایتمآب علیہ السلام سے عطا ہوئی ہیں کسی کے ملاحظہ سے نہ گذریں اور صرف یہی ایک بشارت دیکھنے میں آئے تو بھی بندگی میاںؓ کے اعلیٰ و ارفع مراتب عطیات ایزدی افضال الٰہی، اور آپ کی افضلیت کا فوٹو اُس کے دل میں گھر کر جائے گا۔ کیونکہ یہ بشارت سب کو جامع، سب کا

---

۵۱ - انتخاب ب ۱۱۔ خاتم ض اگ چ ۱۔ اخبار ب ت ۔ ۵۲ - ن ع - اخبار ب ت ۱۲۔

لبِّ لباب، اور کُل بشارتوں کا ثمرہ ہے۔

۵۷ ب ۔ بندگی میاںؓ کو یہ بشارت دینے کے بعد کہ "درخدائی خدا از شما کسے فاضل نیست" سیدنا مہدیؑ کا اس بات کی آرزو کرنا کہ

۵۶ ب "بندہ طالبِ مشتِ خاک از دستِ سید خوندمیر است"[۹۱]

تقاضائے فطرت ہے۔ اور حسب خواہشِ حضرت امام علیہ السلام سنہ ۹۱۰ھ میں اس پر عمل بھی ہوگیا۔

۵۸ ب ۔ پھر فرمایا

۵۰ ب اے میاں سید خوند میر بندہ بر شما باشد یا شما بر بندہ باشید"[۹۲]

اس بشارت میں نماز جنازہ کی امامت کی اہمیت کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے۔ بشارت کے پہلے جزو میں کہ

"اے میاں سید خوندمیر بندہ بر شما باشد"

یعنی جیساکہ تمہاری نماز جنازہ کی امامت کے لائق میں ہوں اسی طرح

"شما بر بندہ باشید"

میرے جنازہ کی نماز پڑھانے کے اہلیت تم رکھتے ہو۔ یعنی حضرت صدیق ولایتؓ کی امامتِ نماز جنازہ کو اپنی امامت کے ہمپایہ فرمایا۔[۹۳] یوں سیدنا مہدی علیہ السلام کی فرائی ہوئی اس بشارت کو کہ "درخدائی خدا از شما کسے فاضل نیست نمبر ۵۶ و نیز "دادۂ الٰہی را شمار نیست" (نمبر ۵۵) کو آپ نے عملی جامہ پہنایا۔ اس کے علاوہ اس بشارت میں کمال یکتائی، اور اشتراک فی الدرجاتِ مہدی کی روشن شعاعیں نور افشانی کر رہی ہیں۔

۵۹ ب ۔ جس طرح باعثِ کائنات، مرجعِ موجودات، سید الثقلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحیثیت اَنَا مِنْ نُوْرِ اللّٰهِ وَكُلُّ شَيْءٍ مِنْ نُوْرِيْ۔ عرش، کرسی، جنت، دوزخ، ارواحِ پیغمبراں، ارواحِ مومنین وغیرہ جمیع اشیاء کو جو آپ ہی کے نور اور آپ ہی کے ظہور کی مختلف شانیں اور صورتیں ہیں شبِ معراج میں ملاحظہ فرمایا اسی طرح امام الاولین والآخرین حضرت مہدی علیہ السلام فرمانِ خدا سے فرماتے ہیں کہ

"پیش ایں بندہ ارواح انبیاء تا قیامت تصحیح می شوند۔[۹۴] و فرمان می شود کہ ہر کہ پیش تو صحیح شد، او

---

[۹۱] انتخاب ب۱۱۔ خاتم گت چ۱۔ انجاب ب۲۔ [۹۲] اخبار ب۲۔ [۹۳] اس کتاب کے دیباچہ ہی میں رکھ دیا گیا ہے کہ گروہ مقدسہ کا یہ مسلمہ اعتقاد ہے کہ سیدین برابر ہیں" پس بندگی میراں سید محمودؓ کا حضرت موعود علیہ السلام کے جنازہ پر کھڑے رہنا گیا کہ بندگی میاں سید خوندمیرؓ ہی کا کھڑے رہنا ہے۔ اور بندگی میاں سید خوندمیرؓ کا کھڑے رہنا گویا بندگی میراں سید محمودؓ ہی کا کھڑے رہنا ہے۔ کیونکہ دونوں کو سیدنا مہدیؑ نے "شما ہر دو (یعنے سیدین صالحین) یک مقام را ہستید" سے مبشر و ممتاز فرمایا ہے۔ ملاحظہ ہو ب۳۳۔ [۹۴] ایک روز حضرت رسول اللہ [جاری]

مقبول ماست و ہر کہ پیشِ تو صحیح نشد، او مردود حضرتِ ماست"۔ (انصاف ب۱)

صاحب شواہد الولایت باب سی و یکم میں تحریر فرماتے ہیں کہ

"آنحضرت (حضرت مہدی علیہ السلام) فرمودند کہ پیشِ ایں بندہ تصحیح می شود، ہر کہ ایں جا مقبول شد او مقبول خداست، و ہر کہ پیشِ ایں بندہ صحیح نشد او عند اللہ مردود است"۔

پھر فرماتے ہیں کہ

"حق تعالیٰ مارا اہل ایمان رانموده است کسانے کہ پیش از ما بودند، و کسانے کہ تا قیامت خواہند شد"۔

پھر فرماتے ہیں کہ

"می دانم ہر یکے را کہ فیض می گیرند از طاقچۂ ولایت مصطفیٰ کہ ذاتِ من است بہر مقدار کہ باشد"۔

بندگی میراں سید یوسف اپنی تصنیف مطلع الولایت فصل دہم میں تحریر فرماتے ہیں کہ امام الانام سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

"پیشِ ایں بندہ تصحیح می شود۔"

کسی صحابی نے پوچھا کہ میراں جی تصحیح کیسی؟ آپ نے فرمایا

"چونکہ یکے بادشاہ بگذرد، و بجاے وے دیگر بنشیند، پس ہمہ لشکر بحضور او می گذرد، و صحیح می شود، آں راچہ می گویند"؟

گفتند کہ "آں را عرض والی می گویند، و کس آمدہ نیا مدہ ہم خوانند"[۵] پس فرمودند

"ہمچنیں می شود، و سہ شباں روز است کہ بندہ را فرصت یک ساعت نیست بعد از اتمام ہر نماز فی الحال فرمانِ حق می رسد کہ اے سید محمد بخلوت رو، تا آں ارواحہا کہ باقی ماندہ اند آں ہم بحضور تو آیند، و بنظرِ تو بگذرند، و تصحیح شوند"۔

(جاریہ) صلی اللہ علیہ وسلم خلافِ معمول صبح سے شام تک خاموش رہے، اور جب عشا کی نماز پڑھ کر کاشانۂ اقدس کی طرف تشریف لے چلے تو صحابۂ کرام کو اس غیر معمولی سکوت پر سخت خلفشار تھا، تاہم کسی کو زبان کھولنے کی جرأت نہ تھی۔ بالآخر سب نے حضرت ابوبکرؓ کو آگے بڑھایا، اور انہوں نے اس سکوت کی وجہ دریافت کی تو ارشاد ہوا کہ "دو جو کچھ دنیا و آخرت میں ہونے والا ہے وہ سب آج میرے سامنے پیش کیا گیا تھا"۔ اس کے بعد بالتفصیل قیامت کے واقعات بیان فرمائے۔ (خلفائے راشدین از مولوی حاجی معین الدین صاحب ندوی۔ صفحہ ۱۹ در حالات حضرت ابوبکر صدیقؓ)۔

۵۔ فوجی اصطلاح میں پہلے اس کو جائزہ کہتے تھے۔ اب داخلہ کہتے ہیں۔ اس وقت جائزہ کے معنی تبادلۂ ملازمت کے وقت چارج لینے کے ہو گئے ہیں۔ ۱۲

وفرمودند کہ

"ایشاں راخدائے تعالیٰ بامن چناں شناسا کردہ است کہ تمام قد وقامت، ورنگ وروے ہر یکے
می دانم؛ بلکہ حالہاے ایشاں ہم پنہاں نیست"

وفرمودند کہ

"خدائے تعالیٰ ایں ہا راحضور بندہ گذرانیدہ میفرماید کہ اے سید محمد ایشاں کسانِ تو اند؛ پس بہر
یکے چناں شناسا کردہ است کہ اگر یکے از ایشاں کسے راپسِ پشت او بینم، ودستش گرفتہ بدہم، کہ
ایں فلاں کس است۔حق تعالیٰ مرا چناں نمودہ بود"

وفرمودند کہ

"ہمہ ارواحِ اولعزم، ورسلؑ، وانبیاے عالی درجات الیٰ سائر المومنین والمومنات، از آدم
تا ایں دم، ہم بحضور بندہ عرض می شوند"

دریں محل از بعضے کساں التماس نمودہ شد کہ بہ ایشاں آنچہ تبلیغ رسالت، وامرِ معروف، ونہی منکر بودہ، ایں ہا بقدرِ
امکان، ہریک باقصی الغایات رسانیدہ، از دارِ دنیا کہ مزرعۃ الآخرہ است، باثمرۂ ایمان بمقام اُخروی پیوستند
الحال درعرض ارواحِ ایشاں چہ غرض است؟ فرمودند کہ

"ارواحِ ایشاں از حضرتِ باری تعالیٰ مامور شدہ اند کہ از مخزنے کہ اقتباسِ نور کردہ اند از آں
مخزن باز نورِ ایمانِ خود را مقابلہ دادہ صحیح کردہ بدارند؛ برائے آں آمدہ تصحیح شدہ می روند"

باز فرمودند کہ

"فرماں حق تعالیٰ می شود کہ اے سید محمد ہر کہ ایں جا مقبول شد او عنداللہ مقبول است۔ وہر کہ
ایں جا مقبول نشد (یعنی پیش تو) او عنداللہ مردود است"

بندگی میاں سید برہان الدینؒ اپنی تصنیف شواہد الولایت باب بیست وچہارم میں تحریر فرماتے ہیں کہ

"روزے در فرح، حضرت امام علیہ السلام میانِ یارانِ عالی مقام ذوالعزو الاحترام نشستہ بودند
کہ رنگِ مبارک آں حضرتؑ متغیر شدہ بسیار ضعف نمود۔ بعد از ساعتے باز حالِ آنحضرت
بخوشحال مبدل شدہ در قوۃ آمدند۔ بنا بر بندگی میاں سید خوندمیرؓ حضرت امام الابرار را دریں
باب استفسار کردند کہ میراں جی ایں چہ احوال بود. فرمودند کہ

ہم

" ارواحِ اولین و آخریں حاضر کردہ شدہ، از طرفِ حق تعالیٰ فرمان شد کہ اے سید محمد ایں ہمہ ارواحہا را بہ پیشوائی قبول کن۔ بندہ بریں مشتِ خاک نظر کرد، و گفت کہ خداوندا ایں ضعیف را چہ طاقت و قدرت باشد کہ پیشوائیِ ایں ہا تواند کرد! باز بفضل و عنایتِ خدا النظر کردم کہ بریں بندہ دارد۔ گفتم خداوندا بفضلِ تو و عنایتِ تو آنچہ می فرمائی بہ پیشوائی قبول کردم و اگر صد چنداں دیگراں باشند بفضلِ تو قبول کنم۔"

ونیز نقل است کہ حضرت خاتمِ ولایتؑ فرمودند کہ

ہم

" حق تعالیٰ بندہ را مراتبِ انبیاء، و اولیا، و مومنین، و مومنات، و احوالاتِ جملہ موجودات ہمچناں معلوم گردانیدہ است کہ چنانچہ کسے چیزے در دست دارد و بہر طرف آں چیز را بگرداند، تا کماحقہ بشناسد، چنانچہ صراف می کند تا واقف شود بر جیادت و رداءت مہرۂ نقرہ و زر[۱] "چنانچہ صراف غل و غشِ سیم و زر می شناسد و سرہ و ناسرہ را تمیز می کند[۲]۔"

سیدنا مہدیؑ نے بندگی میاں سید خوندمیرؓ کو مخاطب کرکے فرمایا کہ

۵۹ب

" بھائی سید خوندمیر ہر کہ نزدیک تُما صحیح است او نزدیک ما صحیح است[۳] و ہر کہ نزدیک شما رد است او نزد بندہ و محمد رسول اللہ و خدائے تعالیٰ مردود است[۴]۔"

پھر فرماتے ہیں

۵۹ب

" چنانچہ پیشِ بندہ تصحیح شدہ است ہمچناں پیشِ بھائی سید خوندمیر تصحیح خواہد شد[۵]۔"

ایک روز بندگی میاں شاہ دلاورؓ نے اپنے دائرہ میں "ہانک پکڑوائی" یعنے ندائے عام کروائی کہ جمیع صحابہ اور تابعین آجائیں جو بات بندہ کو اللہ تعالیٰ سے معلوم ہوئی ہے وہ تم کو سنانا چاہتا ہوں، اور اس کا سننا ضروری ہے چنانچہ صحابہؓ جو آپ کے دائرہ میں رہتے تھے اور جو آئے ہوئے تھے و نیز سب کے سب تابعین جمع ہوگئے۔ آپ نے بر سر مجلس فرمایا کہ

ق

" بندہ کو دو بڑے بڑے شامیانے بتائے گئے۔ ایک تو بندگی حضرت میراںؑ کا ہے، اور ایک میاں سید خوندمیرؓ کا۔ جو شخص میاں سید خوندمیر کی بارگاہ سے صحیح ہوکر آتا ہے، اُسی کو بندگی میراں علیہ السلام

۵۱۔ شواہد ۲۴۔ ۵۲۔ معارج ۱۔ ۵۳۔ خاتم گڈ چاپ دفتر اول ک ۳ ص ۵ معارج ۱۔ ۵۴۔ انتخاب ۴۔ ۵۵۔ شواہد ۲۶ اخبار ۲ ۔

کی بارگاہ میں بار ہوتا ہے۔ لیکن جو شخص میاں سید خوندمیر کے شامیانہ سے تصحیح ہو کر نہیں آتا، اور یوں ہی بندگی حضرت میراں علیہ السلام کے شامیانہ میں جانا چاہتا ہے، وہ دروازہ ہی سے پلٹا دیا جاتا ہے، اس کو کسی طرح اندر آنے کا مجاز نہیں ہوتا۔"

چونکہ بندگی میاں شاہ دلاورؓ کو حضرت میراں علیہ السلام نے "دل دفتر" "ہتیلی میں رائی کا دانہ" وغیرہ کئی بشارتوں سے ممتاز فرمایا ہے اس لئے سب نے زبانِ صدق سے صدقنا کہا۔

گروہ متقدسہ میں یہ نقل مشہورِ عام ہے کہ ایک روز بندگی میاں شیخ مصطفےٰ پٹنی گجراتی ابن بندگی میاں سید عبدالرشید شہید صحابیِ مہدیؓ نے معاملہ میں دیکھا کہ میدانِ قیامت برپا ہے۔ ہر شخص مارے خوف وہراس کے نفسی نفسی پکار رہا ہے۔ وہاں دو شامیانے ہیں، ایک حضرت میراں علیہ السلام کا اور دوسرا بندگی میاںؓ کا۔ بندگی میاں شیخ مصطفیٰؒ نے چاہا کہ میں حضرت موعود علیہ السلام کے شامیانہ میں داخل ہو کر پناہ لوں۔ دربانوں نے آپ کو روکا، اور پوچھا کیا آپ حضرت صدیق ولایتؓ کے شامیانہ میں جاکر اجازت نامہ مہور کرا کے لائے ہیں؟ جب تک کہ اجازت نامہ پر بندگی میاںؓ کا مہر ثبت نہ ہو حضرت میراں علیہ السلام کے شامیانہ میں داخل نہیں ہوسکتے۔ اس بشارت سے حضرت صدیق ولایتؓ کی شان جس اوج پر نظر آرہی ہے وہ صراحت کی محتاج نہیں ہے۔ [۹۵]

---

[۹۴] دفتر دوم کٹ ۴۶ [۹۵]۔ جس طرح سیدنا مہدی علیہ السلام نے عہدۂ تصحیح حضرت صدیق ولایتؓ کے تفویض کیا اسی طرح بنیٔ مہدیؑ کے صدقہ سے یہ عہدہ حضرت خاتم المرشدؓ کو بھی عطا ہوا چنانچہ یہ بات بندگی میاں سید محمود، سیدن جی، خاتم المرشد، دین دربیہ، فیض مقیدا حسینِ ولایت، رضی اللہ عنہ کے تیسرے معاملہ سے جو انصاف نامہ باب ہفدہم اور انتخاب المو الید باب سیزدہم اور دفتر دوم رکن یازدہم۔ باب چہارم میں مرقوم ہے ظاہر ہے۔ دفتر میں ذرا صراحت سے بیان کیا گیا ہے اسلئے اُسی سے نقل کی جاتی ہے:۔

"درحینِ زمانۂ ارشاد، روزے معاملہ دیدند، وحقیقت معاملہ بدیں عبارت فرمودند، کہ دراوّل مقدمۂ تو پیدا شدہ باشد اید بسیار سختی بحکم موتوا قبل ان تموتوا متوفی کردند۔ ثم من بعد ذالک درآنجا دیدیہ وکیکبۂ قیامت وحشر و نشر وعرصات را یافتند۔ و درآں جا یک باغ دیدند کہ آں جا ظہور ذاتِ ربِ غفور بے کیف عز شانہٗ شدہ است و ہمہ بندگانِ اللہ مقربانِ درگاہ حاضر اند وفرمودند کہ درپیش بندہ جوئے عظیم حائل شد ازاں جمیع سعی بندگی میاںؓ خاتم المرشد پیش آمدہ فرمودند کہ

"اے سید محمود بیا۔"

عرض کردم کہ

"چگونہ بیایم؟ کہ درمیان جوئے است۔"

بندگی میاںؓ فرمودند کہ

"ہمچناں ازبالائے جوئے شدہ بیائید"

دراں اثناء حضرت میراں علیہ السلام بندگی میاںؓ را فرمودند کہ

ق
خ
ق
خ
[جا ۱۲]

دحاشیہ متعلق صفحہ گذشتہ جاریہ) "شما دست گرفتہ بیارید"

پس بندگی میاںؓ دستِ ایں بندہ گرفتہ آنجا بردند دیدم کہ آں محلِ محاسبہ است یعنی حساب گاہِ خلق است۔ فرمان حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ سوئے رسول اللہؐ شد وحضرت رسول اللہؐ بحضرت میراں علیہ السلام اشارہ کردند وحضرت میراںؑ بہ بندگی میاںؓ فرمودند کہ

"برادرم سید خوندمیر حسابِ ہمہ عالم شما بگیرید"

وبندگی میاںؓ بہ بندہ فرمودند کہ

"اے سید محمود شما حسابِ ہمہ عالم بگیرید"

پس بندہ حسابِ ہمہ جہان وجہانیاں گرفت"

خلاصۃ التواریخ حصہ دوم میں لکھا ہے کہ

"سیدن جی تم عالم الاولین والآخرین کا حساب لو۔ جو تمہاری نظر میں مقبول ہے عذاب سے دور ہو۔"
پھر حضرت نے اُن کے اعمال کے موافق جزا دلائی۔

تصحیح کی مزید صراحت

باعثِ کائنات، مصدرِ موجودات، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دعوی کی بنا پر کہ

"اَنَا عَرَبٌ بِلَا عَیْن"۔ پھر فرماتے ہیں۔ "اَنَا اَحْمَدُ بِلَا مِیْم"

پھر فرمایا کہ "مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَیَ الْحَقّ" ترجمہ: جس نے مجھے دیکھا اُس نے خدا کو دیکھا۔

پھر فرماتے ہیں۔

"طُوْبٰی لِمَنْ رَاٰنِیْ وَ اٰمَنَ بِیْ" ترجمہ: خوشی ہو اُس کو جس نے مجھے دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا

اسی طرح سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"اَنَا رَبُّ الْعَالَمِیْن"

علاوہ ازیں خاتمین علیہما السلام ذات کے مُظہرِ اَتم ہیں۔ نشان اور بے نشانی آپ کی صفت ہے۔ آپ کی ذات کمالِ لا ہے۔ سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"جاں نئیں نئیں کر جانے، واں ہے ہے کر جان"

جہاں نہیں نہیں وہاں

"جاں ہے ہے کر جانے، واں نئیں نئیں کر جان"

"اپنی میں ہے پر مان"

اس میں کل کائنات بشان علم موجود ہے۔ جیسا کہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

ق

"علم در عالم غیب بصورت غیب بود"

اور سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں

م

جہاں نہیں نہیں کر جاتے ......

پس اس مرتبہ میں لاعلمی عینِ علم، اور بے صورتی عین صورت ہے۔ جبکہ وہ جہاں آپ کا ظہور ہے تو معراج میں جو کچھ ملاحظہ فرمایا وہ اپنے ہی ظہور، اور اپنی ہی شانوں کا معائنہ تھا۔ کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِي شَانٍ ہر آن مختلف شانوں میں جلوہ گری فرماتا ہے۔ پس نظر حقیقت سے دیکھا جائے تو معراج اپنے ہی صفات اور اسما اور آثار کا معائنہ ہے۔

آیۂ سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ بِعَبْدِهٖ ..... اور سورۂ نجم میں معراج کی جو کیفیت بیان کی گئی ہے محققین کے نزدیک دو شانیں رکھتی ہے۔ ایک شان معائنہ ہے اور ایک شان مغائبہ۔ معائنہ چشم دل ہے۔ جس کو قرآنی الفاظ میں مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَىٰ سے تعبیر کیا ہے اور مغائبہ چشم سر ہے جس کو مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَىٰ فرمایا ہے۔ اپنی ہی ذات میں کل کائنات جو "نہیں" کی شان میں موجود تھی مرتبۂ ماکذب الفوادمیں "ہے" کی شان میں ملحوظ ہوتی ہے۔ اور مازاغ البصر میں رویت ہی رویت ہے۔ وہاں کل صفتیں سر دیں لَدَيْنَا مُحْضَرُونَ" حضرت صدیق ولایت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

خ

"بندہ ہمیشہ اسی عالم میں رہتا ہے کشاں کشاں اِدھر آتا ہے۔"

وہ عالم "كَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ جمیع صفات اور اسما اور افعال جو مرتبۂ مازاغ البصر میں بشانِ علم موجود تھے مرتبۂ ماکذب الفواد میں بصورت "ہست" پیش نظر ہوتے ہیں۔ "ہست" اور "نیست" دونوں آپ کی صفتیں ہیں اور آپ کی ذات دونوں سے بالاتر ہے۔

سیدنا مہدی علیہ السلام نے ازل سے ابد تک کل ارواحوں کی تصحیح کی۔ پھر یہ عہدہ حضرت صدیق ولایت رض کے سپرد کیا گیا۔ تفصیلی شان کے لئے ملاحظہ ہو بشارت نمبر ۴۳ جہاں سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

م

"فرمانِ خدا شد کہ اے سید محمد این ہر دو سیدین را تعلیم وحدانیت ما، واحدیت ما و احدیت ما از ازل تا ابد، ہرچہ شدہ، و ہرچہ می شود، و ہرچہ خواہد شد بکن ازیں سبب ایں ماجرا است۔" (خاتم گرچہ)

نوٹ ۔ سیدنا مہدیؑ نے حضرت ثانی مہدیؓ کو سورہ نجم کی آیات معراج سے لفظ بلفظ مبشر فرمایا ہے۔

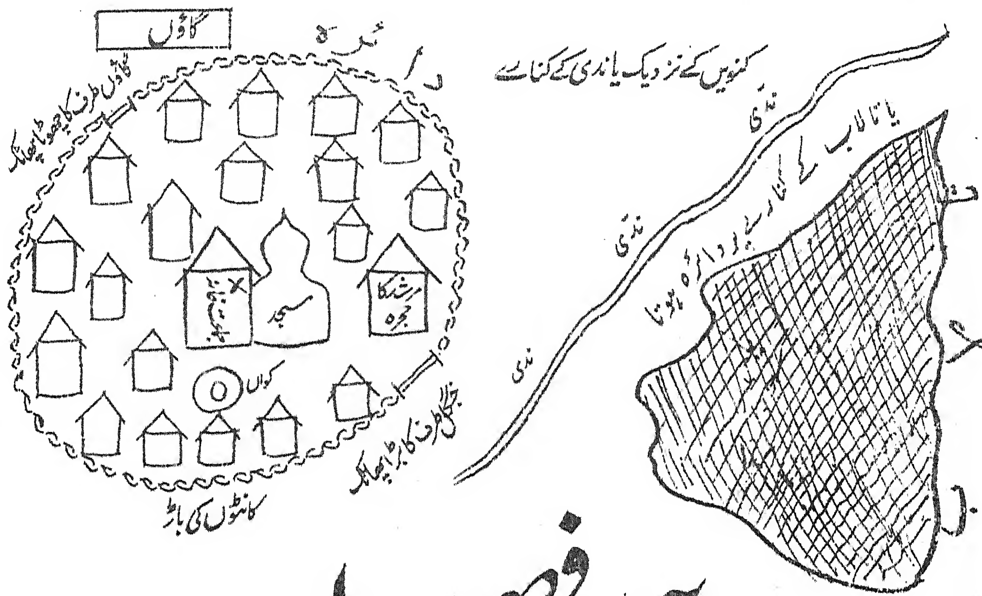
پھر بندگی میاںؓ نے فرمانِ مہدیؑ سے یہ منصب حضرت خاتم المرشدؓ کو عطا کیا، جس کی کیفیت اوپر بیان ہو چکی ہے۔ کُل ارواحوں کا سامنے سے گذرنا، اور اُن پر مہر قبولیت یا تردید ثبت کرنا، معراج کی شان ہے۔ لیکن شریعت کا ادب ملحوظ رکھ کر اُس کو معراج نہیں کہتے۔ کیونکہ معراج اور اُس کا بیان حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہو گیا ہے۔ حضرت خاتم المرشدؓ کا پانچواں معاملہ جس میں یہ کیفیت درج ہے کہ "نہ تن ماند، نہ جان نہ ذات ماند نہ صفات" (انصاف نامہ باب ہفدہم) یہ مرتبہ "ہو بہو" اور "ورائے ہو بہو" کا ہے جہاں بجز رویتِ ذات کے کچھ بھی نہیں ہے۔ فکان قاب قوسین او ادنیٰ۔ اور جہاں آپ فرماتے ہیں کہ

"مقالید جنت وجحیم بلکہ ہمہ خزائنِ آسمان وزمین بدستِ بندہ دادہ شدہ اند" (انتخاب ب۱۳) **ق**

پھر فرماتے ہیں کہ

"ہرچہ از شرق تا مغرب کسے را چیزے اندک یا بیش دادہ می شود بندہ رانمودہ دادہ می شود" (انتخاب ب۱۳) **ق**

یہ مرتبہ چشم دل یعنی انیت کا ہے ماکذب الفواد اُس کی شان میں وارد ہے یہ سب نعمتیں آپ کو نبی مہدیؑ کے صدقہ سے عطا ہوئیں۔ قل اللھم توتی الملک من تشاء۔



آٹھویں فصل

دیدارِ خدا

"صورت و معنی اوشد صورت و معنی امام"
"زاں سبب شد سیرتاً الطاہری مراد اللہؒ نام"

(نب) گذشتہ اوراق میں بندگی میاںؒ کی نسبت جو جو بشارتیں قلمبند کی گئی ہیں، اُن میں سے اکثر بشارتیں بندگی میاںؒ کے اعلیٰ اخلاق و علومرتبت پر روشنی ڈالنے کے علاوہ، رویت سے بھی خاص تعلق رکھتی ہیں؛ اس لئے یہاں مکرر لائی گئیں۔ تاکہ ایک ہی وقت میں رویت اللہ کے متعلق کل بشارتیں پیش نظر رہیں۔

اس فصل میں بعض بشارتیں دیدار کے نام سے، اور بعض بشارتیں فنا سے نامزد ہیں۔ فنا دیدار کا مترادف

+ ۔ یہ جماعت خانہ ذکر اللہ کے وقت نوبت نشینی، اللہ کے نام پر آئی ہوئیں کھانے کی دیگوں وغیرہ کی سویت، چار بھائی بیٹھ کر کسی دینی کام میں مشورہ کرنے یعنی اجماع یا ملکر آپس میں دینی باتیں کرنے گویا عام دیوان خانہ (مردانہ) اور چھوٹے چھوٹے حجروں میں گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے دائرہ کی ہیتیں رکھنے مسافروں، مہمانوں کے ٹھہرنے، مجلس نکاح خوانی وغیرہ کئی ضروری کاموں کے لئے استعمال میں لایا جاتا۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ جماعت خانہ مسجد کا مترادف لفظ ہے۔ کیونکہ اُس زمانے میں مسجد کو جماعت خانہ اس لئے کہتے تھے کہ دائرہ اور دائرہ کی گھاس پھوس کی مسجد عارضی طور پر ہوتی تھی۔ [جاریہ]

ہے۔ کیونکہ فنا میں حضرت مہدی علیہ السلام نے بندگی میاںؓ کو "یک ذات ویک وجود" فرمایا ہے، جس سے ثابت ہے کہ اِس مرتبہ کی فنا یعنی مرتبۂ دیدار میں بندگی میاںؓ کو تبعاً حضرت امام علیہ السلام کا مقام نصیب ہے اسی وجہ سے حاملِ بارِ امانت، ناصرِ ولایت مصطفیٰ، فرزندِ ولایتِ مصطفیٰ، خلعتِ خلافت، بدلِ ذاتِ مہدیؑ، اولی الامر مہدی، تبعاً داعی الی رویت اللہ، تبعاً ساقی کوثر، تبعاً رحمۃ للعالمین، تبعاً سرتاپا سلمان، وغیرہ بشارتوں سے حضرت صدیق ولایتؓ کی ذات بہمہ وجوہ متصف ہے؛ اور گروہ مقدس کے متقدمین نے بھی ان بشارتوں کو دیدارِ خدا سے منسوب فرمایا ہے۔

بندگی میاںؓ کی ذات موردِ عطیاتِ الٰہی

بندگی میاں سید خوندمیرؓ کے حضورِ امام علیہ السلام میں پہلی وقت حاضر ہونے کے حالات اِس کتاب کے ابتدائی اوراق میں آچکے ہیں لیکن اُن کے ضمنی واقعات جو دیدار سے تعلق رکھتے ہیں اُن کا یہاں ذکر کرنا ضروری ہے۔ مثلاً حضرت صدیق ولایتؓ کو حضرت امام علیہ السلام سے چار آنکھ ہونے کے بعد جذب طاری ہوا اور اُسی عالم میں نماز عصر پڑھتے وقت شَقُّ الْبَطْن کا عمل ہونے کے بعد ارشادِ خداوندی ہوا کہ

۱۔ "اے سید خوندمیر تم نے دیکھا کہ ہم نے تمہاری ذات سے کس قدر بشری کثافت دور کی"! ثُمَّ اَنْشَانَاہُ خَلْقًا آخَرَ فَتَبَارَكَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ۔

۲۔ "اور کیسی پیاری صورت بنائی"! اَللّٰہُ جَمِیْلٌ یُحِبُّ الْجَمَالَ (حدیث)

۳۔ "اِس بات کا تم پر ہمارا احسان ہے"

۴۔ "تم اِس احسان کے شکریہ میں ہمارے لئے کیا تحفہ لائے"؟ اَحْسِنْ کَمَا اَحْسَنَ اللّٰہُ عَلَیْكَ۔

۵۔ پھر اللہ تعالیٰ کا حکم سن کر آپ کا ایک سر کے عوض ننانوے سو سر تصدیق کرنے کا اظہار کرنا۔

۶۔ اور اللہ تعالیٰ کا اپنے فضل و کرم سے ننانوے سو سر کا ہدیہ قبول فرمانا۔

۷۔ پھر تین تین بار کے ارشاد پر کہ "اے سید خوندمیر آنچہ از درگاہ ما می خواہی بخواہ کہ بتو عنایت کنیم"۔

۸۔ آپ کا یہی عرض کرنا کہ "بندہ تجھ سے تیری ذات کے سوا کچھ نہیں چاہتا"۔

۹۔ آخر میں ارشادِ خداوندی ہونا کہ "تا ذاتِ خود را بتو عنایت کردیم و درخواستِ ترا پذیرا گردانیدیم"۔

[جاریہ] ہر وقت جگہ جگہ سے اخراج اور ہجرت لگی ہوئی تھی ایسی صورت میں اگر مسجد قرار دی جاتی تو وہ زمین خدا کی ہوگئی اور قیامت تک اُس پر کوئی عمارت یا کھیتی ہو نہیں سکتی تھی۔ اِس لئے اگرچہ کہ جائے نماز دمسجد، اور جماعت خانہ علٰحدہ علٰحدہ چھپر سے ہوتے تھے لیکن مصلّے کو مسجد کے نام سے موسوم نہیں کرتے تھے۔

" اذا اتہ نحو درانبو عنایت کردیم" اُس مرتبہ کا دیدار ہے جس کو اصطلاحی الفاظ میں "دیدارِ ذات" اور ایسے ہی صاحب رویت کو "ذاتی" کہتے ہیں۔ سیدنا مہدی علیہ السلام کی پہلی نظر نے آپ کو آن واحد میں اُس انتہائی رویت کو پہنچا دیا کہ طرفۃ العین کا پردہ بھی نہ رہا۔

دیدار کے لئے دو امر

پہلا امر

اسی محل پر حضرت امام علیہ السلام فرماتے ہیں۔

آ ۱۶ "ہر کہ خدا باشد خدا را بیند۔"

دیدار خدا کی نسبت حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

ن "رأیت ربی بعین ربی"

یعنی "میں نے خدا کو خدا کی آنکھ سے دیکھا" پھر فرماتے ہیں۔

ن "عرفت ربی بربی ولو لا فضل ربی ما عرفت"

ترجمہ۔ "میں نے خدا ہو کر اپنے خدا کو پہچانا۔ اگر میرے پروردگار کا فضل نہ ہوتا تو میں نہ پہچانتا"

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔

ق "رأیت ربی بربی"

یعنی میں نے خدا ہو کر اپنے خدا کو دیکھا۔

بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایت رضی اللہ عنہ اپنے رسالۂ شریفہ میں رویت اللہ کی نسبت فرماتے ہیں

خ "تا آنکہ آدمی از قیدِ بشریت بیروں نیاید، و مطلق نشود، و تخلقوا باخلاق اللہ حاصل نکند۔ لائقِ معرفتِ خدا نگردد"

حضرت خلیفۂ گروہ رضؓ اپنا حال اس طرح بیان فرماتے ہیں:۔

ق تن پیئو۔ من پیئو۔ سیج پیئو۔ پیئو رُوندَ ھے سب ٹھام
واری۔ پھیری بل گئی۔ رُوئں رُوئں تیرا نام

ترجمہ۔ " بدن خدا ہو گیا ہے۔ دل خدا ہو گیا ہے روح خدا ہو گئی ہے۔ تمام جگہ خدا نے گھیر لی ہے۔ عروج و نزول کی گردش۔ تعینات، تشبیہات، نسبتیں، اضافتیں سب جل گئی ہیں، اور بال بال اور رویئں رویئں میں

تیرا ہی نام رہ گیا ہے۔"
ایک بزرگ فرماتے ہیں۔

ق إِذَا تَجَلّٰى حَبِيبِي بِأَيِّ عَيْنٍ أَرَاهُ ۔ بِعَيْنِهٖ لَا بِعَيْنِي فَمَا يَرَاهُ سِوَاهُ

ترجمہ:" جب میرا دوست ظاہر ہو تو میں اسکو کس آنکھ سے دیکھوں ؟ اسی کی آنکھ سے نہ کہ اپنی آنکھ سے۔ کیونکہ اس کو اس کے سوا کوئی نہیں دیکھ سکتا۔"

میرے مرشد حضرت سید سعد اللہ عرف سیدن جی میاں صاحب اکیلوی حیدرآبادیؒ نے اپنی تصنیف مثنوی زبدۃ العرفان میں اوپر کے عربی شعر کا ترجمہ اس طرح فرمایا ہے کہ

ق " جب مرا محبوب ہووے جلوہ گر ۔ میں کروں کس آنکھ سے اس کو نظر؟
کر تو اس کی آنکھ سے اس کو نظر ۔ دیکھتی ہے اس کو کب چشمِ دگر!"

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے۔

پ " لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ " (پ۷ ع۱۹)

ترجمہ:" (تمہاری) بصارتیں (اس کو) نہیں پاسکتیں بلکہ وہی بصارتوں کو پاتا ہے۔"

دوسرا امر

حصولِ رویت کی شان آپ نے اس طرح بیان فرمائی کہ

پ۱۷ " تا آنکہ گوشت و پوست و استخوان و موے موے خدا نشود خدا را نہ بیند۔"
(دفتر اول ک ب)۔

ایک روز حضرت مہدی علیہ السلام نے بمقام فرح مجمع صحابہؓ و علماؒ میں بیان فرمایا کہ

پ " فرمانِ حق تعالیٰ می شود کہ اے سید محمد خدا را بچشم دل دیدۂ ؟ فرمودند۔ آرے۔ خداوندا دیدہ ام۔ باز فرمان شد کہ اے سید محمد خدا را بچشم سر دیدۂ ؟ فرمودند۔ آرے۔ خداوندا۔ دیدہ ام۔ باز فرمان شد کہ اے سید محمد۔ خدا را مو بمو دیدۂ ؟ فرمودند۔ آرے خداوندا۔ دیدہ ام۔ باز فرمان شد کہ ورا مو بمو دیدۂ ؟ فرمودند آرے خداوندا۔ دیدہ ام۔"
(انصاف ب۱۳)،

جامع مسجد پٹن شریف میں نماز جمعہ کے بعد ملا تشہیر نے جو گجرات میں ایک متبحر عالم تھا بندگی میاںؓ کے

ساتھ ثبوتِ مہدی میں بحث ختم ہونے کے بعد جب رویت پر بحث شروع ہوئی تو حضرت سے پوچھا۔ کیا آپ نے خدا کو دیکھا ہے؟ فرمایا۔ ہاں۔ کس طرح؟ فرمایا

"اللہ تعالیٰ نے بندہ کے ایک ایک بال کو دو دو آنکھیں عنایت کیں جن سے میں نے خدا کو دیکھا"

خ

ملا شہمیر نے کہا۔ بیشک رویتِ حقیقی اسی کا نام ہے۔

میرے مرشد حضرت سید سعد اللہ صاحب مرحوم زبدۃ العرفان حصۂ ششم میں لکھتے ہیں ؎

"پوست کو تبلا کے کہتے ہیں انام ۔۔۔ ہے ولایت یہ۔ نہیں اس میں کلام
ہے کہاں کا تن! کہاں کا ہے یہ خوں! ۔۔۔ جلوہ گر ہے ذات بیرون و درون
بن گیا تھا نورِ جاں ہر ایک بال ۔۔۔ بال کو اپنا نہیں تھا کچھ خیال
موئے تن کو تھا وصالِ ذوالمنن ۔۔۔ موئے تن تھے لامکاں میں خیمہ زن"

رویت اللہ کے بارے میں ایک بزرگ فرماتے ہیں۔ ؎

"گفتمش" ہیچ تواں در تو نظر کردن مے؟ ۔۔۔ گفت" آرے۔ چو شود جملۂ ذاتِ تو نظر"
گفتمش" دیدۂ من تابِ جمالے دارد؟ ۔۔۔ گفت" دارد چو شوم چشم ترا نور بصر"

اور گروہ مقدسہ میں ذیل کا شعر تو ہر عارف کی زبان پر چڑھا ہوا ہے۔ ؎

پائے تا سر یک نظر باید شدن ۔۔۔ تا تواں کردن ترا نظارۂ

انتہائے حصول رویت کی نسبت مولانا رومؒ فرماتے ہیں ؎

"مرا ترا از تو رہائی مے دہد ۔۔۔ با خدایت آشنائی مے دہد

نوٹ۔ یہ شعر سیدنا مہدیؑ کی زبان مبارک سے بھی ادا ہوا ہے۔

میرے مرشد حضرت سید سعد اللہ ہر وقت فرمایا کرتے تھے کہ مولانا روم کے دیوان اور تمام مثنوی میں اس کلام سے بہتر کوئی کلام نہیں ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ

خواہی کہ تا بیابی، یک لحظہ مجوئیش ۔۔۔ خواہی کہ تا بدانی، یک لحظہ مدانش
چوں در نہاں بجوئی، دوری ز آشکارش ۔۔۔ چوں آشکار اجوئی، مجوبی از نہانش
از آشکار و پنہاں، بیروں شوی زبانش ۔۔۔ پاہا دراز کن خوش، می خسپ در امانش

معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے یہ اعلیٰ پایہ کا کلام جو کمال بے اختیاری کی شان رکھتا ہے، صاحب مقام بننے کے بعد فرمایا ہے۔
چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ

"حاصل عمرم سہ سخن بیش نیست خام بُدم، پختہ شدم، سوختم"

سبحان اللہ سیدنا مہدیؑ فرماتے ہیں کہ

" میراث سوختگاں بہ سوختگاں می رسد"

دیدار خدا کے لئے مندرجہ بالا دونوں اَمر اگرچہ کہ بندگی میاںؓ کے لئے ایک ہی شان رکھتے ہیں لیکن مختلف الفاظ اور مختلف اوقات میں بشارت دینے کی وجہ سے علحدہ علحدہ بشارتیں قرار دی گئیں۔

بندگی میاںؓ میں فطرتاً دیدار خدا کی قابلیت

ذیل کی بشارت سے حضرت صدیق ولایتؓ کی قابلیتِ ذاتی کا اظہار ہو رہا ہے۔

" بھائی سید خوند میرؓ شما بہ استعدادِ تمام آمدہ بود یدچراغدان و فتیلہ و روغن موجود بود۔ اما ہمیں یک کارِ افروختن باقی ماندہ بود۔ اکنوں از چراغ ولایتِ محمدیؐ روشن کردہ شد"

اِس بشارت کے پہلے جزو میں بندگی میاںؓ کی قابلیت و استعداد بیان فرمائی اور دوسرے جزو میں اِس قابلیت کو جو بالقوی تھی آپ نے آنِ واحد میں بالفعل کردیا یعنی فیضِ ولایت مقیدہ محمدیہؐ سے بہرہ یاب کر کے کمالِ رویت سے آپ کو سرفراز کردیا، جس کی برکت سے آپ کے حال پر یہ آیت صادق آگئی :- یَآاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا وَّ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا۔ (۲۲) "چراغ ولایت محمدیؐ سے روشن ہوجانے" کے بعد حضرت صدیق ولایتؓ اپنا حال اس طرح بیان فرماتے ہیں۔ دوہرا

"توں توں توں توں ہوا، رہا نہ مجھ میں ہوں[ل]؛
ہوں سو سہاگا جل گیا، رہا سو کنچن توں"

میرے مرشد حضرت سید سعد اللہ صاحب مرحوم اپنی تصنیف زبدۃ العرفان میں سلسلۂ رویت کے زیر عنوان فرماتے ہیں۔

"محو جو دیدار میں ہے سربسر ڈالتا ہے غیر حق پر کب نظر؟"

[ل] اس دوہرے میں آپ نے پانچ مرتبہ "توں" فرمایا جس کا یہ مطلب معلوم ہوتا ہے کہ ناسوت۔ ملکوت۔ جبروت۔ لاہوت۔ ہاہوت ان پانچوں مرتبوں میں توہی تو ہے۔ یعنی ناسوت عین ہاہوت ہوگیا ہے۔ اور اگر مرتبۂ ملکوت سے شمار کیا جائے تو ہاہوت میں وہ خاص مرتبہ لیا جائے گا جہاں حضرت خاتمین علیہما السلام کے سوا کسی پیغمبر اولوالعزم کا بھی گذر نہیں ہوسکتا۔ اس مرتبہ میں سیدنا مہدی علیہ السلام کے صدقہ سے یہ تینوں پہنچے ہوئے ہیں۔ بندگی میاںؓ کا بھی خاص الخاص مرتبہ کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے۔ جس کو آپ نے خالص سونے سے تعبیر کیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

تھی نظر خیر البشرؐ کی بس ذات پر
محوِ دیدارِ خدا تھی سر بسر

ذات کا دیدار تھا اُس پر عیاں
دید کا اسرار تھا اُس پر عیاں

تھے میاںؒ بس ذات ہی کے آشنا
مٹ گیا تھا بس میاںؒ کا بین پنا

نے میاںؒ تھے اور نہ مہدیؑ درمیاں
تھی نہ کچھ قیدِ مکان و لامکاں

غیریت کی قید سے آزاد تھے
رفعِ پندار و خودی سے شاد تھے

شادی و غم سے تھے حضرت ایک سو
ہو گئے تھے وہ محمدؐ مو بمو

ذات ہی پر تھی سدا اُن کی نظر
کچھ نہیں تھی اُن کو عالم کی خبر

عالَم و آدم سے تھے وہ بے خبر
تھے وہ فانی ذاتِ حق میں سربسر"

اس چراغ روشن (تبعاً سراجاً منیرا) کی نسبت سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"فرمانِ خدا می شود کہ آیۂ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ درحقِ سید خوندمیر است۔ تو بیان این آیت از زبانِ خود واضح کردہ درحقِ سید خوندمیر بکن۔"

۲۴

اس بشارت کے آخری الفاظ یہ ہیں۔

یَکَادُ زَیْتُہَا یُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْہُ نَارٌ۔

ترجمہ۔ اگرچہ اس کے تیل کو آگ نہ چھوے (با وصف اس کے از خود) بھڑک اٹھتا ہے۔

فرمایا کہ ذات شما قابلیتِ فیضِ ولایت بلا واسطہ می داشت می خواست کہ از خود روشن شود۔ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ (نور پر نور ہے) فاما بواسطۂ مہدی نور علی نور گشت۔

یعنی تعلیمی الفاظ میں آپ واسطہ سے مرتبۂ بلا واسطہ کو پہنچ گئے۔

ثمرۂ دیدار ــــــ بشارتِ خلافت

حضرت صدیق ولایتؓ نے جناب ولایتمآب علیہ السلام سے عرض کیا کہ

"ایک بقعۂ نور آسمان سے اترا بندہ کے پیرہن میں داخل ہوا اور بغل میں چلا گیا۔"

خ

یہ سن کر حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا

"این خلعتِ خلافت است کہ از حضرت رب العزت یافتہ اید۔"

۲۵

لـ۔ "واسطہ" سے "بلا واسطہ" ہو جانے کی طرف اشارہ ہے۔۱۲

یہ بشارت حضرت صدیق ولایتؓ کے حق میں اپنی معنی اور شانِ ورود کے لحاظ سے مخصوص حیثیت رکھتی ہے۔ اِس لحاظ سے کہ عرصۂ دراز کی خدمت اور محنتِ شاقہ کے بعد اولوالعزم پیغمبروں کی خلافت اُن کے صحابہؓ کو نصیب ہوتی ہے، لیکن حضرت صدیقِ ولایتؓ کی قابلیت کا اِس امر سے اظہار ہو رہا ہے کہ محض چند ماہ کی صحبت میں یہ بشارتِ خلافت پٹن شریف میں دی گئی۔ اِس فصل رویت کی ابتدا سے اِس بشارت تک جتنی بشارتیں لکھی گئی ہیں، مقام پٹن شریف سے متعلق ہیں۔

فرح مبارک میں بشارتیں

ب ۶۰ .... امام الانام سیدنا مہدی علیہ السلام نے بندگی میراں سید محمود رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا

ب ۶۰ "شما حالِ میاں یوسفؓ راچہ آرزو می کنید؟ حالِ میاں سید خوندمیر بہ بینید کہ ہفت دریائے الوہیت نوشیدہ است لب ترنمی شود و تجلی بر تجلی می شود بشرہ تغیر نمی شود۔" (انصاف ۵)

پھر آپ نے یہ تمثیل بیان فرمائی کہ

م "مانند شما یک شخص بر اسپِ تیز سوار شدہ در حالِ دواں راہ قطع می کند کہ او را از خود و نہ از راہِ خود، و نہ از تماشائے راہ خبر ہست؟ وبجز منزل در نظر نمی آرد۔" ——— و مثال میاں یوسفؓ ہمچوں پیر زنی از جہتِ معذوری راہ بہ تماشا مشغول می شود گاہے بقطع راہ منزل می شود۔" [۵]

دفتر اول رکن سوم باب پنجم میں اس طرح لکھا ہے کہ

ب ۶۰ "شما حالِ میاں یوسف راچہ آرزو می کنید! اگر ہوس کنید پدرِ خود را کنید، وگرنہ حالِ میاں سید خوندمیر بہ بینید کہ تجلیِ الوہیت تجلی بر تجلی ریزریز می شود بر بشرہ معلوم نمی شود و لونِ نشُ متغیر نمی گردد۔"

[ولے بشرہ تغیر نمی گردد" شواہد ب ۲۶]

انصاف نامہ کے ایک قدیم نسخہ باب ہفدہم میں لکھا ہے کہ

ب ۶۰ "شما حالِ میاں سید خوندمیر بہ بینید کہ ہفت دریائے الوہیت نوشیدہ است۔ لب ہم ترنشدہ۔" و نیز فرمودند "تجلی الوہیت پڑی پر پڑی می شود" (یعنے گرتی ہی رہتی ہے) "بشرہ ہم تغیر نمی شود۔"

ب ۶۰ "ہفت ہفت دریا یک نوش می کند لب بالا تر نمی گردد" (دفتر اول ۳۵)

ب ۶۰ "ہفت دریائے الوہیت یک نوش کرد لب ہم تر نشد۔" (ن ع)

۵۔ انتخاب ب ۱۱۔ حاشیہ۔ اخبار ب ت ۱۲۰

ب ۶۰ "دریاے الوہیت تجلی بر تجلی می شود بشرہ ہم تغیر نمی شود (ن ع)

ب ۶۰ "بھائی سید محمود شما حال اور اد بندگی میاں یوسفؓ را چہ آرزو می کنید حالِ شما از وبہتر است او در تجلی روح آہ و آذوۃ می کند۔ شما آرزوے حالِ پدر خود بکنید و حالِ میاں سید خوندمیر بکنید کہ تجلی بر تجلی می شود امّا بشرہ تغیر نمی گردد۔ و بحر ہاے الوہیت بر بحر ہا نوش می کند امّا لب تر نمی شوند۔"

(انتخاب ب۶۰)۔

اس بشارت سے واضح ہے کہ بندگی میاںؓ کا حوصلہ اور آپ کا کبھی نہ بھرنے والا ظرف کتنا بڑا تھا اور آپ کا مقصود کس درجہ لامحدود تھا کہ کبھی ختمیت کی نوبت آنے ہی نہ پائی۔

ب ۶۱۔ بندگی میاں رضی اللہ عنہ کی اعلیٰ قابلیت و استعداد کی نسبت حضرت امام علیہ السلام پھر فرماتے ہیں کہ

ب ۶۱ "ہر چند کہ از حق تعالیٰ دادہ می شود بس نمی کند و طلبش کوتاہ نمی گردد۔" (انتخاب ب۶۱)

پھر فرماتے ہیں

ب ۶۱ "دریا بر دریا ریختہ می شود و ہنوز لاؤ لاؤ می کند۔" (خاتم ض اگ چا۔ اخبار ب ۲ ۔)

"ہر چند کہ از حق تعالیٰ دادہ می شود ......" حضرت صدیق ولایتؓ کو کس کثرت سے دیا جاتا ہے وہ بشارت نیز "دادۂ الٰہی را شمار نیست ....." سے واضح ہے جس سے بندگی میاں سید خوندمیرؓ کی اعلیٰ طلب، بلند حوصلگی، اور افضال الٰہی کا نزول جس مرتبۂ کمال پر نظر آرہا ہے، وہ محض سیدنا مہدی علیہ السلام کی لامحدود سرفرازیوں کا مرکز ہونے کی وجہ سے ہے؛ جس میں ظاہر و باطن، کل نعمتیں آجاتی ہیں، بالخصوص نعمتِ دیدار سے آپ کا دامن بدرجۂ اتم پُر ہے۔ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا (۱۴۔۳۴)

ب ۶۲۔ ایک روز حضرت میراں علیہ السلام نے فرمایا

ب ۶۲ "برادرم سید خوندمیر فنا فی اللہ شد و بہ بقا باللہ رسیدند۔" [۵۱]

ب ۶۲ "از برادرم سید خوندمیر فنا حاصل کردند، و بہ بقا باللہ رسیدند۔" [۵۲]

فنا فی اللہ مرتبۂ **لاہوت** ہے، اور بقا باللہ مرتبۂ **ہاہوت**؛ فنا فی اللہ دیدار چشم سر ہے اور بقا باللہ "ہو ہو" اور "ہو را ے ہو ہو" دونوں کو حاوی ہے۔

ب ۶۳۔ ایک روز بندگی حضرت مہدی علیہ السلام اور بندگی میاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے کہ

۵۱۔ خاتم گ چا۔ ۵۲۔ شواہد ب۲۶۔ انتخاب ب۶۲۔

حضرت صدیق ولایتؓ نے معاملہ میں دیکھا کہ دفعتہً آسمان شق ہوا، اور نورِ عظیم اُس سے نکل کر حضرت مہدی علیہ السلام کے جسم اطہر میں داخل ہوا؛ پھر تھوڑی دیر کے بعد حضرت امام علیہ السلام کے جسم اطہر سے نکلا، اور بندگی میاںؓ کے جسم مبارک میں داخل ہوگیا۔ یہ کیفیت حضورِ امام علیہ السلام میں بیان کرنے پر آپ نے فرمایا

"بھائی سید خوندمیر۔ فہمیدید کہ ایں چہ نور است"؟

م

عرض کی کہ خوندکار فرمائیں۔ فرمایا

۶۳ "ایں نور ولایتِ محمدی است (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ اوّلاً بر من آمدہ، بعدہ بر شما آمد"

(ن۔ع اخبار ب ۲)

ولایتِ محمدیؐ کا نور کی صورت میں حضرت میراں علیہ السلام کے جسم اطہر میں داخل ہونا، پھر حضرت کے جسم اطہر سے نکل کر بندگی میاںؓ کے جسم مبارک میں داخل ہوکر وہیں ٹھہر جانا، ایک ایسا عمل ہے جس سے صاف اور صریح طور پر یہ مطلب ظاہر ہے کہ حضرت امام علیہ السلام کی ذاتِ مقدس جس طرح ولایتِ محمدیؐ کی جملہ خصوصیات کی جامع اور تمام فیوض و برکات سے لامع ہے؛ اسی طرح حضرتِ صدیق ولایتؓ کی ذات مبارک بھی تبعاً متصف ہے۔

۶۴ب۔ پھر فرمایا کہ

۶۴ب "ختمِ ولایت بر ذاتِ شماست" (ن۔ع، نمبر ۳۸)

اوپر کی بشارت میں جو یہ توضیح کی گئی کہ "جس طرح سیدنا مہدی علیہ السلام کی ذات ولایت محمدیؐ کی جملہ خصوصیات کی جامع ہے اسی طرح حضرت صدیق ولایتؓ کی ذات بھی تبعاً متصف ہے۔ یہاں "ختم ولایت بر ذاتِ شماست" فرمانے میں یہ مطلب معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا مہدی علیہ السلام اصالۃً خاتم ولایت ہیں اور بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ تبعاً خاتمِ فیضِ ولایت ہیں کہ حسب فرمانِ حضرت مہدی علیہ السلام "فیض بندہ تا قیامت جاری است در گروہ برادرم سید خوندمیر" (ب ۲)، دوسرے لفظوں میں فیض مہدی بندگی میاں کی ذات پر ختم ہوکر آپ سے پھر فیض ولایت جاری ہوگا، اور قیامت تک قایم رہے گا یہ بیان اُسی معنی میں ہے جس معنی میں کہ بندگی میاں سید محمودؓ کو خاتم المرشد کہتے ہیں۔

اور یہ بھی معنی ہو سکتے ہیں کہ بار ولایت یعنی بارِ یقتلوا و قتلوا بحیثیت بدلۂ ذاتِ مہدی بندگی میاںؓ پر ختم ہوگا؛ جس کی تفصیلی کیفیت فصلِ شہادتِ مخصوصہ میں بیان ہوگی۔

۶۵ب۔ سیدنا مہدی علیہ السلام نے بندگی میاںؓ سے فرمایا

۶۵ب "شما را فنا در ذاتِ بندہ است" (حاشیہ)

"شمارا فنا در ذات ما است" (ن ع نمبر ۱۵)

۶۵ب

سیدنا مہدی علیہ السلام کی ذاتِ پاک میں فنا کی نسبت ایک بزرگ فرماتے ہیں ؎

چشمت بمن افتاد وجودم ہمہ خاک شد ہر چیز کہ در کانِ نمک رفت نمک شد

یہ شعر گویا کہ بندگی میاںؓ کی زبانِ حال سے نکل رہا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ سیدنا مہدیؑ کی نظر مبارک مجھ پر پڑتے ہی میری ہستی فنا ہو گئی کیونکہ آپ کی ذاتِ پاک نمک کی کان ہے۔ جو چیز نمک میں گئی نمک ہو گئی۔ اگرچہ نمک میں گری ہوئی چیز کو نمک بننے کے لئے عرصہ لگتا ہے لیکن یہاں مدت سے بحث نہیں ہے بلکہ فاضل شاعر نے کانِ نمک میں ایک مخصوص صفت کو پیشِ نظر رکھا ہے۔ وہ یہ ہے کہ استحالہ کی وجہ سے ہر چیز بالکل پاک و صاف ہو کر ہمجنس ہو جاتی ہے بندگی میاںؓ پر حضرت مہدیؑ کی نظرِ مبارک پڑتے ہی بشری کثافت آنِ واحد میں دور ہو کر نوری جسم بن گیا (ملاحظہ ہو بشارت نمبر ۱۷) اس بشارت میں لفظ فنا سے صراحت نہیں کی گئی تھی بلکہ یہ فرمایا تھا کہ "تا آنکہ گوشت و پوست واستخوانِ بندہ خدا نشود خدا را نہ بیند" اور یہ بھی فرمایا تھا کہ "خدا ہو سو خدا کو دیکھے" یہاں واضح الفاظ میں یہ فرما کر کہ "شمارا فنا در ذاتِ بندہ است" مطلع بالکل صاف کر دیا۔ ذاتِ مہدی میں فنا ہو کر خدا کو دیکھنا مخصوص شان رکھتا ہے۔ وہ یہ کہ واسطہ سے مرتبۂ بلا واسطگی کو آپ پہنچ گئے (دیکھو ۳ب) سچ ہے ذٰلک من عزم الامور۔

۶۶ب ۔ پھر فرمایا کہ

۶۶

"ما و شما یک وجود و یک ذات ہستیم درمیانِ ما و شما ہیچ فرقے نیست" (ن ع نمبر ۱۴)

اوپر کی بشارت میں آپ نے جو یہ فرمایا کہ "شمارا فنا در ذاتِ بندہ است" یہاں اس فنا کی شان بھی بتا دی کہ

"میں اور تم ایک وجود اور ایک ذات ہیں۔ مجھ میں اور تم میں کوئی فرق نہیں ہے"

۶۷ب ۔ پھر فرمایا

۶۷ب

"شمارا سیر در ولایت است" (ن ع نمبر ۳۶)

صاحب الصاف نامہ باب دوازدہم میں لکھتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر اخیر تین سال میں زیادہ تر آیتیں ولایت کے متعلق نازل ہوئیں کیونکہ اس وقت

"نبی را سیر در ولایت مصطفیٰ شدہ بود"

سیدنا مہدی علیہ السلام نے یہاں "سیر در ولایت" فرمایا جس سے مراد ہے سیر در ولایت مصطفیٰؐ۔ پس اس بشارت کے صحیح معنی یہی ہیں کہ

"شمارا سیر در ولایت مصطفی است"

سبحان اللہ جو سیر حضرت افضل الانبیا، خاتم الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاصل تھی، نبی مہدی کے صدقے سے بندگی میاںؓ کو بھی اسی انتہائی مرتبہ کی سیر حاصل ہوئی! جس کی شان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قل لوکان البحر مدادًا ...... (سورۂ کہف کا اخیر رکوع)

اور آیۂ لا شرقیۃ ولا غربیۃ (۲۴ پ)

ملاحظہ ہو بشارت نمبر ۲۷ب جو اس سے سات سال قبل آپ کی شان میں وارد ہو چکی ہے۔

۶۸ب۔ پھر فرمایا

۶۸ب "شمارا در ذات بندہ سیر است" (حاشیہ۔ ن ع نمبر ۳۵)

اوپر کی بشارت میں جو فرمایا کہ "شمارا سیر در ولایت است" اس کی توضیح ان الفاظ سے کر دی کہ "شمارا در ذات بندہ سیر است"، کیونکہ ولایت مصطفیٰ حضرت محمد مصطفیٰؐ کا باطن ہے جس کو دوسرے الفاظ میں حضرت مہدی علیہ السلام کی ذاتِ اقدس کہتے ہیں۔

نقلیاتِ بندگی میاں سید عالمؒ میں اوپر کی چاروں بشارتوں کے علٰحدہ علٰحدہ نمبر دے کر ان کو الگ الگ شمار کیا ہے ملاحظہ ہو نمبر ۱۴-۱۵-۳۵-۳۶) ہم نے بھی حضرت کی تتبع کی، اور چاروں کو جدا جدا لکھا۔ لیکن بعض نسخوں میں بعض بشارتیں ملی ہوئی لکھی گئی ہیں چنانچہ

۶۹ب۔ ایک روز فرح المفرح میں بندگی میاں سید خوندمیرؓ نے حضورِ مہدی علیہ السلام میں اپنا معاملہ اس طرح بیان کیا کہ

خ "میراں جی کا وصال ہو گیا، اور میت کو غسل دے کر جنازہ تیار کیا گیا ہے۔ بھائیوں نے اٹھانا چاہا لیکن ان سے مطلق نہ اٹھا بندہ کو تعجب ہوا کہ بھائی کیوں نہیں اٹھا سکتے! اگر بھائی بندہ سے کہیں تو بندہ فوراً اٹھالے۔ پھر بھائیوں نے کہا۔ میاں سید خوندمیر تم اٹھاؤ۔ بندہ نے بڑی ہی سہولت سے اٹھالیا اور لے چلا۔ پھر دیکھا کہ آپ نہیں ہیں، صرف بندے کے دو ہاتھ بندے کے سینہ پر رہ گئے ہیں[۵۸] اور آپ کی ذات بندے میں غائب ہو گئی۔

---

[۵۸] قرینہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جس طرح فاتحہ پڑھتے وقت ہتیلیاں آسمان کی طرف رہتی ہیں اسی طرح آپ کے ہاتھ آپ کے سینہ سے سیدھے لگے ہوئے ہونگے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

حضرت امام علیہ السلام نے سن کر فرمایا

ب ۶۹

"آرے ہمچناں است چنانکہ دیدید۔ ایں بارِ ولایت مصطفیٰؐ است جز شما کسے نیست کہ برداشتن بتواند (انصاف ب ۱۷ و حاشیہ)

و نیز فرمودند کہ

ب ۶۵

شمار افنا در ذاتِ بندہ است (حاشیہ) بندہ و شما ہر دو یک ذات ہستند ہیچ فرق نیست"۔

بعض انصاف ناموں میں لکھا ہے کہ

ب ۶۶

"ما و شما یک ذات و یک وجود ہستیم، درمیانِ ما و شما ہیچ فرق نیست"

انتخاب الموالید کے گیارھویں باب میں یہ معاملہ اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ

خ

"بندگی میاںؒ در فرح چناں دیدند کہ حضرت میراں علیہ السلام را وصال شدہ، و برادراں غسل دادہ جنازہ مستعد کردہ اند، و ہمہ یاراں قصد برداشتن می کنند امّا کسے برداشتن نمی تواند۔ بعدہ بندہ در خاطر گذرانید کہ اگر برادراں بندہ را گویند تا بندہ بردارد۔ پس ہمہ برادراں بندہ را فرمودند کہ سید خوندمیر شما بردارید۔ پس بندہ بآسانی چناں سبک برداشت کہ ہیچ معلوم نشد کہ چیزے برداشتہ است یا نہ۔ و تا برابرِ سینہ برداشتہ قدمے چند رواں شد۔ چہ می بیند کہ ہر دو دستِ بندہ بر سینۂ بندہ ماندہ اند، و ذاتِ میراں علیہ السلام در ذاتِ بندہ غائب شدہ است"۔

چوں ایں معاملہ پیشِ میراں علیہ السلام عرض کردم، فرمودند کہ

ب ۶۹

"آرے تحقیق است، چنانکہ دیدہ اید ہمچناں است۔ ایں بارِ ولایتِ محمد مصطفےٰؐ است، بجز ذاتِ شما کسے طاقتِ برداشتن ندارد و شمار اور ذاتِ بندہ فنائے تمام است"۔

صاحب شواہد الولایت باب بیست و ہفتم میں لکھتے ہیں کہ حضرت میرانؑ فرمودند

ب ۶۹

"آرے تحقیق است، چنانچہ دیدہ اید ہمچناں است، ایں بارِ ولایت مصطفیٰؐ است جز شما کسے طاقتِ برداشتن نتواند و شمار افنا در ذاتِ بندہ است، و ما و شما یک وجود و یک ذات ہستیم، درمیانِ ما و شما ہیچ فرقے نیست"۔

میاں ملک سلیمان عرف جیجی میاں صاحبؒ اپنی تصنیف خاتم سلیمانی ریاضِ اول گلشنِ ششم چمن اول میں تحریر فرماتے ہیں کہ

خ

"روزے در فرح میاںؒ معاملہ دیدند کہ وصال میرانؑ شدہ است، و جنازۂ معلیٰ مستعد کردہ اند، و

ہمہ برادران می بردارند؛ وبندہ جدا ایستادہ می نگرد۔ و در دلِ بندہ می گذرد، کہ اگر مارا فرمایند، تا تنہا جنازہؓ والا بروارد۔ پس برزمین داشتند، وسوے ما نگریستند، وگفتند کہ حالا شما بردارید۔ بندہ بایک دست پایہ اش بآسانی برداشتہ چند قدم رواں شدم۔ ناگاہ چہ می بینم کہ میراں جیؑ نشستہ ہر دو دست مبارک خود در گلوے من انداختہ، و در ذاتِ من غائب شدند۔ حیراں گشتم کہ اگر یاراں گویند کہ میرانؑ را چہ کردید؟ چہ گویمؒ!

پس آں معاملہ پیش میرانؑ عیاں نمودند۔ میرانؑ فرمودند

"اے میاں سید خوندمیر ایں بارِ ولایت است، جز شما کسے برداشتن نتواند شمارا در ذات بندہ فنا است۔ ما و شما یک وجودیم۔ و میانِ ما و شما ہیچ فرق نیست" (تذکرۃ الصالحین میں بھی ایسا ہی لکھا ہے) **۶۹ ب**

اِس بشارت میں کہ "یہ بارِ ولایت ہے تمہارے سوا کوئی نہیں اُٹھا سکتا" سیدنا مہدی علیہ السلام نے بارِ ولایت کے اُٹھانے کو صرف بندگی میاںؓ کی ذات سے مخصوص فرما دیا۔ اور مخصوص کرنے کی وجہ بھی سیدنا مہدیؑ کی اِس بشارت سے معلوم ہو رہی ہے کہ

ختم ولایت بر ذات شماست" (۶۹ ب)

پھر مزید صراحت کے لئے بارِ ولایت اٹھانے کی اَور بھی وجہ یہ بیان فرمائی کہ

"شمارا در ذات بندہ فنائے تمام است" (۶۹ ب)

پھر فنائے تمام کی انتہائی شان بھی بتا دی کہ

"ما و شما یک ذات و یک وجود ہستیم، درمیانِ ما و شما ہیچ فرقے نیست" (۶۹ ب)

پس بندگی میاںؓ نے ذاتِ مہدیؑ میں فنا ہو کر مرتبۂ کمال یکتائی (ما و شما یک ذات و یک وجود ہستیم) حاصل کیا۔ یعنی ذات مہدی بن کر ذات کو اُٹھایا۔ سبھی جانتے ہیں کہ ذاتِ مہدی کیا شان[۱] رکھتی ہے۔ اور دوسرے الفاظ میں "ذات نے ذات کو اُٹھایا" یہ فقرہ تعلیمات مہدی اور دیدار خاص سے تعلق رکھتا ہے۔

---

[۱] بندگی میاں لاڑشہ صحابی مہدیؓ فرماتے ہیں کہ اُسی مرتبۂ احد نے یہاں ظہور کیا پھر الآن کما کان یعنی جیسی کے ویسی خلق کو خدا کی طرف کھینچنے کے لئے ذات نے بشریت کا جامہ پہنا تاکہ ہمجنس بن کر اپنا کام کرے آیۂ یَاْتِیَ اللّٰہُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ۔ ترجمہ اللہ ایک گروہ کو لائے گا اللہ اُن لوگوں سے محبت رکھے گا اور وہ لوگ (یعنی صحابہ مہدیؑ) اللہ سے محبت رکھیں گے (پ۶)، آپ کی شانِ والا کا صریح الفاظ میں اظہار کر رہی ہے۔

ف ۵ شاہِ مرداں کا پسر، شیرِ خدا، بدرِ منیر — حاملِ بارِ امانت، روشن ضمیر، امیر۔ از منور

شاہِ مرداں سے مراد حضرت علی رضی اللہ عنہ۔ شیرِ خدا یعنی اسد اللہ الغالب (ب ۵۱)۔ بدرِ منیر جو کہ پرتو

آفتاب ولایت یعنی ذات مہدی موعود علیہ السلام ہے جس کو دوسرے الفاظ میں مظہر تم کہتے ہیں۔ امیر یعنی اولی

الامر مہدی (ب ۲۸)، ذلک الفضل من اللہ (پ)، وکان فضل اللہ علیک عظیما (پ)۔

نب بندگی میاں ولی یوسف انصاف نامہ باب ہفدہم میں لکھتے ہیں کہ

بندگی میاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فرح مبارک میں حضرت مہدی علیہ السلام ولایتِ مصطفیٰ

کی فضیلت بیان فرما رہے تھے۔ اس مجلس میں بندہ بھی موجود تھا۔ اثنائے بیان میں آپ نے فرمایا

م "فرمانِ خدائے تعالیٰ می شود کہ اے سید محمد ہر جا کہ ختمِ ولایتِ محمد مصطفیٰ شود آنجا بعضے قایم مقام

انبیا باشند"

آپ نے بعضوں کا نام بھی لیا اور بعضوں کو سیرِ ابراہیمؑ اور بعضوں کو سیرِ موسیٰؑ کی خبر دی۔ بندہ نے

عرض کیا۔

خ "میراں جی کسی کو سیرِ مصطفیٰ اور کسی کو سیرِ مہدیٔ بھی حاصل ہوسکتی ہے"؟ فرمایا

نب "آرے شمارا سیر در ذاتِ بندہ است و شما قایم مقام بندہ ہستید" (شواہد ب ۲۷)

ب "آرے شمارا در ذاتِ بندہ سیر است و شما قایم مقامِ ما ہستید" (خاتم گ ۶ چ ۱)

ب "بھائی سید خوندمیر شمارا در ذاتِ بندہ سیر است و شما قایم مقامِ بندہ ہستید (انتخاب ب ۱۱)

اوپر ہی بتا دیا گیا ہے کہ نقلیات بندگی میاں سید عالمؒ میں یہ بشارت "شمارا در ذاتِ بندہ سیر است" پر ختم ہو جاتی ہے

اس لئے۔

ث "و شما قایم مقام بندہ ہستید"

ایک مستقل بشارت قرار دی گئی۔

قایم مقام وہی ہوسکتا ہے جس کو اپنے متبوع میں فنائے تام حاصل ہونے کے علاوہ اس کے کمالات بے

نہایت و اوصاف بے غایت تابع میں آجانے کی وجہ سے تابع اور متبوع ایک ہوگئے ہوں چنانچہ دوسرے مقام پر سیدنا

مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

"ما و شما یک ذات و یک وجود ہستیم۔ درمیان ما و شما ہیچ فرقے نیست" (۲۶)

بندگی میاں سید خوندمیرؓ میں جمیع کمالاتِ غریبہ و اوصافِ عظیمہ ملاحظہ فرما کر امام الانام حضرت مہدی علیہ السلام نے یہ بشارت دی۔ قایم مقام کو دوسرے الفاظ میں خلیفۂ خاص و جانشین کہتے ہیں۔

بشارتِ "قایم مقام" ایک ایسی وسیع اور ہر پہلو کو حاوی بشارت ہے کہ اس میں حوالۂ بینائی ذات اور بدلۂ ذات یعنی شہادتِ مخصوصہ دونوں آجاتے ہیں۔

جب کہ بندگی میاںؓ سیدنا مہدی علیہ السلام کے "قایم مقام" اور آپ کے "قدم بر قدم" ہیں (دیکھو ...)، تو آپ کی ذات سے فیضِ مہدی جاری ہونا نہایت ضروری اور لازمی ہے۔ چنانچہ

۱۷/ب پہلے تو اپنے فیضِ جاریہ کی نسبت سیدنا مہدیؑ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

"پس از بندہ تا قیامت فیضِ مہدی باشد" (معارج ...)

پھر فرماتے ہیں۔

"چنانچہ پس از مصطفیؐ اولیا شدند بعد از مہدی و یارانِ وے اولیا خواہند شد" (معارج ...)

ایک موقع پر حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا

"پس از من تا قیامت مہدی باشد چنانچہ پس از مصطفیؐ و پس از یارانِ مصطفیؐ بعضے اولیاء اللہ کامل شدند۔ چنانچہ بایزید بسطامیؒ و سلطان ابراہیم ادہم بلخیؒ و شیخ شبلیؒ و شیخ جنیدؒ و مثل ایشاں (انصاف ...)

پھر فرماتے ہیں

"کسانے کہ از ما ہستند نابینا نمیرند"۔ (حاشیہ)

پھر فرماتے ہیں۔

"جتے کوئی بندہ کے ہیں دیکھتے دکھلاتے مریں۔ دِیْنْ خدا کی دیکھ برکھا[۱۵] کریں"۔

"ہمارے کوئی (لوگ) دیکھتے دکھلاتے مریں"۔ (لوگ ن ع)

یعنی جو عاشقانِ خدا انہار فیضِ ولایت کا پانی پی پی کر سیراب ہو گئے ہیں وہ خود بینائے حق ہیں اور تا دمِ زیست دوسروں کو بھی دیدارِ خدا سے مشرف کرتے رہینگے یہ پاکانِ خدا اپنی ذاتوں پر ایسے ایسے عطیاتِ الٰہی دیکھ دیکھ کر دوسروں پر بھی فیضانِ الٰہی برساتے رہتے ہیں۔

---

۱۵ - حاشیہ مولود مہدیؑ از تصنیف حضرت سید عبد اللہ عرف سیدا صاحبؒ سنسکرت لفظ ورشا ہے بمعنی برسات پھر حسب قاعدۂ پراکرت و ب سے اور ش کھ سے بدل ہو کر برکھا ہو گیا۔ ۱۲

پھر فرماتے ہیں۔

"مہدی و مہدیاں تا قیامت قایم باشند" (معارج ۱۱ب۔ حاشیہ)

یعنی ذات مہدی اور راہ یافتہ لوگوں (مرشدانِ خدابین و خدانما) کا سلسلۂ رویت بلا انقطاع قیامت تک قایم رہے گا۔ کیونکہ دین دست بدست اور سینہ بہ سینہ چلا آتا ہے۔ انصاف نامہ باب ہفدہم میں لکھا ہے کہ

"حضرت میران فرمودند کہ پس از بندہ تا قیامت از کسانِ بندہ مہدی (ہدایت یافتہ) شوند"

چرا کہ فیض مہدئی منقطع نشود و کسے را کہ در ذاتِ بندگی مہدی سیر باشد یعنی در ولایتِ مصطفی باشد فیض او چگونہ منقطع شود"؟

کسی نے عرض کیا مولانا جامیؒ فرماتے ہیں ؎

"حریفاں بادہ ہا خوردند و رفتند تہی خمخانہا کردند و رفتند"

یہ سن کر آپ نے اس کے جواب میں فرمایا

"ہنوز آں ابر نیساں دُر فشان است خم و خمخانہ از مہر و نشان است"

یہ فرمان جو فیض جاریہ کے متعلق مطلق تھے آپ نے بشاراتِ ذیل میں بندگی میاںؓ کا نام لے کر بندگی میاںؓ کی ذات سے اس طرح مخصوص و مقید کر دیئے کہ

ب۱ؑ "کسانِ ما تا قیامت قایم می باشند در گروہ برادرم سید خوندمیرؓ" (دفتر اول ک ب ۳)

ب۲ؑ۔ پھر فرماتے ہیں۔

ب۳ؑ "اگر بندہ مہدی موعود است گروہ گروہ سید خوندمیر است"۔ (دفتر اول ک ب ۳)

ترجمہ۔ اگر بندہ مہدی موعود ہے تو جماعتیں جماعتیں سید خوندمیر کی ہیں

یعنی جس طرح آپ کا مہدی موعود ہونا یقینی ہے جس میں تل برابر بھی شک شبہ کو گنجائش نہیں ہے۔ اسی طرح کثیر التعداد جماعتوں کا بلاشک و شبہ حضرت صدیق ولایتؓ کے ہو جانا ضروری اور لازمی ہے۔

جبکہ سیدنا مہدی علیہ السلام نے آپ کو سلطاناً نصیراً ناصر ولایت مصطفیٰ (ب۱) فرمایا ہے و نیز برائے زیادت کردن (یدخلون فی دین اللہ افواجاً) و روشن ساختنِ دینِ خود (لیظہرہ علی الدین کلہ) خود خواہد آورد (ب۲) فرمایا ہے۔ اس کے علاوہ آپ کو اپنا قایم مقام (ب) فرما کر وصال کے وقت "بینائی" آپ کے حوالہ فرمائی ہے (ب۷) تو اس بشارت کے یہی معنی ہونگے کہ ہزارہا لوگ آپ کے دست مبارک پر بیعت کرینگے اور آپ پیرِ پیران اور مرشدِ مرشدان بنینگے۔

ب ۷۳ - پھر فرماتے ہیں۔

"چنانچہ ازمن فیض جاری است ہمچناں ازشما فیض جاری خواہد شد و بسیار کساں از سبب بیان ب ۷۳ و لیبخوردۂ شما بخدا خواہند رسید"[۱] (ایضاً)

ب ۷۴ - پھر فرماتے ہیں

"بندہ کے فیض کی نہریں بندہ کے صحابہؓ سے بڑے زوروں سے بہ رہی ہیں جن کا شور بندہ کے ب ۷۴ کانوں میں آرہا ہے لیکن یہ سب نہریں بھائی سید خوندمیرؓ کے دریا سے ملینگی اور اُن کے فیض کا دریا قیامت تک جاری رہے گا۔"[۲]

پس فرمانِ مہدئی سے فیض مہدی بندگی میاںؓ کے سلسلۂ عالیہ میں مخصوص و مقید ہوگیا۔

ب ۷۵ - حضرت امام علیہ السلام نے اس فرمانِ والاشان کو اور بھی واضح اور صریح الفاظ میں اس طرح فرمایا کہ

"وقتے کہ دین از ہر جا برخاستہ شود بر شکم خونزا[۳] فاطمہ تا قیامت قایم باشد" (تذکرہ ۱/ب) ب ۷۵

ب ۷۶ - ایک موقع پر بندگی حضرت میراں علیہ السلام نے یوں بھی فرمایا کہ

"ہمہ درہائے فیضاں مسدود خواہند شد مگر درِ فیضانِ ایں دختر تا قیامت مفتوح خواہد ماند۔"[۴] ب ۷۶

(معارج ۱/۱)

اوپر کی دونوں بشارتوں میں اگرچہ حضرت صدیق ولایت رضی اللہ عنہ کا نام نہیں لیا گیا، لیکن جبکہ آپ کی زوجۂ محترمہ بی بی فاطمہؓ ولایتؓ کے شکم پر آپ کے فرزند حضرت خاتم المرشدؓ سے سلسلۂ فیض جاری رہنے کی بشارت دی گئی ہے تو یہ بشارت فی الحقیقۃ بندگی میاںؓ ہی کے ساتھ منسوب ہے۔

---

[۱] خاتم ض اگ چ۱۔ اخبار ب ۲/۲۔ [۲] تشخیص مہدی مصنفۂ حضرت سید اشرفؒ۔ [۳] خوندکار کا مخفف خوند اور خوند کا مخفف خُن۔ زادہ کا مخفف زا۔ پس خونزا یعنی خوندکارزادی۔ ۳

[۴]

حضرت خاتم المرشدؓ سے فیضِ جاریہ کے متعلق بشارتیں

جن دنوں حضرت ثانیِ مہدیؓ اور بی بی فاطمہؓ چھوٹے تھے، ایک روز دونوں بھائی بہن حضرت امام علیہ السلام کی چارپائی کے نیچے کھیلنے لگے کھیل کھیل میں حضرت ثانیِ مہدی رضی اللہ عنہ اپنی ہمشیرہ کے شکم پر ٹکورے مار مار کر ہنسا رہے تھے حضرت امام علیہ السلام نے یہ دیکھ کر فرمایا

۱۔ "بھائی سید محمود! بر شکم ایں دختر مزنید کہ خدائے تعالی در شکم او چناں فرزندے دہد کہ عَلَمِ زمانۂ ما در زمانۂ او قایم گردد۔" (خاتم گ چ۳ ۔ تذکرہ ۱/ب) م

۲۔ "ایں فاطمہؓ ولایت است۔ ازیں فرزندے پیدا شود کہ در آخر وقت مدعائے من تمامی بر آں فرزند [جاریہ] م

[جاریہ] ثبوت یابد" (انصاف ۲۲)

م

۳۔ معلوم می شود کہ از شکم ایں دختر فرزندے تولد خواہد شد کہ آخر دین ما بر آں فرزند قرار خواہد گرفت" (انتخاب ۱۳)

۴۔ از طرف حق تعالیٰ چنیں معلوم می شود کہ از بطنِ ایں طفل خدائے تعالیٰ یک پسر خواہد داد کہ شمع آخر زماں خواہد شد" (دفتر دوم رکن ۱۱)

۵۔ حضرت خاتم المرشدؓ کی ولادت سے پہلے حضرت صدیق ولایتؓ نے معاملہ میں دیکھا کہ بندگی میراں سید محمودؓ آپ کے گھر تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ

ش

"من درخانۂ شما زود داخل خواہم شد۔ تعظیم من بجا آرید و عزت مرا نگہدارید" (انصاف ۲۲)

گھر آنے سے مراد آپ کا فیض حضرت خاتم المرشدؓ کی ذات میں آنے سے ہے۔

۶۔ جس طرح سیدنا مہدی علیہ السلام نے حضرت خاتم المرشدؓ کی نسبت قبل تولد بشارتیں فرمائیں اسی طرح بندگی میراں سید محمود ثانی مہدیؓ نے بھی حضرت کی ولادت سے پہلے "حسین ولایت" کی بشارت سے آپ کو ممتاز فرمایا۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ

ش

"بندگی میراں سید محمود از زبان مبارک خود "حسین ولایت" فرمودند (حاشیہ)

۷۔ حضرت حسین ولایت کی ولادت ہوتے ہی بندگی میاںؓ نے دائرۂ عالیہ میں ندا کر دائی کہ

خ

۸۔ "تمام صورت بر صورتِ مہدی متولد شدہ است" (تذکرہ ۱)

۹۔ "و سیرتِ آں ذات نیز خواہد آورد بہبینید" (انتخاب ۱۱)

۱۰۔ "ہر کہ مہدی را ندیدہ باشید ایں فرزند را بہبینید کہ عین ظہور اوست"

۱۱۔ "مہدی بی خدائے تعالیٰ شمارا فرزند دادہ است مسمّٰی بنام یک ماموں یعنے میراں سید محمود۔ و قائم مقام یک ماموں یعنی میراں سید اجمل" (تذکرہ ۱)

بندگی میراں سید اجمل کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

پ

"اے سید محمد (مہدی علیہ السلام) اگر سید اجمل را حیات دادمی تا قائم مقام تو کردمے۔ و ایں جائز نیست کہ مقابلِ ذات تو باشد۔" (شمس الولایت و خاتم سلیمانی)

حضرت خاتم المرشدؓ کو آپ کی اخیر عمر میں اللہ تعالیٰ سے جو بشارت دی گئی حضرت خاتم المرشدؓ خود اپنی زبان مبارک سے فرماتے ہیں کہ

ق

۱۲۔ "فرمانِ خدائے تعالیٰ می شود کہ ترا صاحبِ زماں، و صاحبِ فرماں، و حاکمِ زماں کردیم، و خاتمِ مرشداں گردانیدیم۔ ہر کہ پیشِ تو صحیح شد، او مقبولِ درگاہِ ماست" (انتخاب ۱۳)

بعد ازاں بندگی میاں سیدن جی از فرمانِ خدائے تعالیٰ و از اشارتِ ارواح خاتمینؑ و بندگی میاںؓ فرمودند کہ

ق

۱۳۔ "بندہ اگر از خود می گفتہ باشد تا ظالم است، مگر محض از فرمانِ خدائے تعالیٰ مکرر شدہ می گوید کہ ہر کہ را در گروہ مہدی صدقۂ مہدی می رسد، از ہمیں بندہ می رسد، و ہر کہ ایں جا آمدہ صحیح می شود، او مقبولِ درگاہِ خدائے تعالیٰ است" (انتخاب ۱۳)

پھر فرمایا کہ

ق

۱۴۔ "فیضِ مہدی بر بندہ مقید شدہ است" (شواہد ۲۹)

آپ کی ذات قدسی صفات پر فیض مہدی مقید ہونے کی صورتیں یہ ہیں :—

۱۔ حضرت بی بی فاطمہؓ ولایت رضی اللہ عنہا نے جو فیض اپنے والد بزرگوار حضرت مہدی علیہ السلام کی صحبت کے علاوہ آپ کے دہن مبارک کے لعاب سے جو نور ہی نوراً و فیض ہی فیض تھا، حاصل کیا تھا، ماں کے ورثے میں آپ کو پہنچا۔ اور

۲۔ حضرت ثانی مہدیؓ کے فیض سے بھی آپ بہرہ یاب ہوئے۔ اسی طرح

۳۔ والد بزرگوار بندگی میاں سید خوندمیرؓ کا فیض خود بندگی میاںؓ سے بھی حاصل ہوا،

۴۔ اور حضرت خلیفۂ گروہؓ کے واسطے سے بھی ملا۔ چنانچہ بندگی میاں رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

خ "سیدن جو **فیض** بندہ کو مہدی علیہ السلام کے صدقہ سے پہنچ رہا ہے اُس میں سے **دو حصے** تم کو اور ایک حصہ تمام کو دیا جاتا ہے"۔ (حاشیہ)

یوں ماموں کا، ماں کا، والدِ بزرگوار، اور حضرت خلیفۂ گروہ رضی اللہ عنہم کا فیض حضرت خاتم المرشدؓ کی ذات میں مقید ہوا؛ اسی وجہ سے آپ کی ذات **فیض مقید** کہلاتی ہے۔ پھر اس دریائے مقید سے نہریں جاری ہوکر گروہِ پاک کے سلسلہ اور خاندانوں میں پہنچیں۔ پس بنظرِ انہار جاریہ فیض مقید کو **فیضِ مطلق** کہتے ہیں۔ جیسے قندیل کا تیل مقید ہے، اور چراغ کا نور مطلق۔ ولایت مصطفیٰ مقید ہے، اور ولایت عیسیٰ کو جس نے ولایتِ مقیدۂ محمدیہ سے فیض حاصل کیا **ولایت مطلقہ** کہتے ہیں۔ گروہ متقدسہ میں مقید کو مطلق پر ترجیح دیتے ہیں۔ چنانچہ سیدنا مہدی علیہ السلام نے حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت فرمایا کہ

"(۱) از مطلق بمقید رسید"۔ و باز فرمودند کہ (۲) "در گلستان و بوستان پانزدہ سیپارۂ عشق بیان کردہ اند" ونیز فرمودند کہ (۳) "یاے عاشقاں بودند"۔ (انتخاب ب)

حاشیہ ختم

پس مذکورہ بالا بشارتوں سے پایا جاتا ہے کہ **فیضِ ولایتِ مقیدہ**، اور **فیضِ نبوتِ مقیدہ**، دونوں بندگی میاںؓ کے سلسلۂ عالیہ میں قیامت تک قایم رہینگے۔ اور خود بندگی میاںؓ بھی فرماتے ہیں کہ

خ "درسلسلہ وکسان ما اصول دین وفیض ومقصود خدا تا قیام قیامت بمانند انشاء اللہ تعالیٰ" (ن ع)

خ "انشاء اللہ ہمارے سلسلہ میں (۱) اصولِ دین (۲) اور فیضِ باطنی (۳) اور مقصودِ خدا قیامت تک قایم رہینگے"۔ (خلاصہ حصۂ دوم)

اِس فیض جاریہ کی نسبت سیدنا مہدیؑ فرماتے ہیں۔

ھ "جب عیسیٰؑ دوسری مرتبہ آئینگے اُس وقت کچھ عیسیٰ کو دینگے، اور کچھ اُن سے لینگے"۔

پھر فرماتے ہیں۔

ھ "بہتر عیسیٰؑ مارا چیزے دادن خواہند آمد، یا از ما چیزے ستدن (حاصل کرنے کے لئے) خواہند آمد۔ یعنی بہرۂ ولایت ستدن خواہد آمد (انصاف ب۱)

۵ فیضِ مہدی در گروہِ خوندمیری تا ابد ہست جاری از بشارتہائے مہدیِ احد

ثث ۔ ایسے ہی فیض عظیم کی نسبت حضرت امام علیہ السلام نے بندگی میاںؓ کو یہ بشارت دی کہ

"درپیش وے ہفت مہدیِ ہادی شوند دفتر اول ک ش"

مہدی یعنی راہ یافتہ۔ اور راہ یافتہ بھی کیسے ؟ ہادی یعنی خود کامل اور دوسروں کو بھی کامل بنانے والے بندگی میاںؓ نے ان سات خاصانِ خدا کے اسمائے گرامی یہ بتائے ہیں :-

۱۔ بندگی ملک الہدادؓ دبن ملک احمدؓ المخاطب بہ "عبد المومن" از جناب خدا و "مہیمن" و "شاھدِ ھدٰی" از لسانِ صحابہ مہدی علیہ السلام لیکن عام طور سے آپ "خلیفۂ گروہ" کے لقب سے مشہور و معروف ہیں

۲۔ بندگی ملک عبد اللہ بن لاڈؒ (لاڈ شاہ)

۳۔ بندگی میاں سید عطن برادر حضرت صدیق ولایتؓ۔

۴۔ بندگی ملک حماد برادر خورد حضرت خلیفۂ گروہؓ۔

۵۔ بندگی میاں سید خانؓ جی بن سید عمر شمشین پشت از خواجہ بندہ نواز حضرت سید محمد گیسو دراز بلند پرواز صاحب حظیرۂ گلبرگہ شریف واقع ممالک محروسۂ نظام۔

۶۔ بندگی ملک گوہر شہ پولادیؒ۔

۷۔ بندگی میاں ابراہیم خانؒ بن سکندر خاں شاہزادۂ الکھہ ستواسؒ۔

ان سات مبشروں میں اوّل الذکر چار حضرات کو حضرت ولایتمآبؑ نے اُن کے زمانۂ کسبِ معاش ہی میں عطیاتِ خاص ارسال فرما کر اُن کی عزت افزائی کی۔ چنانچہ حسب فرمانِ حضرت مہدیؑ بندگی میاں سید خوندمیرؓ کے نصرپور کاہا (ملک سندھ) سے گجرات روانہ ہوتے وقت آپ نے مندرجہ ذیل عطیات بندگی میاںؓ کے ساتھ ارسال فرمائے۔

۱۔ بندگی ملک الہدادؓ کو اپنی چادر مبارک عطا ہوئی جس میں خلافتِ خاص کی طرف اشارہ تھا۔ چنانچہ اسی ردائے مبارک کی برکت سے آپ پانچوں اصحاب کرامؓ کی بشاراتِ عالیہ سے ممتاز اور فیضیاب ہو کر خلیفۂ گروہ کے لقب سے موسوم ہوئے۔ اور آپ کا فیضِ عام قیامت تک جاری رہیگا۔

۲۔ بندگی ملک حمادؓ کو اپنی دستار مبارک۔

۳۔ بندگی میاں سید عطنؓ کو اپنے پہنے کا لاہہ یعنی یکتائی[ے۲] جس کو اب قمیص کہتے ہیں۔

ے۱ ۔ اُس زمانہ کے بڑے بڑے اُمرا و شرفا کو بارگاہ سلطانی سے "سیدخاں" کا خطاب عطا ہوتا تھا۔ چنانچہ آپ بھی "سیدخاں" کے خطاب سے سرفراز کئے گئے تھے اِس لئے گروہ متقدسہ میں اِسی خطاب سے مشہور ہیں۔ ے۲ یہ دونوں نام اب متروک ہوگئے ہیں۔

۴۔ بندگی میاں سید خاں جی ابن سید عمرؓ کو اپنا کمر بند مبارک۔

ان سات مبشرین مہدی علیہ السلام کو حضرت صدیق ولایتؓ نے ساتؓ چاند کی بشارت دی جس کی صراحت دفتر اول رکن ہشتم باب پنجم میں اس طرح مذکور ہے

خ "نزد بندہ ہفت ماہ اند بر حسب تفاوت مراتب، یعنی دو ماہ بمرتبۂ بدریت رسیدہ اند، و دو ماہ بشب سیزدہم، و دو ماہ بشب دوازدہم، و یک ماہ بشب یازدہم"

ان کی تفصیل اس طرح ہے :۔

۱۔ بندگی ملک الہدادؓ ۱
۲۔ بندگی ملک عبداللہ لاڑؓ ۲
} چودھویں رات کے چاند۔

۳۔ بندگی میاں سید عثمانؓ ۳
۴۔ بندگی ملک حمادؓ ۴
} تیرہویں رات کے چاند۔

۵۔ بندگی میاں سید خاں جی عمرؓ ۵
۶۔ بندگی ملک گوہر شہ پولادیؓ ۶
} بارہویں رات کے چاند۔

۷۔ بندگی میاں ابراہیم خاں سکندر خاںؓ ۔ گیارہویں رات کے چاند۔

۱۔ آپ ۹۰۳ھ میں بمقام پٹن شریف عالم شباب میں حضرت مہدیؑ کے مرید ہوئے ۹۱۹ھ میں ترک دنیا کر کے بندگی میاں شاہ نظامؓ کی خدمت میں تشریف لے گئے جبکہ حضرت ثانی مہدیؓ کا وصال ہو چکا تھا۔ ۹۲۳ھ میں بندگی میاں سید خوند میرؓ کی خدمت میں تشریف لائے ۹۳۰ھ میں حضرت صدیق ولایتؓ کی شہادت کے بعد حسب فرمان حضرت صدیق ولایتؓ آپ حضرتؓ کے جانشین ہوئے۔ اور ۹۴۵ھ ۱۴ رمضان کو حسب بشارت حضرت صدیق ولایتؓ زخم تازہ ہو کر خون بہنے کی وجہ سے آپ کا وصال ہوا۔ مزار مبارک کپڑ بنج (گیند و بنج) میں کھانجی واڑے کی پول (دروازہ) سے حضرت کے خطیرہ کو جاتے ہیں جو چوڑی گروں کے قبرستان کے نام سے مشہور ہے۔ اسٹیشن سے مشرق میں ایک میل پر مہسوز ندی کے کنارے پر واقع ہے۔ آپ حضرت مہدی علیہ السلام اور **پانچوں صحابہؓ کے مبشر** اور **افضل التابعین** کہلاتے ہیں۔

نوٹ ۔ خاکسار نے بشارات بندگی میاںؓ کے سلسلہ میں بشارات و فضائل حضرت خلیفۂ گروہؓ و نیز بشارات و فضائل حضرت خاتم المرشدؓ قلمبند کر دیے ہیں۔ اگر خدا کو منظور ہے تو یہ دونوں رسالے بھی چھپ جائیں گے۔

۲۔ بندگی میراں سید محمود ثانی مہدی رضی اللہ عنہ کے حضور صحابہؓ کے علاوہ تابعین سے بندگی ملک عبداللہؒ اور بندگی میاں ولی جی مصنف انصاف نامہؒ تھے۔ عجب نہیں کہ یہی بندگی ملک عبداللہ ہوں جو آپ کے وصال کے بعد حضرت صدیق ولایتؓ کی صحبت میں آ گئے۔ آپ کا قدم ہمیشہ عزیمت پر رہا ہے۔ بندگی میاںؓ نے آپ کو "برادرم عبداللہ" سے مبشر فرمایا ہے۔ شہادت سے ایک سال قبل یعنی ۹۲۹ھ میں بمقام کھاں بھیل آپ کا انتقال ہوا۔ جس طرح حضرت امام علیہ السلام نے ٹھٹھہ میں بندگی میاں عزیز اللہؓ اور بندگی میاں مخدوم مہاجرؓ کو "مقام مہتر ابراہیم علیہ السلام" کی بشارت دے کر فرمایا کہ "اگر زندہ رہے" [جاری]

پھر فرمایا

خ

"آنہا کہ ناتمام اند تا آنکہ بمقامِ بدریت کہ ماہِ شب چہاردہ می باشد بکمالیت نہ رسند ازیں عالم برداشتہ نشوند"

حسب بشارتِ حضرت صدیقِ ولایت رضی اللہ عنہ جو حضرات ناتمام تھے بدر کامل بن کر بندگی میاں رضی اللہ عنہ کے ساتھ شربتِ شہادت پی لیا" اور بمقام سُدراسن آپ کے زیرِ پائین دفن ہوئے۔

[جاریہ] تو ترقی کرینگے" لیکن ایک کا تیسرے روز اور ایک کا نویں روز انتقال ہوگیا۔ اسی طرح حضرت صدیق ولایتؓ نے بندگی ملک عبد اللہؓ کو یہ بشارت دی کہ

خ

"ملک عبد اللہ را سیر ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام عنایت شدہ بود اگر حیات ماندے ترقی می شدے"
(انتخاب ۵، شواہد ۳۰)

معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا معراجِ کمال ہی تھا لیکن بندگی میاںؓ نے نظر ڈال کر "بدر" بنا دئے۔

۵۳۔ صورت پر سادگی اور آواز نہایت شیریں تھی چنانچہ بندگی میاںؓ فرماتے ہیں کہ

خ

"نزد بندہ چہار ذات آں چناں ہستند کہ چنانچہ صورت دارند ہمچناں سیرت دارند یعنی در ظاہر و معنی ہیچ تفاوت ندارند۔ فاما دو کساں در میانِ شاں آں چناں ہستند کہ اگر مسلمان یا کافر از دور بہ بیند بگوید کہ ایشاں مردانِ خدا اند و دو کسانِ دیگر را ہر کہ بہ بیند بگوید کہ ایشاں نام خدا گفتن ہم می دانند یا نمی دانند"

چوں بندگی میاںؓ را از ایشاں نشاں پرسیدند کہ کیستند؟ فرمودند کہ

"آں دو کساں کہ در پیش دو کساں ظاہر و باطن یکساں مردانِ خدا اند برادرم ملک الہداد و برادرم ملک عبد اللہ اند۔ و دو دیگر برادرم سید عطن و بھائی حماد ہستند۔ (دفتر اول کٹ ۵)

بندگی میاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ نے حضرت سید عطنؓ کو اس بشارت سے بھی ممتاز فرمایا ہے کہ

خ

"چنانچہ موسیٰ علیہ السلام را مہتر ہارونؑ برادر و ہم پشت بودہ است، ہمچناں بندہ را ہم پشت و برادر بھائی عطن است"

۵۴۔ بندگی ملک حمادؓ اور آپ کی بی بی بوا امۃ المنانؒ کے ترک دنیا کر کے حضرت صدیق ولایتؓ کی صحبت میں بندر جیول علاقہ فعاندیش تشریف لیجانے کی کیفیت خاتم سلیمانی کی تیسری جلد میں تفصیل سے مرقوم ہے جو قابلِ دید اور قابلِ تقلید ہے۔ جس طرح سیدنا مہدی علیہ السلام نے بندگی میاںؓ کو بشارت اس واحنا اجساد نا ۷۹) سے ممتاز فرمایا اسی طرح آپ کے صدقے میں بندگی میاںؓ نے بھی بندگی ملک حمادؓ کو اس بشارت سے ممتاز فرمایا کہ

"قالبِ بندہ و قالبِ بھائی حماد در ظاہر دو اند، فاما در حقیقت روحِ ما و روح بھائی حماد یکے است"
(دفتر اول کٹ ۵)

حضرت صدیق ولایت رضی اللہ عنہ جیول سے دائرہ اٹھا کر سلطان پور تشریف لے گئے اس وقت آپ نے اپنا دائرہ [جاریہ]

[جاریہ] بندگی میاں، ملک حمادؒ کو سونپ کر حج بیت اللہ کا قصد فرمایا۔ بندگی میاںؓ کے ساتھ شہادت کے بعد بھی آپ حسب وعدہ اور حسب فرمانِ حضرت صدیق ولایتؓ اپنی بی بی کے پاس مثالی جسم اختیار کر کے آیا کرتے تھے۔ اور آپ ہی نے شہید ہو جانے کے بعد عین الملک کے بھانجے کو توہین و گستاخی کی پاداش میں میدان جنگ میں قتل کیا تھا۔ (خاتم سلیمانی جلد سوم)

۵۵۔ گجرات میں ہندو لوگ چور اور ٹیروں کے خوف سے، و نیز قومیت اور ہم پیشہ ہونے کے لحاظ سے، اور مسلمان پردہ اور خاندانی اتفاق و اتحاد کے خیال سے، اپنے اپنے محلوں کے اطراف دیوار اٹھا کر ایک بڑا دروازہ لگا دیتے تھے۔ باڑی والوں کا محلہ اور سادات حسینی کا محلہ لگا ہوا تھا۔ صرف عالی شان دیوار حائل تھی۔ معاشرتی تعلقات بڑھ جانے سے مستورات کی آمد و رفت کے لئے دیوار میں کھڑکی لگا دی گئی۔ اس وقت سے یہ محلہ کھڑکی وال سادات کے نام سے مشہور رہا اسی وجہ سے آپ کا خاندان **سادات کھڑکی وال** کہلاتا ہے — عین الملک کے حکم سے جو مخصوص **سات سر** کاٹے گئے تھے ان میں ایک سر بندگی میاں سید خاں جیؒ کا بھی تھا۔ قارئین کرام اسی سے خیال فرمائیں کہ زمانۂ کسب روزگار میں بادشاہ کے حضور آپ کی کس قدر وقعت و عظمت ہوگی! — آپ کو حضرت صدیق ولایتؓ بہت چاہتے تھے اور آپ کی نسبت "برادر حقیقی" کے علاوہ اور کئی بشارتیں وارد ہیں۔

۵۶۔ پولادی اور میواتی اِن دونوں خاندانوں کے چند گھر اِس وقت بھی پالن پور میں موجود ہیں حضرت سید ابراہیم عرف بابا صاحب میاں صاحبؒ حیدر آبادی نے اپنی تصنیف **مثنوی گنج شہدا** میں جو بہت صاف اور سلیس اردو اور مؤثر پیرایہ میں لکھی گئی ہے بندگی ملک گوہر شاہ پولادی کا ایک واقعہ لکھا ہے جو اسی کتاب سے نقل کر کے ناظرین با تمکین کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔

ملک شاہ گوہر مصدق تھے ایک — شجاعت میں یکتا شہادت میں نیک
انہوں نے بھی آنے میں تاخیر کی — جنابِ مبارکؓ نے تقریر کی
کہ سر پر تو آپہنچے ہیں مدعی — ہے گوہر کو دیر آنے میں کیوں ہوئی؟
کسی نے کہا اُن کو بیٹی ہے ایک — بہت لائقہ۔ نیک خو۔ بخت نیک
برس آٹھ کی ہے وہ دختر صغیر — وہ ہٹ سے پدر کی ہے دامان گیر
وہ کہتی ہے اِس وقت تم لے کے جاؤ — مجھے پیر و مرشد سے **بیعت** دلاؤ
یہ سنتے ہی حضرت محل میں گئے — کہاں کس جگہ ہے وہ؟ لاؤ اُسے
وہ خدمت میں حاضر ہوئی ایک دم — تو حضرت نے اُس دم بفضل و کرم
کیا اُس کو تعلیم **ذکرِ خفی** — مرید آپ کی الغرض وہ ہوئی۔
ہوئی وہ فنا فی اللہ اک آن میں — وہ باقی ہوئی کشف و عرفان میں
گیا فیض یہ رائگاں پھر نہ مفت — ہوا **شاہ یعقوب**[۵۷] سے اُن کا جفت
خدا نے کی اُن پہ کرم کی نظر — کہ پیدا ہوئے پیٹ سے دو پسر
پسر اک خوش اطوار **یوسف** جمال — دوم **شاہ خنمیرؒ** فرخ خصال
ہوا اِن سے جاری وہ فیض ابد — ملائک کو تھا جن پہ رشک و حسد
عجب پاک تھی ذات اللہ معک — کہ ہے فیض جاری قیامت تلک

[جاریہ]

بندگی میاں ابراہیم خاں بن سکندر خاںؓ سابق شہزادۂ الکھ سنتواس کا اسم مبارک فہرست شہدائے جنگِ بدرِ ولایت میں داخل تھا۔ آپ کو حضرت صدیق ولایت رضی اللہ عنہ نے گیارہویں رات کے چاند سے مُتبشّر فرمایا، معاً یہ بھی بشارت دی تھی کہ "چودھویں رات کا چاند بن کر واصل حق ہو نگے"۔ چنانچہ حسب بشارتِ حضرت صدیق ولایتؓ آپ قمرِ کامل بن کر، بالفاظ دیگر مرتبۂ کمالِ رویت حاصل کر کے، اپنے آقا کے ساتھ بمقام سدراسن شہید ہوئے، اور گنج شہدا آپ کا مدفن بنا۔ بتاریخ ۱۴ شوال ۹۳۰ھ مطابق ۱۵ اگست ۱۵۲۴ء روز جمعہ۔ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (۲۱/۱۵)

بندگی میاں ابراہیم خاں کے سیرو سلوک اور شانِ رویت کی نسبت بندگی میاں سید برہان الدینؒ نے اپنی تصنیف دفتر اوّل رکن ہشتم باب پنجم میں جو کیفیت لکھی ہے یہاں بجنسہ درج کی جاتی ہے:۔

ونیز بشاراتِ بندگی میاںؓ درحقِ ماہِ شبِ یازدھم کہ آخریں ہفتمی ماہ است کہ بندگی میاں ابراہیم خاںؒ بن سکندر خاں کہ پادشاہ زادۂ الکھ سنتواس اند ہم بسیار است لیکن بطریق اختصار آنکہ

نقل است کہ در آں ہنگام کہ صحابۂ کرام حضرت امام علیہ السلام با بندگی میاںؓ مخالفت، کہ بزبانِ موعود علیہ السلام بود، میکردند۔ در آں وقت حضرت صدیق ولایتؓ تابعانِ خود را فرمودند کہ

خ "زنہار ہشیار باشید کہ ایشاں اصحاب، و مبشراں، و منظورِ نظرِ صاحب زماںؑ ہستند، و حکم ایشاں شدہ است، و ایشاں از زیاں گذشتہ اند۔ اگر بندہ را بکشند، و ذرہ ذرہ کنند خدائے تعالیٰ ایشاں را نخواہد پرسید و در میانِ شما اگر کسے بچشم غیظ بہ ایشان نظر کند زیاں زدہ گردد۔ و منصفیِ ما و برادرانِ ما بحضورِ میراں علیہ السلام خواہد شد"

القصہ چوں میاں ابراہیم خاںؓ نو ترکِ دنیا کردہ آمدند، و در صحبتِ بندگی میاںؓ مشرف شدہ بودند۔ چوں چنیں معاملۂ مخالفت شنیدند، در دلِ او شاں دغدغۂ فراواں شد کہ ایں چہ معاملہ است کہ مہاجران در شان بندگی میاں چناں و چناں حکم ضلالت می کنند، مع ذالک بندگی میاں درحقِ شاں چناں حکم ایمانِ قطعی و نفیِ زیاں می فرمایند پس حالِ ما بیچارگاں کہ درمیان حیران ماندہ ایم، چہ خواہد شد! و چہ کار کنیم! و کجا رویم! یعنی اگر بر گفتۂ مہاجراں اعتقادِ بد بر بندگی میاں سکنیم، بر حکمِ بشارتِ حضرت امام آخر زماںؑ زیاں زدہ می شویم؛ و اگر بواسطۂ

[جاریہ]

۱ھ آپ کا اسم مبارک بوا بی بیؒ ہے۔ ۲ھ بندگی میراں سید یعقوب حسن ولایتؓ۔ ۳ھ بندگی میراں سید یوسفؒ
۴ھ۔ بندگی میراں سید خوندمیرؓ۔

مخالفتِ بندگی میاں برہماجراں اعتقاد بدمی کنیم، برحکم فرمودۂ بندگی میاں ہم زیاں زدہ می گردیم ـــ آخر الامر خانِ مشارٌالیہ در دلِ خود چنیں قرار دادند، کہ دریں معاملہ مارا بہتر و اَولیٰ تر آں خواہد بود کہ، بزیارتِ کعبۃ اللہ زاد اللہ شرفہا بردیم، دیگر ہیچ تدبیر نہ ماندہ است۔ برخاستند و بغیر از رخصتِ صدیق ولایتؓ بطرفِ خانہ مبارک روانہ شدند۔

حاصل القصہ چوں بشرفِ زیارتِ خانہ مبارک مشرف گشتند، چہ می بینند کہ زنجیرِ اندرون خانہ مبارک بندگی میاںؓ از دست مبارکِ خود گرفتہ می فرمایند کہ

خ "اے ابراہیم خاں، دریں جا آمدہ خوب کردی، ما ایں جا ہستیم و آں جا ہم ہستیم"

چوں خانِ مشارٌالیہ را دیدارِ حق تعالیٰ در مشاہدۂ ذاتِ بندگی میاںؓ عنایت شد، دغدغۂ کلیہ کہ داشتہ بودند، از خاطرِ ایشاں برطرف شد۔ وہمہ خللہا کہ بردلِ خانِ مذکور واقع شدہ بود، زائل گشت۔ درہماں ساعت باصدق و اعتقاد و محنت بطرفِ بندگی میاںؓ مراجعت کردند، و بمدتِ معلوم درخدمتِ صدیق ولایتؓ رسیدند۔

نقل است کہ چوں میاں ابراہیم خانؒ درجائے کہ بندگی میاںؓ ساکن بودند، آمدند، و باذاتِ بندگی میاںؓ دیدہ ورشدند۔ بندگی میاںؓ ودحال برخاستند، و درخانہ تشریف آوردند، و با میاں مذکور ملاقات نکردند و میاں مشارٌالیہ باشوقِ بے نہایت، و عشقِ بلاغایت داشتہ آمدہ بودند۔ و در غلبۂ اشتیاقِ ملاقاتِ بندگی میاںؓ خبر از درو دیوار ندا شتند، و دھکۂ سر درگاہ خوردہ بیہوش افتادند۔

ثم من بعد ذالک بندگی میاںؓ برسرِ شاں باکرم و لطف قدیم سعادت فرمودہ بشرفِ ملاقاتِ خود مشرف ساختند۔ دریں باب یا مرادِ اولو الالباب بندگی ملکؓ پرسیدند کہ

"میاں جی[۱]، ابراہیم خاں باشوقِ بسیار آمدہ بود، در ملاقات نکردن چہ مقصود بود"

بندگی میاںؓ فرمودند کہ

خ "آرے، ابراہیم خاں را در خانہ مبارک در مشاہدۂ ایں بندہ تجلّیِ حق عنایت شدہ بود، و در صورتِ ایں بندہ رویتِ ذاتِ مطلق مرحمت گشتہ است۔ و بہ آں شوقِ

۱۔ سیدنا مہدی علیہ السلام کو "میراں جی" اور حضرت صدیق ولایتؓ کو "میاں جی" کہہ کے مخاطبت کرتے تھے۔ اور حضرت خاتم المرشدؓ اور آپ کی اولاد کو، اسی طرح فرزندانِ مہدی کو بھی گجرات اور ماروا ڑی رسم کے مطابق "میاں صاحب" کہہ کے پکارتے تھے اور پالن پور میں اب بھی پیرزادوں کو میاں صاحب ہی کہتے ہیں۔ یہ لفظ "حضرت" اور "خوندکار" کی جائے پر بولا جاتا ہے۔ ۱۳

تمام، واشتیاقِ تمام داشته می آمد۔ دفترِ دے قوی است۔ در وقتے کہ محبوبِ خود را درمی یابد، و
باقوّتِ خود فرا می گیرد، آزار می رساند چوں ذاتِ بندہ ضعیف بود، بنا بریں ملاقات نکردم۔"
(بندگی میاںؓ)

القصہ چوں حق سبحانہ و تعالیٰ خواست کہ دغدغۂ میاں ابراہیم خاں را برطرف کند، و ایشاں را بہ مرتبۂ عالی و درجۂ
معالی برساند، چنیں مرحمتِ رویتِ خود در مشاہدۂ بندگی میاںؓ کہ مظہرِ رحمان بود، عنایت کرد، و در
تحتِ اقدامِ آں حضرت آورد، و از صحبتِ صدیقِ ولایتؓ بلا دغدغہ و تردد مشرف فرمود، تا ایشاں از دل
و جاں در صحبتِ بندگی میاںؓ خرّم و شاداں بودند۔

نقل است کہ بعد از مدتِ روزے میاں ابراہیم خاںؓ در خدمتِ صدیقِ ولایتؓ آمدند، و حالِ خود عرض
کردند کہ

"میاں جی - از طرفِ حق تعالیٰ چناں معلوم می شود کہ اے ابراہیم خاں ترا مقامِ آدم صفی
اللہ عطا کردیم۔"

بندگی میاںؓ فرمودند کہ

خ

"اے ابراہیم خاں بروید، در کارِ خود باشید۔"

بعد از مدتِ باز در حضرتِ صدیقِ ولایتؓ آمدند و بہماں طریق عرض رسانیدند کہ

"از طرفِ حق تعالیٰ چناں معلوم می شود کہ ترا مقامِ نوح نجی اللہ و مقامِ ابراہیم خلیل اللہ
عنایت کردیم۔"

بندگی میاںؓ ہماں جواب دادند کہ بروید در کارِ خود مشغول باشید کہ خدائے تعالیٰ ترقی کناد۔ کذٰلک بعد از چند ایام در
حضورِ صدیقِ امام آمدہ گفتند کہ

"از طرفِ حق تعالیٰ چنیں معلوم می گردد کہ اے ابراہیم خاں ترا مقامِ موسیٰ کلیم اللہ و عیسیٰ
روح اللہ عنایت کردیم۔"

باز بندگی میاںؓ ہماں جواب دادند۔ ہمچناں بعد از قلیل الزماں آمدند و عرض کردند کہ

"اکنوں مقامِ محمد رسول اللہ و مہدی مراد اللہ عنایت می شود۔"

بندگی میاںؓ فرمودند "باکارِ خود مشغول باشید" میاں مشار الیہ عرض کردند کہ

"میاں جی - بعد ازیں ہم ہیچ مقام ماندہ است؟"

بندگی میاںؓ باتنبیہ فرمودند کہ

"اے میاں خدائی خود را مقید می کنید کہ ہمیں است! بروید با کارِ خود مشغول باشید وقصدِ ترقی کنید۔"

آوردہ اند کہ بعدِ چند روز باز آمدند وعرض کردند کہ

"میاں جی۔ اکنوں از طرفِ حق تعالیٰ چناں معلوم می شود کہ

"اے ابراہیم خاں، بروکہ ترا مقامِ مرشد تو عنایت کردیم"

بندگی میاںؓ دریں جا باہیبت وجلالت جواب فرمودند کہ

خ "اے ابراہیم خاں ہشیار باش کہ چہ می گوئی! اگر چنیں است پس ببیں کہ سر تو بر قالبِ تو ہست یا نیست"؟

ابراہیم خاں عرض کردند کہ

"سر بر قالب من نیست۔"

فرمودند کہ

خ "برو۔ کارِ تو تمام شدہ است۔"

اے عزیز باتمیز بداں کہ ایں ہمہ عنایات ومقامات ومرحمتِ جملہ درجاتِ عالی کہ بابشاراتِ عیاں بیان شد خاصۃً آخرین ہفتمی یارِ ثانیِ امیر الابرار کہ ماہِ شبِ یازدہمی است چنیں بودہ است۔ پس خصائص یارانِ خاص، وفضائلِ خداوندانِ اخلاص کہ بر شبۂ ماہ ہائے شبِ چہاردہی بودہ اند، چہ خواہد بود! خدائے تعالیٰ می داند، وایشاں می دانند کہ چہاچہا دادہ شدہ اند، دیگر ہیچ کس را طاقت وقدرتِ آں نیست کہ فضائل ایشاں را شرح دہد۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من عباد اللہ فی ای بلاد ما شاء۔

دیگر بندگی میاںؓ ہم شمۂ فضائلِ شاں کہ ماہِ شبِ چہاردہی اند مثلاً بندگی ملک الہداد صاحب الارشاد مجملاً دریں جا می فرمایند وبشارتِ پُر اشارت می نمایند۔ باید کہ برائے للہ فی اللہ نیکو بشنود ودریابد کان فی ذلک آیات لاولی الالباب۔

نقل است کہ دراں وقت میاں ابراہیم خانؒ بحضورِ امیرِ وقتؓ معاملۂ خود آوردند، بندگی ملک الہداد حضرتِ صدیقِ ولایتؓ حاضر بودند۔ بعد از شنیدنِ معاملاتِ میاں مذکور، وعطائے مقاماتِ شاں، کہ

بالا مسطور شدہ بحضورِ پُر نور عرض کردند کہ

"میاں جی۔ آنچہ مقامات بود خداے تعالیٰ ابراہیم خاں را عنایت کرد، پس مقام ما چہ خواہد بود؟"

بندگی میاںؓ فرمودند کہ

خ "بھائی داود۔ خداے تعالیٰ آنچہ شمارا عطا کردہ است بمقابلۂ آں عطا ہا ابراہیم خاں را آں قدر داده است کہ درمیان دو انگشت گنجایش می شود"

ونیز نقل است کہ بندگی ملکؓ از ثانیِ امیر الابرارؓ درباب شرحِ مقامات استفسار کردند کہ

"میاں جی۔ مرادِ عطاے ایں مقامات چیست؟"

بندگی میاںؓ فرمودند کہ

خ "مقصود از عطاے مقامات آں است کہ در بہشت ہر نوعے کہ جاے پیغمبران اولو العزم صلواۃ اللہ علیہم اجمعین باشد ہمچناں خداے تعالیٰ میاں مذکور را جاے در بہشت عنایت می کند کہ میاں مذکور در بہشتِ انبیاے مذکور بروَد و باز در بہشتِ خود بیاید، و مقام خود معائنہ کند و ہیچ نقصانیت نہ بیند کہ افسوس خورد۔ فاما در قرب خداوند عز وجل کہ درمیانِ انبیاء اولو العزم علیہم صلواۃ الرحمان و درمیانِ خانِ مذکور تفاوتِ بسیار و بے شمار باشد کہ حدّش ندارد"

نیز نقل است کہ بندگی ملکؓ عرض کردند کہ

"میاں جی دریں چہ مقصود بوده است کہ ابراہیم خاں را عطاءِ مقاماتِ انبیاء اولو العزم علیہم صلواۃ الرحمان قرار ندادند، و بر مقامِ مرشد او دلاسا کرده قرار فرمودند"

دریں باب بندگی میاںؓ بر سبیلِ تمثیل جواب عنایت کرده چنیں فرمودند کہ

خ "چنانچہ بچۂ شیر خوارہ در گریہ می شود، مادر و پدر، و جملہ خویشاوندان، و غیرِ شاں در تسلیِ خاطرِ آں بچہ کوششِ بسیار می کنند، و بہر نوع دلاسائی بے شمار می نمایند کہ خاموش شود، و تسلیِ خاطرش حاصل آید۔ آں بچہ مذکور نمی فہمد، و خاموش نمی شود۔ و چوں دایہ کہ باوے خو کرده است، و آشنا شده است، می آید، و تسلی می دہد، درحال قرار می گیرد، و تسکین می شود۔ ہمچناں ابراہیم خاں را بر مقامِ مرشد وے تسلی داده شد"

۴۸ب - اِن ہی بشاراتِ عالیہ وفیضِ جاریہ کے سلسلہ میں سیدنا مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ

م "بینائی حق تعالیٰ بارِ امانت است، و بار امانت ہمیں دو تن ادا کردند، یکے محمد خاتم النبیؐ و دیم محمد خاتم الولی"

جس طرح حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا مہدی علیہ السلام کی نسبت فرمایا

ن "یقفو اثری و لا یخطی" ترجمہ۔ وہ میرے قدم بقدم چلینگے اور خطا نہ کرینگے"

اسی طرح سیدنا مہدی علیہ السلام نے آیۂ

م قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ

ترجمہ:- کہو (اے محمدؐ) کہ یہ میری راہ ہے۔ میں اور جس نے میری پیروی کی اللہ کی طرف بینائی پر بلاتے ہیں (پ۱۳)، پڑھی اور فرمایا کہ مراد از مَنْ (بمعنی جس نے) ذات بندہ است"

پھر بندگی میاںؓ سے مخاطب ہو کر آپ نے یہی آیت پڑھی اور فرمایا

۴۸ب "چناں چہ بندہ قدم بر قدم محمد مصطفےؐ است ہمچناں شما قدم بر قدم بندہ ہستید"[طلہ]

اس بشارت سے واضح ہے کہ بندگی میاںؓ قدم بر قدم حضرت محمد مصطفیٰؐ و نیز حضرت محمد مہدی مراد اللہؑ ہیں۔ پس آپ میں جمیع کمالات باستثناے نبوت و مہدیت وختمیت موجود ہیں۔ اور جب کہ آپ کی ذات جامع کمالات ہے تو جس طرح حضرت محمد رسول اللہؐ اور حضرت مہدی مراد اللہؑ اصالۃً داعی الی رویت اللہ ہیں، بندگی میاںؓ بھی بحیثیت تبعیتِ تام، داعی اِلی رویت اللہ ہیں۔ لوگوں کو اللہ کی طرف بینائی پر بلانا ایسا جلیل القدر عہدہ ہے کہ اِس سے بالاتر کوئی عہدہ نہیں ہے؛ کیونکہ عبادت، ریاضت، ذکر، فکر، مراقبہ، مشاہدہ، فرائض، دلائل یعنی حدودِ دائرہ کی پابندی، سب کی علتِ غائی، اور زندگی کا مقصودِ اصلی بینائی خدا ہے۔ سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں

م ما را برائے دیدنِ یار آفریدہ اند ورنہ وجودِ ما بچہ کار آفریدہ اند

بینایانِ حق ہی فیض مہدئی سے خاص طور پر مشرف ہوتے ہیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ

م "ما مذہبِ بصیران آوردہ ایم"

پھر فرماتے ہیں

طلہ۔ ن ع۔ اخبار ب ع۔

م

"مہدا اے را دیدنی است باید دید۔"

م

پھر فرماتے ہیں۔

"تصدیق بندہ بینائی خدا۔"

سیدنا مہدی علیہ السلام نے یہ عہدۂ بینائی بندگی میاںؓ کے حوالے کیا چنانچہ صاحب شواہد الولایت باب بیست وہفتم میں تحریر فرماتے ہیں کہ

ق

"فاعلم ایہا المصدق حضرت میران علیہ السلام بفرمان حضرت رحمان، چنانچہ صفتِ ذاتِ خود، کہ "قاتلوا وقتلوا" بود، بہ تابع تام خود بہ میاں سید خوندمیر صدیق اکبرؓ حوالہ نمودند، ہمچناں بفرمانِ حضرتِ معبود، صفتِ ذاتِ خود، کہ "بینائی حق" بود، بوقتِ رحلتِ آنحضرتؐ بہ میاں سید خوندمیر حوالہ فرمودند۔"

اسی طرح انتخاب الموالید باب یازدہم میں لکھا ہے کہ

"بشارتِ پنجاہ ویکم آں کہ بوقت آخر صفت خاص ذاتِ خود کہ خواندن بطرف بینائی حق است حوالۂ بندگی میاں کردند۔ کقولہ تعالیٰ قل ھٰذہٖ سبیلی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔"

اس سے قبل سیدنا مہدی علیہ السلام نے آپ کو ان بشارتوں سے ممتاز فرمایا تھا کہ

م

"شما اسد اللہ الغالب ولایت مصطفیٰ ہستید" (ب ۵۱)

"آن فرزند ولایتِ مصطفیٰ سید خوندمیر است" (ب ۵۲) "شما قایم مقام بندہ ہستید" (ب ۔)

"دریں جوے کسے کہ دنیا را پُر بلا دانستہ شب و روز قصدِ بیروں آمدن می کند آں را حضرت محمد مصطفیٰؐ، و بندہ، و شما، دور می کنند زیرا کہ محمد مصطفیٰؐ و بندہ و شما جدا نیئم یکے ہستیم" (ب ۵۳)

اس بشارت میں سیدنا مہدی علیہ السلام نے طالبانِ حق کو کارِ خدا نمائی میں اپنے اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بندگی میاںؓ کو بھی شریک فرمایا۔ مندرجہ بالا بشارتوں سے صاف ظاہر ہے کہ فرمانِ مہدیؑ سے بندگی میاںؓ داعی علیٰ البصیرۃ ہیں۔

راقم آثم نے بندگی میاں شاہ دلاور رضی اللہ عنہ کے مقبول ومنظور رسالہ "چھ نشریف" کی ابتدا میں تیمناً وتبرکاً حضرت صدیق ولایتؓ کے چند صفاتی نام متقدمین کی تحریرات سے جو کہ علی العموم سیدنا مہدیؑ کی بشارتوں کا لبِ لباب ہے، لکھے ہیں جن میں ایک نام داعی علیٰ بصیرۃ ہے، جس کی توضیح وتفہیم اوپر کر دی گئی ہے۔ جس طرح

اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کا ظلّ باستثنائے الوہیت وخالقیت سرورِ دوعالم حضرت محمد مصطفیٰؐ کے اسمائے مبارک ہیں اسی طرح بندگی میاںؓ کے اسمائے توصیفی بھی بحیثیتِ "تابع تام" "وقایم مقام" و "مظہرِ اتم" "وخلیفۂ خاص" ہونے کے اپنے آقا حضرت مہدی علیہ السلام کے اسمائے حسنیٰ کا پرتو ہیں بس داعی علی البصیرۃ اصالۃً حضرت خاتمینؑ کا اسمِ گرامی ہے اور تبعاً بندگی میاںؓ کا نام ہے۔

بندگی میاں ملک جی مہری صحابی و مہاجر مہدیؑ بندگی میاںؓ کی شان میں لکھتے ہیں۔ ؎

حمد و شکرِ بے عدد حق را کہ بعد از ذاتِ او (مہدیؑ)

بررہِ اُدْعُوْا اِلَی اللّٰہ خلق رہبر یافتہ

ملاحظہ ہو دیوانِ مہری جو بندگی میاںؓ کے ملاحظہ میں اول سے آخر تک آچکا ہے اور مقبول مسلّم گروہ ہے آپ جنگ بدر ولایت واقع سدراسن شریف میں بندگی میاںؓ کے ساتھ شہید ہوئے اور وہیں آپ کے زیرِ پائیں مدفون ہیں۔

قُلِ اللّٰھُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ ..... ترجمہ (اے محمدؐ) کہو کہ اے اللہ تو (سلطنتِ دنیاوی ونیز سلطنتِ روحانی اور ملک روحیت) کا بادشاہ ہے جس کو چاہتا ہے حکومتِ (دیدار) عطا کرتا ہے .....

جو ذات کہ "قدم بر قدم مہدیؑ" اور "قایم مقام مہدیؑ" اور "داعی علی البصیرۃ" ہو اس کا جسم کس اعلیٰ پیمانہ پر پاک اور مطہر ہونا چاہئے اور جس میں ایسی خصوصیت ہو کہ کسی میں یہ بات نہ پائی جائے اس کی نسبت ذیل کی بشارت کیا خوب روشنی ڈالتی ہے۔

ب ۷۹۔ سیدنا مہدی علیہ السلام نے بندگی میاں سید خوندمیرؓ کو مخاطب کرکے حدیث اَرْوَاحُنَا اَجْسَادُنَا وَاَجْسَادُنَا اَرْوَاحُنَا سے اس طرح مُبشّر فرمایا کہ

ب ۷۹ "بھائی سید خوندمیر شما ارواحنا اجسادنا ہستید دخاتم گت چلے"

یعنی "ہماری روحیں ہمارے جسم ہیں اور ہمارے جسم ہماری روحیں ہیں" حضرت نظامی گنجوی (بلہ) آنحضرتؐ کے جسم اطہر کی شان میں لکھتے ہیں۔ ؎

ہمہ دیدہ گشتہ چو نرگس تنش نماندہ یکے خار پیرامنش

لہ۔ تغیراتِ زمانہ کے ساتھ ناموں کا تبدل بھی دیکھئے گنجہ کا موجودہ نام الی زابیتھ پور Elizabethpoor اور ضلع گرجستان کا نام بدل کر جیوزجیا Georgia ہو گیا جہاں گنجہ واقع ہے۔ ماخوذ از Geographical Encyclopedaea Britannica.

حضرت مہریؓ سیدنا مہدی علیہ السلام کے جسم مبارک کی تعریف میں فرماتے ہیں :- ؎

لامکاں بے نشاں بُوَد وطنش صِبْغَةَ اللّٰہ گونۂ بدنش

وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰہِ نعتِ تنش ہرچہ ہست از ولایت ست ظہور

آیت اس طرح ہے صِبْغَةَ اللّٰہِ ج وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰہِ صِبْغَةً ترجمہ۔ اللہ کے رنگ میں (رنگے گئے) اور اللہ (کے رنگ) سے اور کس کا رنگ بہتر ہے" ؟ (پ ۱)

جس طرح حضرت مہدی علیہ السلام کا بول و براز نظر نہیں آتا تھا، بندگی میاںؓ میں بھی حضرت مہدی علیہ السلام کے صدقہ سے جسم سے بشری کثافت دور ہو کر جان کی لطافت پیدا ہو گئی تھی اور بندگی میاں کا بھی بول و براز نظر نہیں آتا تھا۔ زمین پر صرف تری رہ جاتی تھی۔ ناظرین کرام غور فرمائیں کہ کس انتہا درجہ کی فنائیت اور یکتائی میں یہ بات حاصل ہوتی ہے۔

بشارتِ "شما را در ذاتِ بندہ فنائے تمام است" (ف ۷۵) "ما و شما یک ذات و یک وجود ہستیم درمیانِ ما و شما ہیچ فرق نیست" (ف ۷۵) ونیز بشارتِ "شما قایم مقامِ بندہ ہستید" (ف ۷۵) ان تینوں بشارتوں کی یہ عملی شان پیدا ہو گئی کہ بول و براز تک نظر نہیں آتا تھا، بلکہ ایک کے جسم مبارک کا کپڑا اور جوتا بھی دوسرے کے جسم اطہر پر ازخود آجاتا تھا۔ زہے نصیب بندگی میاںؓ کے کہ آپ کو ذاتِ مہدی میں ایسی فنائیت اور یکتائی حاصل ہو گئی جو صدہا سال کی محنتِ شاقہ سے بھی پیدا نہیں ہو سکتی۔ اس بشارت میں بھی اشتراک فی الدرجاتِ مہدی کی جھلک آرہی ہے۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

یہ امر ملحوظ رہے کہ حدیث ارواحنا اجسادنا...... میں صیغۂ جمع سے مخاطبت کی گئی ہے۔ جس کے یہ معنی ہونگے کہ نبی مہدیؑ کے طفیل سے صدہا عاشقانِ خدا اور عارفانِ الٰہی کو یہ دولت نصیب تھی، اور قیامت تک ہوتی رہے گی کیونکہ یہ تو یقینی امر ہے کہ فیض مہدی قیامت تک جاری ہے پس جبکہ فیض مہدی قیامت تک جاری ہے تو اُس کا اثر بھی قیامت تک جاری رہنا لازمی ہے۔ ہاں فرق اتنا رہا ہے اور رہے گا کہ بندگی میاںؓ کا پیشاب پیخانہ نظر نہیں آتا تھا صرف زمین پر تری رہ جاتی تھی اور دوسروں کے لئے نہ تو یہ خصوصیت تھی اور نہ ہوگی۔

سیدنا مہدی علیہ السلام کی تعلیم و تلقین اور اُس کا اثر تو دیکھئے کہ آپ فرماتے ہیں کہ

"جو بندہ کے (میرے) ہیں قبر میں پڑے رہنے نہیں آئے بندہ اِس ہاتھ دیتا ہے خدا اُس ہاتھ لیتا ہے" ۱۵

قبر کو بیٹھ لگی نہ لگی اور اٹھالئے جاتے ہیں" پھر فرماتے ہیں صرف روپوش ہوتے ہیں"
چنانچہ کاہا میں آپ کے ۴۰ صحابہؓ فقر و فاقہ کی برکت سے جو کہ

حدیث "الجوع طعام اللہ"

کی شان رکھتا ہے شہید ہوگئے اور آپ نے اُن کو ایک کھیت میں دفن کیا۔ کھیت والے کے یہ شکایت کرنے پر کہ آپ کے فقیروں نے مُردے دفن کرکر کے میرا سارا کھیت خراب کر ڈالا۔ آپ نے اوپر کی بشارت بیان فرماکر یہ اضافہ کیا کہ ہم کسی کا نقصان روا نہیں رکھتے۔ جاؤ قبریں کھود ڈالو" لیکن قبروں میں تھا کیا جو نکلے۔ وہ تو سرتاپا نظر بن گئے تھے۔ چنانچہ ایک بزرگ شرطِ دیدار کی نسبت فرماتے ہیں ۵

پائے تاسر یک نظر باید شدن ۔۔۔ تاتواں کردن تُرا نظارۂ

میرے مرشد حضرت سید سعد اللہ صاحب مرحوم نے مثنوی زبدۃ العرفان حصۂ سوم میں اس واقعہ کو اس طرح منظوم کیا ہے :۔

"جسمِ مہدیؑ کا سراسر جان ہے ۔۔۔ جان اُس کی سربسر ایمان ہے
جو کوئی تھے اُس کے منظورِ نظر ۔۔۔ کچھ نہیں تھا جسم کا اُن میں اثر
اُن کے تن شبلِ نظر شفاف تھے ۔۔۔ سب کثافت کے اثر سے صاف تھے
مر گئے تیاسی مہاجر ایک روز ۔۔۔ عاشقانِ مہدیِ عالم فروز
دائرہ کے پاس تھا جو ایک کِشت ۔۔۔ اُس میں سب مدفون ہوئے اہلِ بہشت
کھیت کھودا کنبیوں نے سربسر ۔۔۔ کچھ نہ پایا قبر میں اُن کا اثر
صاف فرماتے ہیں مہدی ہدیٰ ۔۔۔ "دیتے ہیں ہم اور لیتا ہے خدا"
کر تو جان و تن کو اپنے مہدوی ۔۔۔ مہدوی بن۔ مہدوی بن۔ مہدوی
فیضِ باطن سے ہے ظاہر کو سدا ۔۔۔ جاں سے دل کو اور دل سے ہے تن کو عطا

[حاشیہ صفحہ ۱۵۶] ۵ ۔ سیدنا مہدی علیہ السلام کی عادت مبارک تھی کہ آپ اپنے کو ہمیشہ بندہ کہہ کے بات کرتے تھے اسی طرح حضرت صدیق ولایتؓ بھی اپنے کو بندہ ہی کہتے تھے۔ جیسے بندہ یہ کہتا ہے یعنی میں یہ کہتا ہوں۔ اس میں نکتہ یہ ہے کہ میں کہنے میں انیت کا اظہار ہوتا ہے اور بندہ (یعنی عبداللہ۔ عبدہٗ) کہنے میں کمال نیستی اور تسلیم پائی جاتی ہے اور جہاں انیت سرد ہے۔ حضرت عین القضاۃ ہمدانی نے قم باذنی کہہ کر مُردہ کو زندہ کیا اور حضرت عیسیٰؑ نے قم باذن اللہ فرمایا۔ دونوں کے قول میں سیدنا مہدی نے زمین آسمان کا فرق بتایا۔ ۵ سیدنا مہدیؑ فرماتے ہیں "ایمان ذات خدا است" اور کتب عقاید اسلام میں بھی لکھتے ہیں کہ "ایمان ذات خدا است"

جسم وجاں کی یاں نہیں ہے کچھ تمیز　　　جسم اور جاں اس جگہ ہیں ایک چیز"

یہ تو میتیں قبر میں دفناتے ہی اُن کا نورِ نظر بن کر دریائے نور میں ملجانے کا بیان ہوا ہے مگر اثنائے ہجرت میں چلتے چلتے بعض اوقات ایسی سنگلاخ زمین میں گذر ہوتا جہاں قبریں نہیں کھُد سکتی تھیں۔ اس صورت میں حضرت مہدی علیہ السلام کے فرمان سے میتّوں کو کفن پہنا کر نمازِ جنازہ کے بعد پتھر کی چٹان پر چادر کی آڑ میں رکھ دیا جاتا صرف ذرا سے توقّف کے بعد سیدنا مہدیؑ کے فرمان سے چادر اُٹھا کر کیا دیکھتے ہیں کہ میّت ندارد! نور جو زمانہ حیات میں بشریت کے گھونگھٹ میں غیر عارفین کو مقید نظر آ رہا تھا "روپوش ہوتے ہی" مطلق ہو کر دریائے نور میں ملجاتا تھا۔ جبکہ فانی چراغ کا فانی نور قندیل کے حباب میں مقید نہیں رہتا تو غیر فانی نور قبر کی چار دیواری میں مقید کیسے رہ سکتا ہے!

جن دنوں بندگی میاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ کا دائرۂ معلّیٰ بندر جیول ملک خاندیس میں تھا سیدنا مہدی علیہ السلام کے صدقے سے کثرتِ فاقہ کشی کے باعث آپ کے ساڑھے چار سو فقیروں نے بفحوائے حدیث "رجعنا من جهاد الاصغر الی جهاد الاکبر" شہادت کبریٰ کا تمغہ حاصل کیا۔ بندگی میاں رضی اللہ عنہ کے فرمان سے میّتیں قریب کے کھیت میں دفنا دی گئیں۔ کھیت والے نے بندگی میاںؓ کے حضور میں فریاد کی کہ آپ کے فقیروں نے میتیں دفن کر کر کے میرا سارا کھیت خراب کر ڈالا۔ اب کھیتی کہاں کروں"! حضرت نے فرمایا۔

خ　"تجھے اجازت ہے۔ قبریں کھود ڈال اور لاشیں باہر نکال دے"۔

کھیت والے نے مارے غم و غصہ کے قبریں کھودنا شروع کیا۔ میت کی ریزش بلکہ کفن کا تار بھی نظر نہ آنے پر اُس کو سخت تعجب ہوا، اور بندگی میاںؓ کی خدمت میں آکر کمال حیرت کے ساتھ یہ کیفیت بیان کی۔ آپ نے قریب قریب وہی الفاظ دہرائے جو سیدنا مہدی علیہ السلام کی زبان مبارک سے نکلے تھے۔ فرمایا۔

خ　"تجھے معلوم نہیں کہ یہ لوگ محض خدا واسطے فقر و فاقہ کی تکلیف اُٹھا کر (اور اپنے جسم کو جان کے جیسا لطیف اور نورِ نظر کے جیسا منوّر بنا کر) اپنی جانیں جاناں کے سپرد کر دیتے ہیں۔ وہ خاک میں پڑے نہیں رہتے۔ بندہ اِس ہاتھ سے وارتا[۵۱] ہے۔ اللہ اُس ہاتھ سے لے لیتا ہے[۵۲]"۔

۵۱۔ وارنا ہندی لفظ ہے اس کے معنی ہیں۔ تصدّق کرنا۔ یعنی بندہ اپنے فقیروں کو اللہ پر اس ہاتھ سے تصدق کرتا ہے۔ اور اللہ اس صدقہ کو قبول فرما کر اُس ہاتھ سے لے لیتا ہے۔

۵۲۔ جن دنوں حضرت خلیفہ گروہ رضی اللہ عنہ کا دائرہ جالور میں تھا باوجود اس قدر ارزانی غلہ کے کہ "دو پھدیے" "Phadye" [جاری]

غرض ارواح نا اجساد نا کے متعلق عاشقانِ الٰہی کی مثالیں اُن کی حسب استعداد و قابلیت ہر زمانہ اور ہر طبقہ میں ملتی ہیں جن کا ذکر راقم آثم نے اپنی تصنیف رہنمائے زائرین میں تفصیل سے کیا ہے۔

ب۸ - ایک روز مبیّنِ قرآن مراد اللہ حضرت خلیفۃ اللہ علیہ السلام نے فرمایا

ب۸ "بھائی سید خوندمیر فرمانِ حق تعالیٰ می شود کہ اِنَّآ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ ترجمہ۔ (ہم نے تم کو کوثر عطا کیا) مراد از کوثر ذات شماست (شواہد ۲۶)

مُراد ازاں کوثر ذاتِ بھائی سید خوندمیر است" (خاتم گ چ۱)

چونکہ قرآن مجید حضرت محمد مصطفیٰ پر نازل ہوا ہے اس لئے ہر جگہ مخاطبت بھی آنحضرت سے ہے جیسا کہ قل ھٰذہٖ سبیلی یعنی کہو اے محمد۔ اسی طرح یہاں بھی اے محمد ہم نے تم کو (حوض) کوثر عنایت کیا بندگی حضرت مہدی علیہ السلام سے ایک صحابیؓ کے استفسار کرنے پر کہ آپ کا نام قرآنِ پاک میں کیوں نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا۔

م "جائے کہ ذکر محمدؐ است ذکر بندہ است" (معارج ۱۱)

جب بارگاہ خداوندی سے کوثر عطا ہوا تو حضرت خاتمین علیہما السلام (کوثر) کے مالک اور صاحب اختیار ہو گئے، اس لئے جس کو چاہیں کوثر سے سیراب کر سکتے ہیں۔

[جاریہ] یعنی دو پیسے کو سیر بھر باجرا ملتا تھا، فقرائے دائرہ فقر و فاقہ کی نعمتِ عظمیٰ سے روزانہ پانچ پانچ سات سات، دس دس نعیم رویت سے سیراب ہو ہو کر سائر الی اللہ ہو جاتے تھے۔ کیونکہ بوجہ عزیمت پر قدم ہونے کے نہ تو اپنا حال کسی کے سامنے بیان کر سکتے تھے، نہ کسی سے مانگ سکتے تھے، بلکہ پیسہ دو پیسے کا قرضہ لینے سے بھی احتراز کرتے تھے کہ مبادا انتقال ہو جائے، اور قرضہ ویسا ہی سر پر رہ جائے۔ ان ہی ایام فاقہ کشی میں ایک روز پچھلی رات کو حضرت خلیفۂ گروہؓ اپنے دائرہ کی گلیوں میں گشت کرتے اور بآواز بلند فرماتے جاتے تھے کہ

ق "اے برادراں! بمیرید۔ اے برادران! بمیرید۔ اے برادراں! بمیرید"

میاں ابراہیم نامی ایک فقیر نے جو آپ کے پیچھے پیچھے آ رہے تھے حضرت سے عرض کی چند لوگوں کو تو زندہ رہنے دیں! آپ نے اُن کی طرف مُنہ پھیر کر فرمایا

ق "اے برادرِ فلاں! می دانی کہ چہ سبب می گویم کہ بمیرید؟ بداں واسطہ گفتہ می شود کہ ہر کہ دریں ایام باریں مقام (جالور) دریں فقر و فاقۂ تمام، بر حکم قضائے ملکِ العلّام می میرند، بندہ جنازہ مستعد کردہ، دیر تکیف خود برداشتہ، چوں در قبر فرود می آریم، و بخدائے کریم می سپاریم، ہنوز پشت بر زمین نمی رسد کہ [جاریہ]

اگرچہ کہ قرآنِ پاک میں لفظ ساقی نہیں ہے لیکن "اعطینٰک" خود دلالت کرتا ہے کہ حبیب اللہ تعالیٰ نے آپ کو مُعطِیٰ بنایا ہے تو، دوسرے الفاظ میں آپ ساقی ہیں۔ اسی وجہ سے حضرت خاتمین علیہما السلام کی ذاتِ اقدس کو ساقیِ کوثر کہتے ہیں۔

شریعت میں کوثر سے مراد حوضِ کوثر کے لئے جاتے ہیں۔ وہ بہشت میں بڑا حوض ہے۔ اُس کا پانی نہایت شیرین، ٹھنڈا، اور بڑا ہی خوش گوار ہے۔ اہلِ جنت اس سے سیراب ہوتے رہتے ہیں۔ اس حوض کی خوبی یہ ہے کہ اُس سے نہریں جاری رہتے ہوئے بھی پانی جتنا کا اتنا ہی رہتا ہے۔

اِن معنوں کو قایم رکھتے ہوئے طریقت میں الکوثر کی تعریف اس طرح بیاں کی گئی ہے کہ

" الکوثر بحرِ بے پایانِ ولایت ہے جس کی تعریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قل لو کان البحر مدادا لکلمٰت ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمٰت ربی ولو جئنا بمثلہ مددا۔ ترجمہ۔ (اے محمد نبی اور محمد مہدی) کہو کہ میرے پروردگار کا کلام لکھنے کے لئے سمندر سیاہی بن جائے، اور اگرچہ کہ اُس کے جیسا دوسرا دریا بھی مدد میں لایا جائے! (یعنی سیاہی ہوجائے) تو بھی پہلے اِس سے کہ میرے پروردگار کی باتیں پوری ہوں وہ (دریا) ختم ہوجائینگے (سورۂ کہف آخیر رکوع)

صاحب شواہد الولایت اس بشارت کی شرح اِس طرح کرتے ہیں کہ

فاعلم ایھا المصدق قد ثبت ان الکوثر خیر الکثیر ھو اسم الولایۃ المحمدیۃ الذی ختم اللہ علے المھدیؑ شھد اللہ تعالی بالکوثر لان کل نھر الجنۃ یجری عنہ وکل عین یاخذ منہ کذالک یجری نھر الفیض الانبیاء والاولیاء من ولایۃ المحمدیۃ ھو ذات المھدیۃ فقط ثم قال المھدیؑ بامر الصمدی علے حق میران سید خوندمیرؓ یا اخی انا وانت واحد وانت حامل اثقال ولایۃ محمدیؐ" فلھذا الاعتبار قد صح لھذا المنقول

جس طرح حوضِ کوثر کی نہریں بہشتیوں کو سیراب کرتی رہتی ہیں، اسی طرح حسب بشارت حضرت مہدی علیہ السلام

[حاریہ] حق تعالیٰ دست بدست قبول می کند چنیں وقتِ عطا و ہبہ است، ازچنیں وقت عنایت شدن مشکل است بنا بر گفتہ می شود کہ بمیر یہ" (دفتر دوم کشف ب)

بندگی میاںؓ کی ذات سے ولایت مقیدۂ محمدیہ کے فیض کی نہریں جاری رہ کر طالبانِ حقؓ و جویندگانِ ذاتِ مطلق کو قیامت تک سیراب کرتی رہیں گی۔ جیسا کہ آپ فرماتے ہیں کہ

"چنانچہ از من فیض جاری است از شما جاری خواہد شد، و بسیار کساں از سببِ بیان، و پسخوردۂ شما بخدا خواہند رسید" (ب)

اس بشارت سے حضرت صدیق ولایتؓ دریائے فیضِ ولایت کے مختار گردانے گئے پس اصالۃً حضرت خاتمینؑ ساقیِ کوثر ہیں اور تبعاً بندگی میاں رضی اللہ عنہ

بندگی میاں ملک جی مہریؓ صحابی مہدی فرماتے ہیں ؎

درگلستانِ وصالش ساقیِ بزمِ حقی

کز لبِ مے گونِ تو صہبائے کوثر یافتہ

ساقیِ کوثر "فرزند ولایتِ مصطفیٰؐ" کے سوا اور کون ہوسکتا ہے؟

۸۱ب۔ سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

۸۱ب "آں فرزندِ ولایتِ مصطفیٰؐ سید خوندمیر است" (انتخاب ۱۱)

بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ نے آیۂ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ترجمہ جیسی اللہ کی قدر کرنی چاہئے تھی نہ کی (۶ے) کا بیان کرتے وقت بندگی ملک بخنؓ کے سوال کرنے پر کہ ولایت کس کو کہتے ہیں؟ فرمایا

خ "ملک بخن یہ ولایتِ مصطفیٰؐ ہے، اَلْآنَ کَمَا کَانَ، جیسی کہ ویسی، نہ کم ہے نہ زیادہ، نہ اسکو اول ہے نہ آخر" (انتخاب ۱۱)

اور اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں ولایت کی تعریف اس طرح بیان فرماتا ہے کہ

پ "قل لو کان البحر مدادا ...... مددا" (۱۸ے) [ملاحظہ ہو بشارت نمبر ۲۷]

یہ ہے ولایت کی تعریف۔ "فرزندِ ولایتِ مصطفیٰؐ" کی توضیح کرتے وقت پہلے یہ دیکھنا چاہئے کہ بندگی میاںؓ کے نام کے ساتھ لفظ ولایت کہاں کہاں اور کس طرح مستعمل ہوا ہے۔ سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

"اے بھائی سید خوندمیر شما با استعداد تمام آمدہ بودید، چراغدان، وفتیلہ، وروغن موجود بود۔ اما ہمیں یک کارِ افروختن باقی ماندہ بود، اکنوں از چراغِ ولایتِ محمدیؐ روشن کردہ شد" (پ ۲۲)

۲۔ "ذاتِ شما قابلیتِ فیضِ ولایت بلا واسطہ می داشت کہ از خود روشن شود فاما بواسطۂ مہدی نورٌ علےٰ نور گشت"۔ (پ ۲۲، ۵)

پدر نور و پسر نور یست مشہور		ازیں جا فہم کن نورٌ علےٰ نور

۳۔ "ذاتِ شما سلطاناً نصیرا۔ ناصرِ ولایتِ مصطفیٰ است" (پ ۲)

۴۔ "بھائی سید خوندمیر شما اسد اللہ الغالب ولایتِ مصطفیٰ ہستید" (پ ۵)

۵۔ "ایں نورِ ولایتِ محمدی ست (صلی اللہ علیہ وسلم) اولاً برمن آمدہ بعدہ برشما آمد" (پ ۲۲)

۶۔ "ختمِ ولایت۔ بر ذاتِ شما است" (پ ۴)

۷۔ "شمارا سیر در ولایت است" (پ ۴)

۸۔ "ایں بارِ ولایت است جز شما کسے برداشتن نتواند" (پ ۴)

سیدنا مہدی علیہ السلام اپنے بائیں ہاتھ کے پوست کو سیدھے ہاتھ کی چٹکی سے پکڑ کر فرماتے ہیں۔

"ایں ہمہ ولایت است"

پس آپ کی ذاتِ پاک سرتاپا ولایت ہے اور پہلے اِس سے کہ بندگی میاں رضؓ کی نسبت یہ فرمائیں کہ "آن فرزندِ ولایت سید خوندمیر است" آپ کے وہ اوصاف اور قابلیتیں بیان فرمائیں جن میں "فرزندِ ولایت" ہونے کا اشارہ واستدلال پائی جاتی ہے (ملاحظہ ہو مذکورہ بالا آٹھ بشارتیں) اس کے علاوہ بندگی میاںؓ کو فرزندِ حقیقی (پ ۱۳) بھی فرمایا ہے۔ جبکہ مہدیؑ کی ذات سرتاپا ولایت ہے اور بندگی میاںؓ "فرزندِ ولایت" ہیں تو معلوم ہوا کہ

فرزندِ ولایت۔ فرزندِ حقیقی۔ اور فرزندِ نور مترادف ہیں۔

فرزندِ حقیقی کی نسبت بندگی میاں سید محمودؓ اپنی تصنیف معارج الولایت باب یازدہم میں مفاتیح الاعجاز شرح گلشن راز کے حوالہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ

ق "نسبت فرزندی تین طرح کی ہوتی ہے۔ پہلی نسبتِ صُلبی جو کہ معروف و مشہور ہے۔ دوسری نسبتِ قلبی۔ جہاں متبوع کے حسنِ ارشاد اور متابعت کی وجہ سے تابع کا دل صفائی میں متبوع کے جیسا ہوجاتا ہے اور تیسری نسبتِ حقی حقیقی (اس مرتبہ میں) تابع حسنِ متابعت کی برکت سے نہایت مرتبۂ کمال کو جو کہ جمع الجمع ہے پہنچ جاتا ہے اور تابع اور متبوع ایک ہوجاتے ہیں۔"

جبکہ خاتم الاولیا آلِ محمدؐ سے ہیں اس لئے نسبتِ صُلبی ثابت ہے۔ اور جب کہ آپ کا دلِ مبارک

خاتم الانبیاؐ کے حسنِ متابعت کی وجہ سے تجلیاتِ نامتناہیِ الٰہی کا آئینہ بن گیا ہے، اس لئے آپ کو نسبتِ قلبی حاصل ہے اور چونکہ آپ مقامِ لِی مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ کے وارث ہیں، اسلئے نسبتِ حقی حقیقی ثابت ہے یوں خاتم الاولیا اور خاتم الانبیا کے درمیان تینوں نسبتیں پائے جانے کی وجہ سے آپ کو نسبتِ تام حاصل ہے۔

اسی طرح بشارتِ

"بھائی سید خوندمیر سہ ماہ شدہ است کہ فرمانِ حق تعالیٰ می شود کہ آنچہ در دلِ بندہ نزول می شود ہماں نزول در دلِ شما می شود" (۴۴)

سے فرزندِ قلبی، اور بشارتِ

"........ ما و شما جدا نئیم یک وجود ہستیم ...... زیرا کہ محمد مصطفیٰ و بندہ و شما جدا نئیم یکے ہستیم" (۵۲)

سے فرزند حقی و حقیقی ہونا ثابت ہے۔

چنانچہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ نے فرزندیت کی اعلیٰ وارفع شان، ذیل کی ان دو بیتوں میں، باوجود نہایت اختصار کے، بڑی عمدگی سے بیان کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ؎

صورت و معنی شدہ قایم مقام گشت بہ دامادیِ آلِ ہمام

صورت و معنیش چو فرزند گشت زاں بیقعودِ پدر آمد نشست

اسی وجہ سے سیدنا مہدی علیہ السلام نے بندگی میاںؓ کو بلحاظِ فرزندِ قلبی و حقی حقیقی و بفحوائے اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْہِ یہ بشارت دی کہ

"آں فرزندِ ولایتِ مصطفیٰ سید خوندمیر است۔"

ذیل کی بشارتوں سے مُبَرہن ہو گا کہ فرزند ولایت کی کیا ہی بڑی شان ہے اور سیدنا مہدیؑ آپ کو کس اعلیٰ اعلیٰ پایہ کی بشارتوں سے ممتاز فرماتے جاتے ہیں۔

ب۸۲ ۔ سیدنا مہدی علیہ السلام نے یہ آیت پڑھی

قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَکْبَرُ شَہَادَۃً ط قُلِ اللّٰہُ شَہِیْدٌ بَیْنِیْ وَبَیْنَکُمْ لف وَاُوْحِیَ اِلَیَّ ہٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَکُمْ بِہٖ وَمَنْ بَلَغَ ط

ترجمہ۔ (اے پیغمبر) ان لوگوں سے پوچھو کہ گواہی کے اعتبار سے بڑا (معتبر گواہ) کون ہے؟
(یہ تو کیا جواب دینگے تم آپ ہی ان سے) کہہ دو کہ میرے اور تمہارے درمیان (بڑا معتبر) گواہ
خدا ہے اور یہ قرآن میری طرف اسی لئے وحی کیا گیا ہے کہ اس کے ذریعے سے تم کو خبردار کروں
اور وہ شخص بھی خبردار کرے جو (میرے درجے اور میری منزل کو) پونہچا ہوا ہے (پ۷)
اور بندگی میاں سید خوندمیر رضؓ سے فرمایا کہ

ب۸۲ "من بلغ محمدؐ بندہ است و من بلغ بندہ شما اید۔ یعنی بندہ بمنزلۂ محمدؐ رسیدہ است و شما بمنزلۂ بندہ رسیدہ اید" (حاشیۂ دیوان مہدیؑ)

حضرت مہدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ~

شمس اراضی قلوب برزخ ۔۔۔ حجۃ البالغۃ من بلغ
بندگی میاںؓ

پھر فرماتے ہیں

~ شد دلیل صدق فضلت نص قاطع من بلغ
مہدیؑ تبعاً بندگی میاںؓ
چوں ز حق سید محمدؐ حجۃ اکبر یافتہ

ب۸۳ ۔ سیدنا مہدی علیہ السلام نے آیۂ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ (پ۳)
پڑھی ترجمہ (اے محمدؐ) کہو کہ میں نے تابع کیا اپنا منہ واسطے خدا کے، اور جس نے میری
پیروی کی (اس نے بھی اپنی ذات خدا کے واسطے تابع کر دی) اور بندگی میاں سید خوندمیر رضؓ
سے فرمایا

ب۸۳ "مراد تابع تام محمدؐ در اسلام بندہ است، و تابع تام بندہ در اسلام شما اید" (حاشیہ دیوان مہدیؑ)

اسی بشارت کے متعلق حضرت مہدیؑ فرماتے ہیں۔ ~

فعل تو جز بمصدر حق نیست اندر کل حال
بندگی میاںؓ
کز فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ امر صادر یافتہ

سیدنا مہدی علیہ السلام نے بندگی میاںؓ کو آیۂ من بلغ (پ۷) سے اتباع فی التبلیغ کی بشارت دی جو کہ
ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ کی شان رکھتی ہے۔ اور فَقُلْ اَسْلَمْتُ سے جو بشارت دی وہ تبعیت

فی الشریعت ہے اور شریعت بھی وہ شریعت جس کی نسبت سیدنا مہدیؑ فرماتے ہیں۔

"شریعت بعد از فنائے بشریت است (حاشیہ)

اسی طرح آپ نے قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ (۸۳ب) سے تبعیت فی الرویت کی بشارت سے ممتاز فرمایا۔ پس جب کہ آپ ان تینوں بشارتوں سے متصف ہیں تو احکام شریعت، فرائض ولایت، و مرتبۂ رویت ہیں بحیثیت تبعیت تام کامل و مکمل ہیں۔

۸۴ب جبکہ بندگی میاںؓ شریعت میں، طریقت، حقیقت اور معرفت میں، ظاہر و باطن میں، فیض مہدی سے بندگانِ خدا کو بہرہ اندوز کرنے میں، تابع تام ہیں؛ و نیز آپ بشارت "قایم مقام بندہ" (۸ب)، اور "قدم بر قدم بندہ" (۳۸ب) اور "محمد مصطفیٰ و بندہ و شما جدا نئیم یکے ہستیم" (۱۳۶ب) "اور ما و شما یک ذات و یک وجود ہستیم درمیانِ ما و شما ہیچ فرق نیست" (۶۶ب) سے سرفراز کیے گئے ہیں، و نیز بشارت "اگر بندہ مہدی موعود است گروہ سید خوندمیر است" (۴۷ب) آپ کی شان میں وارد ہے تو بشارت اولی الامر مہدی کا تاج آپ کے سر اطہر پر سیدنا مہدیؑ کے دست مبارک سے رکھے جانے سے آپ کو قوم مہدی کے تاجدار ہونے کا شرف و اعزاز حاصل ہے۔

چنانچہ آپ نے آیۂ

"اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ"

ترجمہ "اللہ کی فرماں برداری کرو اور (اس کے) رسول کی فرماں برداری کرو اور تم میں (جو) صاحب حکومت (ہو اس) کی" (۱؎) پڑھ کر فرمایا

"بھائی سید خوندمیر مراد از رسول محمد مصطفیٰ و از اولی الامر مہدی و اولی الامر مہدی شما ہستید" **۸۴ب**

اولی الامر میں اولی بمعنی صاحب، اور امر بمعنی حکم؛ پس اولی الامر کے معنی ہوئے صاحب حکومت۔ آیۂ کریمہ میں حضرت رسول کریمؐ کے بعد اطاعت کے لئے کسی پر اولی الامر کا حصر نہیں تھا، مبیّنِ مراد اللہ و خلیفۃ اللہ حضرت مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی ذات پر اولی الامر کا حوالہ دے کر اپنا اولی الامر حضرت صدیق ولایتؓ کو فرمایا۔ پس فرمان مہدی سے بندگی میاںؓ اولی الامر مہدی ہیں یعنی منجانب سیدنا مہدی علیہ السلام حاکم الزماں ہیں۔ روز ازل ہی سے مشیئتِ ایزدی نے "اولی الامر مہدی"، "قدم بر قدم مہدی"

۱؎ ن ع۔ اخبار ب ت۔ ۱۲۔

قایم مقام مہدی، بدلۂ ذات مہدی کے مناصب عالیہ حضرت صدیق ولایتؓ سے مختص کردئے تھے۔ اس کا لحاظ آپ کے اسم گرامی کی ترکیب اور نام مبارک کے اعداد میں بھی موجود ہے۔ چنانچہ لفظ خوند کی ترکیب دیکھیں کہ خوند مخفف ہے خداوندگار، اور خداوند کے معنی ہیں صاحب۔ میر مخفف ہے امیر کا اور امیر کے معنی ہیں صاحب امر یعنی صاحب حکومت۔ پس خوندمیر مرکب ہے خداوند اور امیر سے جس کے معنی ہیں صاحب حکومت۔ فی الحقیقت یہ بادشاہت حضرت خاتمین علیہما السلام کو اصالۃً اور بندگی میاںؓ کو فرمانِ مہدی سے تبعاً حاصل ہے۔

سیدنا مہدی علیہ السلام کا وصال سنہ ۹۱۰ھ میں ہوا اور خوندمیر کے عدد بھی بحساب ابجد ۹۱۰ ہوتے ہیں۔ اس میں بھی حضرت کے سالِ وصال اور حضرت سید خوندمیرؓ کے نام میں عددی تناسب قایم مقام مہدی اور بدلۂ ذات مہدی وغیرہ کی موزونیت رکھتا ہے۔

اولی الامر کی دوسری توجیہ اس طرح بھی ہوسکتی ہے کہ اولی الامر یعنی صاحب کار۔ صاحب کو فارسی میں خداوند اور خوند کہتے ہیں۔ پس اولی الامر یعنی خداوندکار اور اس کا مخفف ہے خوندکار۔ سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

م "حق تعالیٰ کہ مارا فرستادہ است مخصوص برائے ایں است کہ آں احکام و بیان کہ تعلق با ولایت محمدی دارد بواسطۂ مہدی ظاہر شود" (عقیدۂ شریفہ)

پھر فرماتے ہیں

م "اللہ تعالیٰ نے حضرت نبیؐ کو جس راستے پر چلنے چلانے کے لئے فرمایا اسی راستے پر (چلنے چلانے کے لئے) بندہ کو مہدی کرکے بھیجا کما قال سبحانہ وتعالیٰ۔ قل ھٰذہٖ سبیلی ادعوا الی اللہ علیٰ بصیرۃ انا ومن اتبعنی" (۱۲ سورۂ یوسف کا اخیر رکوع)

اسی طرح حضرت امامؑ نے حضرت صدیق ولایتؓ سے فرمایا کہ

"چنانچہ بندہ قدم بر قدم محمد مصطفیٰؐ است ہمچناں شما قدم بر قدم بندہ ہستید دبے"

پس بعثتِ مہدی کی وجہ یعنی کارِ مخصوصۂ مہدی یہی ہے کہ لوگوں کو بینائی کی طرف بلائیں اور دیدار خدا سے مشرف فرمائیں۔ میاں مومن سجاوندیؒ فرماتے ہیں ؎

معنیِ کلمۂ طیبہ کا سراپا ہوں میں ۔۔۔ رویتِ ذات کے دکھلانے کا ضامن ہوں میں

کہ آیا ہے مہدیؑ اسی کام کو ۔۔۔ دکھانے خدا خاص اور عام کو

میاں مومن سجاوندی

پس بندگی میاںؓ پر فرمانِ مہدی سے اولی الامر یعنی خوندکار (خداوندکار) کا لقب عملاً صادق آتا ہے۔ اسی طرح جس مردِ کامل میں یہ قابلیت اور یہ اوصاف پائے جائیں اُس کو بھی خوندکار کہنا صحیح ہوگا۔

۸۵ب ۔ امام الانام سیدنا مہدی علیہ السلام نے آپ کے تابع تام" "وقائم مقام" بندگی میاںؓ کو ذاتِ خدا میں بے انتہا سیر دیکھ کر فرمایا

۸۵ب "بھائی سید خوندمیر مسافر ہستند ہر روز از عرش مجید عروج و ہبوط میکنند"[۵۲]

مسافر دو قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ جو اس ارضِ مسکون پر سیر و سیاحت کرتے ہیں، اور دوسرے وہ جو **ارض الحقیقۃ** کے سیاح ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے۔ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ (اے محمد) کہو کہ زمین میں سیر کرو (پ۱۴) کیونکہ اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ میری زمین کشادہ ہے (پ۲۱) پھر فرماتا ہے اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا۔ کیا ارض اللہ کشادہ نہیں تھی؟ پھر اس میں ہجرت کرنی تھی (پ۵) یہ کون سی زمین ہے جس میں سیر و سفر کرنے کے لئے ارشاد خداوندی ہو رہا ہے؟ مفسرین کے نزدیک یہی ارضِ مسکوں ہے جو محدود اور فانی ہے۔ اور محققین کے پیشِ نظر ارض الحقیقۃ ہے جو غیر محدود اور باقی ہے۔ سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں۔

م "اینٹ ماٹی کے گھر سے تو نکلے لیکن ہڈیوں کے گھر سے کب نکلے ہو؟"[۵۳]

اور بعض مولودوں میں اس طرح لکھا ہے۔

م "خانۂ گل و چوبین سے تو نکلے لیکن خانۂ استخوان سے کب نکلے ہو؟"

م خانۂ استخوان سے ہجرت کرکے ارض الحقیقۃ میں جانے کے لئے خداوند کریم کا خاصانِ خدا کو خاص حکم ہو رہا ہے ارض الحقیقۃ کی تعریف میں اللہ تعالیٰ اُس کی وسعت کا ذکر کر کے اِسی پر حصر نہیں کرتا بلکہ اُس کو اپنی ذات کے ساتھ منسوب کر کے فرماتا ہے اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ بیشک میری زمین کشادہ ہے طالبانِ حق وجویانِ ذات مطلق

۵۱۔ بندگی میاں سید محمود خاتم المرشدین رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادہ بندگی میاں **سید نور محمد**ؓ کو خاتم کار کی جو بشارت دی، وہ اسی معنی میں ہے کہ جو **کارِ مہدی** کہ دیدار بے حجاب بے مقامات، دیدار ذات تھا، جو کہ تعلیم و **لایت مقیدہ** اور **نبوت مقیدہ** سے ہوکہ ذاتِ خاتمینؑ ہر دو تعلیم فیض **مقیدہ** سے کہ ذاتِ خاتم المرشدہ ہے، حاصل ہوتا ہے وہ آپ کی ذات پر ختم ہوا پھر آپ کی ذات سے سلسلۂ فیض جاری ہوا اور تا قیامت جاری رہے گا۔ **خاتمِ کار** کی دوسری توجیہ قریب الفہم والمعنی اس طرح بھی ہوسکتی ہے کہ آپ خاتمِ احکام دینِ مہدی ہیں۔ اسلئے کہ حضرت کے بعد پابندی احکام مہدی جیسی کہ چاہیئے باقی نہ رہی چنانچہ بندگی میاں شاہ قاسمؓ فرماتے ہیں کہ

ق "میاں ماموں کا زمانہ مہدی علیہ السلام سے تعلق ہے اور ہمارا زمانہ عیسیٰ علیہ السلام سے آپکے بعد پھر ایسی پابندی باقی نہ رہی"

۵۲۔ خاتم گٹ چپا انتخاب ۱۱۔ ۵۳۔ مولود میاں سید عبداللہ عرف سید صاحبؒ۔

کو منجانب اللہ بشارت دی جاتی ہے کہ یٰٓاَیَّتُہَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً
اے روح مطمئن اپنے پروردگار کی طرف لوٹ جا یعنی ہجرت کرکے ارض الحقیقۃ میں آجا جو کہ تیرا خاص مسکن ہے۔ اس ارض اقدس کی شان یہ ہے کہ نہ اس کو شرق ہے نہ غرب۔ لَّا شَرْقِیَّۃٍ وَّلَا غَرْبِیَّۃٍ
نہ ابتدا ہے نہ انتہا۔ کیونکہ یہ زمین نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ ہے یَھْدِی اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ (پ ۱۸) ہدایت کرتا ہے اللہ اپنے نور کی طرف جس کو چاہتا ہے۔ امام الانام سیدنا حضرت مہدی علیہ السلام حضرت صدیق ولایت کو فرماتے ہیں کہ

"از یَھْدِیْ ذات بندہ است کہ ہر کسے را کہ می خواہد عطیہ نورِ ولایت محمدی می کند۔ و مراد از مَنْ (یعنی جسکو) ذات شما است۔" (پ ۲۳)

پس حسب بشارت حضرت مہدی علیہ السلام بندگی میاں سیدخوندمیرؓ اسی ارض الحقیقۃ میں مسافر ہیں۔ ہر آن اور ہر لمحہ مسافرت ہی مسافرت اور سیر ہی سیر ہے۔

امام الانام سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں۔

م "جیوں خدا کی خدائی کوں چھیے نہیں تیوں بندہ کی طلب کوں بی (بھی) چھیے نہیں"۔ (حاشیہ)

پھر فرماتے ہیں۔

م "ہمہ انبیاءؑ منتہی و محمد رسول اللہؐ و محمد مہدیؑ ہر دو مبتدی"۔ (الصاف پ ۱۲)

پھر فرماتے ہیں۔

م "انبیاؑ و اولیا بہ نہایت رسیدہ منتہی شدند مگر ہمیں دو تن (کہ محمدین باشند) ہمیشہ مبتدی اند و طالب ہستند کہ نہ خدا ے را نہایت است نہ طلب ایشاں را غایت"۔

چنانچہ آنحضرتؐ فرماتے ہیں۔

ن "ما عرفناک حق معرفتک"

اور امام اعظمؒ فرماتے ہیں

ق "عرفناک حق معرفتک"

۱؎۔ اصل سنسکرت لفظ شیشرا ھ (بروزن کیس Case) کا مخفف شے (She) آ ہوا پھر حسب قاعدہ پراکرت شے آ، ۹ چھ سے بدل گیا۔ چھے (Chhe) یعنی انتہا۔ ۱۲

پس یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ میں نفس مطمئنۃ اولیاء اللہ کا نفس ہے اور راضیۃ مرضیۃ حضرت خاتمین علیہما السلام کا۔ اسی مطلب کو دوسرے الفاظ میں اِس طرح فرمایا کہ

"نفس بندہ ونفس محمد مصطفیٰ لوامہ است"

پھر فرماتے ہیں "نفس لوامہ نفس مہدیؑ است" (حاشیہ)

یعنی اس کا ہمیشہ یہی اقتضا رہا ہے کہ آگے بڑھو آگے بڑھو۔ نفس مطمئنۃ والوں کو مقام لاہوت میں پہنچ کر اطمینان ہو جاتا ہے لیکن حضرت خاتمین علیہما السلام کو ہر آن مسافرت ہی مسافرت اور ذاتِ خدا میں سیر ہی سیر ہے کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ

سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ؎

بے زارم از آں کہنہ خدائے کہ تو داری
ہر لحظہ مرا تازہ خدائے دگر است

یہاں تازہ خدا سے مراد نئی نئی تجلیاتِ ذات ہیں۔

اسی مرتبۂ لاہوت میں ایک شان کی نسبت آپ فرماتے ہیں۔ ؎

"من آں وقت کردم خدارا سجود
کہ ذات وصفاتِ خدا ہم نبود"[1]

چونکہ بندگی میاںؒ کی ذات بھی حضرت مہدیؑ کی تابعِ تام ہے اِس لئے آپ بھی مسافر دائمی ہیں اور آپ کی ذات کی نسبت بھی سیدنا مہدی علیہ السلام کا یہ فرمان تبعاً صادق آتا ہے کہ

"جوں خدا کی خدائی کوں پچھے نئیں یوں بندہ کی طلب کوں بی پچھے نئیں"

یہ ہے بندگی میاں سید خوندمیرؒ کی مسافرت کی شان ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

۸۶ب۔ حضرت امام علیہ السلام نے آیۂ

---

[1] منطق الطیر (منظوم) مصنفہ میاں سید حسین شہزادہ بن میاں سید برہان پنجمیں پشت از بندگی میاں سید علی ستون دینؓ وخلیفۂ حضرت سید فضل اللہؒ وفات ۱۲۰۳ھ مدفن ویلکھص آپ اِس کتاب کے دیباچہ میں لکھتے ہیں کہ "میں پرندوں، چوپایوں، اور درندے جانوروں کی بولیاں خوب سمجھتا ہوں۔ اور جھاڑوں کی آواز بھی سنتا ہوں۔ چنانچہ ایک روز جاڑوں کے موسم میں نماز صبح کے لئے ایک جھاڑ کے تلے پر بیٹھ کر گرم پانی سے وضو کرنے لگا۔ جھاڑ سے آواز آئی کہ مجھے گرم پانی سے تکلیف ہوتی ہے" میں اسی وقت اُٹھ گیا اور دوسری جگہ وضو کیا۔ بیشک جھاڑوں میں بھی حسّی قوۃ موجود ہوتی ہے۔ دیکھو چھوئی مُوئی کو ہاتھ لگاتے ہی اس کے پتّے ڈھل جاتے ہیں۔ آپ نے اِس کتاب میں جانوروں کی بولیوں کے پیرایہ میں تصوف کے نکات بیان کئے ہیں۔

"ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْکِتَابَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْھُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِہٖ وَمِنْھُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمِنْھُمْ سَابِقٌ بِالْخَیْرَاتِ بِاِذْنِ اللّٰہِ ذٰلِکَ ھُوَ الْفَضْلُ الْکَبِیْرُ" پڑہی اور فرمایا "بھائی سید خوندمیر شما بہ ہر سہ صفت ایں آیت موصوف ہستید" (بہر سہ خصال موصوف میاں سید خوندمیر اند) (خاتم ک ب)

ب ۸۶

ترجمہ۔ "پھر ہم نے اپنے بندوں میں سے اُن لوگوں کو (اس) کتاب کا وارث ٹھہرایا جن کو ہم نے (اہل سمجھ کر اس کی خدمت کے لئے) منتخب کیا۔ پھر ان میں سے بعض ظالم نفس ہیں، اور بعض میانہ رَو (ہیں) اور بعض حکم خدا سے نیکیوں[۵۲] (یعنی مراتب رویت میں جو کہ تمام نیکیوں کی سرتاج ہے) سب سے آگے بڑہے ہوئے ہیں۔ یہ خدا کا بڑا ہی فضل ہے۔" (پ ۲۲)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے وارثِ کتاب الٰہی تین قسم کے خاصانِ خدا بتائے ہیں۔ ظالم نفس مُقْتَصِدٌ اور سابِقٌ بِالْخَیْرَاتِ۔ ان پاکانِ خدا کو اصطلاح صوفیہ میں ملکوتی۔ جبروتی اور لاہوتی کہتے ہیں۔ یہ امر قابلِ لحاظ رہے کہ سیدنا مہدی علیہ السلام کے پہلے کے عام سالکینِ راہ طریقت کی ابتدا ناسوت سے نکلنے کے بعد ملکوت سے شروع ہوتی اور لاہوت پر ختم ہو جاتی تھی۔ لیکن صحابہ مہدی علیہ السلام کی ابتدا حسب فرمانِ حضرت مہدی علیہ السلام

"ابتدائے بندہ از شدنی است"

لاہوت سے شروع ہوتی ہے۔ اور مرتبۂ دیدن، چشیدن، شدن (انصاف ب[۱۲]) میں پہلے دو مرتبے طالب حق کو اپنا مرید کرتے وقت پہلی ہی نشست میں تعلیم و تفہیم سے طے کراکے مرتبۂ شدنی میں آپ لالیتے تھے۔ سیدنا مہدیؑ کی صحبت میں آنے کے بعد عاشقانِ الٰہی کو کچھ ایسی تعلیم و تفہیم ہوتی تھی کہ حضرت امام علیہ السلام کا یہ فرمان کہ

"ابتدائے ماعینِ انتہاست و فروعِ ماعین اصول اند"

جو پہلے سے کانوں سے سنے ہوئے تھے اب زبانِ حال سے بول اٹھتے ہیں کہ آمنا وصدقنا۔ اِن ہی تعلیماتِ مہدیہ کی برکت سے صدہا صحابہؓ مرتبۂ رویت میں انبیائے مُرسَل اور کئی صحابہؓ اولوالعزم پیغمبروں مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کے ہم مقام ہو گئے۔

ہمیر مرشد حضرت سید سعد اللہ صاحب اکیلوی مرحوم کی زبان مبارک سے خاکسار نے کئی مرتبہ سنا کہ پیغمبروں

---

[۵۱] ۔ ن ع ۔ انتخاب ب[۱۱] ۔ [۵۲] ۔ سیدنا مہدیؑ نے آیۂ لن تنالوا البر میں بِرّ یعنی نیکی سے مراد دیدار خدا فرمایا ہے۔

کا ملکوت عام مومنوں کے لاہوت سے ہزار درجہ افضل ہے۔ چنانچہ بندگی میاں سید خوندمیرؓ فرماتے ہیں۔

"ظالم نفس بر می خیزد و سابقؓ بالخیرات دھکّہ می خورد و از یاں می شود" (انصاف ب۱۶)

خ

یعنی وہ سابقؓ بالخیرات (لاہوتی) جو عام راہِ طریقت سے اس مرتبہ کو پہنچے ہیں اُن ظالمانِ نفس (پیغمبروں کے ملکوت والوں) کے ہاتھوں دھکّا کھائینگے۔ اِن ملکوتیوں (انبیاء الاولیاء) کی شان اُن لاہوتیوں سے ہزار درجہ بڑھی ہوئی ہے۔ سیدنا مہدی علیہ السلام نے سابقؓ بالخیرات، مقتصد اور ظالم نفس کی طرف جو ایما فرمایا ہے وہ پیغمبروں کا ملکوت، جبروت، لاہوت ہے۔ اسی وجہ سے صحابہ مہدیؑ کی مرتبۂ رویت میں ایسی اعلیٰ و افضل شان ہے؛ اور ایسی ہی شان والوں یعنی ظالم نفس، مقتصد، اور سابقؓ بالخیرات کو اللہ تعالیٰ نے ذَالِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ سے مُبَشّر فرمایا

اوپر کی آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندوں میں سے بعض کو ظالم نفس، بعض کو مقتصد، اور بعض کو سابق بالخیرات فرمایا ہے؛ اور ان تینوں مرتبوں کے خاصانِ خدا کو قرآن پاک کے وارث ہونے کی بشارت دی ہے۔ یعنی ظالمِ نفس اُن کی حسبِ حیثیت، اور مقتصد، اور سابقؓ بالخیرات اُن کی قابلیت کے موافق وارثِ کتاب اللہ ہیں۔ دوسرے پہلو پر سیدنا مہدی علیہ السلام نے حضرت صدیقِ ولایتؓ کو اس بشارت سے ممتاز فرمایا ہے کہ

"در شما ہر سہ صفتِ ایں آیت موصوف ہستید"

جبکہ حضرت صدیقِ ولایتؓ کی ذات مندرجہ بالا تینوں مرتبوں کی شانوں سے متّصف ہے تو آپ خدا کے ان منتخب بندوں میں مخصوص وارثِ کتاب اللہ ہیں علاوہ ازیں آپ کی نسبت یہ بھی بشارت وارد ہے کہ

"الٰہی محمد رسول اللہؐ را مصحف دادی، بندہ را چہ دادی؟ فرمان شد کہ اے سید محمد ترا بدلۂ مصحف سید خوندمیر را دادیم" (ب۵۲)

اللہ اللہ! کیا ہی بڑی شان ہے حضرت صدیقِ ولایتؓ کی کہ آپ کے دامنِ فیض میں سیدنا مہدی علیہ السلام کی زبانِ مبارک سے نکلی ہوئیں لاقیمت بشارتوں سے جواہر ریزی ہوتی ہی رہتی ہے، اور کیا ہی فیض بخش فرمان ہے اللہ تعالیٰ کا جہاں فرماتا ہے کہ واللہ یختص برحمتہ من یشاء ط واللہ ذو الفضل العظیم۔ یعنی اللہ جس کو چاہتا ہے، اپنی رحمت سے مخصوص کرتا ہے (جس میں وارثِ کتاب اللہ ہونا بہت بڑی شان رکھتا

ہے) اور اللہ ہی بڑا فضل والا ہے۔

۸۷۔ جس طرح سردار دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰؐ کے بہت سے صفاتی نام اور القاب ہیں اسی طرح سید الانام حضرت مہدی علیہ السلام کے متعلق بھی کتابوں میں بہت سے توصیفی نام اور القاب ملتے ہیں مثلاً

۱۔ سید محمد
۲۔ سید مبارک
۳۔ سید الاولیا
۴۔ سید محمد قتال
یعنی قاتلِ خودی وخود بینی و
بیخ کنِ ہستی۔
۵۔ ابو القاسم
یعنی قاسم فیضِ ولایت و نبوت
۶۔ مہدی موعود
۷۔ اسد العلما
۸۔ عالمِ علمِ لدنی
۹۔ خاتم ولایت محمدی
۱۰۔ خاتم الاولیا
۱۱۔ داعی الی رویۃ اللہ
۱۲۔ مبین القرآن
۱۳۔ وارثِ نبی الرحمان
۱۴۔ عالمِ علم الکتاب
والایمان
۱۵۔ مبینِ حقیقۃ و شریعت
ورضوان
۱۶۔ وارثِ امّ الکتاب
۱۷۔ امام الزماں
۱۸۔ امام العارفین
۱۹۔ امام العادل
۲۰۔ امام المنتہی
۲۱۔ امام الانام
۲۲۔ محی الدین
۲۳۔ خاتم الدین
۲۴۔ صارم الہند
۲۵۔ ماحی رسم وعادت
وبدعت
۲۶۔ سراپا مسلمان
۲۷۔ ذاتی
۲۸۔ امر اللہ
۲۹۔ مراد اللہ
۳۰۔ خلیفۃ اللہ
۳۱۔ خلیفۂ رسول اللہ
۳۲۔ عبد اللہ
۳۳۔ نور اللہ
۳۴۔ سرّ اللہ
۳۵۔ نظیرِ نبی اللہ
۳۶۔ آیۃ اللہ
۳۷۔ مظہر اتم ذات اللہ
۳۸۔ معشوق اللہ
۳۹۔ محبوب اللہ
۴۰۔ مبشّر اللہ
۴۱۔ جلال اللہ
۴۲۔ جمال اللہ
۴۳۔ صبغۃ اللہ
۴۴۔ باقی باللہ
۴۵۔ تابع تام رسول اللہ
۴۶۔ اہلبیت رسول اللہ
۴۷۔ ہمنام نبی اللہ
۴۸۔ ہم خَلقِ رسول اللہ
۴۹۔ ہم خُلق رسول اللہ
۵۰۔ سید محمد خدا بخش
۵۱۔ سید محمد نور بخش
۵۲۔ معصوم عن الخطا
۵۳۔ دافع ہلاکت امّت
۵۴۔ ماحی احکام ظنیہ
۵۵۔ مجدّدُ الاسلام
۵۶۔ قاسم مال علی السویہ
۵۷۔ صاحب جود کثیر
۵۸۔ خدا بین وخدا نما
۵۹۔ زندہ کنِ مُردگاں
۶۰۔ شافع روز جزا
۶۱۔ صاحب لواء الحمد
۶۲۔ ساقی کوثر
۶۳۔ رحمۃ للعالمین
۶۴۔ اولی الامر
۶۵۔ شاہداً
۶۶۔ مبشّراً
۶۷۔ نذیراً
۶۸۔ سراجاً منیراً
۶۹۔ صاحب مقام محمود
۷۰۔ ناصر دین محمدی
۷۱۔ ولایت مقیدۂ محمدیہ
۷۲۔ حق الحقیقۃ
۷۳۔ ابو الارواح
۷۴۔ روح الاعظم

۷۵۔ انیتِ ذات (انت انیتی)
۷۶۔ مرآتِ ذات
۷۷۔ بحرِ بے کنار
۷۸۔ کنزالکنوز
۷۹۔ ہاہوتی
۸۰۔ سوادالاعظم
۸۱۔ لامکانی
۸۲۔ بے نشانی
۸۳۔ تصحیح کن جمیع ارواح
۸۴۔ خزینۃ المعرفۃ
۸۵۔ زبدۂ باطنِ احمدی
۸۶۔ خزینۂ اسرارِ صمدی
۸۷۔ قرہ مبارک میں سید محمد آقا۔
وغیرہ وغیرہ

امام الانام سیدنا مہدی علیہ السلام نے ان مُبارک ناموں میں سید محمد خدا بخش کے نام سے بندگی میاںؓ کو اس طرح موسوم فرمایا کہ

ب۸۷ "چنانچہ سید محمد خدا بخش، ہمچناں سید خوندمیر خدا بخش ہے"[1]

ایک موقع پر بندگی میاںؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا

ب۸۷ "بھائی سید خوندمیر شما خدا بخش ہستید"[2]

پھر ایک موقع پر آپ نے بندگی میاںؓ کو اس طرح آواز دے کر بلایا کہ

ب۸۷ "بیا سید بھائی سید خوندمیر خدا بخش"[3]

اِس بشارت سے یہ مطلب واضح ہے کہ سیدنا مہدی علیہ السلام اصالۃً خدا بخش یعنی خدانما ہیں اور بندگی میاںؓ بحیثیتِ قایم مقامِ حضرت مہدی علیہ السلام تبعاً خدا بخش ہیں۔

خدا بخش کے نزدیک محنت و مشقت، اور ریاضتِ شاقہ کی قید نہیں ہے، جس کو چاہیں بلا محنت و مشقت دیدارِ خدا سے سرفراز کر دینے کی قدرت رکھتے ہیں۔ جیسا کہ سیدنا مہدیؑ نے بندگی میاںؓ کو بمقام ٹین شریف آنِ واحد میں دیدار سے مشرف فرما دیا۔ اسی طرح آپ کے صدقہ سے بندگی میاںؓ نے بھی بمقام کھان بھیل مجلس کے جمیع افراد کو محض نظر ڈال کر رویتِ خدا سے سرفراز کر دیا۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء و اللہ ذو الفضل العظیم۔

ب۸۸۔ بندگی میاں سید خوندمیرؓ نے کئی بار فرمایا کہ

"بندگی حضرت میراں علیہ السلام کم و بیش سو مرتبہ بندہ کے ڈیرے، حجرہ میں تشریف لائے اور ہر بار فرماتے کہ

ب۸۸ "امروز در حقِ شما چناں فرمان می شود"

---

[1] ن ع ۱۲۔ [2] اخبار ب ۲۔ [3] ن ع ۱۲۔

"بندہ عرض کرتا کہ بندہ کچھ نہیں ہے ایک پتھر ہے۔"

آپ فرماتے کہ

"میاں بندہ چہ داند، فرمانِ خدائے تعالیٰ می شود۔" (انصاف ۱۷)

شواہد الولایت باب بیست و ہفتم میں لکھا ہے کہ

"بندگی میاں سید خوندمیرؓ کرات مرات فرمودند کہ حضرت میرانؑ کرات مرات در حجرۂ ایں بندہ کم و زیادہ صد بار آمدند و ہر بار می فرمودند کہ"

"بھائی سید خوندمیر در حق شما ایں چنیں فرمانِ حق تعالیٰ می شود کہ بار ولایت ختم بر شماست۔"

"و نیز ہر بار امام الابرار ہمی فرمودند کہ امروز در حق شما ہمچناں فرمانِ خدائے تعالیٰ می شود۔" بندہ جواب دادے کہ "میراں جی بندہ ہیچ نیست۔" حضرت میراں علیہ السلام فرمودند کہ

"بندہ چہ داند۔ فرمانِ حق تعالیٰ چنیں می شود۔"

انتخاب الموالید کے گیارہویں باب میں لکھا ہے کہ حضرت میراں علیہ السلام نمازِ عشا کے بعد بلا ناغہ بندگی میاںؓ کے حجرۂ مبارک میں تشریف لا کر صبح تک قیام فرماتے [۱۵]، اور ہر شب یہ فرما کر نئی نئی بشارتوں سے مشرف کرتے کہ

"امروز فرمانِ حق تعالیٰ در حقِ شما چنیں چنیں شدہ است۔"

"پھر رات بھر راز و نیاز کی باتیں رہتیں اور ایسی ایسی عنایتیں بندہ کے حال پر مبذول فرماتے کہ کچھ نہیں کہہ سکتا وان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوھا۔ ترجمہ۔ اگر خدا کی نعمتوں کا شمار کرنا چاہو تو ہرگز ہرگز شمار نہ کر سکوگے۔ پھر نماز صبح کے لئے بندہ کے حجرہ سے نکلتے وقت یہ کیفیت رہتی کہ کبھی تو آپ کی چادر بندہ کے جسم پر ہوتی اور کبھی بندہ کی چادر آپ کے جسم مبارک پر ہوتی۔"

صاحب تذکرۃ الصالحین باب اوّل میں تحریر فرماتے ہیں کہ

نقل است کہ بعد رسیدن ایشان دستیدین صالحینؓ، بفرو حیاتِ آنحضرتؑ مدتِ شش ماہ شد۔ آنحضرتؑ در شبہائے ایں مدت، در حجرۂ بندگی میاںؓ می ماندند، و تمام راز و نیاز و

۱۵۔ اس زمانہ میں بھی نوبت کا سلسلہ کبھی نہیں ٹوٹا۔ جب آپ کی باری آتی دونوں حضرات نوبت میں بیٹھ جاتے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَأَدْبَارَ السُّجُودِ۔ (۲۶/۱۴)

وبخشش شبانہ بایشاں می شدے، و بحالتِ مستی عشق، وجذبۂ محبت و اتحاد، بعضے اوقات کسوۃ ہا درمیانِ یکدیگر متبدل می گشتے چنانچہ یکتائی وطیلسان ومنطاقِ آنحضرت برایشاں وازایشاں برآنحضرت می بودے ...... "

معلوم ہوتا ہے کہ اس چھ[1] مہینے کی مدت میں مخصوص چار مہینے سیدین صالحینؓ کو خاص الخاص تعلیم ہوئی ہے۔ اسی وجہ سے بندگی میاں سید برہان الدینؒ نے دفتر اول میں چار ہی مہینے لکھے ہیں اور اسی بنا پر صاحب خاتم سلیمانی نے مختلف مدتیں بتائی ہیں۔ لیکن مشہور عام چھ مہینے ہیں۔

تبدیلِ لباس کی جو کیفیت اوپر مذکور ہوئی وہ اس بات کی بیّن دلیل ہے کہ بندگی میاںؓ کو حضرت امام علیہ السلام کی ذاتِ اقدس میں کمالِ یکتائی نصیب ہوگئی تھی۔ کمال یکتائی کی اعلیٰ ترین اور عملی شان کی نسبت ملاحظہ ہو بشارت ا، واحنا اجساد نا نمبر ۷۹

نقل گندم کاشت[2]

۸۹ب ۔ سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"آدم صفی اللہ گندم کاشت۔

ونوح نجی اللہ آب داد۔

وابراہیم خلیل اللہ کشت پاک کرد وخاشاک را بیرون انداخت۔

وموسیٰ کلیم اللہ درو کرد۔

وعیسیٰ روح اللہ خرمن کرد۔

ومحمد رسول اللہ آرد کرد، ونان پخت، وخود چشید وبرائے فرزند داشت، وآں فرزند مہدی است

---

[1] ۔ میاں ملک سلیمانؒ لکھتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ سیدین صالحینؓ گجرات سے اواخر ذیقعدہ میں روانہ ہوکر چھ مہینے کے عرصہ میں (یعنی اواخر جمادی الاول میں) فرح مبارک پہنچے اور چھ مہینے یعنی حضرت کے وصال تک آپ کے سایۂ عاطفت میں رہ کر خاص الخاص تعلیمات مہدی اور بے گفت وشنید اسرارِ الٰہی کی تفہیم سے کماحقہٗ مشرف ہوئے (ریاض اول گ ق چا)

[2] ۔ نقل گندم کاشت کے جیسی تمثیل شریعت میں بھی ملتی ہے چنانچہ ملا مسکین حاشیہ کنز الدقایق میں لکھتے ہیں کہ:۔ (حاشیہ)

ب ۸۹ وبندہ (مہدی علیہ السلام) چشیدہ ومیاں سید خوندمیر راچشانید (انصاف ب۱۲)

نقل گندم کاشت کی ماہیت تعلیمات مہدیؑ سے تعلق رکھتی ہے سیدنا مہدی علیہ السلام نے حضرت صدیق ولایت رضؓ کے صدقہ خواہوں کو اِس سے پہلے بھی کئی بشارتوں سے ممتاز فرمایا تھا (ملاحظہ ہو بشارت نمبر ۵۹-۷۱-۷۲-۷۳-۷۴-۷۵-۷۶) اسی طرح سیدنا مہدی علیہ السلام کے صدقہ سے بشارتِ نقل گندم کاشت کے فیض سے بھی بے بہرہ نہیں رکھے گئے کہ اُن کو بھی پکی پکائی روٹی مل گئی، اور دیدارِ خدا سے سرفراز ہوگئے ملاحظہ ہو بشارت نمبر ۱۵ اور بشارت نمبر ۹۰۔

ب ۹۰ یوں تو بندگی میاں رضی اللہ عنہ پر آئے دن عطیاتِ ایزدی وارد ہوتے ہی رہتے تھے لیکن بالخصوص تاریخ ۲۶ ذی الحجہ ۹۲۶ھ جمعرات یعنی ستائیسویں رات کو بمقام کھاں بھیل بارگاہ خداوندی سے بے انتہا انعامات وعطیات مرحمت ہوئے۔ اِن خاص الخاص عطیاتِ الٰہی کو مُعطی ہی جانتا ہے یا معطیٰ۔ اِن ہی عطیات کی نسبت بندگی میاںؓ فرماتے ہیں۔

ب ۹۰ "فرمانِ خدائے تعالیٰ می شود کہ اے سید خوندمیر چندیں خلعتہا وتشریفہا ترا، وکسانے کہ امشب در دائرہ ہستند، ایشاں را از حضرتِ ما دادیم (در آں تشریف ہا یکے ایں بود کہ) "وگوشت وپوست واستخوانہا وموئے موئے ترا فنا بخشیدیم" (انصاف ب۱۲)

ب ۹۰ "حکم حق تعالیٰ می شود کہ اے سید خوندمیر امشب ترا، وکسانے کہ در دائرۂ تو، بودہ اند ایشاں را، از حضرتِ ما تشریفہا وخلعتہا عطا کردیم، وعنایت نمودیم؛ یکے از آں تشریفہا ایں است کہ دو گوشت، وپوست، واستخوانہا، وموئے موئے ترا فنا بخشیدیم" (حاشیہ)

اِس بشارت کا پہلا جز بندگی میاںؓ اور آپ کے دائرہ سے متعلق ہے اور دوسرا جز مخصوص ذات بندگی میاںؓ سے تعلق رکھتا ہے۔ اور ذیل کی بشارت محض آپ کے دائرہ سے مخصوص ہے۔

ب ۹۱ اسی ماہ ذی الحجہ کو تاریخ ۲۷ جمعرات کی صبح جبکہ بندگی میاںؓ کی ہمشیرہ بی بی خونزا بو[۱] آپ کے سرِ مبارک

[جاریہ] وقد قالوا الفقہ زرعہ عبد اللہ ابن مسعود وسقاہ علقمۃ وحصدہ ابراھیم النخعی ودرسہ حماد وطحنہ ابو حنیفہ وعجنہ ابو یوسف وخبزہ محمد وسائر الناس یاکلون من خبزہ ۔ ۱۲

[۱] ۔ انصاف نامہ ب۱۲۔ حاشیۂ انصاف نامہ ونیز انتخاب الموالید ب۱ میں ہمشیرۂ بندگی میاںؓ لکھا ہے اور رفقراول ک۵ ب میں "یکے از حرم بندگی میاںؓ" لکھا ہے۔

یں کنگھی کر رہی تھیں بندگی میاںؓ نے اُن سے فرمایا کہ

خ

" برو ید ہمہ برادران، و خواہران، چہ خورد و چہ کلاں، و چہ عاکفاں، (دو چار روز کے لئے ٹھیرے ہوئے) و چہ زائراں (ملاقات کو آئے ہوئے) راخبر کنید، و ندائے عام در دہید، کہ ہر یکے دوگانۂ شکرانہ اداکنند، کہ حق تعالیٰ امشب برشما چندیں خلعتہا و تشریفہا عنایت کردہ است، و مرحمت نمودہ است، یکے ازاں خلعتہا ایں است کہ فرمانِ حق تعالیٰ می شود کہ

ب ۹۱

" اے سید خوندمیر ہر کہ دریں شب در دائرۂ تو ساکن بود، مرد یا زن، خورد یا بزرگ، عاکف یا زائر، از وے خوشنود شدیم، و جملہ گناہانِ او بیامرزیدیم، و ایمانِ قطعی عنایت نمودیم و نجاتِ ابدی بخشیدیم"[۱]

اسی وجہ سے اس رات کو گروہِ متقدسین علی العموم **لَيْلَةُ الْإِيْمَان** اور بعض وقت **لَيْلَةُ النَّجَات** بھی کہتے ہیں نیز اسی شب کو بندگی میاں سید شریفؒ الملقب بہ **تشریف اللہ من اللہ** پیدا ہوئے۔

اس ولادت باسعادت کے وقت بچہ کی والدہ حضرت بی بی عائشہؓ پر دس روز فاقہ سے گزر چکے تھے اور بندگی میاںؓ نے انگرکھے کا دامن سلگا کر بچہ کا منہ دیکھا تھا، اسلئے اس مبارک دن کو **یوم التشریف** کہتے ہیں۔ قدرت الٰہی دیکھئے کہ ماں کی طرح صاحبزادہ پر بھی کامل دس روز فاقہ سے گزر جانے کے بعد بتاریخ گیارھویں رمضان ۹۹۰ھ بعمر ۶۳ سال واصل حق ہوئے، اور واصل بھی ہوئے تو ادائی فرض روزہ کی حالت میں۔

نوٹ۔ کتنی حیرت کی بات ہے کہ کامل دس روز تک ایک لقمہ بھی پیٹ میں نہ جائے، اور ایسی حالت میں زچہ بھی زندہ رہے اور بچہ بھی! اور بھی حیرت کی بات یہ ہے کہ تولد ایسی حالت میں ہوا کہ ایک ٹمٹماتا چراغ بھی اوپری اوپری کام کرنے کے لئے نہیں تھا۔ اور معلوم نہیں بچہ کی ولادت کے بعد بھی ماں کو کھانا کب میسر ہوا!

یہ واقعہ بندگی میاںؓ کے دردِ چشم سر کے پہلے کا ہے (ملاحظہ ہو انصاف نامہ باب ۱)

دوگانۂ شکر کے بعد بندگی میاںؓ نے اپنے کل تابعین کو حضور اقدس میں بلایا، اور بندگی ملک الہداد خلیفہؓ گروہ سے مخاطب ہو کر جو جو عنایات و عطیاتِ ایزدی آپ پر مبذول ہوئے تھے، ایک ایک کر کے بالتفصیل سنائے۔ (انصاف باب ۱)

پھر فرمایا کہ "بھائی داد و تم کو معلوم ہے بندہ کے پیٹ میں کیوں درد اُٹھا تھا؟"

---

[۱]۔ دفتر اول کت ۵ ب ۱۲۔

آپ نے عرض کیا

"خوند کار کے صدقہ سے معلوم ہو جائے گا۔"

آپ نے فرمایا

خ "فرمانِ حق تعالیٰ فرشتگاں را در رسید کہ برو ید شکمۂ سید خوندمیر را بیارید، و بہ آبِ حوضِ کوثر بشوئید، پاک کردہ باز بجائے او ببرید۔"

"چونکہ فرشتگاں آمدند، و شکمۂ بندہ بیروں کشیدند، چوں آں شکمہ دست بدستِ فرشتگاں واقع شد، بندہ را دریں جا در شکم روئے نمودہ بود۔ اکنوں چوں بفرمانِ حق تعالیٰ فرشتگاں شکمۂ ایں بندہ را ببردند، و بہ آبِ حوضِ کوثر شستہ، پاک کردہ، باز بجایش آوردند، دردِ شکم برطرف شد۔"

اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے۔

" اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا (۳۳ پ ۲۲) ترجمہ۔ اللہ یہی چاہتا ہے کہ اے اہلبیت (حضرت رسول کریمؐ)، تم سے (ہر قسم کی) ناپاکی دور کر دے اور (ظاہر و باطن) جیسا پاک کرنے کا حق ہے ویسا پاک کرے۔

سچ ہے۔ حسنات الابرار سیئات المقربین۔

اس واقعۂ شق البطن کے بعد بندگی میاںؓ چار سال زندہ رہے لیکن اس عرصۂ دراز میں سیدنا مہدی علیہ السلام کے صدقہ سے ایک وقت بھی آپ کا بَول و براز نہ دیکھا گیا۔ یہ صفت خاص حضرت مہدی علیہ السلام کی تھی کہ آپ کا کبھی بول و براز کسی نے نہیں دیکھا تھا اور کیونکر دیکھ سکتا ہے!

(ملاحظہ ہو بشارتِ ارواحنا اجسادنا نمبر ۹۷)

زہے نصیب اہل کھال جمیل کے جن کو ایسی دولتِ بے بہا بے محنت و مشقت تین تین مرتبہ حاصل ہوئی۔

پہلی مرتبہ اُن عاشقان بندگی میاںؓ کو جو آپ کی عیادت کو نماز ظہر کے بعد تشریف لے گئے تھے اُس وقت مجلس کے سب کے سب افراد دیدار سے آن واحد میں مشرف ہو گئے (دفتر اول ک ۷ ب)

دوسری مرتبہ ۹۲۶ھ ذی الحجہ کی ستائیسویں رات کو جبکہ دائرۂ معلیٰ کے جمیع افراد کو ایمان حقیقی و نجات

ابدی کی بشارت بارگاہِ خداوندی سے دی گئی جس کے شکریہ میں سب نے فرمانِ بندگی میاںؓ سے صبح دوگانہ پڑھا اور تیسری مرتبہ ۹۳۰ھ شوال کی بارھویں تاریخ کو جنگ بدرولایت کے موقع پر جس کا ذکر شہادت مخصوصہ کی فصل میں درج ہے۔

اب ہم دریافت کرتے ہیں کہ جو فقیرانِ بندگی میاںؓ ان تینوں موقعوں پر حاضر تھے کیا وہ سب کے سب ایک ہی وقت میں فقیر ہوئے تھے؟ کیا سب کے حوصلے یکساں بڑے ہوئے تھے؟ کیا سب کو ایک ہی مرتبہ کی تعلیم ہوئی تھی؟ کیا سب کا ظرف برابر تھا؟ کیا بندگی ملک شرف الدینؒ جاگیردار سدراسن، جس کے نیچے چوراسی گاؤں تھے، اور میاں زین الدین فوجدارِ سدراسن یہ دونوں بھی پہلے جنگ میں تو حاضر بھی نہیں تھے، دوسرے جنگ میں شریک ہوئے؛ یہ اور دوسرے خلفا، جنہوں نے برسوں بندگی میاںؓ کی غلامی کی، کیا برابر ہو گئے؟ ہاں ہاں ایسا ہی ہوا۔ سیدنا مہدیؑ فرماتے ہیں کہ

"جس کو پیو چاہے سوہی سہاگن ہووے"۔

عدل اور چیز ہے فضلِ خدا اور بات ہے۔ فضل کو نہ زمانہ کی قید ہے، نہ عمر کی۔ نہ علم و عرفان کی، نہ ذات پات کی نہ عمل کی۔ یہاں سالک کا کوئی فعل، کوئی خیال، کوئی یقین، کام نہیں کرتا۔ عارف کامل کی ایک نظر پڑتے ہی سب معطل ہو جاتے ہیں، اور عارف کی نظر جو چاہتی ہے کر گذرتی ہے۔ بندگی میاںؓ کی نظر ملک شرف الدین میاں زین الدین اور کئی لوگوں کو کھینچ لائی، اور سب کو یکساں طور پر دیدارِ چشم سر سے مشرف کر دیا۔ بلکہ میاں سُرْوَنْڈا چوپان (دھن گر) اور میاں مَنُّوْر چارن جو چند گھنٹے پہلے ہندو تھے مشرف بہ اسلام و تصدیق ہو گئے اور جو کا سب مہدوی میدانِ جنگ کے کنارے کھڑے ہوئے جان نثاروں کی جنگ آزمائی دیکھ رہے تھے اُن کو ترک دنیا کی توفیق ہوئی۔ غرض کوئی شخص بھی اس بہرۂ عام سے بے بہرہ نہ رہا اس کا نام تو اللہ کا فضل؛ اور اس کا نام تو بندگی میاںؓ کی فیض بخشی۔ بندگی میاںؓ فرماتے ہیں کہ

"بندہ کی ایک نظر ہزار مہینوں کی مقبول عبادت سے بہتر ہے"۔

حضرت نے مہینوں کی قید ادباً لگائی ورنہ جو ذاتِ متقدس ذاتِ مہدیؑ میں فنا ہو گئی ہو اُس کی نظر بھی تبعاً حسب فرمانِ حضرت مہدی علیہ السلام

"بندہ کی ایک نظر ہزار سال کی مقبول عبادت سے بہتر ہے"۔

یہ بھی حضرت امام علیہ السلام نے شریعت کا ادب ملحوظ رکھ کر فرمایا ورنہ آپ کی نظر ازل سے ابد تک کی مقبول

عبادت سے افضل واعلیٰ ہے۔

ایک شخص تو بتاؤ جو بندگی میاںؓ کے دربارِ دُربار سے خالی گیا ہو! کس کے دائرہ میں ایمان کی سویت ہوئی؟ ایسی کہ رحم مادر میں بچہ نے بھی حصہ لیا کیا آپ کے فقیروں نے استدعا کی تھی؟ نہیں بے سوال اور بے شان وگمان یہ خلعت سب کو عطا فرمایا[۱]۔ کیا بندگی میاںؓ کی شہادت کے بعد یہ عطیہ موقوف ہوگیا؟ نہیں نہیں۔ بندگی میاںؓ زندۂ جاوید ہیں اسلئے بندگی میاں کا یہ عطیہ اس وقت بھی جاری ہے اور حسب بشارت امام علیہ السلام بالیقین قیامت تک جاری رہے گا۔ "چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ "فیض بندہ تا قیامت جاری است دیگر دہ برادرم سید خوندمیرؓ" ہاں حصولِ عطیہ کے لئے اخلاص اور عقیدت درکار ہے۔ ذالک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء۔

قصیدہ

ہمایوں وقت ومیموں بخت شد طالع سعود امروز — کہ شاہنشاہ بر عالم در رحمت کشود امروز
خجستہ صبح بود خوش خنداں دمید و گفت برآفاق — کہ خورشید رواں از پردہ رخ خواہد نمود امروز
نویدِ وصلِ تو دادہ سُرُوش اندر سحرگاہم — کہ بینی جلوۂ طاؤسِ قدسی باشہود امروز
زحسنِ روے تو فیروز شد روے منِ بد روز — کہ از حق خواستم روز و شب آں روز سعود امروز
چو حکمِ حج اکبر شد جہاں را در ملاقاتت — کہ از دیدِ تو شد غفرانِ حق بر ہر وجود امروز
چہ روز ایں روز تشریف است نتواں شرح خلعتہا — کہ بر ہر عاکف و زائر شدہ از حق فرود امروز
چہ خوبست دولتِ سرمد! چہ نیکست نعمت بے عد! — کہ بعد از مہدیِ موعود ہستی بحرِ جود[۵۲] امروز

---

[۱] ملاحظہ ہو چھند شریف میں زیر عنوانِ اثرات جنگ حسنات جنگ و تبرکات جنگ۔

۵۲ بحرِ جود ــــ انہارِ فیض ولایت

کئی صورتوں سے جاری وساری ہیں اور طالبانِ حق کئی طرح سے سیراب کئے جاتے ہیں مثلاً

۱۔ **نظر ڈال کر**۔ جیسا کہ سیدالامام حضرت مہدی علیہ السلام نے حضرت صدیق ولایتؓ پر نظر ڈال کر آپ کو آنِ واحد میں فیضیاب کردیا۔

۲۔ **ناک سے ناک ملاکر** اپنا دمِ حیات بخش طالب صادق کی ذات میں داخل کرنے سے۔ جیسا کہ سیدنا مہدی علیہ السلام نے حضرت صدیق ولایتؓ کو تلقین کرتے وقت اپنی بینی مبارک بندگی میاںؓ کی بینی سے ملاکر اپنا دمِ فیض بخش بندگی میاںؓ کی ذات میں ساری کردیا۔

[جاریہ]

چہ اکمل طلعۃ طٰہٰ زبُرجِ مہرِ نبیینی — کہ لاغر گشت گا لعرجونِ زکاہش بر حسود امروز

الاقد جاءکم نورٌ من اللہ یا اولوالابصا — کہ چشمِ بوم اعمیٰ راچہ حظ از مہر سود امروز

چہ زیبا منصب شاہی! چہ رتبہ رفعت و جاہی! — کہ مہر و ماہ و زہرہ مشتری اندر سجود امروز

چہ روشن شارق از شرقِ ولایت تافتہ ہر سو — کہ شد نجمِ جنوبی وشمال و غرب زود امروز

زہے عزت زہے حشمت چو یک ابدال و خوش اعلا — کہ صد چوں حاتم و کسریٰ جبیں بر پات سود امروز

بمصر دل تو ئی یوسفؑ ۔ بوصفِ جاں فزا عیسیٰؑ — کہ حسنت دلفروز آمد و لعلت جاں فزود امروز

نوائے نے وطنبورہ رُباب و بم کن اے مطرب — کہ باغِ انجمن آلودہ از گلہا کہ بود امروز

شرابِ لعلِ جاں افزا کہ دردش صاف راحت بخش — کہ گوئی صیقل از آئینۂ دلِ غم زدود امروز

ہلا ۔ دریاب جامِ لعل مہدیؓ درچنیں بزمے — کہ ساقی شاہ خوندمیر رضؓ ست و گُلِ وصل ودود امروز

[جاریہ] ۳۔ بشارت دینے سے ۔ جیسا کہ سیدنا مہدی علیہ السلام نے اپنے پوتے بندگی میران سید عبدالحیؓ کو "روشن منوّر" کی بشارت دیتے ہی ظاہر میں روشن اور باطن میں منوّر ہوگئے [ملاحظہ ہو بشارت نمبر ۴۴ کا فُٹ نوٹ]

۴۔ اپنے بدن کا مستعملہ کپڑا عنایت کرنے سے ۔ جیسا کہ سیدنا مہدی علیہ السلام نے اپنے وصال کے وقت سرِ اطہر سے تاجِ مبارک (دو نیم قمری اس شکل کی ( ) بالکل سادہ ٹوپی) اُتار کر بندگی میاں شاہ نعمت رضی اللہ عنہ کو عنایت کیا جو آپ نے فوراً اپنے سر پر رکھ لیا ۔ اُس وقت حضرت صدیق ولایتؓ نے فرمایا

"حضرت میراں علیہ السلام کا یہ اخیر عطیہ ہے۔"

اسی طرح آپ نے حضرت خلیفۂ گروہ رضی اللہ عنہ کو اپنے اوڑھنے کی ردائے مبارک حضرت صدیق ولایتؓ کے ساتھ پٹن شریف بھیج کر اپنے فیض سے فیضیاب کردیا ۔ دورِ نبوت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے ساتھ حضرت اُویسِ قرنیؓ کو اپنی کمل مبارک مرحمت فرمائی تھی ۔

۵۔ اپنی چادر میں اپنے ساتھ ڈھانپ لینے سے جیسا کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی بی بی فاطمہؓ اپنے داماد حضرت علیؓ اور اپنے نواسوں امام حسنؓ اور امام حسینؓ کو اپنے ساتھ چادر میں لپیٹ کر تمام تعینات اور اضافتوں سے ایسے پاک و مطہر کردیئے کہ پنجتن پاک کے پیارے لقب سے مشہورِ خلایق ہوگئے ۔ اسی طرح مرشد کامل کے ذکر اللہ کے وقت طالب صادق کو اپنی چادرِ مبارک میں اپنے ساتھ لپیٹ لینے سے بھی فیض عطا ہوتا ہے ۔

۶۔ پسخوردہ سے ۔ جیسا کہ سیدنا مہدی علیہ السلام کے حضور ایک ہندو آیا ، اور عرض کرنے لگا کہ فلاں عورت درد زہ کی تکلیف سے بہت بے قرار ہے ۔ آپ نے پسخوردہ پان عنایت کیا ۔ عورت حضرت موعود علیہ السلام کا پسخوردہ کھاتے ہی مرگئی ۔ ہندو اپنے مذہبی آئین کے موافق اس کی میت سمشان لے گئے اور حسب دستور چتا (لکڑیوں) پر رکھ کر آگ روشن کی ۔ لکڑیاں جل گئیں مگر میت کے ایک بال کو بھی آنچ نہ لگی ۔ آخر مجبور ہو کر حضرت امام علیہ السلام کی خدمت میں بھیجدی گئی ۔ آپ نے فرمایا ۔

"وہ کیسے جل سکتی تھی! اُس نے بندے کا پسخوردہ پیا ہے"

نیک قسمت زچہ کے! اگر حضرت کے پسخوردہ کی برکت سے بچہ بآسانی پیدا بھی ہو جاتا تو کیا! ہندوانی ہندو ہی رہتی اور بالآخر کفر کی حالت میں مرجاتی۔ حضرت امام علیہ السلام کے پسخوردہ کی برکت سے اُس کا رُواں رُواں اور بال بال مسلمان ہوگیا اور سیدنا مہدی علیہ السلام کے اِس فرمان کی عملی شان کو کہ

"ہیچ مومن در دوزخ نرود"

اِس دار دنیا میں ہندؤں، عام مسلمانوں، اور سب صحابہؓ نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ حضرت کے حکم سے اُس کی تجہیز و تکفین کی گئی اور آپ کے پسخوردۂ پان کی برکت سے خاصانِ خدا میں داخل ہوئی۔

سیدنا مہدی علیہ السلام کے صدقے سے ایسا ہی واقعہ حضرت خلیفہؓ گروہؓ کے تذکرہ میں بھی پایا جاتا ہے۔ چنانچہ نقل ہے کہ شہر سِروہی (واقع ملک مارواڑ) کا راجا راؤ جگمال جو بندگی میاں شاہ نعمت رضی اللہ عنہ کا مرید تھا حضرت خلیفہؓ گروہؓ سے بھی بہت عقیدت رکھتا تھا۔ جب کبھی حضرت کی خدمت میں آتا پسخوردہ پی کر جاتا ایک روز اپنے مصاحبوں کے ساتھ آیا اور حسب عادت مُستمرہ حضرت کا پسخوردہ پینے لگا۔ ایک مصاحب نے غم و غصّہ میں آکر کہا

"مہاراج! یہ کیا کرتے ہیں! ایک مسلمان کا جھوٹا پی رہے ہیں!"

راؤ نے کہا

"مجھے اُن کی ذات میں ساکشات پرمیشور کا درشن ہو رہا ہے۔ اس لئے اُن کی پرساوی (تبرک) پیتا ہوں"

غرض راؤ کا انتقال ہوگیا۔ جلانے سے نہ جلنے پر ہندؤں نے کہا کہ

"اگنی دیوی (آگ ماتا) کیسے سویکار سکتی (قبول کرسکتی) تھی! کہ راؤ کا شریر (جسم) اناڑی (غیر مہذب مجازاً مسلمان) کے مکھ چھوٹ (پسخوردہ) سے اَپ وِتر (ناپاک) ہوگیا تھا! اسلئے جلا نہیں"

حضرت نے اُس کی میت دائرہ میں منگوائی اور راؤ نبی مہدی کے صدقے سے جنت دیدار میں داخل ہوگیا۔

۱۷۔ بزرگوں کی خدمت کرنے اور اُن کے ساتھ عقیدت رکھنے سے۔ چنانچہ امام الانام سیدنا مہدی علیہ السلام اُم المومنین بی بی الہدیتی البشریہ خدیجہؓ ولایت" "وقاضی ولایت" رضی اللہ عنہا کی نسبت فرماتے ہیں کہ

"جس نے بی بی کے برتن "ذآوند" یا خم سے پانی پیا (بندہؑ) برگزیدہ ہوگیا جس نے بی بی کی صحنک چاٹی (بندہؑ) برگزیدہ ہوگیا۔ اور جس نے بی بی کا ایک کام کر دیا (بندہؑ) برگزیدہ ہوگیا (خاتم ص اگے چ ۳)

اسی طرح حضرت صدیق ولایتؓ نے حضرت خاتم المرشدؓ کی نسبت نبی مہدی کے صدقے سے قریب قریب یہی الفاظ دوہرا کر فرمایا کہ

"ہمہ جمعیت بندہ در یں یک تن است کہ سید محمود را فرزند مہدی دانستہ خدمت کنید، وکسے کہ بر سر ایں دست با محبت نہادہ دلجوئی خواہد کرد، ویا با یک لقمۂ طعام، وکوزۂ آبِ خنک، مدد و دستیاری خواہد نمود، ویا گفتار عتابانہ خواہد کرد، ما جور خواہد شد بچناں جزا کہ بگفتن راست نیاید، انشاء اللہ تعالیٰ عند اللہ آن جزا را خواہم نمود" (انتخاب ۱۳۷ ـ خاتم گ ت چ ۳)

خ

۸ - نہ صرف زندہ بلکہ گروہِ مقدسہ میں میتوں کو بھی **نمازِ جنازہ** اور **مشتِ خاک** سے فیض دیا جاتا ہے۔ چنانچہ گروہ پاک کے ہر خاندان میں متعدد مرتبہ عملی طور پر اس کا ظہور رہا ہے۔ امام میت کے سینہ کے مقابل کھڑے رہ کر فیضِ مہدی اپنے سینہ سے اُس کے سینہ میں داخل کرتا ہے۔ نمازِ جنازہ کے بعد میت کے مُنہ دیکھنے کا طریقہ جو اوپر سے چلا آرہا ہے اسی اصول پر مبنی ہے۔

۹ - اسی طرح مرشد کی **مشتِ خاک** سے بھی وہی دولت نصیب ہوتی ہے جو نمازِ جنازہ سے حاصل ہوئی تھی۔ اِن دو عمل سے سونے پر سہاگا چڑھ جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت شہاب الحقؒ بن حضرت صدیق ولایتؓ اپنے بھتیجے بندگی میاں سید سعد اللہؒ بن بندگی میاں سید تشریف اللہؒ سے بخشش کے متعلق باتیں کرتے کرتے فرمانے لگے کہ

"..... ہماری مشتِ خاک سے بخشے جاتے ہیں"

ق

۱۰ - کسی بزرگ کے **زیرِ سایہ دفن ہونے** سے یا کسی بزرگ کے دفن ہونے پر اُس کے **زیرِ سایہ آجانے** سے جیسا کہ **بندگی میراں سید اجملؓ** بن حضرت مہدی علیہ السلام کے دفن ہوتے پر ٹانڈو گڑھ (نالوہ) کا کہنہ قبرستان سارا کے سارا بخشا گیا اور ایسا بخشا گیا کہ فرح مُبارک سے صحابہؓ گجرات آتے وقت بندگی میراں سید اجملؓ کی زیارت کو گئے تو وہاں قبرستان کا پتہ بھی نہ تھا۔ گویا کہ سیدنا مہدیؑ کا یہ فرمان صادق آگیا کہ "جو میرے ہیں قبر میں پڑے نہیں رہتے....."

۱۱ - **زیارتِ قبور** سے بھی فیض حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ۔ یہ حدیث سیدنا مہدی علیہ السلام اور تبعاً سیدینؓ پر بلکہ بڑے بڑے بزرگانِ دین پر بھی تبعاً لبعضِ تبعٍ اُن کی حسبِ قابلیت و استعداد صادق آتی ہے۔ اسی طرح فیض بھی زائر کو اس کی حسبِ لیاقت و اخلاص حاصل ہوتا ہے۔

۱۲ - کسی بزرگ کے دستِ مبارک سے **قبر پر پھول یا پتہ** رکھے جانے سے۔ چنانچہ **بندگی میاں شاہ نظام رضی اللہ عنہ** کے ملکِ منجھو جی خطائی جھین جھو واڑیہ کے مزار پر پتہ رکھتے ہی اُن کے مرتبۂ رویت میں ترقی ہوگئی اور وہ اپنے مقصود کو پہنچ گئے (خاتم۔ جلد سوم۔ شرح عقیدۂ سید خوندمیرؓ)

۱۳ - بہرہ عام کے نار یزہ سے

مندرجۂ بالا عطیۂ فیض کی تیرہ صورتوں میں پانچ صورتیں میتوں یا قبروں سے تعلق رکھتی ہیں جن کی صراحت کے لئے ملاحظہ ہو رہنمائے زائرینِ گجرات۔ اب رہیں سات صورتیں۔ اگر ان میں سے ہر ایک عنوان پر تفصیلاً لکھا جائے تو کتاب کا حجم بڑھ جاتا ہے، اس لئے صرف بہرہ عام کی نسبت ذرا صراحت سے لکھنا ضروری سمجھ کر اسی ایک عنوان پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

بہرہ عام

دیکھنے کو تو چھوٹا سا لفظ ہے، لیکن جس طرح اپنے اندر معنی کے لحاظ سے بہت بڑی وسعت رکھتا ہے، اسی طرح اس لفظ

[جاریہ] کی ظاہری شان بھی، اگر پورے الفاظ کے ساتھ بیان کی جائے، تو معنی کے بہم ہو جاتی ہے۔ اُس کے پورے الفاظ یہ ہیں۔

بہرۂ فیضِ ولایتِ مقیدۂ محمدیّہ برائے خاص و عام

پہلا اور آخر کا لفظ لے لیا، جس سے بیچ کے کُل الفاظ آ گئے۔

اب سوال یہ ہوتا ہے کہ کس کا بہرہ؟ اسی سے جواب ملتا ہے کہ فیض کا۔ پھر سوال ہوتا ہے۔ کونسا فیض؟ جواب ملتا ہے ولایت کا فیض۔ کس کی ولایت کا؟ ولایتِ مقیدۂ محمدیّہ کا۔ کس کے لئے؟ کسی کی خصوصیت نہیں۔ خاص اور عام بھی سب فیضِ مہدی سے فیضیاب ہوتے ہیں۔

اسی معنی میں حضرت سید فضل اللہؒ ابن حضرت سید راجوؒ **بارِ عام** لکھتے ہیں۔ یعنی دربارِ فیض میں بارِ عام کے روز کسی کو روک ٹوک نہیں رہتی۔ فقیر اور کاسب، عالم اور جاہل، امیر اور غریب، مرد اور عورتیں۔ جوان اور بوڑھے فیضِ مہدی سے جو نائبہ کی صورت میں ہوتا ہے، مرشد اپنے دستِ مبارک سے دربارِ فیض میں حاضر شدہ ہر فرد کو فیضیاب کرتا ہے۔ اسی وجہ سے اس کا نام بہرہ عام یا بارِ عام رکھا گیا۔ لیکن عام طور سے بہرہ عام مشہور ہے۔

اس کی ابتدا

سیدنا مہدی علیہ السلام سے اس طرح ہوئی کہ اُمّ المؤمنین بی بی الہدیتی رضی اللہ عنہا نے وصال کے وقت حضرت امام علیہ السلام سے وصیت کی کہ

" آنچہ خدائے تعالیٰ مرا دادہ است سویت کنید " (خاتم ص اگ چ ــ)

بی بی کے پاس دنیاوی دولت سے دمڑی بھی نہ تھی، جو کچھ تھا فیضِ مہدی تھا اور ایسی جلیل القدر صحابیہؓ کے پاس یہی ہونا چاہئے۔ وہ آپ نے بی بی کی حسبِ وصیت دائرۂ معلّیٰ میں سویت کر دیا۔

سیدنا مہدی علیہ السلام نے یہ فیض صحابہؓ میں کس طرح سویت فرمایا اُس کی کیفیت سے کتب نقلیات مُعرا ہیں۔ اسی طرح صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت امام علیہ السلام کا بہرہ عام کس طرح کرتے تھے اُس کی کیفیت بھی کہیں حیزِ تحریر میں نہیں لائی گئی۔ لیکن حضرت خلیفۂ گروہؓ کے تذکرہ میں اجماع اور بہرہ عام کے متعلق ہمیں تفصیلی حالات ملتے ہیں۔

میاں ملک سلیمانؒ خاتم سلیمانی میں، اسی طرح میاں سید فضل اللہؒ اپنے ایک رسالہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ

اجماع

عرس کے اگلے روز اجماع اور بہرہ عام ہوتا۔ دائرہ کے سب فقیر " ہانک پکڑ والی " یعنی اعلانِ عام کے ساتھ ہی جمع ہو جاتے اُس وقت جو کام ضروری سمجھا جاتا ہاتھوں ہاتھ کر ڈالتے، یا متفرق کام متفرق فقیروں کے سپرد کئے جاتے۔ اس میں " قاعدین " یعنی فقرائے غیر مہاجر اور کاسب بھی شریک رہتے۔ بعض لوگ بڑے فقیروں اور فقیرنیوں کے گھاس پھوس کے حجروں کی مرمت کر دیتے۔ بعض بھائی بیمار اور کمزوروں کے لئے جنگل سے لکڑیاں لا دیتے یا پانی بھر دیتے۔ بعض حضرات جماعت خانہ کی درستگی

یا از سر نو اُس کی تعمیر میں لگ جاتے۔ بعض جوان تالاب یا ندی کے کنارے بوڑھے اور بیماروں کے کپڑے دھو لاتے۔ اور بعض بھائی گڑھوں کو بند کرکے اور ٹیلوں کو توڑ کر زمین ہموار کر ڈالتے۔ یوں دائرہ کے بھائیوں کو اس طرح مفوضہ کاموں میں مصروف دیکھ کر حضرت خلیفۂ گروہؓ کے حضور اُن کے لئے کھچڑی پکائی جاتی اور سب بھائی مل کر کھا لیتے۔ **فقرائے دائرہ کی اس باہمی امداد کو اجماع کہتے ہیں**۔ یہ اجماع بہرہ عام کے روز بھی ہوتا اور غیر اوقات میں ضرورت پیش آجانے پر بھی۔ جیسے ہجرت یا اخراج کے موقع پر دوسرے مقام پر دائرہ باندھتے وقت۔ یا اگر دائرہ کے قریب ندی یا تالاب نہیں ہے تو کنواں کھود نے کے لئے جیسا کہ **پالن پور میں بندگی میاں سید اشرف** رح (خلیفۂ والد خود حضرت خاتم کارؓ) بن بندگی میاں سید میراں ستون دین بن حضرت خاتم المرشدینؓ کے فقیروں نے آج سے ساڑھے تین سو سال قبل کنواں کھودا تھا۔ یہ کنواں اس وقت موجود ہے اور میٹھا ہونے کی وجہ سے شہر کا بیشتر حصہ اُس کا پانی پیتا ہے۔

نوٹ۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے وقت میں ایک اور بھی اجماع ہوتا تھا جو کسی عقیدہ یا عمل میں فرمانِ مہدی کے خلاف نئی بات پیدا ہو جاتی پر دائرہ کے سب بھائی بلکہ اور بھی دائروں کے بزرگ جمع ہو کر اُس کا جلد استیصال کر ڈالتے (ملاحظہ ہو بشارت نمبر ۱۸ کی شرح)، اس اجماع میں حضرت ثانی مہدی رضی اللہ عنہ دائرہ کے لڑکوں کو بھی بلا کر بٹھاتے تاکہ غلط فہمی (بدعت) اور مذہب حق دونوں سے واقف رہیں۔ لکڑی پانی کے اجماع کے مقابلہ میں یہ اجماع جو صحیح عقیدہ اور صحیح عمل کے متعلق ہوتا تھا بنظر اہمیت **اجماع کبیر** کہلاتا، اور باہمی امداد کا وقتیہ اجماع **اجماعِ صغیر** سے موسوم تھا۔

[بہرہ عام]

اوپر ہی ذکر ہو چکا ہے کہ بہرہ عام اور اجماع کے روز کھچڑی پکائی جاتی، لیکن ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ تھوڑا سا غلہ بچا اس لئے حضرت خلیفۂ گروہؓ نے کھچڑی نہ پکوا کر اُس کو ابلوا لیا اور ذرا ذرا سویت کر دیا گیا۔ اُس وقت سے گنگنیاں پکانے کی یہ صورت ہر بہرہ عام پر جاری ہو گئی۔ گجرات میں ایسے اُبالے ہوئے اناج کو ہندو کسان اور دیہاتی مسلمان ٹوٹھے کہتے ہیں لیکن اُس میں فیض داخل ہوتے ہی وہی ٹوٹھے متبرک ہو گئے۔

عجب نہیں کہ حضرت خلیفۂ گروہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ ہی میں بہرہ عام کے روز کہیں سے اللہ دیا چند چپاتیاں آگئی ہوں گی دائرۂ معلیٰ میں عسرت کی وجہ سے آپ نے ان روٹیوں کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے (نان ریزہ) اپنے دستِ مبارک سے کر کے سویت کر دئے ہوں گے۔ غالباً اسی بنا پر گنگنیوں پر بھی **نا ریزہ** کا نام لگ گیا اور یہی متبرک نام نسلاً بعد نسلٍ ہر شخص کی زبان پر چڑھا ہوا چلا آرہا ہے۔ **واللہ اعلم بالصواب**۔

حضرت خلیفۂ گروہ رضی اللہ عنہ نے اپنے وصال سے پہلے جب کہ دائرہ میں فاقوں پر فاقے تھے دائرہ کے سب فقیروں کو بلایا **اور ایمان کی سویت کی**۔ سویت کا طریقہ یہ تھا کہ ہر ایک فقیر حضور میں آکر اپنا دامن پسارتا اور حضرت خلیفۂ گروہؓ اپنے ہاتھ کا خالی پسّو دامن میں اس طرح انڈیلتے گویا کہ کوئی چیز ڈال رہے ہیں بظاہر پسّو بھی خالی اور دامن بھی خالی نظر آتا، لیکن فیض دینے والا ہی جانتا کہ کیا دیا! اور لینے والا ہی جانتا کہ کیا فیض ملا! اس طرح فیضِ مہدی سویت کرتے کرتے جب **بندگی میراں سید اشرف** رح بن بندگی میراں سید یعقوبؓ بن بندگی میراں سید محمود ثانی مہدی رضی اللہ عنہ

کی باری آئی تو آپ نے یہ فرمایا کہ

"لو شہزادے، یہ تمہارے والد کا حصہ۔"

ق

پھر دوسرا پیسو ڈالتے وقت فرمایا

"لو، یہ تمہارا حصہ۔"

ق

اُس وقت آپ کی عمر سات سال کی تھی اور آپ ننھیال ہی میں رہا کرتے تھے غالباً سیدنا مہدی علیہ السلام نے اسی طرح بی بی رضؓ کا فیض سویت کیا ہو گا جس کی تتبع حضرت خلیفۂ گروہ رضی اللہ عنہ نے کی۔

حضرت مہدی علیہ السلام کے وقت میں بہرہ عام کا لفظ نہیں تھا۔ بعد میں وضع ہوا۔ اور اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ خلیفہ اپنے مرشد اور اپنے سلسلہ کے مرشدوں کا بہرہ عام کرتا ہے جن سے اُس نے بہرہ لیا۔ برخلاف اس کے مرشد اپنے خلیفہ کا بہرہ عام نہیں کر سکتا۔ کیونکہ مرشد نے اُس سے تھوڑا ہی فیض لیا ہے جو بہرہ عام کرے! سیدنا مہدی علیہ السلام کی ذاتِ اقدس تو دریائے فیض اور مرشد المرشدین تھی، اور سب کے سب صحابہؓ آپ کے فیض گیر اور بہرہ مند تھے! اسی لئے نہ تو کسی صحابی کا بہرہ عام ہوا، اور نہ اس لفظ کی ضرورت ہوئی۔

اُمّ المومنین بی بی الہدیتی[لہ] کا بہرہ عام جن خاندانوں میں کیا جاتا ہے وہ اصول بہرہ عام کے تحت میں نہیں بلکہ تبرکاً اور اس واقعہ کی یادگار قائم رکھنے کی غرض سے کیا جاتا ہے خدا ہم سب کو افضل النسوان، خدیجۂ ثانی، قاضی ولایت اُمّ المومنین بی بی الہدیتی رضی اللہ عنہا کے صدقہ میں رکھے اور جو فیض دائرہ میں سویت کیا گیا تھا۔ اس سے ہم بھی بہرہ مند ہوں کیونکہ فیض مہدی مطلق ہے اور جو مطلق ہے اُس میں سے کتنا بھی دیا جائے ایک رتّی برابر بھی گھٹاؤ نہیں ہو سکتا بلکہ اتنا ہی رہتا ہے جیسا کہ قرآن مجید اور درود شریف پڑھ کر جمع فاتحہ میں ہم صدہا بزرگانِ دین اور اپنے لواحقین کی ارواح کو بخشتے ہیں لیکن ہر شخص کو اتنا ہی ثواب ملتا ہے اور ہم بھی اتنا ہی ثواب حاصل کرتے ہیں۔ اسلئے کہ ثواب بھی غیر منقطع اور مطلق ہے۔

جو چیزیں معقولات، باطنی محسوسات، اور روحانیات سے تعلق رکھتی ہیں وہ اپنی کمال لطافت کے باعث ہمیشہ غیر مرئی رہتی ہیں لیکن باوجود نظروں سے اُجھل رہنے کے بھی اُن کے اثرات سے اُن کے وجود کی تمیز ہو جاتی ہے۔ مثلاً بچے کے منہ پر بوسہ دو۔ بوسہ میں جو محبت پوشیدہ ہے بچہ نہیں سمجھ سکتا لیکن **محبت کا عکس** اُس کے دل کے کیمرے (نوگس) پر منعکس ہوتا ہے جس سے وہ خوش ہو کر بیساختہ ہنستے ہوئے آغوں اں آغوں اں کرنے لگ جاتا ہے۔

اِس تمثیل میں بوسہ دینے والے کو وہ بزرگ سمجھیں جس کا بہرہ عام ہے۔ محبت کے عکس کو اپنا مرشد جانیں یا جس مرشد کے دست مبارک سے نارنجہ لیا جائے اور نارنجہ یعنی فیضِ ولایت لینے والے کو ہنستا ہوا بچہ سمجھیں۔

املی کا ڈھیر ہم سے پانچ فوٹ کے فاصلہ پر پڑا ہوا ہے جہاں ہمارا ہاتھ تک نہیں پہنچ سکتا باوجود اس کے وائرلیس ٹیلیگرافی کی طرح تارِ نظر دل کے اسٹیشن پر ترشی کی خبر دیتا ہے جس سے منہ میں پانی بھر آتا ہے۔

جس طرح یہاں تارِ نظر واسطہ ہے اسی طرح مرشد بھی واسطہ ہے جو صاحبِ بہرہ عام کا فیض صدقِ عقیدت سے دامن پسارنے

[لہ] بعض حضرات نے ہندی لفظ الہدیتی کا فارسی میں ترجمہ کرکے الہدادی لکھنا شروع کر دیا ہے جو موجودہ محاورۂ زبان کے لحاظ سے کانوں کو تو بھلا لگتا ہے۔ لیکن قدیم موالید اور نقلیات کے قلمی نسخوں میں بی بی الہدیتی ہی لکھا ہوا ہے۔ کسی کے بھی نام کا ترجمہ غیر زبان میں نہیں ہو سکتا

والے کو دیتا ہے۔

تانبے کا طشت لو، اوپر مقناطیس اور نیچے سوئی رکھو۔ طشت ایسا ٹھوس اور اُس کے مسامات ایسے سخت ملے ہوئے ہیں کہ اندر سے نہ تو پانی نکل سکتا ہے، نہ لطیف ہوا، بلکہ لطیف ترین روشنی بھی پار نہیں ہو سکتی۔ باوجود اس کے مقناطیسی قوۃ سوئی کو تھامے ہوئے ہے۔ اور جس طرح ہم مقناطیس کو طشت میں پھراتے ہیں، پیندے سے لگی ہوئی سوئی اس طرح گھومتی ہے کہ گویا **مقناطیس** اور **سوئی** کے بیچ میں کوئی چیز حایل ہی نہیں ہے۔ دوسرے الفاظ میں یوں کہئے کہ سوئی کو مقناطیس سے فیض حاصل کرنے میں کوئی چیز سدِ راہ نہیں ہو سکتی۔ اب ایک اور مثال بلکہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے:۔

احمد آباد میں **میاں حاجی مالیؓ** کو دفناتے وقت خود مہدی علیہ السلام قبر میں اُترے ہیں۔ اور حاجی مالیؓ کی میت ابھی آپ کے ہاتھوں میں ہی تھی، اور فرشتے آ کر ہاتھوں ہاتھ اُن کی میت لے گئے۔ آپ یہ کیفیت دیکھ کر مسکرائے اور صحابہ کے عرض کرنے پر آپ نے اِس کی وجہ بھی بیان فرمادی۔

دائرہؑ معلّی کے ایک فقیر نے حضور مہدی علیہ السلام میں عرض کیا

ق "میں آج (چہلم کے روز) حاجی مالی کی زیارت کو گیا تھا۔ دیکھا تو پہلے روز کے پھول ویسے ہی ترو تازہ ہیں"

آپ نے فرمایا

م "پھولوں میں **تروتازگی اور خوشبو** اسی وجہ سے ہے کہ میت کا کفن ذرا سا زمین کو لگ گیا تھا۔ عاشقِ خدا کو پھولوں سے خاص اُنسیت تھی۔ حاجی مالی قبر میں کہاں ہیں! جاؤ اُن کی قبر کھود ڈالو کہ لوگ کہیں پرستش کرنے نہ لگ جائیں"[۱]

دیکھئے۔ کہاں میت کے کفن کا کنارہ اور کہاں قبر پر پھولوں کا ڈھیر! کفن اور پھول میں نہ تو جنسیت ہے نہ وصلت بیچ میں قبر کی مٹی کا ڈھیر حائل ہے۔ باوصف اِس کے حاجی مالیؓ کا **عشق** دونوں میں سرایت کر گیا اور **باطنی مواصلت** پیدا کر دی۔

بہرہ عام کا ناریزہ بھی یہی شان رکھتا ہے۔ جس طرح وہاں عشق واسطہ تھا، یہاں مرشد کامل واسطہ بن کر اپنی **روحانی قوۃ جاذبہ** سے فیض صاحبِ بہرہ عام حاصل کرکے خوانچہ میں داخل کرتا ہے۔ ایک منٹ پہلے یہی چنے جو محض اناج کی حیثیت رکھتے تھے اب فیض مہدی داخل ہونے سے ناریزہ بن گئے۔ اگرچہ کہ ہم اِس فیض کو اپنی چشم ظاہر بین سے نہیں دیکھ سکتے، اور دنیا کی جنجال میں پھنسے رہنے سے چشم باطن بھی اُس کی لذت بےکیف کا احساس نہیں کر سکتی؛ پھر بھی ہم کو یقین کامل ہے کہ مرشد کے واسطہ سے فیضِ مہدی مل گیا۔

اِس موقع پر ایک اور تمثیل بیان کی جاتی ہے۔ برسات کا موسم شروع ہو گیا ہے۔ پہلا پانی پڑنے کے تین چار روز بعد ہم نے دیکھا کہ تل کا پودا ہمارے گھر کے صحن میں اُگ گیا ہے اُس کو دیکھتے ہی ہمارا ذہن اُس طرف منتقل ہوا کہ جاڑوں کے موسم میں ہم نے تلوں میں شکر ملا کر جو کھائے تھے اُسی کا ایک دانہ یہاں گر گیا ہوگا، جو کا مل آٹھ مہینے زمین میں پوشیدہ رہنے کے بعد اب نکل آیا۔ اسی طرح فیض مہدیؑ، یا فیض صحابہؓ، یا ہمارے سلسلہ کے بزرگوں کا تخمِ **فیض** جو بہرہ عام کے ناریزہ سے ہمارے

---

[۱] مولود مہدی موعود مصنفہؒ میاں سید ہاشم پنجیمں پشت از حضرت ثانی مہدیؓ و دیگر مواليد۔

دل کی زمین میں ایسا گہرا ہو گیا ہے کہ اگر آج نہیں، کل نہیں، پانچ سال کے بعد نہیں بلکہ دس سال کے بعد بھی نہ اوگا نہ سہی مرتے وقت تو ضرور بالضرور اوگ اُٹھے گا اور ہم اُس کا اثر ت نیل کو کر زندہؐ جاوید ہو جائینگے۔ چنانچہ بندگی میاں شاہ نظام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

ق "بندۂ خدا کے لئے تین موقعوں پر عطیاتِ الٰہی وارد ہوتے ہیں (۱) فقر و فاقہ کے ایام میں (۲) بیماری اور تکلیف و ایذا کے زمانہ میں (۳) اور انتقال کے وقت۔"

گروہ پاک میں کیا ہی پیارا طریقہ ہے بہرہ عام کے نام سے عطیۂ فیضِ عام کا، جو بلا محنت و مشقت، بلا ذکر و ریاضت، بلا صحبتِ مرشد محض پلہ پسار کر نا ریزہ لینے سے حاصل ہوتا ہے اور اگر شرط ہے تو صرف یہی ہے کہ لیتے وقت کمالِ اخلاص او رعقیدت ہو۔

لیکن دوسرے پہلو پر جس طرح یہ فیض بآسانی تمام حاصل ہوتا ہے اسی طرح اگر بدقسمتی سے بے ڈھنگے اسباب پیدا ہو گئے تو جاتے بھی دیر نہیں لگتی اور اس طرح جاتا ہے کہ جس طرح لندن سے دس پندرہ ہزار میل پر زمین کے کسی حصہ میں بھونچال شروع ہوتے ہی وہاں کی رسدگاہ میں جو آلۂ مقناطیس رکھا ہوا ہے اُس کی قوۃ سلب ہو جاتی ہے۔ جبکہ ایک مادّی اور فانی چیز میں ہزاروں میل کے فاصلہ پر یہ اثر رکھا ہوا ہے تو روحانی فیض کے سلب ہو جانے سے کیا کچھ خرابی پیدا ہو جاتی ہوگی!

اِس محل پر حضرت خلیفۂ گروہؓ کا ایک واقعہ یاد آگیا وہ اِس طرح ہے کہ:۔

ایک روز پچھلی رات کو حضرت خلیفۂ گروہ رضی اللہ عنہ نے **حاضرین نوبت نشین** میں دیکھا کہ فلاں شخص غیر حاضر ہے۔ آپ نے بندگی میاں سید شریف الملقب بہ تشریف اللہ (منجانب اللہ) سے فرمایا کہ

ق "جاؤ فلاں فقیر کو آواز دو کہ نوبت میں آجائیں۔"

آپ نے جا کر پکارا۔ فقیر دائرہ نے کہا کہ

"حضرت سے عرض کریں کہ میں بیمار ہوں؛ یہاں میری بہنیں خدمت کر رہی ہیں۔ اس کے علاوہ مجھ میں وہاں آنے کی طاقت بھی نہیں ہے۔"

بندگی میاں سید تشریف اللہؒ کی زبانی یہ جواب سن کر پھر آپ نے کہلایا کہ

ق "اگرچہ کہ وہاں بہنیں خدمت کر رہی ہیں لیکن یہاں بھی فقیر خدمت کرنے کو موجود ہیں۔ یہیں آکر نوبت میں شریک ہو جاؤ۔"

مریض نے حضرت کا پیغام سن کر کہا کہ:۔

"شریف جی۔ ایسی کیا ضرورت ہے کہ حضرت مجھے بار بار بلا رہے ہیں۔ حضرت سے کہیں کہ آج کی رات مجھے جو حصہ ملنے والا ہے اُسی سے ناغہ کریں۔"

حضرت نے یہ جواب سن کر فرمایا کہ

ق **"سید شریف بروید و جواب بگوئید کہ خوب۔ آنچہ حصۂ امشبینۂ شما بود۔ ناغہ کردہ شد"**

بندگی میاں سید شریفؒ کی زبانی اپنے مرشد کا یہ فرمان سنتے ہی وہ اٹھا، اور کھلے سر اور ننگے پاؤں بھاگتا ہوا آیا، اور مرشد کے قدموں میں گر کر زار و قطار رونے لگا، اور بہت کچھ عجز و انکسار کے ساتھ معافی چاہی۔ حضرت خلیفۂ گروہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا

"اب تمہارے عذر و معذرت کرنے سے کیا ہوتا ہے! اُس وقت حکم کرنے والا بندہ نہیں تھا۔ حکم کرنے والے نے کردیا۔ اُس کے حکم کو بندہ (میں) کیسے رد کرسکتا ہے"! القضاء قد مضی (دفتر دوم ک ۸ ب) ق

قائین کرام ذرا غور فرمائیں کہ نوبت میں کس قدر نہایت کے ساتھ فیض رکھا ہوگا جو بیمار فقیر کو صرف ایک نوبت کا فیض نہ ملنے سے جو باطنی کیفیت اُس پر طاری ہوی اُس کو محسوس کیا اور بھاگتا ہوا مرشد کی غلامی میں آیا۔ اِسی طرح بہرہ عام کا فیض بھی اپنے مرشد یا اوپر کے کسی بھی بزرگ کے ساتھ خواہ وہ ہمارے سلسلہ اور خاندان کا ہو یا نہو، بدعقیدت رکھنے، یا اُس کی نسبت کلام بدزبان پر لانے سے منقطع ہوجاتا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

اِس سے بھی زیادہ مؤثر اور عبرت انگیز ایک اَور واقعہ یہاں درج کیا جاتا ہے جس سے معلوم ہوگا کہ مرشدِ کامل کا غیظ وغضب قہر الٰہی کی شان رکھتا ہے۔ وہ اِس طرح ہے کہ:۔

بندگی میاں سید خوندمیر، سید الشہدا، صدیق ولایت رضی اللہ عنہ کا ایک فقیر جو فُضلا اور شریفوں سے تھا، خدا نے اُس کو نیک بخت فرزند عنایت کیا تھا۔ اُس نے دائرہ کی ایک بہن کے ساتھ حضرت صدیق ولایتؓ کی چھوٹی صاحبزادی بی بی راجے رُقیہ[۱] دینے کے لیے اشاروں اور کنایوں میں پیغام بھیجا بی بی بندگی ملک الہداد رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئیں اور اِس بارے میں بات چھیڑی، اُس وقت آپ چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے، غیظ وغضب میں آکر اُٹھ بیٹھے اور رہیبت ناک آواز کے ساتھ فرمانے لگے کہ

ق "آیا ایشاں را ہم چناں آرزوئے پیدا شد کہ بجہتِ پسر خود دختر میاں سید خوندمیرؓ می خواہند"!

اُس وقت جو فقیر آپ کے حضور بیٹھے ہوئے تھے اُن سے فرمایا کہ

ق "بروید۔ تفحص کنید کہ ایشاں درآں جاہستند"؟ (دفتر دوم ک ۵ ب)

مُتلاشیوں نے آکر خبر دی کہ جس شخص نے منگنی کا پیغام بھیجا تھا وہ اور اُس کے گھر کے مرد، عورتیں، بچے سب کے سب اِس تختۂ زمین سے ایسے ناپید ہوگئے کہ کہیں پتہ نہ لگا کہ کہاں گئے اور کیا ہوا!!!

ناظرینِ کرام ملاحظہ فرمائیں کہ آپ نے کس شان میں آکر فرمایا ہوگا کہ

ق "جاؤ۔ دیکھو کہ اب تک بھی وہ اِس دنیا میں ہیں"!

اس کلام عتاب بار کے ساتھ ہی وہ اور اُس کا گھر کا گھر آنِ واحد میں ایسا غارت ہوگیا کہ کہیں نقشِ ہستی بھی نہ رہا!!!

اِس نقل سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ پیغام بھیجنے والا فقیر بیشک شریف زادوں اور بھلے لوگوں سے تھا۔ لیکن اُس کا فرزند ایسا صاحب عرفان، اور صاحبِ مقام نہیں تھا جو اُس کو بندگی میاںؓ کی صاحبزادی کے ساتھ باطنی جنسیت ہوسکتی تھی۔ سیدنا مہدیؑ اور

---

[۱] آپ کا مزار مبارک جیئوڑ میں ہے۔ یہ موضع احمدنگر سے دس میل پر جانب شمال واقع ہے۔ جیئوڑ کی قدیم آبادی اور بازار سے شمالی دروازہ پر ایک پُرانی مسجد کے بازو سے نالہ بہتا ہے۔ اِس مسجد سے گوشۂ شمال و مشرق میں ایک باولی ہے۔ باولی سے مغرب میں آدھ فرلانگ پر بی بی راجے رقیہؓ کا چبوترہ ایک کھیت (ملّا) میں واقع ہے۔ اُس کے اطراف سینڈ کی باڑ ہے۔ طول وعرض ۷×۶ فوٹ ہے۔ ۱۲

حضرت صدیق ولایتؓ وغیرہ رضی اللہ عنہم بیٹی دیتے وقت محض مرتبۂ رویت اللہ اور اخلاق حسنہ دیکھتے تھے کہ یہی اصل شرافت اور حقیقی حیثیت ہے۔ حضرت ملک رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے آقا کی متابعت میں اسی شرافت کو پیش نظر رکھا اور جب پیغام بھیجنے والے کے بیٹے کو ان دونوں باتوں میں موزوں نہ پایا تو آپ کو طیش آ گیا اور پیغام دینے والے نے حضرت ملکؓ کی زبان سے جو کلام نکلوانا تھا نکلوایا یعنی آپ نے حقی شان میں آ کر فرمایا کہ "مجاؤ۔ دیکھو کہ ابتک بھی وہ اس دنیا میں ہیں" پیغام بھیجنے والے نے اپنی اس جرأت و جسارت کا مزہ بھی چکھ لیا۔ قاعدہ کی بات ہے کہ جب قہر الٰہی نازل ہوتا ہے یا پہاڑوں کو آگ لگتی ہے تو خشک درخت کے ساتھ ہرے بھرے جھاڑ بھی جل جاتے ہیں۔ یہی صورت پیغام بھیجنے والے کو پیش آئی۔

بندگی ملک الہداد رضی اللہ عنہ نے پھر یہی صاحبزادی **بندگی میراں سید یعقوبؒ** فرزند حضرت ثانی مہدی رضی اللہ عنہ کو دی جو پوری پوری اہلیت اور ظاہری و باطنی شان میں ہر طرح کی جنسیت رکھتے تھے۔ **نکاح خوانی کے وقت** فقر و فاقہ کی برکت اور نعیم رویت کے سوا اور کچھ نہیں تھا۔ بس یہی جہیز تھا اور یہی ساچق یہی شکرانا تھا اور یہی شربت۔ خدا ہم سب کو ان تینوں کے صدقہ میں رکھے۔ آمین۔

لکڑیاں لانا

حیدرآباد میں صرف سیدنا مہدیؑ کے بہرہ عام پر لکڑیاں خریدتے ہیں اور پالن پور میں تو ہر بزرگ کے بہرہ عام پر جنگل سے سر پر لکڑیاں اٹھا لاتے ہیں۔ اور گنج شہدا کے عرس مبارک کے روز (بتاریخ ۲ شوال) بھی اسی طرح لکڑیاں لاتے اور اپنے مرشد کے ہاں ڈال کر حسب تقلید و یادگار قدیم مرشد کے گھر کی کھچڑی کھاتے ہیں جس کے لئے صبح ہی صبح تمام مریدوں کو بلا قید کا سب و فقیر دعوت دی جاتی ہے۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ دمڑی کی لکڑی میں یہ عزت اور یہ شان کہاں سے آ گئی جو اجماع کثیر کا ہر فرد خواہ وہ دولتمند اور ریاست میں ممتاز عہدہ پر ہی کیوں نہ ہو بڑی خوشی اور فخر کے ساتھ سر پر ہی اٹھائے اپنے مرشد کے ہاں لے جاتا ہے! [**نوٹ** بندگی میاں سید اشرفؒ بن بندگی میاں سید میراں ستون دینؒ بن حضرت خاتم المرشدینؓ کے زمانہ میں اور اس کے بعد کے زمانہ تک بھی والیان ریاستِ پالن پور بھی اجماع میں شریک ہوتے اور لکڑی کو اپنے سر کے تاج سے بھی زیادہ قابل عزت سمجھ کر سر پر اٹھا لاتے۔] یہ صرف سیدنا مہدی علیہ السلام کے **اسم مبارک کی عزت و عظمت** ہے جو لکڑی کے ساتھ خاص نسبت رکھتی ہے۔

بمبئی میں پیشگاہِ امیر کابل سے جب قونصل کے نام پر خریطہ آتا ہے، تو قونصل پہلے ہاتھ میں لے کر بڑی عزت و احترام کے ساتھ بوسہ دیتا، آنکھوں کو لگاتا، اور کھڑے ہو کر سر پر رکھ لیتا ہے۔ اس کے بعد بیٹھ کر شانِ اطاعت سے پڑھتا ہے جبکہ دنیا کے بادشاہ کے خط کی اس قدر عزت کی جاتی ہے تو امام دوجہان کے بہرہ عام کے ساتھ منسوب کی ہوئی لکڑی کا ہمیں کس قدر احترام کرنا چاہئے! کیونکہ جب بہرہ عام کے نام سے سر پر لکڑی رکھی گئی تو وہ لکڑی لکڑی نہ رہی بلکہ فیض مہدی لکڑی کی صورت میں جلوہ گر ہے۔ جس کو ہم دیدۂ یقین سے دیکھ کر ہی اٹھاتے ہیں۔

قرآنِ کریم کو بھی جو تین تین بار بوسہ دیا جاتا، آنکھوں پر لگایا، اور سر پر رکھا جاتا ہے اس کو خدا اور رسولؐ کے ساتھ مخصوص نسبت ہونے کی وجہ سے ہے۔ اور جس طرح قرآنِ پاک کو بے وضو ہاتھ نہیں لگا سکتے **لا یمسہ الا المطھرون** ہمیں چاہئے کہ اجماع میں بھی باوضو شریک ہوں باوضو لکڑی یا پانی اٹھائیں، اور باوضو نا ریزہ لیں جس طرح نماز کے لئے طہارت ضروری ہے

حصولِ فیضِ مہدی کے لئے بھی طہارتِ ظاہری ضروری ہے۔ یہی طہارتِ ظاہری طہارتِ باطنی کے لئے راستہ کھول دیتی ہے۔ جس کی برکت سے فیضِ مہدی بلا امتناع حاصل ہوتا ہے۔

حصولِ فیضِ مہدی کے لئے اجماع، بہرہ عام وغیرہ موقتی امور ہیں، لیکن اگر دائمی برکات چاہتے ہیں تو

حصول برکات مستمرہ کے لئے

حضرت روشن منور اور حضرت شہاب الحق رضی کی پیروی کیجئے۔ جس طرح بزرگوں سے اخلاص ومحبت کے ساتھ ملاقات کرنا حصول برکات کا ذریعہ ہے اسی طرح اُن کا پس خوردہ یعنی پسخوردہ بھی حصولِ برکات کا موجب ہے۔ چنانچہ

ایک روز بندگی میراں سید عبدالحیؒ المبشر بہ "روشن منور" بن بندگی میراں سید محمود رضی الملقب بہ "ثانی مہدی" اپنے دائرۂ پیپل وائی سے حضرت شہاب الحق رضی کے دائرۂ کھاں بھیل میں تشریف لائے۔ روانگی کے وقت حضرت شہاب الحق رضی نے چند سپاریاں حضرت کی خدمت میں یہ عرض کرکے پیش کیں کہ آپ اِن کا پسخوردہ کردیں۔ حضرت روشن منور رضی نے پسخوردہ کردیا۔ حضرت شہاب الحق رضی ہمیشہ اسی پسخوردہ کا ٹکڑا منہ میں رکھا کرتے یہاں تک کہ آپ کے وصال کے وقت بھی سپاری کا ٹکڑا منہ میں تھا۔

حصولِ فیض کے متعلق اوپر جو کچھ لکھا گیا اُس میں ذاتی قابلیت کی بھی ضرورت ہے۔ حضرت اویس قرنی رضی میں یہ جوہر غیر معمولی طور پر موجود تھا اسلئے آنحضرتؐ سے کوسوں دور بیٹھے ہوئے بھی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض حاصل کیا اور ابوجہل جو رات دن آنحضرتؐ کے اخلاقِ عظیمہ اور معجزاتِ خاص کو اپنی آنکھوں سے دیکھتا تھا لیکن اُس میں حصول فیض کی صلاحیت نہ تھی اسلئے فیضِ باطنی تو کیا لیتا، اسلام سے بھی بے بہرہ رہا اور اشد کفر کی حالت میں مرا۔ مرشد میں جس قدر قابلیت ہوگی اتنا ہی فیض اوپر کے بزرگوں سے حاصل کرسکیگا اور طالب فیض میں جتنی استعداد ہوگی اتنا ہی فیض اُسکو ملیگا۔ تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض لیکن اِس استعداد اور ظرف کو بڑھانے کی قابلیت بھی اللہ تعالیٰ نے ہم کو ودیعت کی ہے۔ یہ قابلیت صحبت صادقان سے روز بروز بڑھتی ہی رہتی ہے۔ چنانچہ سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

"نشانِ تصدیق بندہ من، این است کہ

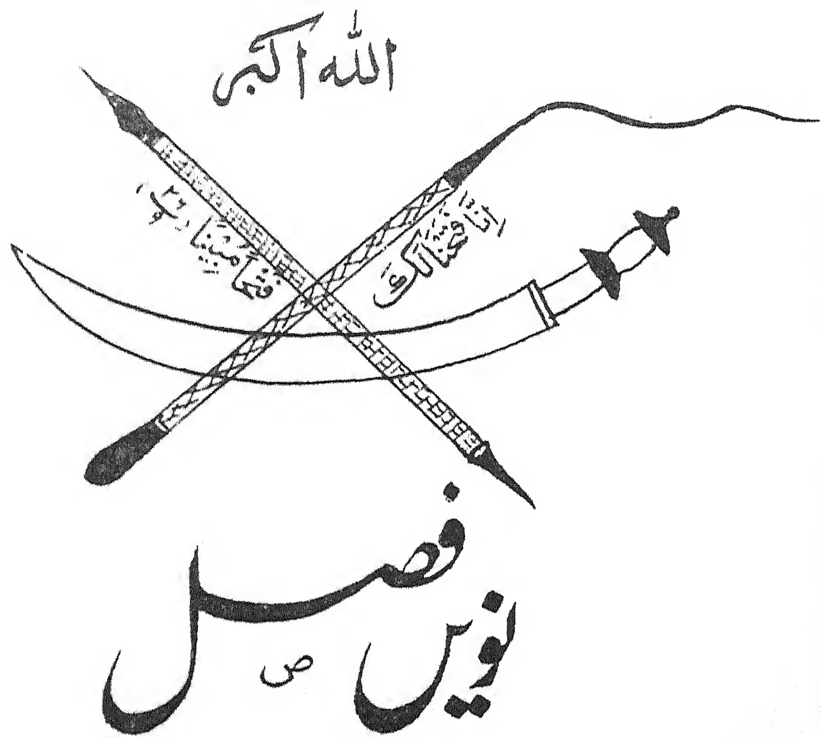
۱۔ نامرد مرد شود یعنی طالبِ دنیا یا زطالبِ ذات حق تعالیٰ شود۔

۲۔ ذبخیل سخی شود۔ یعنی کسے کہ یک دنیار را در راہِ خدا تعالیٰ نمی تواند داد و جانِ خود را در راہِ خدا سے تعالیٰ تسلیم می کند۔

۳۔ وامّی عالم شود۔ یعنی کسے کہ یک حرف نداند معنی قرآن بیان کند۔ (ن ع)

تازہ قلم P.S. نمبر ۱۴۔ مرشد کامل کے پیچھے دوگانۂ لیلۃ القدر پڑھنے سے جو فیضِ مہدی حاصل ہوتا ہے اُس میں شبِ قدر کی برکت خصوصیت رکھتی ہے۔ چنانچہ کھمبایت سے ناغر قبیلہ کی ایک پٹھانی بلالحاظ طعن خلایق اور تکالیف موسم اہل وعیال کے ساتھ اپنے مرشد حضرت خاتم المرشد کے پیچھے دوگانہ پڑھنے کے لئے دو سو میل کی مسافت طے کرکے جالور جایا کرتی۔ ایک روز حضرت نے بی بی کے منہ سے لوگوں کے طعن سن کر یہ بشارت دی کہ

"بی بی بندہ نے تم کو کیا کچھ دیا ہے اور کیا کچھ وافر خزانہ تمہارے لئے جمع ہو چکا ہے تم اس کو ابھی نہیں دیکھ سکتیں۔ مرنے کے بعد معلوم ہوجائے گا" (خاتم)



نویں فصل

فی مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْکٍ مُقْتَدِرٍ" (پ۲۷)

شہادت مخصوصہ

(ب۹۲) فصلِ رویت میں جو بشارتیں درج کی گئی ہیں، ایسی مہتم بالشان اور بعض ایسی مخصوص بشارتیں ہیں، کہ اِن بشارتوں کے حامل کے لئے شہادتِ بدالہٗ ذاتِ مہدیؑ لازمی ہے اسی خصوصیتِ ذاتِ حضرت امام علیہ السلام کا پورا پورا ظہور عملی طور پر بندگی میاںؓ سے ہوگیا، اور کچھ بھی مغائرت حضرت امام علیہ السلام اور بندگی میاں سید خوندمیر "صدیقِ بالجزم" "حاملِ بارِ امانت" "قایم مقامِ حضرت امام علیہ السلام" "بدالہٗ ذاتِ مہدی" میں نہ رہی ذیل کی بشارتوں سے واضح ہوگا کہ جس طرح حضرت امام علیہ السلام نے بندگی میاںؓ کو رویت خاص الخاص کی بشارتیں واضح طور پر دیں، ویسے ہی شہادتِ مخصوصہ کے متعلق بشارتیں بھی بلا اشتباہ بالکل صاف اور صریح الفاظ میں بیان فرمائیں۔

پٹن شریف میں سیدنا مہدیؑ کی تشریف آوری کے پہلے ہی روز اور پہلی ہی ملاقات میں حضرت صدیق ولایت

پر حضرت امام علیہ السلام کی نظر مبارک پڑتے ہی آپ رویتِ ذات سے سرفراز ہو گئے۔ پھر حضرت امامؑ نے ہوش میں لانے کے بعد پسخوردہؓ پان اور تعلیم و تلقین سے فیضیاب کیا اس کے بعد عصر کی نماز کو جب کھڑے رہے اُس وقت حضرت صدیق ولایتؓ پر جو کیفیت طاری ہوئی فرمانِ مہدیؑ سے بندگی میاںؓ نے اس طرح بیان فرمائی کہ

خ "حضورِ الٰہی سے چار فرشتے آئے، اور بندے کے سر پر آرہ رکھ کر بدن کے دو ٹکڑے کر دئیے۔ جسم کے سیدھے حصہ کو بشری کثافت سے پاک کر کے خوبصورت اور نورانی بنایا، اور بایاں حصہ جس میں سیدھے حصہ کی کثافت بھر دی گئی تھی، بندہ کے روبرو ایک بُری صورت میں کھڑا کر دیا گیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا

پ "اے سید خوندمیر تم نے دیکھا کہ ہم نے تمہاری ذات سے کس قدر بشری کثافت دور کی، اور کیسی پیاری صورت بنائی! اس بات کا تم پر ہمارا احسان ہے، تم اس احسان کے شکریہ میں ہمارے لئے کیا تحفہ لائے ہو"

بندہ نے کمال عاجزی و انکساری سے عرض کی

خ "خداوندا۔ بندے کو تو بی بی ہے نہ اولاد کہ تیرے حضور پیش کرے۔"

پ ارشاد ہوا "ہمنوں کوئی شوہی لیوے جو راہ ہماری سر دیوے۔"

خ بندہ نے عرض کی "بار خدایا ایک سر تو کیا، اگر سَو سر بھی ہوں، تو تیرے نام پر، تیرے راستے میں تصدق کر ڈالوں"۔ اس کے بعد بندہ کا سر دستِ قدرت سے علحٰدہ ہو گیا، اور بندہ نے عصر، مغرب، اور عشا کی نماز بغیر سر کے پڑھی، پھر قدرتِ الٰہی سے بندہ کا سر کندھوں پر آ گیا۔ اُس وقت ارشاد خداوندی ہوا کہ

پ "اے سید خوندمیر این سر برتنِ تو امانت داشتہ ایم ہرگاہ کہ طلب نمائیم بدہید"

نوٹ۔ یہ امانت بندگی میاںؓ کے کندھوں پر ستائیس سال رہی۔ پھر ۹۳۰ھ میں بمقام سدراسن جنگِ بدرِ ولایت میں ضحیٰ کے وقت آپ اور گھوڑا دونوں زخموں سے چُور چُور ہو جاتے پر گھوڑے سے اُترے اور قبلہ رخ بیٹھ گئے۔ پھر جس طرح پٹن تشریف میں حالتِ معاملہ میں آپ کا سر اطہر قدرتِ الٰہی سے علحٰدہ ہو گیا تھا، یہاں حالتِ ہوش و بیداری میں جسم اطہر سے از خود علحٰدہ ہو گیا (خاتم گ چا)

اور بار امانت کی ادائی سے آپ سبکدوش ہو گئے۔

۹۲ ب ۔ بارِ قتلوا و قتلوا کی نسبت حضرت امام علیہ السلام نے اوّل ہی اوّل جو اظہار فرمایا انصاف نامہ باب شانزدہم اور اکثر موالید مہدی میں مرقوم ہے کہ یہ نقل مقام ناگور ملک راجپوتانہ سے تعلق رکھتی ہے۔ چنانچہ صاحب شواہد ولایت باب نوزدہم میں تحریر فرماتے ہیں کہ، بندگی ملک الہداد خلیفۂ گروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

" بندگی میران سید محمد در ناگور آیت فَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا حجتِ مہدیتِ خود بدیں عبارت خواندند کہ

م " فَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا شد ــــ وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ شد
وَاُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ شد ــــ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا کہ مانده است،

ماشاء اللہ خواہد شد "

فاما اظہار نہ کردند کہ ایں آیت در حق فلاں کس است "

امام الانام سیدنا مہدی علیہ السلام ناگور سے مقامات کرتے ہوئے فرمانِ خدا سے فرح مبارک تشریف لے گئے، اُس وقت علما کے مشہور کرنے سے عام لوگوں میں بھی یہ چرچا ہوا کہ

ق " مہدی کو آگ جلا نہیں سکتی؛ پانی ڈبو نہیں سکتا؛ تلوار کاٹ نہیں سکتی؛ اگر یہ علامتیں نہ پائی جائیں، تو وہ (آپ کی ذاتِ مقدس) مہدیِ موعود نہیں ہے "

بندگی حضرت مہدی علیہ السلام نے یہ سن کر فرمایا

م " ہر سہ چیز در صفت خود مامور اند، از صفتِ خود باز نمی مانند ولیکن بر مہدی موعود ہیچ یکے ازیں ہا قادر نہ شود، کہ خدائے تعالیٰ حفاظت می کند " (شواہد ب)

و نیز خورد و کلاں از علمائے خراسان گفتند کہ

ق " علامتِ ذاتِ مہدی آں است کہ آخرش شہید شود۔ و اگر شہادت نشود مہدی موعود نباشد " (انتخاب ب)

آپ نے جواب میں فرمایا

پ " آرے۔ فرمانِ حق تعالیٰ می شود کہ اے سید محمد ایں آیت فَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا در حقِ تست "

سلہ مطلع الولایت میں لکھا ہے کہ یہ آیت آپ نے شہر ٹھٹھہ واقع سندھ میں پڑھی۔

ترجمہ - پس جن لوگوں نے ہجرت کی، اور اپنے گھروں سے نکالے گئے، اور میری راہ میں ایذائیں دیئے گئے، اور لڑے اور مارے گئے؛ (یعنی) درآں فالذین ہاجروا شد؛ واخرجوا من دیارھم شد؛ واوذوا فی سبیلی شد؛ و قتلوا و قتلوا کہ ماندہ است ماشاء اللہ خواہد شد۔"

علماے خراسان کے زیادہ اصرار پر آپ نے فرمایا

"تا الیوم این بندہ را معلوم بود کہ صفتِ موعود کہ قتلوا و قتلوا است از بندہ خواہد شد، م و اشتیاقِ ایں صفت ہم بسیار بود؛ لاکن فرمانِ حق تعالی می شود کہ

"اے سید محمد بر تو کسے قادر دست نیست - ایں چہارمی صفتِ ذاتِ تو کہ قتلوا و قتلوا پ است بر سیدے شایستہ قایم مقامِ تو بر انگیزم؛ و بدلۂ ذاتِ تو کنم؛ و برآں سید شایستہ سرانجام نمایم۔"

ترجمہ - "اے سید محمد تم پر کوئی قادر نہیں ہوسکتا (اسلئے) (۱) تمہاری ذات کی اس چوتھی صفت کے لئے جو کہ قتلوا و قتلوا ہے، ایک لایق سید تمہارے قایم مقام کرونگا (۲) اور تمہاری ذات کا بدلہ بناؤنگا۔ (۳) اور اُس لایق سید سے (امرِ قتال کی) انجام دہی کرونگا۔"

بندگی میاں سید خوندمیرؓ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اس بشارت کی تحقیق کرینی چاہیئے کہ وہ کون صاحب ہیں جن سے ولایت مصطفیؐ کی چوتھی صفت ظاہر ہوگی؛ اس میں شک نہیں کہ یہی بزرگ صاحبِ فضل ہیں۔ (شواہد ۲۷ب)۔ اگر معلوم ہوجاے تو اُن کی ویسی ہی تعظیم کی جائے جیسی کہ حضرت میراں علیہ السلام کی کیجاتی ہے۔ بناءً علیہ بندگی میاں رضی اللہ عنہ نے بندگی میاں یوسف مہاجر رضی اللہ عنہ سے کہا

خ "آپ حضور میراں علیہ السلام میں جاکر دریافت کریں کہ وہ کون صاحب ہیں جن پر مہدی موعودؑ کی چوتھی صفت ختم ہوگی۔ اگر معلوم ہوجاے کہ فلاں صاحب ہیں تو اُن کی بھی ویسی ہی تعظیم کی جائے۔

سلہ۔ دفتر اول کت ج۔ شواہد ۲۷ب۔۱۲

نماز مغرب کے بعد سیدنا مہدی علیہ السلام نے اپنے حجرہ کو تشریف لیجانے کا قصد فرمایا، اور صحابہؓ بھی روز
عادت کے موافق اپنے اپنے حجروں میں جانا چاہتے تھے اور بعض جا رہے تھے اُس وقت بندگی میاں یوسفؓ
حضرت ولایتمآب علیہ السلام کی خدمت میں آئے۔ حضرت میراں علیہ السلام نے فرمایا

"میاں یوسف کچھ پوچھنا چاہتے ہو" ؟ عرض کیا۔ "ہاں خوندکار" "میراں جی۔ وہ کون بزرگ ہیں جن کی ذات پر حضور موعودؑ کی چوتھی صفت ختم ہوگی" ؟

حضرت میراں علیہ السلام نے فرمایا

"میاں یوسف تمہاری فراست ایسی نہیں ہے (کہ تم اپنی طبیعت سے ایسے امرِ عظیم کا استفسار کرو ! کہو کہ کس نے پوچھا ہے)

عرض کیا۔ "میراں جی۔ میں نہیں پوچھتا۔ میاں سید خوندمیر پوچھ رہے ہیں" حضرت امامؑ نے فرمایا۔

"سید خوندمیر کہاں ہیں" ؟

عرض کیا "یہاں کھڑے ہیں"۔

حضرت امام علیہ السلام آگے بڑھے بندگی میاںؓ کو اپنے حضور بلایا، اور اُن کے کندھے پر اپنا دست مبارک رکھ کر فرمایا۔ [حضرت امام علیہ السلام دو چار ہی قدم بڑھے تھے کہ حضرت صدیق ولایتؓ دوڑ کر خدمت اقدس میں آئے۔ حضرت امام علیہ السلام نے آپ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا۔ (انتخاب ب)]

۹۲ب "بھائی سید خوندمیر۔ آہستہ باشید، ایں صفتِ ذاتِ بندہ بہ شما خواہد شد، شما حامل ایں بارِ ولایت ہستید" ہستید اے

ب ۹۲ "آنچہ می پرسید آں با ذاتِ شما خواہد شد" (مطلع، ایں کار زار از شما خواہد شد"

(انصاف ب۱)

۹۳ب حُسنِ اتفاق کہیئے یا مشیئت الٰہی کہیئے کہ جس روز اور جس گھڑی حضرت صدیق ولایتؓ نے جو چیز معاملہ میں دیکھی، اسی روز اور اسی گھڑی وہی چیز بندگی ملک برخوردار عرف ملک بخَن باڑی والؓ نے خواب میں دیکھی ـــــ اِدھر حضرت صدیق ولایتؓ حضور مہدی علیہ السلام میں آنے کے لئے اپنے حجرہ کے دروازہ پر آئے، اور اُدھر بندگی ملک بخنؓ بھی اسی ساعت اپنے حجرہ سے نکل کر سیدنا مہدی علیہ السلام

سلہ تذکرہ ب۔ شواہد ب۔ اخبار ب۔ دفتر اول ک ب۔ ۱۲

کی خدمت میں تشریف لے گئے اور عرض کی کہ

ق "میں نے خواب میں دیکھا کہ آفتاب میرے سر پر آیا اور بیٹھ گیا۔"

حضرت امام علیہ السلام نے سن کر فرمایا

م "بارِ دنیا سے شما باز بر سرِ شما خواہد آمد"

چونکہ بندگی میاںؓ کا حجرہ قریب ہی تھا اس لئے حضرت امام علیہ السلام کی زبان مبارک سے یہ کلام سن کر رونے لگے۔ حضرت امام علیہ السلام نے پوچھا

م "بھائی سید خوندمیر کیوں روتے ہو؟"

عرض کی

خ "جو بات (بندگی) ملک بخن نے خواب میں دیکھی وہی بات بندے نے معاملہ میں دیکھی"

حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا

م "بھائی سید خوندمیر نزدیک آکر کہو کہ کیا معاملہ دیکھا"؟

عرض کیا

خ "آفتاب آمدہ بر سرِ من نشست۔ ملک بخن ہم ہمیں خواب دیدہ آمدند بنابراں آں صاحب (آپ نے) فرمودند کہ بارِ دنیا سے شما باز بر سرِ شما خواہد آمد۔ ازیں واسطہ بندہ را گریہ آمد"

حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا

۹۳ب "بھائی سید خوندمیر آں آفتابِ ولایت است۔ بارِ ولایت بر شما خواہد آمد۔ بارِ من تمام بر سرِ شما خواہد آمد"[لے]

۹۴ب۔ بندگی میاں سید خوندمیرؓ نے کمال عاجزی و انکساری سے عرض کی

خ "ایں بارِ ولایتِ مصطفیؐ است و گردنِ بندہ ضعیف است چگونہ بردارد!"

حضرت ولایتمآب علیہ السلام نے فرمایا

م "آرے بھائی سید خوندمیر بندہ را بسیار اشتیاق ایں صفتِ قتلوا و قتلوا بود۔ فاما

لے۔ مجددۃ الاسلام مصنفہ حضرت سید نور محمدؒ بن حضرت سید محمودؒ۔

اکنوں فرمانِ حق تعالیٰ چنیں می شود کہ بہ شما خواہد شد۔ بندہ توی ضعیف چہ داند فرمان چنیں است"[۱ھ] ب ۹۴

"صفتِ چہارم قتلوا و قتلوا بہ شما شود" (ن-ع)

قتلوا و قتلوا از شما خواہد شد۔ (انصاف ب ۱۶)

ب ۹۴ ۹۴

ب ۹۵۔ اسی سلسلۂ سخن میں آپ نے فرمایا کہ

"خدائے تعالیٰ بارِ خود نا قابل را نمی دہد و از قابل نمی گزرد شما را قابل ایں بار یافت و بار ولایت داد"[۲ھ] ب ۹۵

مثال کے طور پر فرمایا کہ

"ایں بادشاہانِ مجازی چیزے کارے و بارے کہ دارند بہ کسے نالایق نمی سپارند۔ پس حق سبحانہ و تعالیٰ کہ سمیع و بصیر و علیم حقیقی است شما را لایق و قابل گردانیدہ ایں بار نہادہ است" (تذکرہ ب) ب ۹۵

اِدھر سیدنا مہدی علیہ السلام نے حضرت صدیق ولایت رضؓ کو شہادت مخصوصہ کی بشارتوں سے مختلف اوقات اور مختلف موقعوں پر مشرف و ممتاز فرمایا، اُدھر حضرت ولایتمآب علیہ السلام کے اہلبیت نے معاملہ میں دیکھ لیا اور سیدنا مہدی علیہ السلام کی زبان مبارک سے اس کی صحت بھی کر لی۔ اور حضرت ثانی مہدیؓ نے تو نہ صرف حضرت مہدی علیہ السلام کی زبان مبارک سے سنا بلکہ حضور مہدی علیہ السلام میں شہادت کا پورا معائنہ بھی کر لیا تھا۔ (ملاحظہ ہو ب ۱۰۱)

ب ۹۶۔ ایک روز اُمّ المومنین بی بی بُوَن جی رضی اللہ عنہا کی نظر اپنے حجرہ کی ٹٹی کے درز سے بندگی میاں سید خوندمیرؓ کی پنڈلیوں پر (اتفاقیہ) پڑ گئی آپ نے بندگی حضرت میرانؑ کے حضور عرض کی

"میراں جی۔ میاں سید خوندمیر کے پاؤں کیا ہی مضبوط ہیں"!

فرمایا

"آرے از برائے برداشتن بارِ ولایت مصطفیٰ پایہائے بھائی سید خوندمیر استوار کردہ شدہ اند کہ بارِ گراں بردارند"[۳ھ] ب ۹۶

۱ھ۔ شواہد ب ۲۷۔ مطلع میں لفظی فرق کے ساتھ۔ انتخاب ب ۱۲۰۔ ۲ھ۔ شواہد ب ۲۷۔ تذکرہ ب۔ خاتم گنت چل ۔ انتخاب ب ۱۲۰۔ ۳ھ۔ شواہد ب ۲۷۔ خاتم گنت چل ۔ انتخاب ب ۔ دفتر اول ک ب ۔ اخبار ب ۱۲۰

ایک روز میاں ابراہیم شیخجاؓ نے حضرت صدیق ولایتؓ کی پاؤں چپی کرتے وقت عرض کی "خوندکا کی پنڈلیاں کیا ہی زبردست ہیں"!

خ

فرمایا "حق تعالیٰ برائے برداشتنِ بارِ ولایت ہمچناں آفریدہ است"۔
(تذکرہ ب)

ب ۹۷۔ اُمّ المومنین بی بی ملکاں رضی اللہ عنہ [اُمّ المومنین بی بی بھکیاںؓ دفتر اول ک ۳۱ ب ۵] نے فرہ مبارک میں یہ معاملہ دیکھا اور حضور میراںؑ میں عرض کیا کہ

ق

"صفت ذاتِ مہدی موعود یعنی قُتلوا و قَتلوا کا ظہور میراں جی کے وصال کے بعد میراں جی کے گروہ میں ہو رہا ہے۔ اُس گروہ میں سے صرف میاں سید خوندمیرؓ کو دیکھ رہی ہوں۔ اُن کی ذات کے سوا کوئی نظر نہیں آتا"۔

آپ نے فرمایا

ب ۹۷ "آنچہ دیدید تحقیق است۔ بھائی سید خوندمیرؓ سردارِ ایں گروہ اند۔ سردار حضورِ بندہ است و گروہ نزدِ حق تعالیٰ است وقتے کہ آں صفتِ موعود را سرانجام رسانیدن خواہد خواست، گروہ باسردار جمع کردہ کار را تمام خواہد رسانید"۔[۱]

ب ۹۸۔ حُجۃ المنصفین میں بندگی میاں ولی یوسف مصنف انصاف نامہ لکھتے ہیں کہ

ق

"از سید سلام اللہ (حضرت ثانی مہدیؓ کے حقیقی ماموں) روایت است کہ روزے امام علیہ السلام ایں آیت فرمودند فالذین ھاجروا ..... ناگاہ درآں زماں میاں سید خوندمیرؓ آمدند۔ چونکہ نظر مہدی علیہ السلام بر میاں سید خوندمیرؓ از دور افتاد چشم گریاں شدہ فرمودند۔

ب ۹۸ "برسر ایں غریب چہا چہا خواہد شد"!

آن قُتلوا و قَتلوا در زمانِ میاں سید خوندمیر عین عیاں شدہ ہر ہمہ دیدند (تذکرہ ب)

ب ۹۹۔ اُمّ المومنین بی بی بھکیاںؓ نے معاملہ میں دیکھا کہ بندگی میراں علیہ السلام کے گروہ میں قُتلوا و قَتلوا کا ظہور ہو رہا ہے۔ آپ نے بندگی حضرت میراں علیہ السلام سے عرض کی

۱۔ انصاف ب ۱۔ ن ع۔ انتخاب ب ۱۔ شواہد ب ۱۲۔ اخبار ب ۲۔ سب میں لفظی فرق کے ساتھ۔ ۱۲

ق "میراں جی جس گروہ کے ساتھ قتلوا و قتلوا ہو رہا ہے اُس کو میں خوندکار کے حضور نہیں دیکھتی"

حضرتؑ نے فرمایا

۹۹ ب "آرے۔ ہنوز آں گروہ پیش ایں بندہ ظاہر نہ شدہ است خواہد آمد"۔ (انصاف ۱۱)

اُمّ المومنین بی بی بھکیاؓ نے اس معاملہ کی جب بندگی میاں خوند شیخ رضی اللہ عنہ[51] کو خبر ہوئی تو آپ نے یہ کیفیت بندگی میاں شاہ دلاورؓ کے حضور بیان کی اور عرض کیا کیا آپ کو اس امر کی خبر ہے؟ فرمایا

ق "ہاں معلوم ہے۔ جس وقت بندگی حضرت میراں علیہ السلام نے فرمایا کہ فالذین هاجروا شد۔ و آخرجوا من دیارهم شد۔ و اوذوا فی سبیلی شد۔ و قتلوا و قتلوا کہ ماندہ است ماشاء اللہ خواہد شد۔ اس پر میاں سید خوندمیرؓ نے میاں یوسف کو بھیج کر حضور میراں علیہ السلام میں عرض کروایا کہ ایں کارزار برکدام خواہد شد؟ حضرت میراں علیہ السلام نے یہ سن کر میاں یوسف کو فرمایا، "تمارا دریں چہ افتادہ است"؟ میاں یوسف نے عرض کی میراں جی۔ میاں سید خوندمیر پوچھ رہے ہیں۔ فرمایا۔ سید خوندمیر کہاں ہیں؟ عرض کی۔ اِدھر ہی کھڑے ہیں۔ حضرت میرانؑ آپ کے پاس تشریف لے گئے، اور فرمایا

ب ۹۲ "میاں سید خوندمیر آہستہ باشید ایں کارزار از شما خواہد شد"۔ (انصاف ۱۱)۔ "ایں صفت ذاتِ بندہ با ذاتِ شما خواہد شد"۔ (دفتر اول کت ۳ ب)۔

نب۱۔ بندگی میاں شاہ نظامؓ غالب[52] مہاجر مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

ق ایک روز میں اپنے حجرہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ دفعتاً حضرت مہدیؑ تشریف لائے ہیں (تعظیم کے لئے) اُٹھا

---

[51]۔ یہ وہی میاں خوند شیخ ہیں جن کو بندگی میاںؓ نے رحمت الٰہی قافلہ مبارک کے قریب پہنچنے پر حضور مہدیؑ میں اطلاع دینے کے لئے بھیجا تھا۔ ۱۲

[52]۔ یہ وہ بزرگ ہیں جن کو دیکھتے ہی سیدنا مہدی علیہ السلام نے اُن کے دل کا مقصود معلوم کرکے بلا استفسار فرمایا کہ سہ علمے بطلب کہ با تو ماند..... [اور بندگی میاں شاہ نظام دہن، خدا داد تدا ؤدر ہیں جو اصحاب کرام میں بعض کے نزدیک تیسرے اور بعض کے نزدیک چوتھے صحابی ہیں۔] حضرت کا مزار مبارک گھوڑ کو ڈوڈرا (Vadodra) المشہور بہ چور بڑودہ میں تالاب کے کنارے پر واقع ہے (زیارت کے متعلق تفصیلی حالات کے لئے ملاحظہ ہو خاکسار کی تصنیف رہنمائے زائرین گجرات۔ ۱۲ منہ

حضرت میراںؑ نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا کہ "اچھے جی"۔ (یعنی خیریت سے ؟) اور بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد ملک بخنؓ آئے[۵۱]۔ اُن کے بعد ملک معروف[۵۲] اور اُن کے بعد میاں سید خوندمیر آئے اور بیٹھ گئے۔

اب حضرت میراں علیہ السلام نے بندگی ملک بخنؓ سے استفسار فرمایا کہ "میاں بخن کچھ پوچھنا چاہتے ہو"؟ عرض کی۔ "ہاں خوندکار"۔ فرمایا۔ "کہو"۔ عرض کی

"میراں جی امشب می بینم کہ یک جام است، دراں آب پُر کردہ و براں چیزے کثیف است"۔

حضرت نے فرمایا

"خوب دیدید۔ آں جام دل شماست، و آں آب کہ ہست یادِ حق تعالیٰ است، کثافتے کہ دیدید راست است۔ یادِ حق تعالیٰ بسیار بکنید، آب پُر شدہ برآید، و کثافت دور گردد"۔

اس کے بعد بندگی ملک معروفؓ سے پوچھا "شما چہ آوردید"؟ عرض کی

"میراں جی۔ می بینم کہ ماہ در دہانِ بندہ آمدہ بیرون شدہ رفت"۔

فرمایا

"شمارا بینائی است"۔

اس کے بعد بندگی میاں سید خوندمیرؓ سے پوچھا

"بھائی سید خوندمیر چیزے گفتن می خواہید؟

عرض کی۔ "خوندکار را روشن است"۔

حضرت میراں علیہ السلام نے فرمایا

چنانچہ استاد تعلیم می دہد آں چناں معلوم می شود (لیکن) شما بزبان خود بگوئید۔

۵۱۔ یہ بزرگ بندگی ملک الہداد خلیفۂ گروہؓ کے بڑے بھائی ہوتے ہیں۔ آپ کا نام بندگی ملک برخوردار ہے۔ پیار میں ملک بخن کہنے لگے جس طرح دورِ نبوت میں سب سے اخیر ابوالطفیل صحابیؓ نے وفات پائی اسی طرح دورِ ولایت میں جمیع صحابۂ مہدیؑ میں سب سے اخیر آپ کا وصال ہوا اور پٹن شریف میں حضرت خاتم المرشدؓ کے دست مبارک سے مدفون ہوئے۔ ۱۲۰

۵۲۔ یہ بزرگ اثنا عشرہ مبشرہ میں داخل اور بندگی میاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ کے خلیرے بھائی ہوتے ہیں۔ نصرپور کا ہمہ سے چھوٹا سا قافلہ فرمانِ مہدی سے گجرات آنے کو روانہ ہوا اُس وقت یہی بندگی ملک معروفؓ نے سیدنا مہدیؑ سے عرض کی کہ اگر ارشاد ہو تو بندہ میری ماں کو بلانے جائے۔ فرمایا "ماں کو لکھو کہ معروف مرگیا"۔ اس فرمان میں موتوا قبل ان تموتوا [جاریہ]

عرض کیا "می بینم کہ از آسمان سرخ حلّہ نزول شدہ مرا پوشانیدہ اند" فرمایا

"بھائی سید خوندمیر بر شما بارِ ولایتِ مصطفیٰؐ نازل شدہ؛ و حلّۂ سرخ کہ دیدید فَقُتِلُوا وَقَتَلُوا (پ۴ ۱۱) است از شما خواہد شد۔" (ان ۔ ع)

[اس کے بعد بندگی میاں شاہ نظام غالب سے پوچھا

"شما چیزے گفتن می خواہید" ؟ عرض کیا

"میراں جی می بینم کہ از دہنِ من مثلِ بوقلموں بیروں شدہ می رود۔ من می گویم کہ بیا۔" فرمایا

"نفسِ شما بود۔"]

ب ۱۰ ۔ اس فصل شہادتِ مخصوصہ میں جس قدر بشارتیں سیدنا مہدی علیہ السلام کی زبان مبارک سے بارِ ولایتِ مصطفیٰ کے لفظ سے اوپر درج ہوئی ہیں اور آیندہ بھی درج ہونگی سب کی سب فَقُتِلُوا وَقَتَلُوا سے تعلق رکھتی ہیں۔ (ملاحظہ ہو بشارت نمبر ۸۷-۸۸-۹۰-۹۱-۹۵-۱۰۴-۱۰۶-۱۰۷-۱۱۰) اور فصل رویت میں بارِ ولایتِ مصطفیٰؐ دیدار کے معنوں میں مستعمل ہوا ہے۔ پس بشاراتِ بارِ ولایتِ مصطفیٰؐ محض ذاتِ بندگی میاںؓ کے لئے شہادتِ مخصوصہ و نیز دیدارِ خدا دونوں معنوں میں فرمانِ مہدی سے وارد ہیں۔

اسی طرح فصل رویت میں بشارت بارِ امانت جس طرح دیدار کے معنوں میں آئی ہے (ملاحظہ ہو بشارت نمبر ۸)، اسی طرح اس فصل شہادتِ مخصوصہ میں قتال کے معنوں میں بھی فرمانِ مہدی سے وارد ہے چنانچہ۔

سیدنا مہدی علیہ السلام نے آیۂ اِنَّا عَرَضۡنَا الۡاَمَانَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَالۡجِبَالِ فَاَبَیۡنَ اَنۡ یَّحۡمِلۡنَہَا وَاَشۡفَقۡنَ مِنۡہَا وَحَمَلَہَا الۡاِنۡسَانُ ۔ ترجمہ ۔ ہم نے امانت کو آسمانوں، اور زمین، اور پہاڑوں پر پیش کیا، لیکن (انہوں نے) اُس کے اُٹھانے سے انکار کیا، اور اس سے ڈر گئے، اور انسان نے اس کو اُٹھا لیا۔ (پ ۲۲) پڑھی اور فرمایا

"بھائی سید خوندمیر مراد از سمٰوات انبیا ۔ والارض اولیا ۔ والجبال علما ۔ فابین ب ۱۰

[جاریہ] کی بشارت پائی جاتی ہے۔ آپ کا مزار مبارک جالور ملک مارواڑ علاقۂ راجپوتانہ میں ہے۔ حضرت خاتم المرشدکی میت دائرۂ سروہی سے لاکر حسبِ وصیّت آپ ہی کے زیر پائیں دفن کی گئی ۔ ۱۲ منہ

ان یحملنها امرِ قتال است وحملھا الانسان مرزاتِ شما است۔"

"ختمِ بارِ ولایتِ مصطفیٰ برذاتِ شماست کما قال اللہ تعالیٰ۔ وحملھا الانسان ایں نیز ذاتِ شماست۔" (ن ح) ب ۱۰۱

سیدنا مہدیؑ نے اِس آیت میں امانت کو امرِ قتال اور حضرت صدیق ولایتؓ کو اُس کا حامل فرمایا۔ اللہ اللہ۔ جس امانت کو انبیا نہ اُٹھا سکے۔ اولیا نہ اٹھا سکے۔ علما نہ اُٹھا سکے اُس کو نبی مہدی کے صدقہ سے حضرت صدیق ولایتؓ نے اُٹھالیا۔ اِس بشارتِ عظمیٰ سے شہادتِ مخصوصہ کا بحیثیتِ بدلۂ ذاتِ مہدی واضح طور سے اظہار ہورہا ہے کہ کیا ہی بڑی شان رکھتی ہے!

پٹن شریف میں سیدنا مہدی علیہ السلام کی نظرِ مبارک بندگی میاںؓ پر پڑتے ہی آپ پر جو کیفیتیں وارد ہوئیں، اِس کتاب کے ابتدائی اوراق میں تفصیل سے قلمبند کی گئی ہیں۔ یہاں صرف اُس مضمون سے آتنا اعادہ کرنا کافی ہے کہ حضرت صدیق ولایتؓ نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا

"بارِ خدایا ایک سر تو کیا اگر سو سر بھی ہوں تو تیرے نام پر تیرے راستے میں تصدق کر ڈالوں"۔ خ

اِس کے بعد بندہ کا سر قدرتِ الٰہی سے علیحدہ ہوگیا اور بندہ نے عصر مغرب اور عشا کی نماز بغیر سر کے پڑھی۔ پھر قدرتِ الٰہی سے بندہ کا سر کندھوں پر آگیا۔ اُس وقت ارشادِ خداوندی ہوا کہ

"اے سید خوندمیر ایں سر بر تنِ تو امانت داشتہ ایم۔ ہر گاہ کہ طلب نمائیم بدہید۔" پ

یہ بشارتِ بارِ امانت اللہ تعالیٰ نے بندگی میاںؓ کو اُن کے معاملہ میں، اور سید نا مہدی علیہ السلام نے اپنے روبرو حالتِ بیداری میں شہادتِ مخصوصہ کے معنوں میں دی۔ جو ۹۳۰ھ تک آپ کے کندھوں پر رہی۔ پھر میدانِ جنگ سدراسن میں آپ کا سرِ اطہر قدرتِ الٰہی سے ازخود علیحدہ ہوگیا اور آپ اِس بارِ امانت کی ادائی سے سبکدوش ہوگئے۔ ذٰلک ھو الفوز العظیم۔

ب ۱۰۲ - بندگی میاں سید خوندمیرؓ سیدنا مہدی علیہ السلام کے بدلۂ ذات ہونے کی نسبت صاحب خاتم سلیمانیؒ لکھ چکے ہیں، اور صاحب اخبار الاسرار ب ۲۲ میں تحریر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بندگی حضرت مہدی علیہ السلام سے اُن کے کمالِ اشتیاقِ شہادت کے جواب میں فرمایا

"اے سید محمد در ازل ما مقرر است کہ بر خاتم الانبیا و بر خاتم الاولیا ہیچ کس قادر نباشد، و شمشیر کار نکند۔ پس چونکہ ترا خاتم ولایت محمدی کردہ ایم؛ لہٰذا بدلۂ تو سید خوندمیر گردانیدیم۔" ر ۱۰۲

بنابراں حضرت میراں علیہ السلام بندگی میاں سید خوندمیرؓ را فرمودند کہ

"ایں کارزار باشما شدنی است" ب ۱۰۲

صاحب تذکرۃ الصالحین باب اول میں تحریر فرماتے ہیں کہ

"در علم قدیم ما ثابت است کہ بر خاتم نبی و خاتم ولی ہیچ کس قادر نشود و نتواند گشت لہذا سید خوندمیر را بدلۂ تو کردہ ایم کہ قتلوا و قتلوا با او خواہد شد" ب ۱۰۲

صاحب معارج الولایت لکھتے ہیں۔

"شما بدلۂ من ہستید" ب ۱۰۲

نقلیات بندگی میاں سید عالمؒ میں لکھا ہے

"شما مبادلۂ بندہ ہستید" ب ۱۰۲

ب ۱۰۳۔ اسی سلسلۂ بشارات میں بندگی میاںؓ سے مخاطب ہو کر آپ نے بدل کی شان اور اس کی عظمت و اہمیت کی نسبت فرمایا

"بھائی سید خوندمیر کسے کہ دشمن جامہ بندِ شما است او دشمن ذات ما است" (اخبار ب ۲، ت ۱) ب ۱۰۳

پھر فرماتے ہیں۔

"ہر کہ انکار جامہ بندِ شما کند او منکرِ ذاتِ بندہ است، و ہر کہ دشمن شما است او دشمن ما است، و ہر کہ دشمن ما است او دشمنِ رسول خداؐ است، ہر کہ دشمن رسول خدا است او دشمنِ حق تعالیٰ است" ب ۱۰۳

(انتخاب ب ۱۱)

دفتر اول رکن سیوم باب پنجم میں یہ بشارت اس طرح مرقوم ہے۔

"برادرم سید خوندمیر ما و شما یک وجود ہستیم۔ ہر کہ انکارِ جامہ بندِ شما کند، او منکرِ ذاتِ بندہ است، و ہر کہ منکر ذاتِ بندہ است، او منکر ذاتِ رسول خدا است، و ہر کہ منکرِ ذاتِ رسول خدا است، او منکرِ خدا است"۔ نعوذ باللہ منہا۔ ب ۱۰۳

اس بشارت میں سیدنا مہدی علیہ السلام نے بحیثیت بدلۂ ذات اور بنظر فنا و یکتائی اہمیت کی انتہا کر دی۔ یعنی جو شخص تمہاری ذات کا دشمن ہے وہ تو میرا دشمن ہے ہی (ملاحظہ ہو بشارت نمبر ۵۳) لیکن تمہارے جامہ بند کا دشمن بھی بندہ کی ذات کا دشمن ہے۔ اور دفتر میں تو بندگی میاںؓ کے جامہ بند کے منکر کو سیدنا مہدیؑ نے

اپنی ذات کا منکر فرمایا۔

یہ بات اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کی فطرت میں پیدا کر رکھی ہے کہ ظاہری تعلقات کے ساتھ اُس میں باطنی رشتہ بھی ہوا کرتا ہے اور وہ رشتہ ظاہری رشتہ سے قوی تر ہوتا ہے۔ مثلاً باپ کا اکلوتا بیٹا بیمار ہوا۔ باپ بالکل تندرست اور توانا ہے، لیکن باطنی رشتہ جو وائرلیس ٹیلی گرافی کی طرح نہایت نامعلوم طور پر کام کرتا ہے، اُس کے دل میں وہ غم پیدا کر دیتا ہے کہ گویا خود ہی بیماری کی تکلیف میں مبتلا ہے؛ بلکہ جو تکلیف بیٹے کو ہے اس سے بھی زیادہ تکلیف باپ محسوس کرتا ہے، یہاں تک کہ بیٹے کی کمالِ محبت میں زرفشانی کے علاوہ جان نثاری سے بھی دریغ نہیں کرتا۔

تاریخی صفحات بدیہی طور پر بتلا رہے ہیں کہ جب شہزادہ ہمایون بیمار ہوا تو بابر بادشاہ اپنے فرزند کی کمال محبت میں ہمایون کے پلنگ کے اطراف تین وقت پھرا اور ہر گشت میں اُس کی زبان سے صدق دلی اور جذبۂ فدائیت کے ساتھ یہ الفاظ نکلے کہ

"یارِ الٰہا! بارش برخود گرفتم گرفتم گرفتم"

یہ کہہ کر بیٹھ گیا، اور حضورِ الٰہی میں دعا کی۔ شانِ الٰہی دیکھئے کہ بابر کو اسی وقت بخار آگیا اور اپنے عزیز شہزادہ پر جان تصدق کر دی۔ اُدھر ہمایون نے صحتِ کلّی پائی اور باپ کا جانشین ہوگیا۔

زمانۂ پلیگ میں کئی وقت ایسے بھی واقعات دیکھے گئے ہیں کہ ماں نے جوشِ محبت میں اپنے بیٹے کے مُنہ میں زبان ڈالی اور کہا۔ "بیٹا تیرا طاعون مجھے آجائے۔ تو اچھا ہو جائے اور میں تیرے عوض مر جاؤں"

باپ دوست و احباب کی مجلس میں بیٹھا ہوا ایک دوسرے کے ساتھ خوش مذاق کرتے ہوئے مٹھائی کھا رہا ہے۔ کسی نے کہا۔ "تمہارا بیٹا جھاڑ پر سے گرا اور سر میں سخت چوٹ لگنے سے بیہوش پڑا ہوا ہے۔ باپ کو جو ایک منٹ پہلے بڑے ذوق شوق اور خوش طبعی سے مٹھائی کھا رہا تھا بیٹے کی یہ خبر سنتے ہی مٹھائی کڑوی کڑوی زہر ہوگئی۔

یہ مستحکم اثرات اِسی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں کہ اگرچہ کہ دیکھنے کو دو جسم ہیں لیکن باطنی رشتہ ایسا زبردست ہوتا ہے کہ بیٹے کو بیماری کی وجہ سے یا قید ہو جانے کے باعث یا کوئی ناگہانی مصیبت پڑنے سے جو درد و غم پیدا ہوتا ہے اُس سے دس گنا رنج و الم باپ کو ہوتا ہے۔ کیونکہ باپ اصل ہے اور بیٹا اُس کا نچوڑ یعنی فرع ہے۔ اسی وجہ سے باپ اپنے بیٹے کے ناخن کی تکلیف بھی گوارہ نہیں کرسکتا

حضرت امام علیہ السلام نے بندگی میاں سید خوندمیرؓ کو فرزند حقیقی فرمایا (بشارت نمبر ۳۱) - اپنا قایم مقام فرمایا (ب ۲۵)۔ ما و شما یک ذات و یک وجود ہستیم فرمایا (ب ۲۶)۔ شہادت مخصوصہ کے لئے اپنا بدلہ فرمایا (ب ۱۰۲) اور یہ بھی فرمایا کہ

حجۃ مہدی بر و ختم گردد (ب ۱۱۱) پس جسم و جان میں ایسی یکتائی، اور بدلۂ ذات مہدی ہونے کی وجہ سے بندگی میاںؓ کے بند جامہ کی دشمنی کو، یا اُس کے انکار کو، خاص اپنی ذات کے ساتھ منسوب کر کے فرمایا

"ہر کہ دشمن جامہ بند شماست، یا ہر کہ منکر جامہ بند شماست او دشمن ذاتِ ایں بندہ یا منکر ذاتِ بندہ است"

جب کہ سیدنا مہدی علیہ السلام نے بندگی میاںؓ کا جامہ بند جس کو بندگی میاںؓ کی ذات کے ساتھ محض عارضی نسبت ہے، ایسا مُہتم بالشان بتایا، تو اس سے یہ مطلب ظاہر ہے کہ بندگی میاں کے ساتھ دشمنی کا شائبہ یا بندگی میاںؓ کے **فرمان**، یا بندگی میاںؓ کے **فعل**، یا بندگی میاںؓ کی **علوشان** سے انکار کرنا ہی تصدیق مہدی اور ایمانِ حقیقی کا استیصال کر ڈالنے کے لیے کافی ہے۔ اور جب تصدیق ہی نہ رہی تو وعید اظہر من الشمس ہے

ب ۱۰۴ ۔ ایک روز ثانیِ امیر بندگی میاں سید خوندمیرؓ نے معاملہ میں دیکھا کہ حضرت میراں علیہ السلام کا وصال ہوگیا ہے، اور بعض صحابہؓ آپ سے مخالفت کر رہے ہیں، اور اپنی مخالفت پر اڑے ہوئے ہیں۔ یہ معاملہ آپ نے حضورِ مہدی علیہ السلام میں عرض کیا۔ فرمایا

ب ۱۰۴ "چنانچہ دیدہ اید ہچناں است۔ وقتے باشد کہ با شما مخالفت و بہ بے دینی نسبت خواہند کرد [و بر شما بے دینی ثابت کنند] شما مستقیم باشید۔ حق طرف شما خواہد بود۔ ایشاں رجوع خواہند کرد و افسوس خواہند خورد" (انصاف ب ۱۱)

ب ۱۰۴ "آنچہ دیدید تحقیق است، پس از بندہ ہچناں خواہد شد، و بر شما بہ بے دینی نسبت خواہند کرد، شما بر حق مستقیم باشید" [و در گزر کنید کہ حق جانب شماست۔ انتخاب ب ۱۱]

ب ۱۰۵ ۔ بندگی میاںؓ نے عرض کیا۔

"میراں جی۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہر کہ نزد شما صحیح است، او نزد ما صحیح است، و ہر کہ دشمن شما باشد، آں کس دشمن ماست (۵۴)

۵۱۔ شواہد ب ۲۵۔ خاتم گ ب ۲۔ انجاب ب ۲۔ ۱۲

پھر اُن کے لیے کیا حکم ہے"۔؟

انتخاب الموالید باب یازدہم میں لکھا ہے کہ

م "بھائی سید خوندمیر۔ ہر کہ نزدیک شما صحیح است، او نزدیک ما صحیح است؛ و ہر کہ نزدیکِ شما رد است، او نزد بندہ، و محمد رسول اللہؐ، و خدائے تعالیٰ مردود است"

آپ نے فرمایا

ب ۱۰۵ "آرے تحقیق، حق بطرف شما باشد؛ و ایشاں طالبانِ حق اند، و منظور و مبشرِ مہدی ہستند؛ آخر الامر بطرف شما رجوع و افسوس خواہند کرد"[۱۵]

پس حسب بشارتِ حضرت مہدی علیہ السلام بندگی میاںؓ کی شہادت کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم نے فرمایا

ق "میاں سید خوندمیرؓ نے جو کچھ کیا حق تھا"

اور حضرت ثانی امیر بندگی میاں سید خوندمیرؓ کے خلیفہؒ خاص بندگی ملک الہدادؓ کے سامنے اس کا اعتراف بھی کیا جب کہ صحابہؓ کا خلاف اور رجوع، حسب بشارتِ حضرت مہدی علیہ السلام ہوا ہے۔ تو اس امر کو محض مشیئت الٰہی پر محمول کرنا چاہیے۔ صحابہؓ کے اس خلاف میں بہت بڑی حکمت یہ پائی جاتی ہے۔ کہ اگر ایسے ایسے جلیل القدر صحابہؓ شریک جنگ ہوتے تو بدلۂ ذاتِ مہدی کا تشخص و تعین مشتبہ ہو جاتا۔

ثانی امیر بندگی میاں سید خوندمیرؓ نے صحابہؓ کے اس اختلاف کو مبنی بر مصلحتِ الٰہی سمجھ کر اپنے تابعین سے بتاکید فرمایا کہ

خ "در فضل مہاجرانِ مہدی علیہ السلام کسے چشم زخم کند ایمان او از صُلبش رود چونکہ دھکۂ عام مہاجر بجز دوزخ نیست (حاشیہ)

خ "میرا کوئی متعلق کسی بھی صحابی کی نسبت بُرا بھلا نہ کہے، ورنہ ایمان سے نکل جائے گا صحابہؓ میرے بھائی ہیں، اگر وہ نوچ نوچ کر میری بوٹیاں بھی استخواں سے الگ کر ڈالیں تو بھی مجھے گوارا ہے؛ لیکن اگر تمہاری زبان اُن کی خفگی کا باعث ہو گئی، تو پھر تمہارا کہیں ٹھکانا نہیں (خلاصہ حصۂ دوم)

---

[۱۵]۔ خاتم گ چ۔ ن ع۔ شواہد ب۔ اخبار ب ت [انتخاب الموالید میں بطرف "حق" لکھا ہے اور خاتم سلیمانی میں بطرف "شما" لکھا ہے۔ چونکہ بندگی میاںؓ بر سرِ حق تھے اس لئے حق اور شما دونوں کا مطلب ایک ہی ہے] ۱۲ منہ

حضرت سید فضل اللہ نے انتخاب المو الید کے گیارہویں باب میں کلام بندگی میاںؓ اس طرح قلمبند کیا ہے۔

خ

"نباید کہ کسے درحق ایشاں ظن بد کند، کہ ایشاں بر میانِ ماچناں وچناں نوشتند وحکم کردند۔ ایشاں ہمہ برادرانِ بندہ اند اگر بندہ را زیر وزبر کنند وتتی بوٹی رائی جتنی کریں تا ایشاں را زیاں نہ رسد۔ وہر کہ ازیں جملہ (نقیرانِ بندگی میاںؓ) بر ایشاں چشم بد کند جائے او بجز دوزخ نباشد"

پھر فرماتے ہیں۔

خ

"وھکا کہ بیچھلا مہاجر [عام مہاجر] مہدی بجز دوزخ جائے نیست"[۵۱]

ثانی امیر بندگی میاں سید خوندمیرؓ صحابہ مہدی علیہ السلام کا وہ احترام کرتے تھے کہ ایک دفعہ آپ کے بعض فقیروں نے صحابہ مہدی علیہ السلام کے ساتھ تتی ہوئی آوازیں گفتگو کی۔ آپ نے اُن فقیروں کو جن میں بعض صحابہ مہدی بھی تھے، فوراً صحابہؓ کی خدمت میں معافی کے لئے بھیجا، اور بعض فقیروں کا تجدید نکاح کروایا۔[۵۲]

بندگی میراں سید عبدالحی المبشر بہ "روشن منور" رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

ق

"درگروہ حضرت مہدی علیہ السلام فرقہائے دیگر جی شوند، لیکن دو فرقہ کہ روافض وخارجی باشد، نخواہد شد۔ آرے چگونہ نخواہد شد کہ دریں جا بعد از اختلاف مہاجرانِ امام آخرالزماں کہ حاملانِ ولایت، وقابلانِ بارِ عزایت اند، رجوع وافسوس ظاہر شدہ است۔ واگر در وقتِ اختلاف، قبل الرجوع بندگی میاںؓ تابعان خود را، در بابِ رعایتِ اصحابِ مہدی رضوان اللہ ابدی، ومحافظتِ ادبِ شاں، تاکیدِ بلیغ نمی فرمودے، استغفر اللہ العظیم، فرقۂ بے ادبی صادر می شدے۔ واگر مہاجرانِ علیہم الرضوان آخرالامر بجانب بندگی میاںؓ از مخالفتِ خود رجوع وافسوس نہ کردے، از تابعانِ مہاجران بعضے کساں خوارج صفتاں می گشتے۔ فاما چوں تاکید ورجوع از ہر دو جانبِ مذکور صدور یافتہ۔ فلہذا ہر دو فرقۂ ہالکہ درمیانِ تابعانِ امام ہدیٰ نشد۔ بداں داناو آگاہ باشید کہ لاشک ہر گروہِ ناجیہ آں فضلِ

۵۱۔ بیچھلا بمعنی ادنیٰ (اور بچھلا بمعنی اوسط۔ جیسے بھجولے میں پکا ؤ یعنی درمیانی دیگ میں)

۵۲۔ بندگی میاںؓ کے اس عمل سے معلوم ہوا کہ کسی بھی صحابی کے ساتھ خلاف ادب بات کرنے اور اس کے دل میں غم وغصہ آجانے سے ایمان سلب ہو جاتا ہے۔ اس لئے تائب ہونے کے بعد تجدید نکاح کی ضرورت ہوئی۔ ۱۲ منہ

خدا شد۔ الحمد للہ علی ذالک حمداً کثیراً کثیراً۔ ذالک الفضل من اللہ فضلاً کبیراً کبیراً۔ (دفتر دوم ک ۴۵ پ) ۔ ۱۲

ب ۱۰۶ ۔ اوپر ہی ذکر آگیا ہے کہ مشیت الٰہی ایسی ہی واقع ہوئی تھی، کہ صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت صدیق ولایت رضی سے خلاف کرینگے، اس لئے علیحدگی ضروری تھی۔ بناءً علیہ حضرت امام علیہ السلام نے پہلے ہی سے فرمادیا کہ

"اے میاں سید خوندمیر شما بے فکر نباشید [وسیل بھیل[1] ... نمایند۔ اخبار **ب ۱۰۶** ب ۲۰] بر شما کار عظیم پیش ماست، استوار باشید، واستقامت بگیرید" (شواہد ب ۲)۔

ب ۱۰۷ ۔ استواری اور استقامت میں امام الانام سیدنا مہدی علیہ السلام نے اپنی ذات کی مثال دے کر ثانی امیر حضرت صدیق ولایت رضی سے فرمایا

"چنانچہ بندہ را حکم خدا شد کہ اے سید محمد تراہمدی موعود کردیم دعوی بکن و از خلق مترس **ب ۱۰۷** الا ان القضا قد مضی، فان صبرت، فانت ماجور، وان جزعت فانک مھجور۔ ہمچناں بر شما خواہد شد" ترجمہ۔ سنو جی۔ قضائے الٰہی سے حکم جاری ہوگیا ہے، وہ تو ہو کر رہے گا۔ اگر تم صبر کروگے تو اجر پاؤگے اور اگر جزع وفزع کروگے تو (ہماری نظروں سے) دور ہو جاؤگے" (اخبار ب ۲)

مطلب یہ ہے کہ جس طرح سیدنا مہدی علیہ السلام پر دعوئ مہدیت کے بعد ہجرت، اخراج، ایذا، وغیرہ صدہا مصیبتوں کے پہاڑ الٹ پڑے، جن کی کیفیت سننے اور پڑھنے سے بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، لیکن آپ ہمیشہ اپنے فرض کی ادائی میں ثابت قدم رہے۔ اسی طرح حضرت صدیق ولایت پر بھی بحیثیت "تابع تام"، "قایم مقام" اور "بدل ذات مہدی" آئے دن مصیبتوں کے سیاہ ابر امنڈ امنڈ کر آئینگے اور ہمیشہ مخالفین کے ظلم وشداید کے متحمل رہینگے۔ چنانچہ سیدنا مہدی نے پہلے ہی فرمادیا تھا کہ۔

"بھائی سید خوندمیر رضی ہر کرا خداے تعالیٰ محبوب خویش کند، تمام خلق دشمن او شود" (حاشیہ **م** بشارت نمبر ۱۱) میں اس کا مختصر ذکر ناظرین کی نظروں سے گذرے گا۔ لیکن آپ نے انتہاے ظلم وستم پر بھی کبھی لغزش نہ کھائی، اور ہمیشہ سیدنا مہدی علیہ السلام کے نقش قدم پر چلے، اور بالفعل اس بشارت کے مصداق بنے رہے۔

---

[1] سیل بروزن تیل بمعنی رون۔ اور بھیل بروزن کھیل سیل بھیل بمعنی بلے چلے۔

ب ۱۰۸۔ عالم اولین و آخرین حضرت مہدی علیہ السلام نے بندگی میاںؓ کے ساتھ شہدا اور غازیوں کو واقعۂ شہادت سے پہلے ہی ہتیلی میں رائی کے دانہ کی طرح کما حقہ دیکھ لیا تھا، اسلئے مجمع صحابہؓ میں فرمایا

ب ۱۰۸ ”بارِ قتلوا و قتلوا اٹھانے والے وہ جان نثار ہیں جن کی صورتیں ہی نئی ہیں وہ اس وقت تم میں موجود نہیں ہیں“ (خلاصۃ التواریخ جلد دوم)

جو بشارت سیدنا مہدیؑ نے ام المومنین بی بی ملکانؓ (ف ۹۵) اور ام المومنین بی بی بھکیا کو (ب ۹۹) اُن کے استفسار کرنے پر خلوت میں فرمائی تھی وہی بشارت آپ نے مجمع صحابہ میں بیان فرمائی۔

ب ۱۰۹۔ شہادتِ حضرت صدیق ولایتؓ کے وقوع سے بیس سال پہلے ہی امام الانام سیدنا مہدی علیہ السلام معائنہ فرماچکے تھے، جس کی نسبت بندگی میاں سید برہان الدین دفتر اول، رکن ہشتم، باب سوم میں تحریر فرماتے ہیں کہ

”ایک روز حضرت امام علیہ السلام اپنے چہرہ مبارک میں تجلیات خاص کا نور دیتے ہوئے تشریف فرما تھے کہ بندگی میراں سید محمودؓ (دروازہ پر) حاضر ہوئے۔ ارشادِ خداوندی ہوا کہ

پ ”اے سید محمد ہمارا بندہ آرہا ہے، جاؤ، استقبال کرو، اور لے آؤ“ (حضرت امام علیہ السلام حکم خدا بجا لائے) اور بندگی میراں سید محمودؓ کو (لاکر) اپنے پاس بٹھایا۔ اتنے میں ثانی امیر بندگی میاں سید خوندمیر سید الشہداؓ ایک جماعت کے ساتھ اس حالت سے حاضر ہوئے، کہ ہر جان نثار اپنا اپنا سر ہاتھ میں لوٹے کی طرح پکڑے ہوئے ہے، اور اُن کے سروں سے خون ٹپک رہا ہے اُس وقت سیدنا مہدیؑ کو بارگاہ خداوندی سے ارشاد ہوا کہ

پ ”اے سید محمد، می دانی کہ ایشاں کیستند؟“

م عرض کی ”بار خدایا ایں آں گروہ است کہ برائے محبتِ تو، در عشقِ تو، جانِ خود را، و تنِ خود را، و مالِ خود را، و اہل و عیال خود را، بنامِ تو فدا کردند“

فرمان در رسید کہ

ب ۱۰۹ ”اے سید محمد، دانا و آگاہ باش کہ در حضرت ما برابر ایشاں ہیچ کس نیست“ [ط۱]

صاحب انتخاب المولید باب ہفتم و یازدہم میں لکھتے ہیں کہ

”چوں بندگی میاںؓ را با جملہ شہیداں کہ ہمراہ بندگی میاںؓ شہید شدند، خدائے تعالیٰ بنظر میراں

ط۱۔ دفتر اول ک ۸ ب ۳۔ اخبار ب ۲ ت ۱۲۔

علیہ السلام آورد، و تصحیح کرد، آں زماں فرمودند کہ

"فرمانِ حق تعالیٰ می شود کہ اے سید محمد بداں، و آگاہ باش کہ، درحضرت ما، برابر ایں جماعت ہیچ کساں نیستند" ب۱۰۹

ن۱۰۔ واقعۂ شہادتِ مخصوصہ، جو حضرت امام علیہ السلام نے بیس برس پہلے ہی ملاحظہ فرمالیا تھا، اس کا وقوع ثانیِ امیر حضرت صدیقِ ولایتؓ کی ذات سے ہونے کی نسبت فرماتے ہیں کہ

"شادی و خوشی کنید کہ ایں بارِ ولایت را تمام انبیاؑ و اولیاؒ آرزو کردند، لیکن خدائے تعالیٰ بشما عطا کرد"[۱] ب۱۱۰

یہ فرماکر حضرت خلیفۃ اللہؑ مکان میں تشریف لے گئے اور حضرت صدیقِ ولایتؓ کے ساتھ راجے سونؒ اور راجے مرادیؒ (سلطان محمود بیگڑہ کی بہنوں) کی بنائی ہوئی **دو تلواریں** گھر سے لائے اور اپنے دست مبارک سے بندگی میاںؓ کی کمر پر باندھیں۔

ب۱۱۱۔ تذکرۃ الصالحین باب اول میں لکھا ہے کہ سیدنا مہدی علیہ السلام نے فرمایا

"میاں سید خوندمیر ایں ہر دو شمشیر بگیرید"

خ م

ایشاں عرض کردند، کہ "یک شمشیر بس است"

حضرت میراں علیہ السلام فرمودند کہ

"بندہ بفرمانِ خدائے تعالیٰ درخانہ رفت و بفرمانِ خدائے تعالیٰ دو شمشیر آورد۔ وحالا فرمانِ خدائے تعالیٰ می شود کہ "اے سید محمد ہر دو شمشیر بکمر سید خوندمیر بدستِ خود ببند" ب۱۱۱

پھر آپ نے اپنے دست مبارک سے بندگی میاںؓ کی کمر پر دو تلواریں دونوں طرف باندھیں اور

ب۱۱۲۔ تفویضِ بارِ امانت کرتے وقت فرمایا

"بھائی سید خوندمیر بارِ بزرگ بارِ ولایت است، مرد باشید، اگر سارکیاں پھسلیاں ہودیں تو بھاگیں، اور ہاتھی کے ہاڈ ہودیں تو گھساجاویں" (یعنی اگر فولاد کی پسلیاں ہوں تو ٹوٹ جائیں اور اگر ہاتھی کے ہڈے ہوں تو گھس جائیں) ہوشیار شوید[۲] ب۱۱۲

ب۱۱۳۔ نقلیاتِ بندگی میاں سید عالمؒ میں لکھا ہے۔

---

[۱] شواہد ۲۷۔ انتخاب ب۔ ۱۲ [۲] شواہد ۲۷۔ انتخاب ب۔ اخبار ب ۲۔

۱۱۳ب "ہشیار باشید۔ بارِ ولایتِ مصطفیٰ برگردن شما آمدہ است" دست مبارک گردن پر رکھ کر فرمایا "سر جدا، وتن جدا، وپوست جدا خواہد شد"

خاتم سلیمانی گلشن ششم چمن اول میں لکھا ہے کہ حضرت میراں علیہ السلام نے بندگی میاںؓ کے سر پر بارِ ولایت رکھتے وقت فرمایا

۱۱۳ب "ہوشیار باشید ایں بارِ ولایت است: سر جدا شود، وپوست بکنند، واگر استخوانِ فیل و پہلوے فولاد باشد، تا ازیں بار بوسیدہ او سودہ، و سرمہ گردد"

صاحب مطلع الولایت لکھتے ہیں

۱۱۳ب "ایں بارِ ولایتِ محمدی است: سر برود، وکمر شکنند، وپوست بکنند دراں وقت یاری ومددگاری ازخدائے خود بخواہید"

صاحب شواہد الولایت باب بیست وہفتم میں رقم طراز ہیں کہ

۱۱۳ب "بھائی سید خوندمیر خدائے تعالیٰ بارِ عظیم دادہ است۔ ہر جا کہ ایں بارِ ولایتِ مصطفیٰ آمدہ است سر جدا، وتن جدا، وپوست جدا شدہ است"[۵۱] ["دو وجہ کس دشمن شوند" تذکرہ ب]

۱۱۴ب ۔ آیندہ صفحات میں شہادت مخصوصہ کے متعلق وہ بشارتیں درج کی جائیں گی جن کو سیدنا مہدی علیہ السلام نے حجۃ مہدیت پر محمول فرمایا ہے۔ چنانچہ حضرت مخبرِ صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

۱۱۴ب "فرمانِ حق تعالیٰ می شود کہ صفت چارمی کہ قتلوا وقتلوا است، بواسطۂ او در وجود آید، واز وے قایم شود، وقوۃ گیرد، وخاصۂ او باشد وبر او حجۃ مہدی ختم گردد"[۵۲] [صفت چہارم قتلوا وقتلوا شما شود۔ ن۔ع] ترجمہ ارشاد خداوندی ہو رہا ہے کہ

۱۔ چوتھی صفت جو کہ قتلوا وقتلوا ہے اس کے واسطہ سے ظہور میں آئے گی۔

۲۔ اور اس سے قایم ہوگی۔

۳۔ اور اس سے قوۃ پکڑے گی۔

۴۔ اور اس کی ذات سے مخصوص ہوگی۔

۵۔ اور اس پر مہدی کی حجۃ ختم ہوگی۔

---

[۵۱] ۔ انتخاب ۔ اخبار ب ۔ [۵۲] ۔ شواہد ۔ تذکرہ ب ۔ مطلع ۔ انجار ۔ ۱۲۰۔

ب ۱۱۵ - پھر فرمایا

"تا آنکہ ختم صفتِ ذاتِ بندہ، کہ قتلوا و قتلوا است، وجملہ خصائص وے، بر میاں سید خوندمیر واقع نشود، و ظہور ولایت محمدی، کہ بر ذاتِ مہدی بود، و ما بقیۂ حسناتِ آں بر آں سیدِ شایستہ اتمام نیابد حجۃ مہدی تمام نگردد" ترجمہ۔ ب ۱۱۵

۱- جب تک کہ بندہ کی ذات کی صفت جو کہ قتلوا و قتلوا ہے وہ۔

۲- اور اُس کی تمام خصوصیتیں میاں سید خوندمیر پر واقع نہوں۔

۳- اور ولایتِ محمدی کا ظہور جو کہ ذاتِ مہدی پر تھا۔

۴- اور اُس کے بقیہ حسنات اُس سید شایستہ پر تمام نہ ہوں وہاں تک حجّتہ مہدی ختم نہ ہوگی۔

ب ۱۱۶ - اِن ہی بشارتوں سے سیدنا مہدی علیہ السلام نے نہایت صاف اور صریح الفاظ میں اپنی مہدیّت کی حجتہ اس طرح بیان فرمائی کہ

"بھائی سید خوندمیر اگر بندہ مہدی موعود است، ایں صفت بشما خواہد شد۔ و روز اوّل اگر بر سرِ شما لشکر تمام عالمیاں بیاید، و تنہا ذاتِ شما باشد، فتح بشما خواہد شد۔ و روز دوم (یعنی بروز جنگِ دوم) شہادتِ شما خواہد شد۔ اگر ہمچناں شود، تا تحقیق بدانید کہ بندہ مہدی موعود است و آنچہ گفتہ است بفرمانِ حق تعالیٰ حکم کردہ است۔ و اگر چنیں نشود بدانید کہ بندہ مہدی موعود نیست۔ ہر چہ گفتیم بر گفتۂ نفسِ خود گفتیم"[۵۱] ب ۱۱۶

حضرت امام علیہ السلام کی اِس ایک بشارت میں پانچ مستقل بشارتیں پائی جاتی ہیں :-

۱- وقوعِ صفتِ مہدی ذاتِ بندگی میاںؓ سے۔

۲- بشارتِ فتح عظیم۔

۳- بشارتِ شہادتِ مخصوصہ۔

۴- وقوعِ شہادت سے ثبوتِ مہدیّت۔

۵- (بحوالۂ مطلع الولایت) جنگ بدر نبوت سے مشابہت۔

۵۱- شواہد ۲۲۔ انتخاب ۶۔ اخبار ۲ ۔ ۱۲

بندگی میراں سید یوسفؒ مطلع الولایت میں تحریر فرماتے ہیں اور تذکرہ الصالحین باب اول میں بھی لکھا ہے کہ

"باز فرمودند کہ اگر آں ذاتِ شما تنہا یک طرف بودہ ہمہ عالم یک طرف۔ ان شاء اللہ از یک ذاتِ شما آں ہمہ منہزم شوند۔ ایں آیت نہ مہدیت من است (بلیں) چنانچہ جنگ بدر نبوت پیغمبر علیہ السلام را بودہ"۔ ب ۱۱۶

حضرت نبی کریمؐ ہجرت کر کے مدینہ طیبہ کو تشریف لائے تو بھی آپ کو کفار نے چین سے بیٹھنے نہ دیا۔ خاص شہر مدینہ میں عبداللہ بن اُبَیّ نامی ایک بڑے امیر کو قریش مکہ نے خط لکھا کہ (استغفر اللہ) حضرت کو شہید کر ڈالو۔ لیکن مسلمانوں کا زور دیکھ کر دل کے ارمان دل ہی میں رہ گئے۔ پھر قریش مکہ نے مدینہ کے حدود میں آ آ کر غارت گری شروع کر دی۔ آنحضرتؐ نے حفظ ماتقدم کی بنا پر بیس بیس پچیس پچیس آدمیوں کی چھوٹی چھوٹی جماعتوں کو مدینے کے اطراف و جوانب بھیجا کہ وہ دشمنوں کے حرکات و سکنات سے واقف ہو کر اطلاع دیں۔ آپ کو اطلاع ملنے پر کہ ابوجہل مکہ سے نو سو پچاس (۹۵۰) آدمیوں کی مسلح فوج کے ساتھ ہوا کے بگولے کی طرح کمال سرعت اور غیض و غضب میں بھرا ہوا آرہا ہے۔ آنحضرتؐ بھی مدینہ سے روانہ ہوئے اور موضع بدر پر اقامت فرمائی۔ لشکر اسلام میں صرف ۳۱۳ مجاہد تھے جن میں گنتی کے غازیوں کے ہاتھ میں تلوار اور تیر و کمان تھے باقی سب مجاہدین کے پاس لاٹھیاں تھیں اور گھوڑے دو ہی تھے اسلام میں یہ پہلی ہی جنگ تھی اور وہ بھی ایسی بے سر و سامانی کے ساتھ۔ باوجود اس کے ابوجہل۔ عتبہ۔ ولید بن مغیرہ۔ شیبہ وغیرہ بڑے بڑے خدا کے دشمن جنہوں نے اللہ والوں کو ایذائیں پہنچانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا تھا قتل کئے گئے۔ بہت سے کفار مارے گئے۔ اور حسب بشارت حضرت خدائے عز و جل مسلمانوں کی فتح ہوئی۔ بتاریخ ۱۷ رمضان ۲ھ روز جمعہ (ماخوذ از سیرۃ خیر البشر در انگریزی از مولوی محمد علی۔ ایم اے۔ ایل۔ ایل۔ بی مترجم و مفسر قرآن در انگریزی)

حضرت سید فضل اللہؒ نے انتخاب الموالید باب ہفتم میں مندرجہ بالا بشارتوں کو اس طرح قلمبند کیا ہے:۔

"ایں بار ولایت از حق تعالیٰ بر شما عطا شدہ، و ایں صفتِ خاص ذاتِ بندہ از شما خواہد شد۔ اگر ایں کارزار از شما نشود، تا تحقیق بدانید کہ ذاتِ بندہ مہدیِ موعود نبود۔ ب ۱۱۶

باز فرمودند کہ

"اگر ذاتِ بندہ مہدیِ موعود است، تا اگر تنہا ذاتِ شما یک طرف خواہد شد، از پیشِ شما بروزِ اول خواہند گریخت۔ و اگر نگریزند تا بندہ مہدیِ موعود نباشد۔ و بروزِ دوم (یعنی بروز جنگ دوم) شما شہید خواہید شد۔ باید کہ ثابت قدم ماندہ، سرِ خود را در راہِ خدائے تعالیٰ بدہید۔" (انتخاب ۸) ب ۱۱۶

بندگی میاں رضؓ عرض کردند کہ

خ "انشاء اللہ از صدقۂ خوندکار یک سر چہ باشد اگر صد سر باشند در راہ خدائے تعالیٰ بر نام مہدی قربان کنیم"۔

۱۱۷ب۔ سیدنا حضرت مہدی علیہ السلام نے حضرت صدیق ولایتؓ کی صدقیت۔ فدائیت اور استقامت دیکھ کر فرمایا

۱۱۷ب "رحمت خدا باد، مردانگی کنید، و کمر بندی نمائید، و استوار شوید، خدائے تعالیٰ یاری و مددگاری خواہد کرد، و از شما دینِ خود را نصرت خواہد نمود" (انتخاب ۱۷)

نصرتِ دین کی توضیح کے لئے ملاحظہ ہو بشارت نمبر ۲۶-۲۷-۲۸

دفتر اول رکن ہفتم باب چہارم میں لکھا ہے کہ حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا

ب ۱۱۷ "چوں وقتِ قتال بفرمانِ لایزالِ ملک المتعال بیاید، سلاح بہ بندید، و بر اسپ سوار شوید، و با دشمنانِ دین کارزار کنید"۔

۱۱۸ب۔ اوپر جو مذکور ہوا کہ "خدائے تعالیٰ یاری و مدد خواہد کرد و از شما دینِ خود را نصرت خواہد نمود" اس نصرت کی توجیہ ذیل کی بشارت سے از خود ہو جاتی ہے۔ چنانچہ جنگِ بدر ولایت کے پہلے بندگی میاںؓ کی آنکھ میں شدت کا درد اٹھا اس وقت بارگاہِ خداوندی سے یہ ارشاد ہوا کہ

۱۱۸ب "اے سید خوندمیر کارِ تو تمام شد۔ لیکن چیزے مقصود است از زندہ داشتنِ ترا" (انصاف ۱۷ انتخاب ۱۱)

خداوند کریم کی اس بشارت سے معلوم ہوا کہ ثانی امیر بندگی میاں سید خوندمیرؓ کی طبعی زندگی ختم ہوگئی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو عارضی حیات بخشی۔ اس عطیۂ حیات مستعار میں مقصود خدا یہی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ۹۰۳ھ میں بمقام پٹن شریف جو فرمایا تھا کہ

"اے سید خوندمیر۔ ایں سر بر تنِ تو امانت داشتہ ایم۔ ہرگاہ کہ طلب نمائیم بدہید" (ملاحظہ ہو بشارت نمبر ۲۸)۔

اس کا بھی مشیتِ الٰہی میں وقت باقی تھا اسلئے بندگی میاںؓ کو بحیثیتِ بدلۂ ذاتِ مہدی قتلوا و قتلوا کی تعمیل و تکمیل کے لئے انتظار کرنا پڑا۔

جس روز بمقام کھاں بیل جنگ سے پہلے پہلے حضرت صدیق ولایتؓ کی آنکھ میں شدت کا درد اٹھا اسی روز شب کو بندگی میاں ولی یوسفؒ نے خواب میں دیکھا کہ آیۂ الیوم اکملت لکم دینکم ..... پڑھی جارہی ہے۔ بیدار ہوتے ہی آپ کے بدن میں مارے خوف کے لرزہ پیدا ہوگیا اور یقین ہوا کہ اب بندگی میاںؓ ہم میں نہ رہینگے۔ (انصاف نامہ ۱۸؎)

از روے شریعت دین کی ظاہری تکمیل حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ السلام سے ہوگئی۔ اور بنظر احکام ولایت دین کی باطنی تکمیل سیدنا مہدی علیہ السلام سے ہوگئی۔ اب رہی سیدنا مہدی علیہ السلام کی ذات کی ایک خصوصیت جو کہ قٰتلوا و قُتلوا تھی اور جس کی نسبت آپ نے فرمایا تھا کہ

"بروحجۃ مہدی ختم گردد"

اسی کی تکمیل کی نسبت اللہ تعالیٰ کا یہ اشارہ ہے کہ

"چیزے مقصود ماست از زندہ داشتن ترا"

اس کی بھی بندگی میاںؓ کی شہادتِ مخصوصہ سے تکمیل ہوگئی اور بندگی میاںؓ نے بندگی میاں ولی یوسفؒ کو ان کے خواب میں آیۂ الیوم اکملت لکم دینکم کی نسبت فرمایا کہ "آرے بجہاں شود" [چنانچہ در زمانۂ مصطفیؐ دین کامل شدہ بود] یہ بھی آپ کا بحیثیت بدلۂ ذات مہدی موعود قٰتلوا و قُتلوا کی طرف اشارہ ہے جو ہو کر رہا۔

جب تک قٰتلوا و قُتلوا واقع نہ ہوا تھا بعض مخالفین حضرت سید محمد مہدی موعودؑ کی تردید کرتے رہے اور یہ استدلال پیش کرتے کہ گروہ مہدی میں یہ صفت نہیں پائی جاتی۔ جب بندگی میاںؓ اور آپ کے ہمراہیوں کی شہادت ہوگئی تو سب کے لئے یہ واقعۂ مخصوصہ ثبوت مہدی میں دلیل روشن ہوگیا اور مہدی اور گروہ مہدی کی کل علامتیں محقق ہوگئیں۔

یوں تو ثبوت مہدی میں بندگی میاںؓ کے علما اور مشایخ کے ساتھ کئی مباحثے ہوئے اور ہر بحث میں اُنہوں نے زک اُٹھائی۔ لیکن ایک روز مجلسِ مباحثہ میں جب علما اور مشایخ سے کچھ نہ بن آئی تو انہوں نے کہا کہ "ہم نے سنا ہے کہ حضرت سید محمد نے اپنے ثبوتِ مہدیت میں آیۂ فالذین ھاجروا واخرجوا من دیارھم واوذوا فی سبیلی وقٰتلوا وقُتلوا سے استدلال کیا ہے لیکن جو خاص علامت قٰتلوا و قُتلوا کی ہے اُن سے صادر نہ ہوئی اور یوں ہی فرش پر انتقال ہوگیا۔ پھر ہم اُنکو مہدی موعود

موعود مہدی سمجھیں"؟
بندگی میاںؓ نے فرمایا

خ "حضرت امام علیہ السلام نے اِس آیت کے معنی اس طرح بیان فرمائے ہیں کہ" فالذین هاجروا شد۔ و آخر جوا من دیارهم شد۔ و آوذوا فی سبیلی شد۔ و قتلوا و قتلوا که مانده است ان شاء اللہ خواهد شد۔" حضرت امام علیہ السلام نے صفت قتال بندہ کے حوالہ کی ہے، اس لئے یہ چوتھی صفت خاص بندہ کی ذات سے ظہور میں آئیگی۔"

مُلّاؤں نے کہا "اگر آپ سے اِس صفت کا وقوع نہ ہوا تو جس طرح حضرت سید محمدؑ نے یہ بارِ قتال آپ کے حوالہ کیا ویسے ہی آپ اپنے خلیفہ کے حوالہ کرینگے اور وہ خلیفہ اپنے خلیفہ کے ......"
بندگی میاںؓ نے فرمایا

خ " ذرا چند روز توقف کریں۔ یہ بارِ قتال جو حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے بندہ کے سر پر رکھا ہے اُس کا وقوع ہو کر رہے گا۔ اگر بندہ کی شہادت بحیثیت بدلۂ ذاتِ مہدی ہو گئی تو حضرت سید محمد جیون پوری بیشک مہدیِ موعود ہیں اور اِس کے بعد کوئی حجت باقی نہ رہے گی۔
(انصاف ۴۷۔ دفتر اول کی ۳۲)

ابھی جو بندگی میاں رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "ذرا چند روز توقف کریں یہ بارِ قتال جو حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے بندہ کے سر پر رکھا ہے، اس کا وقوع ہو کر رہے گا"

بندگی میاںؓ کے اِس فرمان سے معلوم ہوا کہ شہادت مخصوصہ کا وقت قریب آگیا اور اُس کے اسباب بھی جمع ہو گئے۔ ذیل میں سلسلۂ اسباب بتایا جاتا ہے۔



وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ (حشر ۲۱)

مہدویوں سے علما اور مشایخ کی مخالفت کے اسباب اور بالآخر بندگی میاں رضی اللہ عنہ پر لشکر کشی

ماہرانِ فنِ تاریخ سے یہ امر پوشیدہ نہیں ہے کہ جب کسی کارِ عظیم کا وقوع مستقبل میں بارگاہ خداوندی سے مقرر ہو چکا ہے، تو اُس کے اسباب آنِ واحد میں پیدا نہیں ہوتے؛ بلکہ فطرت الٰہی کے موافق مدّتِ دراز درکار ہوتی ہے، تاکہ ابتدائی اسباب بتدریج بڑھتے بڑھتے اُس حد تک پہنچ جائیں، کہ واقعہ کا ہونا لازمی ہو جائے۔ شہادتِ مخصوصہ بحیثیتِ بدلۂ ذاتِ مہدی امرِ عظیم الشان ہونے کی وجہ سے سیدنا مہدیؑ ہی کے زمانۂ حیات میں اِس کی ابتدا ہو گئی۔ علما اور مشائخ سے کئی مباحثے ہوئے۔ خدا کی راہ میں آپ نے بہت سی تکلیفیں اُٹھائیں۔ کئی جگہ سے اخراج ہوا۔ اور اتہامات کی تو انتہا ہی نہ رہی۔

ہجرت اخراج ایذائیں وغیرہ شدائد کا سلسلہ ایک دو سال سے نہیں بلکہ پچیس سال سے یکساں جاری تھا (ملاحظہ ہو بندگی میاںؓ کا خط ملا کبیر الدین کے نام) بلکہ سیدنا مہدی علیہ السلام نے مکہ معظمہ سے تشریف لاکر ۹۰۲ھ میں ملک گجرات میں قدم رکھا اُس وقت سے لگا کر بندگی میاںؓ کی شہادت تک، مصائب کی گھنگھور گھٹا آسمانِ حیات سے کبھی نہ ہٹی۔ ذیل میں وہی اسباب بتائے جاتے ہیں جو بتدریج بڑھتے بڑھتے بندگی میاںؓ کی شہادت کا باعث ہوئے، اور اِس شہادت پر اسباب کی ختمیت بھی ہو گئی۔ چنانچہ خود بندگی میاںؓ فرماتے ہیں کہ

خ "بندہ کی شہادت کے بعد مجلسوں اور بازاروں اور گھر گھر اور گلی گلی مہدیؑ کا نام بے کھٹکے پکارا جائے گا۔"

پہلا سبب۔ سلطان محمود بیگڑہ کی بیگمات، شہزادیاں، اور بہنیں، ایوانِ شاہی میں مہدوی ہو چکی تھیں۔ (انصاف نامہ باب ۹)۔ بہت صحیح مقولہ ہے کہ اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِهِمْ امارت کی وجہ سے درباریوں پر اُن کا مذہبی اثر پڑتا تھا۔ جس امر کو مُلا خوب سمجھے ہوئے تھے۔

دوسرا سبب۔ بڑے بڑے امرا دائرہ میں آکر فقیروں کی صف کے پیچھے بیٹھے ہوئے، یا اتنی بھی جگہ نہ ملنے پر کھڑے ہی کھڑے بیان قرآن سنا کرتے (انصاف ب ۶) باوجودے کہ اُن کو تعظیم نہیں دی جاتی تھی تاہم وہ اِس قدر معتقد اور

دلدادہ تھے کہ ایک عارف کامل کی زبان پاک سے کھرے ہی کھرے بیان سننے کو اپنی عین سعادت سمجھتے تھے۔ دوسرے پہلو پر علما اور مشایخ اس غرض سے امرا کی بڑی تعظیم و توقیر کرتے تھے کہ کہیں خفا ہو کر داد و دہش موقوف نہ کردیں۔

تیسرا سبب۔ حضرت مہدی علیہ السلام اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نماز جمعہ و عیدین کو جاتے وقت، کسی امیر کے پیچھے رہ جانے کی بالکل پروانہ کرتے تھے۔ کیونکہ آپ فرماتے ہیں کہ

"نہ با کسے کارے۔ نہ بر دوش بارے۔ نہ کس در شمارے۔" (حاشیہ)

باوصف اس کے وہ بھاگتے ہوئے حضرت سے مل جاتے (انصاف ب۲) علما اور مشایخ مہدوی امیروں کی اِس پروانہ وار حالت سے بخوبی واقف تھے۔ دوسرے پہلو پر ان علما کو ہر امر میں امیروں کی رعایت کرنی پڑتی تھی۔

چوتھا سبب۔ بندگی میاں سید خوندمیرؓ، بندگی میاں شاہ نعمتؓ، بندگی میاں شاہ نظام، بندگی میاں شاہ دلاورؓ وغیرہ اصحاب مہدی علیہ السلام کے عید کو جاتے وقت ملک راجا بن ملک پیارا بن ملک میٹھا جاگیردار کھاں بھیل و منصبدار دو صد اسپی [و نیز بندگی ملک بخنؒ وغیرہ جبکہ یہ لوگ کاسب تھے۔ خاتم] اُن کی سواری کے لئے اپنی گاڑیاں اُن کے راستے میں ٹھیراتے۔ باوجود اِس قدر حسن عقیدت کے آپ سوار ہونے سے پہلے بے پروائی کے ساتھ انکار کرتے پھر بہت ہی منت و سماجت اور خدا واسطے پر خیال کرکے سوار ہوتے۔ (انصاف ب۲) علما اور مشایخ کا رنگ اِس سے علیحدہ تھا جس کو وہ بخوبی محسوس کرتے اور دل میں اچھی طرح سمجھتے تھے کہ فقرائے مہدویہ خود اپنی قوم کے امرا سے بھی لاپرواہ رہتے ہیں۔ اور ہر امر میں اُن کا قدم عزیمت پر ہی دیکھا جاتا ہے۔

پانچواں سبب۔ بندگی میاں سید خوندمیرؓ زمانۂ قیامِ پٹن میں جمعہ اور عیدین کی نماز کیلئے تشریف لیجاتے وقت گرمیوں کے ایام میں آپ کے سر مبارک پر چادر کا سایہ کیا جاتا یا ڈھال کا یا بعض وقت اُمرا اپنے چتر کا سایہ کرتے (دفتر اول۔ ک ب۲)۔ اُمرا کی یہ عقیدتمندانہ تعظیم علما اور مشایخ کے دلوں میں اس لئے کھٹکتی تھی کہ اُن کے ساتھ ایسا برتاؤ نہیں کیا جاتا تھا۔

چھٹا سبب۔ بندگی میاں سید خوندمیرؓ کو پٹن سے اخراج ہونے پر کھاں بھیل تشریف لیجاتے وقت آپ گھوڑے پر سوار ہیں۔ نوسو فقیروں اور سیکڑوں کاسب مہدویوں کے علاوہ بڑے بڑے اُمرا، مثل ملک فخر الدین المخاطب بہ قتلو خاں، ملک حسین المخاطب بہ سر انداز خاں، ملک لطیف المخاطب بہ شرزہ خاں، ملک شرف الدین جاگیردار سدراسن وغیرہ آپ کے ہمرکاب ہیں۔ ہر طبقہ کے لوگوں کا جم غفیر آپ کے جلو میں چل رہا ہے۔ ایک امیر کے ہاتھ میں چترؔ ہے جو آپ کے سر مبارک پر سایہ کئے ہوئے ہے۔ (دفتر اول ک ب۲)

اِس مجموعی شان نے بندگی میاںؓ کے ساتھ اخلاص اور عقیدتمندی کی مکمل تصویر مُلّاؤں کی آنکھوں میں کھینچ دی تھی۔

ساتواں سبب۔ علما اور مشایخ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ احمد آباد جیسا عظیم شہر اور پیراں پٹن (نہروالا)، جو آبادی کے لحاظ سے اُس کے دوسرے درجے میں تھا مہدویوں سے بھرا پڑا ہے۔ دیہاتوں میں بھی مہدوی کثرت سے آباد ہیں۔ وہ یہ بھی جانتے تھے کہ دریائے سابھرمتی (سابرمتی) واقع احمد آباد کے کنارے پر ایک ہی وقت میں **بارہ ہزار پٹھانوں** نے حضرت صدیق ولایتؓ کے دست مبارک پر بیعت کی اور یوں تو **تین لاکھ بندگانِ خدا** نے آپ کے مرید ہو کر دائرۂ تصدیقِ مہدی میں داخل ہونے کا شرف حاصل کیا۔ امیروں سے لگا کر غریبوں تک ہر طبقہ کے لوگ مہدوی نظر آتے تھے۔ اُس وقت کم و بیش **سات لاکھ مہدوی** شمار کئے جاتے تھے۔ مذہب مہدویہ کی اِس تیزی کے ساتھ ترقی (۵) دیکھ کر علما اور مشایخ کو یقین ہو گیا کہ اب ہماری ریاست اور ہماری عزت زیادہ عرصہ تک نہ رہے گی۔

آٹھواں سبب۔ یہ واقعہ بھی اُن سے پوشیدہ نہیں تھا کہ بندگی میاں شاہ نظام رضی اللہ عنہ کے دائرۂ مبارک

---

(۵) ۔ بتاریخ ۲۴ شوال ۹۸۶ھ ۱۵۷۸ء بندگی میاں سید مصطفیٰؒ بن بندگی میاں سید احمدؒ بن بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ نے ملا محمد طاہر پٹنی پر تلوار کا وار کیا۔ خیردی (ذخیر الدین) جمعدار کو جو ملا صاحب کی حویلی میں پہرہ پر بیٹھا ہوا تھا۔ معلوم ہوتے ہی اُس نے آپ کو حویلی کے صحن میں اٹھارہ سال کی اٹھتی جوانی میں شہید کر دیا۔ مہدوی جاں بازوں کی جرأت دیکھئے کہ ایسی کشمکش کی حالت میں بھی ملا صاحب کے مکان سے میت اُٹھا لائے اور حضرت صدیق ولایتؓ کے پائیں دفن کی گئی۔ حضرت کے قصاص میں حضرت خاتم المرشدؓ کے دائرہ سے میاں ملک قطب الدینؒ بن بندگی ملک سلیمانؒ بن بندگی ملک حماد شہید سدراسیح نکلے اور احمد آباد کے مانک چوک میں خیردی جمعدار سے جب کہ وہ گھوڑوں کی تجارت کر رہا تھا مقابلہ کیا۔ جمعدار صاحب جو کہ اونچے لمبے قد آور جواں اور ماہر فنِ جنگ تھے کہنے لگے کہ "تم کل کے بچے ہو پہلے مجھ پر وار چلا کر اپنے دل کا ارمان نکال لو" حضرت نے کہا "پہلے آپ ہی وار کیجئے" جمعدار نے نشۂ غرور میں جو وار کیا حضرت کے جُھک جانے سے خالی گیا۔ پھر حضرت نے ایسا کاری وار کیا کہ ایک ہی وار میں فیصلہ ہو گیا۔ مجمع میں ایک شور مچ گیا۔ تمام شہر میں اور گورنر احمد آباد کے کان تک یہ خبر پہنچ گئی۔ چالیس ہزار شاہی فوج جنگ کے لئے تیار ہو گئی۔ ادھر ملک حسین الملقب بہ سر انداز خاں نے بھی بیس ہزار سوار اور کئی ہزار پیادے فراہم کر لئے۔ صلح پسند لوگوں نے صوبہ دار (گورنر) احمد آباد سے جو اکبر بادشاہ کی طرف سے مُتعیّن تھا عرض کی کہ خون کے بدلہ خون کیا گیا۔ کچھ سرکار سے بغاوت نہیں کی گئی۔ اس کے علاوہ سر انداز خاں جیسے وفادار اور بہادر امیر کی قوۃ توڑنا حکومت کے شایاں نہیں ہے۔ یہ سن کر حاکم نے لشکر کشی موقوف کر دی۔ لیکن اِس اہم واقعہ کی کیفیت سن کر حضرت کے قصاص کے لئے چو طرف سے اِس قدر مہدوی خاص پایہ تخت احمد آباد میں جمع ہو گئے کہ ملک حسین بارٹی وال الملقب بہ سر انداز خاں کی طرف سے ہر روز بارہ سو من (یعنی چھ سو من) کھچڑی پکتی تھی (خاتم سلیمانی جلد سوم)

جبکہ مہدویوں کے اِس مذہبی احساس۔ قومی حمیت اور ایثار کا نقشہ جو بندگی میاںؓ کی شہادت کے نیم صدی بعد کا ہے تو بندگی میاںؓ کے زمانۂ حیات میں یہ جوش کس قدر بڑھا ہوا ہو گا!

واقع موضع اُنُوْدَرَہ میں (کرٹی سے تین کوس) ایک دفعہ حضرت مہدی علیہ السلام کے عرسِ مبارک پر کسی دینی امر کے تصفیہ کے لئے اطراف وجوانب سے اِس قدر مہدوی (بالخصوص مرشد اور فقرائے دائرہ) جمع ہوئے کہ گجرات کی عام رسم کے موافق کم استطاعت والوں کے سادہ پکوان میں بھی (جو غالباً گوشت اور مانڈے یعنی اُلٹے توے پر پکائی ہوئیں بڑی بڑی روٹیاں ہونگی) تیرہ گایوں کا گوشت کافی نہ ہوا (خاتم سلیمانی)۔ اِس واقعہ سے مہدویوں کے دینی جوش، باہمی اتفاق، مساوات اور اخوت کا اثر مُلّا اور مشائخ کے دلوں پر خوب پڑا تھا۔

نواں سبب۔ صحابہؓ، تابعینؒ، اور تبع تابعینؒ، بلکہ اِس سے بھی نیچے کے زمانہ تک، اکثر مسجدوں میں امام، مؤذن خطیب (قاضی) مہدوی تھے جو بلا اُجرت، محض خالصتہً لِلّٰہ امورِ مُفوضہ کی تکمیل کرتے تھے۔ مقابلۃً تنخواہ لینے میں خفت اور عزیمت سے گرا ہوا فعل سمجھ کر مُلاؤں کو مہدویوں کی للّٰہیت ناگوار گزرتی تھی۔ دوسرے پہلو پر جس قدر مسجدیں مہدویوں سے آباد ہوتی جاتی تھیں مُلاؤں کی کمائی میں کسر پڑتی تھی۔ بھلا یہ بات اُن کو کیسے بھلی لگتی تھی!

دسواں سبب۔ اعلائے کلمتہ الحق، اور تبلیغ دین کی اہمیت، صحابہؓ کرامؓ کے دلوں میں اِس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ اپنے اپنے دائروں میں روزانہ بیانِ قرآن پر اکتفا نہ کرکے، شہر کی مسجدوں میں صحابہؓ کرام رضی اللہ عنہم، بالخصوص حضرت صدیق ولایتؓ دائرہؒ کھاں بھیل سے ٹپن یعنی کامل گیارہ کوس (۱۶ میل) چل چلا کر نماز جمعہ وعیدین کو تشریف لیجاتے، جس کے لئے شریعت بھی تکلیف نہیں دیتی، اور ان نئے نئے مہدویوں کو، جو روزانہ بیانِ قرآن سننے سے محروم رہتے تھے، اپنے وعظ وبیان، اور ثبوتِ مہدیت سے، دینِ حق پر زیادہ استوار کرتے۔ ونیز مخالفین کو اعلائے کلمتہ الحق سے زمرۂ مہدویہ میں داخل کرکے روز بروز مصدقوں کی تعداد میں اضافہ کرنا، صحابہؓ کرامؓ کا خاص مقصود تھا۔ (خاتم سلیمانی)

گیارہواں سبب۔ جس طرح سردارِ دوعالم حضرت محمد مصطفیٰؐ نے حبشہ کے بادشاہ قیصر اور کسریٰ کو، اور امامِ دوجہاں حضرت مہدی علیہ السلام نے سلطان محمود بیگڑہ بادشاہِ گجرات اور سلطان غیاث الدین بادشاہ مالوہ کو، تبلیغی خط اور پیغام بھیجے اسی طرح حضرت صدیق ولایتؓ نے بھی اپنے مقتدیٰ کی تبعیت میں خلیل خاں الملقب بہ سلطان مظفرِ دوم بادشاہِ گجرات کو اعلائے کلمتہ الحق کی غرض سے یہ پیغام بھیجا کہ

"تمام گجرات کی فوج، جو تقریباً پانچ لاکھ سنی جاتی ہے اگر ہم گنتی کے فقیروں سے مقابلہ کرے اور پہلے روز شکست پائے تو آپ جان لیں کہ مہدی موعود برحق ہیں، اور آپ پر تصدیقِ مہدی لازم ہوگی۔"

بندگی میاں سید خوندمیر رضؓ کی تبلیغ دین میں ایسی اولوالعزمی اور جسارت دیکھ کر مُلّا اور مشائخ کے دل میں ہیبت طاری ہوئی۔ اُن کو خوف ہوا کہ اگر بادشاہ نے تصدیق کر لی تو ہماری عزت، ہماری ریاست، ہمارے وظائف جاگیرات، اور رجوع و فتوح سب کا ملیامیٹ ہو جائے گا اس لئے بادشاہ کے کان میں کچھ ایسی باتیں پھونکیں کہ بادشاہ انجان ہو گیا اور بندگی میاںؓ کو کچھ جواب نہ بھیجا۔

بارھواں سبب۔ مُبلّغینِ اسلام، بالخصوص صحابۂ کرامؓ، جن کا شیوہ ہی اشاعتِ مذہب تھا، ایک گھڑی کے لئے بھی کیسے خاموش بیٹھ سکتے تھے! جب بندگی میاں سید خوندمیرؓ کو معلوم ہوا کہ رانا سانگا[۱] مہاراجۂ چتوڑ (علاقۂ راجپوتانہ) فوج جرار کے ساتھ سنہ ۹۲۵-۲۶-۲۷ھ میں جا بجا افواج سلطانی سے مقابلہ، اور ملک میں تاخت و تاراج کر رہا ہے؛ اِس موقع پر آپ نے ثبوتِ مہدی میں شرطیہ پیشین گوئی کے طور پر سلطان مظفر ثانی بن سلطان محمود بیگڑہ بادشاہ گجرات کے نام پیغام بھیجا کہ

خ

"میں اِس شرط پر رانا سانگا سے مقابلہ کر کے اُس کی تمام فوج کو بھگا دینے پر آمادہ ہوں کہ آپ فتح کے بعد حضرت سید محمد مہدیِ موعود جیون پوری کی تصدیق کر لیں[۲]۔"

بادشاہ نے یہ بات پسند کی۔ لیکن اُمرا اور مُلّاؤں کی اِس گزارش پر کہ اِن مہدوی فقیروں میں ایسی زبردست تسخیر ہے کہ بلاشبہ دشمن کی فوج کو بھگا دینگے؛ لیکن ساتھ ہی جہاں پناہ اِس بات کو بھی بالیقین مان لیں کہ کل کے روز حضورِ معلّیٰ کو تخت سے اُتار کر خود سلطان بنجائینگے۔ متحدہ زبانوں سے یہ کلام سن کر بادشاہ خاموش ہو رہا اور بندگی میاں سید خوندمیرؓ کو کچھ جواب نہ بھیجا۔

تیرھواں سبب۔ بندگی میاں سید خوندمیرؓ کے تبلیغ دیں میں ایسے دلیرانہ پیغام، اور روز بروز مہدویوں کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ دیکھ کر، علماے سوء اور مشائخ ہوا پرست کے دل میں بُغض و حسد کی آگ بھڑک اٹھی۔ ان کو یقینِ کامل ہو گیا کہ یہ لوگ، اگر زیادہ عرصہ تک رہے، تو تمام گجرات اُن کا مطیع و منقاد ہو جائے گا، اور کوئی ہم کو نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھے انہوں نے یہ بھی دیکھا کہ ابھی سے اُن کی جاگیرات شاہی لوازمات، اور دنیاوی اعزاز میں گھٹاؤ شروع ہو گیا ہے؛ اسلئے مذہب مہدویہ کا استیصال فرضِ مقدم سمجھ کر اس کی بیخ کنی کے لئے کمربستہ ہو گئے

---

[۱] گجراتی تاریخوں میں رانا سنگ (राणा संगा) والیِ چتوڑ لکھا ہے اور یہی نام صحیح ہے۔ [۲] دفتر اول رکن ب ۱۲۔

پہلے تو انہوں نے اوپر کے بیانات پر خوب نون مرچ لگا کر بادشاہ کے کان بھرے، اور امیروں کے سامنے بھی بات کا تبنگڑ بنا کر اُن کو مہدویوں کی مخالفت پر آمادہ کیا۔ پھر کبھی خانگی کبھی سرکاری جس طور سے ہو سکا مہدویوں کی تکفیر، اور قتل و تاراج پر فتوے لکھ کر شائع کئے[۱]۔ ایک فتوے پر تو اکاون علما کی مہریں ثبت تھیں۔ ان فتووں کی وجہ سے مصدقوں کو تصدیقِ مہدی سے انکار نہ کرنے پر سخت سخت ایذائیں دینا شروع کیا۔ لوہے کا پنجہ کتے کے پاؤں کے مثل بنا کر تصدیق سے نہ پھرنے پر داغ دئے گئے۔ گرم گرم ریت پر لٹا کر اُن کے سینوں پر چکی کے پاٹ رکھے گئے (خاتم سلیمانی) اور گیارہ مصدقوں کو ناحق شہید کر ڈالا۔ (انصاف ب ۱۶) دو رنگریز شہید ہستیاں میاں کبیر محمد احمد آبادی[۴] اور اُن کے چھوٹے بھائی میاں اسماعیل[۲] جن کی عمر اٹھارہ اور چودہ سال کی تھی بڑی سفاکی کے ساتھ شہید کئے گئے۔ اِن مظلوموں اور شہیدوں کے دردناک حالات سن کر بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ان جاں نثاروں کی زبانِ حال پر تا دم زیست یہی آیت رہتی تھی کہ رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ۔ اِن ہی پیشوایانِ مذہب کے فتووں نے بندگی میاں سید خوندمیرؓ کو بیس برس میں بائیس[۲۲] جگہ اخراج کروایا (دفتر اول ک ۱۱ ب ۱) پانچ مرتبہ مختلف مقامات میں آپ کا دائرہؓ اور دائرہؓ کی مسجد جلادی گئی اور بالآخر کھاں بھیل سے بھی اخراج ہونے پر آپ موضع بھدرے والی[۵] ہستۂ فوج کے اقرار کرنے پر تشریف لے گئے کہ "دائرہ کی باڑ کا ایک کانٹا بھی نہ توڑا جائے گا"۔ (انصاف ب ۱۶) باوجود اس کے ظالم سپاہیوں نے عہد شکنی کی، اور اِن ہی فتووں کی بنا پر "خدا کا بابرکت گھر یعنی مسجد، اور فقیرانِ متوکلین کے حجرے، جہاں کثرت سے اللہ کا نام لیا جاتا تھا، جلا دئے گئے اور بندگانِ خدا کا ٹوٹا پھوٹا اسباب بھی رہنے نہ دیا۔ (دفتر اول ک ب)

باوجود عہد و پیمان کے دائرۂ کھاں بھیل کے جلانے، اور مسجد کے شہید کر ڈالنے کا حال سن کر بندگی میاں سید خوندمیرؓ کو سخت غصہ آیا آپ موضع بھدرے والی سے واپس کھاں بھیل تشریف لائے، اور بیس[۲۰] برس میں بائیس[۲۲] دفعہ اخراج و ہجرت کی تکلیفیں اُٹھانے اور چھ مرتبہ دائرہ اور مسجد جلائے جانے کے بعد آپ نے مصمم ارادہ کر لیا کہ اب میں اللہ کی زمین چھوڑ کر کہیں نہ جاؤں گا۔ (دفتر اول ک ب ۱)

۱۔ انصاف ب ۱۶۔ ۲۔ دفتر اول ک ب ۲۔ یہ میاں کبیر محمد احمد آبادی اور ان کے بھائی "امام شہادت (بدر ولایت) ہیں" اور میاں کبیر محمد کھمباتی جو حضرت صدیق ولایتؓ کے ساتھ سدراسن میں شہید ہوئے اور ہیں۔ ۳۔ احمد آباد میں استوڑیہ دروازہ کے قریب تیکم جی کے مندر سے متصل آپ کا مزار ہے۔ اب تو لوہے کی جالی بھی لگ گئی ہے اور اوپر ڈھانپ دیا گیا ہے۔ محلہ کے لوگ بڑے معتقد ہیں۔ دوسرے بھائی کا نام اسماعیل شہید بتاتے ہیں ہر سال ۲۶ رجب کو عرس ہوتا ہے۔ چراغاں لگاتے اور رات بھر قوالی ہوتی ہے۔ ۴۔ شہادت نامہ منظوم۔ ۱۲ منہ ۵۔ یہ گاؤں بندگی میاں کی شہادت کے دو سو برس بعد سُرستی ندی کو طغیانی آنے سے بہہ گیا بعد میں اسی نام پر دوسرا گاؤں آباد کیا گیا جو سدراسن سے تین کوس پر ہے، اور جہاں زیادہ تر شیعہ بوہرے رہتے ہیں۔

چودھواں سبب حضرت صدیق ولایتؓ نے دیکھا کہ مہدویوں پر ظلم وستم بیحد بڑھ گیا ہے، اور کوئی صورت اُس کے دفعیہ کی نظر نہیں آتی؛ تو آپ نے ملا سید کبیر الدین پٹنی[۱] کو، جو علمائے گجرات میں سر برآوردہ ہونے کے علاوہ دربارِ مظفر ثانی میں رسوخ بھی زیادہ رکھتے تھے خط لکھا اور اپنے خلیفۂ اول بندگی ملک الہدادؓ کے ساتھ ملا صاحب کی خدمت میں بھیجا۔ وھو ھذا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نامۂ سید خوندمیرؓ بجانب ملا سید کبیر الدین پٹنی

حَسْبُنَا اللّٰہُ نِعْمَ الْوَکِیْلُ (سورۂ نسا آیت ۱۷۲) وَبِہٖ ثِقَتِیْ

أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ ۝ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِم بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَن يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ ۗ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا ۗ وَلَيَنصُرَنَّ اللَّهُ مَن يَنصُرُهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ (سورہ ۲۲-آیت ۴۰)

معنی این آیت در تفاسیر بیان شدہ است، و بر دلہائے اہل معنی لایح و شایع گشتہ است ازیں جہت تفسیر نہ کردہ شد۔

واضح باد کہ حق تعالیٰ ایں آیت را برائے تسلی دلہائے مومنان فرستاد۔ زیرا کہ ایشان از روئے صورت اندک و ضعیف بودند؛ بداں سبب ایشاں را از دست ظالماں ہیچ تسکین و امان نبود، ہمیشہ در ایذائے ظالماں مبتلا و مظلوم بودند، تا آنکہ از حق تعالیٰ ایں آیت بہ نزول پیوست إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ و ایں بشارت نصرت است مر ایشاں را کہ کشیدہ شدند از سرا ہائے ایشاں ناحق و بے موجب؛ إِلَّا أَن يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ۔ مگر گناہ ایں داشتند کہ ہمیشہ بر توحید خدائے تعالیٰ ثابت بودند قولاً، و فعلاً، و اعتقاداً۔

---

[۱] ملا صاحب کا اصل وطن پٹن ہے، لیکن ملازمت سلطانی کی وجہ سے احمد آباد میں سکونت اختیار کر لی تھی اسلئے بعض سوالیہ میں پٹنی لکھا ہے اور بعض میں احمد آبادی۔ صاحب شواہد الولایت احمد آبادی لکھتے ہیں۔

المقصود حق سبحانہ تعالیٰ اصحاب رسول اللہ را رضی اللہ عنہم بہ سبب مظلومیت ایشاں وعدۂ نصرت داد، وآں وعدہ درحقِ ایشاں محقق گشت۔ پس از قرآنِ مجید، وفرقانِ حمید، معلوم گشت کہ از اُمتّیاں وصدقہ خوارانِ وے صلی اللہ علیہ وسلم ہر کرا حالِ مظلومیت پیش آید، ومتبلا بانواعِ ایذا شود بغیر حق؛ وحال آنکہ ثابت باشد بر توحید؛ آں کس ہم امیدوار ایں وعدہ باشد۔ اگرچہ ایں وعدہ خاص درحقِ اصحابِ رسول علیہ السلام است، لیکن تبعاً درحق ہمہ مومناں تواند بود۔ ازیں جہت ما ہم امیدوار ہستیم، شاید کہ ما راہم در مظلوماں بشمارد، ودر زمرۂ منصوراں در آرد۔

از آں روز کہ سید محمدؐ در ملکِ گجرات قدمِ سعادت فرمودہ اند، ودعویٰ مہدیتِ خود بامرِ خدا آشکارا کردہ اند۔ وخلق را سوے کتابِ خدا خواندہ اند، وخلق باوے وکسانیکہ وے را مصدق اند مخالفت می کنند، وایذا بغیر موجب می رسانند؛ پس ناچار ایشاں استعانت از خداے تعالیٰ بکنند، واستفتاح ازو جویند۔

معلوم باد از آں روز کہ سید محمدؐ خلق را سوے خداے تعالیٰ خواند، خلق باوے مخالفت آغاز کرد۔ فرمود کہ

م

" معلوم نمی شود کہ موجب مخالفت چیست ؟ اگر از بندہ سہوے، وغلطی شدہ باشد، بر مسلمان فرض است کہ بحکم اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ (سورت ۴۹ آیت ۱۰) اعلام فرمایند؛ تا باہم متفق شدہ رجوع سوے کتابِ خداے تعالیٰ کنیم، وموافقت با رسول علیہ السلام بسازیم۔ کما قال سبحانہ وتعالیٰ۔ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ (سورہ ۴ آیت ۵۹) از ما وشما ہر کہ از اتباعِ خدا، ورسولِ خدا، قدم بیروں نہادہ باشد، آں کس توبہ کند، وباز آید، وموافقت با رسولِ خدا بنماید۔ واگر از خلافِ خدا ورسول خدا باز نیاید، ومصر باشد، واجب القتل است۔"

بیست وپنج سال شدہ است کہ سید محمدؐ وتابعان وے بدیں معنی فریاد می کنند کہ

م

" ہر کہ از جملہ مسلماناں تقصیر ونقصانِ ما معلوم کردہ باشد بطریق انصاف وحجۃ علمی بار باز دارد تا عند اللہ ماجور گردد۔"

مگر ہیچ کس بحجۃ تفہیم نہ کردہ است لیکن ہمیشہ بطور تغلب وتسلط بر ما حکم بدعت وضلالت کردند، تا ایں زماں مظلوم گشتیم، بحدے کہ بعضے را از ما ضرب کردند، وبعضے را در زنداں کردند، وبعضے را اخراج کردند، ومسجد را سوختند وحجرہ ہا ویراں کردند، وظالماں بانواعِ ظلم پیش آمدند۔ چنانچہ در قرآن مجید مسطور است وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ

بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا (۴۰/۲۲)

ایں زماں بر ما لازم شدہ است کہ از برائے نصرتِ دینِ خدا جانِ خود را در بازیم تا مارا ہم خدائے تعالےٰ نصرت کند۔ کقولہ تعالیٰ وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ (۴۰/۲۲) اگرچہ کہ اندک و ضعیف ہستیم، ولیکن صاحب ما تواناو غالب است۔ کقولہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ (۴۰/۲۲)

شنیدہ می شود کہ در احمد آباد و بر سرِ فقیراں کسانے کہ سید محمدؑ را مہدی کردہ قبول می کنند بسیار تعدّی و ظلم بر ایشاں می شود۔ عجب می آید کہ ببودنِ علما و مشائخ چگونہ امر ظالمان جاری می شود؟ بلکہ می باید کہ نفاذِ امرِ علما بر سر ایشاں شود۔ اگر ممکن باشد ظالماں را مانع شوند، و از ایذائے فقیران منع فرمایند۔ مدّتِ مدید است کہ بر سرِ فقیراں بے موجب ظلم می رود۔ ایں زماں بہ نہایت رسیدہ است۔ و بر مسلماناں فرض است کہ از برائے خدا مظلوماں را نصرت کنند، و انصارِ خدا شوند کقولہ تعالیٰ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْۤا اَنْصَارَ اللّٰهِ (۱۴/۶۱)

المقصود آں عزیز را نوشتہ شدہ است؛ از جہت آنکہ آں عزیز را جانبِ حق خیال است، و از حقیقتِ سید محمدؑ، و کیفیتِ ایں جا واقف اند۔ چناں فرمایند کہ ظالماں را مانع شوند، و گرنہ تحقیق بدانند کہ فتنہ پیدا خواہد شد، و بسیار کساں کشتہ خواہند شد۔ ایں زماں بر ما لازم است کہ جانِ خود را در راہِ خدا بازیم۔

دیگر ہرچہ آرندۂ کتابت زبانی عرض کند یقین تصوّر فرمایند۔ و باقی ہمہ کیفیت در کتابتِ دیگر مسطور است۔

حضرت خلیفۂ گروہؓ صرف تین ہی روز میں احمد آباد سے کھانبیل آگئے اور مُلّا کبیر الدین سے جو ہمکلامی ہوئی بندگی میاںؓ کو من و عن سنادی۔

استفتاء

بندگی میاں سید خوندمیرؓ نے دیکھا کہ اس خط کے بعد بھی معتقدوں پر ظلم و تعدّی کا سلسلہ یکساں جاری ہے کئی بندگانِ خدا کو اس قدر گھونسے مارے کہ مُنہ سے خون جاری ہوگیا، اور جب بیہوش ہوگئے، تو چارپائی میں لٹا کر اُن کے گھر پہنچا دئے گئے۔ بعض تو راستے ہی میں راہی بقا ہوگئے اور بعض مکان پر آکر لامکان کو پہنچ گئے (انصاف ب۱۶)

حضرت صدیق ولایتؓ کو سب سے زیادہ یہ امر شاق گزرا، کہ پیشانی کا جو حصہ اپنے معبود کے سامنے سجدے میں رکھا جاتا ہے، اُسی مقام پر کھوڑے کے پاؤں کی شکل کا لوہے کا پنجہ خوب گرم کرکے داغ دیا جاتا، تاکہ مہدی ماننے

خوف وہراس کے دینِ حق سے پلٹ جائیں۔ ملاؤں کی ایسی ظالمانہ حرکتیں دیکھ کر ایک استفتاء لکھا گیا اور علما کی خدمت میں بھیجا گیا۔

وھو ھذا

"آیا شخصے باشد کہ سید و فرزند مہدی موعود باشد، و دینِ اسلام داشتہ باشد، و تابع محمد رسول اللہ و تابع مہدی باشد، و قرآن را بیان می کردہ باشد، و مردماں را سوے دین، و آئینِ اسلام، و رویتِ حق تعالیٰ خواندہ باشد، و کلمۂ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ می گفتہ باشد، و در دل تصدیق کردہ باشد، و آمنت باللہ و ملٰئکتہ تا آخر خواندہ باشد، و آں فرائض کہ از کتاب خدا و از رسول خدا ثابت شدہ است ادا کردہ باشد، و خمس اوقات نماز گزاردہ باشد، و حلال را حلال کردہ خوردہ باشد، و حرام را حرام کردہ اجتناب کردہ باشد، بگوئید ایں چنیں کس را بکدام حجۃ فتوی بر قتل دادہ اند؟ (بَیِّنُوْا وَ تُؤْجَرُوْا)۔ انصاف نامہ باب سیزدہم۔

و مفتیان و قاتلاں ایں چنیں کساں اند کہ اگر کسے بگوید کہ از مسلماناں باشند۔ ما از سوال کنیم کہ چوں مسلمان باشند؟ و قتیکہ فرزندِ رسولؐ خدا را بے گناہ بکشتن فتوی دادند، از اسلام شرم نکردند۔ و گویندۂ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ را بکشتند، از کلمۂ طیب شرم نکردند۔ و وقتے کہ دارندۂ آں صفتہا کہ بالا مذکور شدہ فتوی بر قتل دادند پس معلوم شد کہ مفتیاں و قاتلاں را ایمان نیست (انصاف باب ۱۸)

استفتاء کا جواب نہ آنے سے بندگی میاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ نے ایک رقعہ اُن علما کو بھیجا جو بادشاہ کے مقرب تھے جس کا مضمون یہ ہے

"گروہے فقیرانِ خدا پرستاں، با زناں و فرزنداں، خواہندگانِ رضاے حق، و جویندگانِ ذات مطلق، ہر فردے از جمع ایشاں متشرعے، متورعے، و متوکلے، گوشہ نشین، تارک دنیا، طالب مولیٰ، موصوف بہ ہمہ اوصاف حسنہ، بلکہ متصف بصفاتِ صحابۂ مصطفیٰؐ باشد پس اگر کسے فردے از افراد ایشاں بلا موجب شرعی حکمِ قتل و اخراج نماید بہ حکم او چیست"؟ (انتخاب باب ۱۱)

جواب استفتاء

اس کا جواب اسی استفتاء کی پشت پر دو لفظوں میں یہ لکھا کہ

"قتل الموذی قبل الایذا" "موذی کو اُس کی ایذا رسانی سے پہلے ہی قتل کر دیا جائے"

اس جواب کی بنا پر حضرت صدیق ولایتؓ نے دائرہ کے فقیر بھیج کر اُن علما و مشایخ کو قتل کروا دیا جنہوں نے کلمہ گو مسلمان اور حقیقی سنت و جماعت کے طریق پر چلنے والے مہدویوں پر بلا وجہ شرعی قتل و ایذا رسانی کے فتوے لکھے تھے۔

بندگی میاںؓ کے اس فعل پر بعض حضرات نے اعتراض کیا۔ آپ نے فرمایا!

خ

« ہر کہ مخالفت مہدی باشد او را بکشیم » « ما را با مال و اسباب کسے غرض نیست » « ما را با ملک و مملکت کسے حاجت نیست » (انصاف ب) « ظالموں کے ساتھ جیسی بن آئے گی کر لینگے » (ایضاً)

[ملّاؤں نے مہدویوں پر تکفیر، اخراج، اور قتل و تاراج کا فتوی لکھ کر سلطان مظفر ثانی کے حضور بھیجا اس فتوے کی نسبت سوال کیا جاتا ہے کہ]

میاں سید خوندمیرؓ را، و چند سیّدانِ دیگر را، و تارکانِ دنیا را، و طالبانِ حق را، و متوکلانِ علی اللہ را و تابعانِ شریعتِ محمدی را و قرآن بیان کنندگاں را، و مردماں را سوے دینِ اسلام خوانندگاں را، و سوے رویتِ حق تعالی خوانندگاں را، و کلمۂ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ گویندگاں را، و در دل تصدیق کنندگاں را، و آمنت باللہ خوانندگاں را، و آں فرائض کہ از کتابِ خدا ثابت شدہ است ادا کنندگاں را، و خمس اوقات نماز کنندگاں را، و روزۂ ماہ رمضان دارندگاں را، و در تراویح ختم قرآن کنندگاں را، و حلال را حلال کردہ خورندگاں را، و حرام را حرام کردہ اجتناب کنندگاں را، و ہر سنّت کہ از رسول اللہ ثابت شدہ است بر آں عمل کنندگاں را، و ہر چہار یارانِ مصطفیٰ را بدانسان کہ اتفاق سنّت و جماعت است اعتقاد کنندگاں را، و ہر چہار مذہب کہ حق است یعنی طالبانِ حق را کہ امام اعظم کوفی و امام شافعی و امام مالک و امام احمد حنبل اند رحمہم اللہ تعالی قبول کنندگاں را، بکدام حجّت فتوی بر قتل دادہ اند؟ » (انصاف ب)

اس استفتاء کا خلاصہ کسی نے ایک ہی شعر میں اس طرح بیان کیا ہے ؎

دزدی نہ کردہ ایم و کسے را نہ کشتہ ایم   عصیاں ہمیں کہ عاشق روئے تو گشتہ ایم

دَورِ نبوّت

میں بھی ابتداءِ اسلام میں صحابہ اور صحابیات رضی اللہ عنہم پر ایسے ہی مصیبتوں کے پہاڑ ڈھائے گئے ہیں جن کی نسبت اُسوۂ صحابہ میں لکھا ہے کہ

ضعیف القلب انسان مصائب کے تصور سے بھی کانپ اٹھتا ہے، لیکن صحابہ کرامؓ نے اسلام کے لئے ہر قسم کی تکلیفیں برداشت کیں، اور اُن کے ایمان میں ذرّہ برابر تزلزل واقع نہیں ہوا۔

حضرت بلالؓ کو کفار لوہے کی زرہ پہنا کر دھوپ میں ڈال دیتے تھے۔ لڑکے اُن کو مکّہ کی پہاڑیوں

میں گھسیٹتے پھرتے تھے، لیکن اُن کی زبان سے صرف اَحد اَحد نکلتا تھا۔

حضرت خبابؓ اُمِّ انمار کے غلام تھے۔ وہ اسلام لائے تو اُمِّ انمار نے لوہا گرم کر کے اُن کے سر پر رکھا

ایک دن حضرت عمرؓ نے ان کی پیٹھ دیکھی تو کہا کہ "آج تک ایسی پیٹھ میری نظر سے نہیں گزری"۔ حضرت خبابؓ

نے جواب دیا کہ کفار نے انگاروں پر لٹا کر مجھ کو گھسیٹا تھا۔ حضرت صہیبؓ اور حضرت عمارؓ کو کفار لوہے کی زرہیں

پہنا کر دھوپ میں ڈال دیتے تھے، لیکن دھوپ کی شدت سے اُن کی حرارتِ اسلام میں کوئی کمی نہیں ہوتی تھی

[ایک تو لوہا اس پر عربستان کی دھوپ کیا ہی تکلیف گذری ہوگی!]

حضرت ابو فکیہؓ صفوان بن امیہ کے غلام تھے۔ کفار اُن کے پاؤں میں بیڑیاں ڈال کر دھوپ میں

لٹا دیتے۔ پھر پشت پر ایک پتھر کی چٹان رکھ دیتے یہاں تک کہ وہ مختل الحواس ہو جاتے۔ ایک دن صفوان نے

اُن کے پاؤں میں رسی باندھی اور آدمیوں کو حکم دیا کہ گھسیٹتے ہوئے لیجائیں اور تپتی ہوئی زمین پر لٹا دیں۔ اتفاق

سے راہ میں ایک گبریلا جا رہا تھا۔ صفوان نے کہا "تیرا خدا یہی تو نہیں" بولے "میرا اور تیرا خدا اللہ تعالیٰ ہے"۔ اس پر

صفوان نے اس زور سے اُن کا گلا گھونٹا کہ معلوم ہوا کہ دم نکل گیا۔ اُن کا بے درد بھائی بھی ساتھ تھا اُس کو اس پر بھی

تسکین نہ ہوئی، اور کہا کہ "اس کو اور اذیت دو"۔

حضرت سمیہؓ حضرت عمارؓ کی والدہ تھیں۔ ایک دن کفار نے حسب عادت اُن کو لوہے کی زرہ پہنا

کر دھوپ میں لٹا دیا تھا۔ اسی حالت میں رسول اللہ صلعم کا گذر ہوا تو فرمایا کہ "صبر کرو۔ تمہارا ٹھکانا جنت میں ہے"

لیکن کفار کو اس پر بھی تسلی نہیں ہوئی اور ابو جہل نے (بی بی کی شرمگاہ میں) برچھی مار کر اُن کو شہید کر دیا چنانچہ

اسلام میں سب سے پہلے شرفِ شہادت اُن ہی کو نصیب ہوا۔

حضرت عمرؓ کی بہن جب اسلام لائیں، اور حضرت عمرؓ کو معلوم ہوا، تو اِس قدر مارا کہ تمام بدن لہولہان

ہو گیا؛ لیکن انہوں نے صاف صاف کہہ دیا کہ "جو کچھ کرنا ہو کرو؛ میں تو اسلام لا چکی"۔ لُبینہؓ کو بھی حضرت عمرؓ مارتے

مارتے تھک جاتے تو کہتے کہ "کچھ میں نے رحم کی بنا پر نہیں بلکہ اس وجہ سے چھوڑ دیا ہے کہ تھک گیا ہوں۔ اسی طرح

زُنیرہؓ کو بھی جو اُن کے گھرانے کی کنیز تھیں نہایت اذیت دیتے۔

حضرت ابو ذر غفاریؓ نے خانۂ کعبہ میں اپنے اسلام کا اعلان کیا تو ان پر کفار ہر طرف سے ٹوٹ پڑے

اور مارتے مارتے زمین پر لٹا دیا۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے جب اوّل اوّل خانۂ کعبہ میں قرآن مجید کی چند آیتیں بآواز بلند پڑھیں۔

توکفار نے ان کو اِس قدر مارا کہ چہرے پر داغ پڑ گئے لیکن انہوں نے صحابہؓ سے کہا کہ "اگر کہو تو کل پھر اسی طرح بآواز بلند قرآن کی تلاوت کروں۔

اِن اذیتوں کے علاوہ کفار ان غریبوں کو اور بھی مختلف طریقوں سے ستاتے تھے۔ پانی میں غوطے دیتے تھے۔ مارتے تھے۔ بھوکا پیاسا رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ ضعف سے بیچارے بیٹھ نہیں سکتے تھے۔

یہ وہ لوگ تھے جن میں اکثر یا تو لونڈی غلام تھے یا غریب الوطن تھے۔ لیکن ان کے علاوہ بہت سے دولتمند اور معزز لوگ بھی کفار کے دستِ تطاول سے محفوظ نہ رہ سکے۔ حضرت عثمانؓ نہایت معزز شخص تھے لیکن جب اسلام لائے تو خود اُن کے چچا نے رسّی میں باندھ کر اُن کو مارا۔

حضرت زبیر بن عوامؓ جب اسلام لائے تو اُن کے چچا اُن کو چٹائی میں لپیٹ کر اُن کی ناک میں دھواں دیتے تھے۔ حضرت عمرؓ کے چچا زاد بھائی سعید بن زیدؓ اسلام لائے تو حضرت عمرؓ نے اُن کو رسیوں میں باندھ دیا۔

حضرت عیاش بن ابی ربیعہ اور حضرت سلمہ بن ہشامؓ اسلام لائے تو کفار نے [عورت مرد] دونوں کے پاؤں کو ایک ساتھ باندھ دیا۔

جب حضرت ابوبکر صدیقؓ اسلام لائے تو سب سے پہلے توحید پر ایک خطبہ دیا۔ کفار نے یہ نامانوس آواز سنی تو دفعۃً اُن پر ٹوٹ پڑے، اور اِس قدر مارا کہ حضرت ابوبکرؓ کے قبیلہ بنو تمیم کو اُن کی موت کا یقین آگیا اور وہ اُن کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر گھر لے گئے۔ شام کے وقت اُن کی زبان کُھلی تو بجائے اِس کے کہ اپنی تکلیف بیان کرتے حضرت رسول اللہ صلعم کا حال پوچھا۔ اب خاندان کے لوگ بھی اُن سے الگ ہو گئے، لیکن اُن کو اُسی محبوب نام کی رَٹ لگی رہی۔ بالآخر لوگوں نے اُن کو آپ تک پہنچا دیا۔ آپ نے یہ حالت دیکھی تو اُن کے اُوپر گر پڑے۔ اُن کا بوسہ لیا۔ اور سخت رقتِ طبع کا اظہار فرمایا۔"

اِس کے علاوہ صدہا بندگانِ خدا کو دَورِ نبوت کی طرح دَورِ ولایت میں بھی تصدیق سے مشرف ہوتے ہی جو بہت بڑی مصیبت کا سامنا ہوتا تھا وہ ترک علائق تھا۔ روزمرّہ کے مذہبی مباحثوں، فضول جھگڑوں اور بات بات میں ستائے جانے کی وجہ سے گھر چھوٹا۔ بی بی چھوٹی۔ اولاد چھوٹی۔ ماں باپ چھوٹے۔ ورثہ چھوٹا۔ بھائی بہن چھوٹے۔ کنبہ کے لوگ چھوٹے۔ دوست و احباب چھوٹے۔ اور زیادہ شدائد کی وجہ سے بالآخر وطن بھی چھوٹا۔ ان برگزیدگانِ خدا نے خدا کے لئے ان تمام مصیبتوں کو گوارا کیا، لیکن تصدیق مہدی پر ایسے

ہی ثابت قدم رہے۔ متفرقہ ۵

"آفریں باد بریں ہمتِ مردانۂ شاں"

حضرت صدیق ولایتؓ پر لشکر کشی

پندرھواں سبب۔۔۔۔۔۔۔ احمد آباد، پٹن، اور اطراف وجوانب کے علما اور مشایخ جمع ہوئے، اور چاپانیر جاکر حضور سلطانی میں عرض کرنے لگے کہ

"سید خوندمیر لشکر عظیم از سپاہانِ اشرافانِ گجرات جمع کردہ در تباہی زمین و خونریزی علمایان سعی بلیغ نمودہ است۔ حالا بر بادشاہِ اسلام لازم است کہ در دفع حضرت ایشاں لشکرِ عظیم منتخب از تمام لشکر بادشاہی ساختہ، برایں ہا نامزد کردہ، فساد و فتنۂ اینہا را ازیں زمین از بیخ بردارند؛ والّا نہ در قریب زماں شہر ہا و قلعہاے بادشاہی مقبوضِ دستہاے قہر و غلبۂ ایشاں گردد۔"[۱]

مُلّا اور مشائخوں کی اس تحریک سے سیّد السادات حضرت صدیق ولایتؓ پر فوج کشی کا حکم دیا گیا۔ سلطانی فوج زیرِ سرداریِ عین الملک چاپانیر سے روانہ ہو کر احمد آباد آئی۔ وہاں کامل دو مہینے قیام رہا۔ اس اثنا میں وہ بڑے بڑے امیر ہستیاں علوخاں اور جھوجھار خاں اپنی اپنی فوج کے ساتھ عین الملک کی کمک کو آگئے جن کا وہ سخت منتظر تھا۔

احمد آباد سے لشکر سلطانی روانہ ہوتے وقت صدہا لوگ مالِ غنیمت حاصل کرنے کے شوق میں شاہی لشکر سے مل گئے، اور کھانبھیل پونہچنے تک راستے میں صدہا لوگ بھرتی ہوتے چلے؛ یہاں تک کہ شاہی اور آفاقی سپاہیوں کی تعداد پینتالیس ہزار تک پہنچ گئی۔ شوال کی آٹھویں تاریخ ہفتہ کے روز لشکر نے کڑی آکر مقام کیا۔ یہ مقام کھانبھیل سے بیس کوس یعنی تیس میل پر واقع ہے۔

میاں ملک بُڑاہمدوی نے جو حضرت صدیق ولایتؓ کے ارشاد سے عین الملک کے لشکر میں خبر رسانی کی غرض سے رکھے گئے تھے، بندگی میاںؓ کو خانگی طور سے منجملہ دیگر امور کے خط میں یہ بھی لکھا کہ

"اِس ٹڈی دل لشکر کے مقابلے میں آپ کے جاں نثار آٹے میں نمک بھی نہیں ہیں۔"

آپ نے خط پڑھتے ہی بآواز بلند فرمایا

"انشاءاللہ۔ آٹا اُڑ جائے گا اور نمک رہ جائے گا۔"

خ

---

[۱] تذکرہ ب۔ ۱۲۔

بتاریخ ۹ شوال اتوار کے روز عین الملک نے یہاں سے میاں قاضی شہ تاج[۱] حسینی مہدوی الملقب به آفتاب کے ہاتھ حضرت صدیق ولایت رضؓ کو تحریری وزبانی پیغام[۲] بھیجا۔ قاضی صاحب بہت ذہین، تجربہ کار اور عین الملک کے معتمد ہونے کی وجہ سے آپ ہی کو اس کام کا اہل سمجھا۔ خط کا مضمون یہ تھا :-

ق "آپ (کھاں بھیل اور سدراسن ہی نہیں بلکہ) سلطنت گجرات چھوڑ کر کسی اور ملک میں چلے جائیں۔ اگر نہ جائینگے تو شاہی فوج سر پر آکھڑی ہو جائے گی، اور تم لوگ ناحق مارے جاؤ گے۔"

اگرچہ کہ آپ کو میاں ملک بڑا کے خط سے پہلے ہی معلوم ہو گیا تھا اور میاں قاضی شہ کی زبانی بھی معلوم ہوا کہ شاہی فوج کے مقابلے میں فقراے حزبُ اللہ آٹے میں نمک بھی نہیں ہیں۔" باوصف اس کے حضرت صدیق ولایت رضؓ نے بشارت مہدی علیہ السلام کے بَل پر جس صدیقیت، استقامت اور اولوالعزمی سے میاں قاضی شہ کے ساتھ عین الملک کو پیغام بھیجا آبِ جواہر سے لوحِ دل پر لکھنے کے قابل ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ

خ "انشاءاللہ ایسی شکست فاش دونگا کہ بھاگتے بن نہیں پڑے۔ بلکہ پہلے روز اگر مٹھی بھر فقیروں سے تمام فوج بھاگ جائے تو جان لو کہ مہدی موعود سچے ہیں۔ یہ لشکر تو کیا ہے اگر خود سلطان مظفر بھی چڑھ آئے تو شکست کھاکر فرار ہو جاے۔ ایک مظفر تو کیا اگر ایسے سات مظفر مل کر حملہ آور ہوں، تو بھی بجز گریز کے کچھ چارہ نہ دیکھیں، بلکہ اگر مشرق سے مغرب تک تمام جہان مقابلہ پر تُل آئے، تو بھی خدا کے حکم، اور مہدی موعود کے صدقے سے پہلے روز بھگا دونگا اور انشاء اللہ دوسری جنگ میں نامِ مہدی پر فی سبیل اللہ اپنا سر قربان کر کے حسب بشارت حضرت مہدی علیہ السلام یہیں جاے دفن کیا جاؤنگا۔ میاں

۱۔ قاضی شہ آپ کا نام اور والد کا نام تاج (الدین یا تاج محمد) ہوگا۔ اُس زمانے میں ولد یا بن نہیں لکھتے تھے اور گجراتی زبان میں اب بھی نہیں لکھتے۔ جیسے بندگی میاںؓ اپنا نام لکھتے ہیں۔" سید خوندمیر موسی عرف چھجو" اسی طرح (بندگی میاں شاہ) " نظام خداوند" (بندگی میاں شاہ) " نعمت بڑا" (بندگی میاں شاہ) " دلاور آدم" (بندگی ملک الہداد احمدؓ) وغیرہ وغیرہ۔

۲۔ بندگی میاںؓ نے ان ہی قابلیتوں کی وجہ سے آپ کو عین الملک کی فوج میں رہنے کی اجازت دی تھی۔ چونکہ آپ کا نام فہرست شہدا یا فہرست غازیاں میں درج نہیں تھا۔ اس لئے فوج اعدا کے ساتھ کھاں بھیل آنے کے بعد آپ فوج سے علیحدہ ہو کر جنگ کا نظارہ دیکھتے رہے۔ اِن ہی بزرگ نے جنگ سدراسن ختم ہونے کے بعد شہدا اور غازیان جنگِ بدرِ ولایت کی فہرست مرتب فرمائی اور سب سے پہلے تاریخ شہادت بھی آپ ہی نے موزوں کی جو کتب سیر میں مرقوم ہے۔ ۱۲

قاضی شہ اس وقت بندہ جو کچھ کہہ رہا ہے اس کو یقینی مانو۔ ایسا ہی ہو کر رہے گا۔ اور یہی ثبوت ہے حضرت مہدی علیہ السلام کی مہدیتؑ کا (انتخاب المو الید)

ب ۱۱۹ ۔ حضرت صدیق ولایتؓ نے تاریخ ۱۱ شوال منگل کے روز دائرۂ عالیہ کے تمام مردوں اور عورتوں کو بلایا، قرآن پاک کا بیان کیا، اور جو کچھ نصیحت وصیت کرنی تھی کی۔ پھر فرمایا کہ

"اللہ تعالیٰ سے و نیز روحِ خاتمین علیہما السلام سے یہ ارشاد ہو رہا ہے کہ

"اے سید خوندمیر اس وقت تمہارے دائرہ میں چھوٹے، بڑے، مرد، عورتیں، مسافر، مہمان، ملاقاتی جو موجود ہیں سب کے سب بخشے گئے [۱]" ب ۱۱۹

حضرت صدیق ولایتؓ کے دائرہ عالیہ کو یہ دوسری مرتبہ (۹۳۰ھ میں) بخشش کی بشارت ہے۔ اس سے پہلے ۹۲۶ھ کے ذی الحجہ کی ستائیسویں رات کو دی گئی تھی (ملاحظہ ہو ب ۹۱)۔ موقع اور محلِ بشارت علیحدہ ہونے کی وجہ سے علیحدہ شمار کی گئیں گروہ مقدسہ میں بخشش اور نجات، دیدار کے معنوں میں لئے جاتے ہیں کیونکہ سیدنا مہدیؑ اصالۃً "خدا بخش" اور بندگی میاںؒ تبعاً "خدا بخش" ہیں۔ (ملاحظہ ہو ب ۵۷)۔ سید محمد خدا بخشؑ یا سید خوندمیر خدا بخشؓ کی سرکار عالیہ سے بخششِ دیدار ہی خاص بخشش ہے۔ اسی طرح نجات کے معنی تشبیہات، اضافات، عروج و نزول وغیرہ تمام تقیدات اور تعینات سے نجات پانے کے ہیں۔ پس جب ان حجابوں سے نجات حاصل ہو گئی تو کون سی چیز مانعِ رویت اللہ رہی! کیا ہی سعادتمند تھے وہ جان نثار مرد، عورتیں، اور بچے جن کو بلا محنت و مشقت، بلا امتیاز عمر و لیاقت، بلا تعلیم و تربیت، بارگاہ الٰہی سے بخشش عام کی بشارت سے سرفرازی حاصل ہوئی۔ یہ عطیۂ الٰہی اس قدر وسیع تھا کہ مسافر، مہماں اور ملاقاتی جو دائرۂ میں آٹھہرے تھے، وہ بھی فقرائے حزب اللہ کی طرح یکساں طور پر دیدار خدا سے مشرف ہو گئے۔ ذَٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللَّهِ (پ ۵) وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَظِيمٍ۔ (پ ۲۸)

ب ۱۲۰ ۔ ان ہی ایام میں دائرہ کی بیبیون نے عرض کی

"میاں جی۔ آپ ہر وقت جو اپنی شہادت کا ذکر فرمایا کرتے تھے اب وہ وقت آگیا۔ اس موقع پر ہمارے لئے کیا فرماتے ہیں؟"

فرمایا

---

[۱] ۔ خاتم گ چ ا ۔

خ

"اگر ظالم تم کو قید کریں تو تم شوق سے قید ہو کر اُن کے ساتھ چلی جاؤ۔ اور اُن کی ایسی خدمت کرو کہ وہ خوش خوش ہو جائیں۔ اگر بازار میں بیچیں تو بک جاؤ۔ اور جو ہنر تم کو یاد ہو اُس کے اظہار و عمل سے دریغ نہ کرو۔ اور ایسی خدمت کرو کہ وہ خوش ہو کر تم کو آزاد کر دیں۔ اور اگر تم سے کہیں کہ مہدی کے نام پر پلیدی اُٹھاؤ تو وہ بھی شوق سے اُٹھا کر پھینک دو۔ کیونکہ حضور الٰہی میں اِس کا انصاف ہوگا۔ لیکن سر میں کنگھی، آنکھ میں کاجل، اور دانتوں کو مسّی نہ لگائیں۔ مجھے یہی آرزو ہے کہ قیامت کے روز یہ فرمایا جائے کہ اُس گروہ کو لاؤ جو دنیا میں ہمارے نام پر بازار اور گلیوں میں قید کئے گئے تھے"!

پھر تھوڑی دیر توقف کر کے فرمایا جو کچھ میں نے کہا اپنے دل سے کہا۔ اب اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہو رہا ہے کہ

ب ۱۲۰

"اے سید خوندمیر تم اپنے تمام اہل و عیال کو ہمارے دامن میں ڈال دو اور تم اپنی امانت ادا کر دو اسلئے بندہ نے اپنے تمام اہل و عیال کو اللہ تعالیٰ کے دامن میں رکھدیا اور اُسی کو سونپ دیا[1]۔ بندہ یہ باتیں یقینی طور پر کہتا ہے کہ دشمن کے گھوڑے کے سُم کی گرد بھی تم کو نہیں پہنچے؛ اور اللہ تعالیٰ تم کو دشمن کی زد سے محفوظ رکھیگا۔ تم کسی طرح کا غم و افسوس نہ کرو۔ اگر ظالم تمہاری طرف آنے کا ارادہ کریں، تو تم اُن کی طرف مشتِ خاک ڈال دینا جس سے اللہ تعالیٰ اُن کو مقہور کر ڈالے گا"

حاشیہ میں لکھا ہے کہ بیبیوں کو پند و نصیحت کے بعد فرمایا۔

خ

"ما اہل خود را حوالۂ خدائے تعالیٰ کردہ ایم انشاء اللہ سوئے ایشاں کسے شکستن نہ بیند۔ ایشاں را ایذا نہ رسد"

پھر بی بی خونزا بوا نے بندگی میاںؓ سے عرض کی

ق

"دائرہ کی بہنیں بہت ہی ادب و انکساری سے عرض کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر فضیلت دی ہے۔ مرد تو اِس جنگ کے حَسنہ سے بہرہ یاب ہونگے اور ہم بے فیض رہ جائینگے"!

حضرت صدیق ولایتؓ نے فرمایا

خ

"تم مشتِ خاک یا اینٹ مٹی کے ڈھیلے ظالموں کی طرف ڈال دینا انشاء اللہ تمہارا نام بھی مجاہدین

م

[1] چنانچہ سیدنا مہدیؑ فرماتے ہیں کہ "بندہ اہل خود را بخدا تسلیم کرد" (حاشیہ)

فی سبیل اللہ میں شمار ہو جائے گا"۔ [۵۱]

اس بشارت میں تین باتیں قابلِ توجہ ہیں۔

(۱)، بندگی میاںؓ کے دائرہ کی بیبیوں، بچوں کو اللہ کا اپنے حفظ و امان میں لے لینا۔

(۲)، بیبیوں کی محض مشتِ خاک سے دشمن کو ہزیمت۔

(۳)، مٹھی بھر مٹّی یا اینٹ مٹّی کے ڈھیلے ڈالنے پر مجاہدینِ فی سبیل اللہ میں شمار۔

چونکہ مجاہدین فی سبیل اللہ کی طرح بیبیاں بھی دیدارِ خدا میں مست و مخمور تھیں اور دیدار کی نسبت سید نا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"درمیانِ خدا و بندہ حجاب ہمیں ذاتِ بندہ است"۔

پس جبکہ بندہ کی ذات قیدِ بشریت کے حجاب سے نکل کر فنا فی اللہ کے مرتبہ کو پہنچ گئی تو اس صورت میں بندہ سے جو فعل صادر ہونگے وہ فی الحقیقۃ خدا ہی کے ہونگے۔ پس حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے سے بیبیوں کی مشتِ خاک یا اینٹ مٹّی کے ڈھیلوں میں وہ بات پیدا ہوگئی تھی جس کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ترجمہ۔ اُن کو تم نے قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے اُن کو قتل کیا۔ اور وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى تم نے کنکر نہیں پھینکے جبکہ پھینکے (یا تیر نہیں چلائے)، بلکہ اللہ نے کنکر پھینکے (یا اللہ نے تیر چلائے)۔ (پ ۹ ع ۱۴)

رَمٰی محاورۂ عرب میں کنکر پھینکنے یا تیر چلانے دونوں معنوں میں مستعمل ہوتا ہے۔ دیکھئے۔ ایام حج میں محاورۂ رمی جمر یعنی بتوں کو کنکر مارنا ہر شخص کی زبان پر چڑھا ہوا رہتا ہے۔

بیبیاں، باندیاں، بلکہ شیر خوار اطفال بھی جنگِ بدرِ ولایت کے حَسَنہ سے محروم نہیں رہتے تھے۔ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔

بیانِ قرآن اور پند و نصیحت کے بعد حضرت صدیق ولایت رضی اللہ عنہ نے بیبیوں اور بچوں کو کھانبیل کے پرانے قلعے میں بھیجدیا جو شرق میں آدھ کوس (ڈیوڑھ میل) پر ہے۔ [۵۲]

چونکہ ان واقعات کے جزو جزو میں سیدنا مہدی علیہ السلام کی نظر مبارک کام کرتی تھی اسی۔ سے لئے ان واقعات کی اہمیت اس قدر بڑھی ہوئی ہے۔ اور اسی وجہ سے اس کا ایک ایک پہلو ثبوتِ مہدیت میں آفتاب

۵۱۔ خاتم گ چ مطلع الولایت ۵۲۔ اس قلعہ کو گر کر ایک زمانہ ہوا۔ اب صرف اینٹوں کا ڈھیر نظر آرہا ہے۔ ۱۲

عالم تاب کی طرح دلیل روشن ہے لیکن ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب راچہ گناہ سعدیؒ

وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ۔ (پ ۱۳)

بیعت

بیبیوں اور بچوں کو کھاں بھیل کے پرانے قلعہ میں بھیجنے کے بعد بندگی میاں سید خوند میرؓ نے سردار دوجہاں حضرت رسول اکرمؐ کی تبعیت میں ایک درخت کی شاخ بائیں ہاتھ سے پکڑی اور کھڑے رہ کر فقرا سے حزب اللہ سے فرمایا۔

"بیائید۔ بیعت کنید"

خ

یہ فرمان سن کر سب نے اِس طرح بیعت کی کہ حضرت صدیق ولایتؓ کا دست مبارک اوپر تھا، اور جان نثاروں کا ہاتھ آپ کے دست مبارک کے نیچے تھا۔ دَورِ نبوت میں بیعت الرضوان اگرچہ کہ واقعۂ جنگ حدیبیہ سے تعلق رکھتی ہے لیکن آپ نے بحیثیت تبعیتِ حضرت رسول علیہ السلام یہ عمل جنگ کھاں بھیل کے وقت کیا۔ بنا بر آں حضرت نبی مہدی کے صدقے سے آیۂ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ [۱] آپ اور آپ کے جان نثاروں پر تبعاً صادق آگئی۔ ترجمہ۔ (اے پیغمبرؐ) جو لوگ تمہارے ہاتھ

---

[۱]۔ ایک روز اثنائے سفر میں حضرت امام علیہ السلام اور تمام صحابہؓ نے ایک جا قیام کیا تھا۔ دوپہر کا وقت تھا، نہیں معلوم کتنے روز کے فقر و فاقہ کے بعد کچھ فتوح آگئی تھی۔ اس لئے مرد اور عورتیں کھانے پکانے میں مصروف تھیں۔ اتنے میں سیدنا مہدی علیہ السلام فرمانِ خدا سے روانہ ہوگئے۔ چونکہ آپ کی روانگی دفعتاً تھی، اس لئے مہاجرین کو تیاری کا موقع نہ ملا۔ لیکن کہیں پروانے بھی چین سے بیٹھے ہیں! دیکھا کہ آقائے دوجہاں تو تشریف لے جا رہے ہیں بس یہاں کیا تھا۔ کسی نے توے میں آدھی کچی آدھی پکی روٹی سر پر اٹھائی کسی کے سر پر آدھی کچی آدھی پکی کھچڑی کی ہنڈی ہے۔ کسی نے اپنے دونوں کندھوں پر بچے اٹھالئے ہیں۔ کسی نے بوڑھے باپ کو۔ کسی نے بوڑھی ماں کو پیٹھ پر لے لیا ہے۔ کسی کے سر پر اٹوانٹی کھٹوانٹی ہے۔ دوپہر کا وقت اور گرمی بلا کی ہے ایسی حالت میں ننگے پاؤں اپنے آقا سے جلد مل جانے کی غرض سے جلدی جلدی چل رہے ہیں۔ سیدنا مہدی علیہ السلام نے ٹیلہ پر چڑھ کر پیچھے دیکھا تو مہاجرین اِس ہیئت سے پروانہ وار آرہے ہیں۔ آپ نے فرمایا خداوندا ان لوگوں نے محض تیری محبت اور تیرے عشق میں گھربار اور عیش و آرام چھوڑ کر یہ محنت و مشقت اختیار کی ہے۔ دربار خداوندی سے ارشاد ہوا

"اے سید محمد از ایشاں دست بیعت کن۔ ایشاں مقبولِ درگاہ ما اند"

م

سیدنا مہدی علیہ السلام نے اُن سے بیعت لی۔ اُس وقت ۳۱۳ صحابہ تھے۔ آپ اُن کی اس ہیئت کذائی و نیز خداوند کریم سے بشارتِ مقبولیت سن کر بہت ہی خوش ہوئے (حاشیہ وکتب سوالیہ)۔ [جاریہ]

پر بیعت کرتے ہیں وہ خدا ہی سے بیعت کر رہے ہیں۔ خدا کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں پر ہے (پ ۲۶) اسی طرح آیۂ لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ کا شرف بھی آپ کو اور آپ کے تابعین کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ سے حاصل ہوا۔ ترجمہ۔ (اے محمدؐ) جب مسلمان درختِ (ببول) کے نیچے تمہارے ہاتھ پر (لڑنے مرنے کی) بیعت کر رہے تھے خدا (یہ حال دیکھ کر) ان مسلمانوں سے خوش ہوا۔ (پ ۲۶)

زہے قوم کہ منصوص بہ قرآن باشند۔" (انتخاب ۱۱)

پھر فرمایا کہ

خ "ہزار سال کے بعد جنگِ بدرِ ولایت کا ظہور ہوا۔"

اور اس کے متعلق کئی آیتیں بیان فرمائیں۔

اِس فرمان کی وجہ یہ ہے کہ جنگِ بدرِ ولایت میں بعض خصوصیتیں ایسی ہیں جو جنگِ بدرِ نبوّت سے بہت کچھ مشابہت رکھتی ہیں مثلاً

۱ کفّارِ قریش نے اسلام کو نیست و نابود کر ڈالنے کا تہیّہ کر لیا تھا، اس لئے مدافعت میں تلوار اُٹھانے کے لئے ارشادِ خداوندی ہوا کہ

اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ۙ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّاۤ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ؕ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ؕ وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ (سبہ ۲۲) ترجمہ۔ جن (مسلمانوں) سے (کافر)

[جاریہ] حضرت صدیق ولایتؓ نے بھی حضرت خاتمینؑ کی تبعیت میں جان نثار و جان باز حزب اللہ سے بیعت لی۔ سیدنا مہدیؑ مردوں کی بیعت اسی طرح لیا کرتے تھے چنانچہ بندگی میاں شاہ دلاورؓ کو تلقین کرتے وقت لکھا ہے کہ

"میرانؑ دستِ خود بالائے دستِ میاں دلاورؓ نہادند و فرمودند" مرید اللہ شوید....." (حاشیہ)

م یدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ کا بیان کرتے وقت سیدنا مہدی علیہ السلام نے فرمایا

"دستِ خدا بر دستِ شما"

صحابہؓ نے عرض کیا مفسّرین تو دست سے مراد دستِ قدرت لیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا

م "ایشاں را چہ فہم شدہ است خدائے تعالیٰ فرمودہ است لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ (پ ۲۵) خدائے تعالیٰ صاحبِ دست است فاما مثل کسے نیست۔" (حاشیہ)

لڑتے ہیں (اب) اُن کو (بھی اُن کافروں سے لڑنے کی) اجازت ہے اس واسطے کہ اُن
پر ظلم ہو رہا ہے اور کچھ شک و شبہ نہیں کہ اللہ اُن کی مدد کرنے پر قادر ہے۔ (یہ وہ مظلوم
لوگ ہیں) جو (بے چارے) صرف اتنی بات کے کہنے پر کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے ناحق
(ناروا) اپنے گھروں سے نکال دئے گئے اور اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے (کے ہاتھ)
سے ہٹوا تا رہتا۔ تو (نصاریٰ کے) صومعے اور گرجے اور (یہودیوں کے) عبادت خانے
اور (مسلمانوں کی) مسجدیں جن میں کثرت سے خدا کا نام لیا جاتا ہے کبھی کے ڈھائے
جا چکے ہوتے۔ اور جو اللہ کی مدد کرے گا اللہ (بھی) ضرور اُن کی مدد کرے گا۔ کچھ شک
و شبہ نہیں کہ اللہ زبردست (اور سب پر) غالب ہے۔ (۱۷/۱۳)

یہاں بھی علما اور مشایخ نے مذہب مہدویہ کا استیصال کر ڈالنے میں حتی الوسع کوئی کوشش باقی نہ رکھی تھی
یہاں تک کہ تکفیر کے فتوے دئے گئے۔ مہدویوں کو جان سے مار ڈالنے کی نسبت یہ فتویٰ دیا گیا کہ جو شخص ایک
مہدوی کو قتل کرے گا اُس نے گویا دانتی واڑے[۱] کے دس قزاقوں کو مارا اور اُن کو سخت سخت ایذائیں دینے
میں بیحد ثواب بتایا گیا۔ چھ مرتبہ بندگی میاںؒ کے دائرہ کی مسجدیں اور حجرے جلائے گئے بیس سال میں بائیس[۲۲] مرتبہ
آپ کا اخراج ہوا۔ اسی بناء پر خود بندگی میاںؓ نے ملا کبیرالدین کے خط میں اسی اوپر کی آیت سے استدلال کیا۔

---

۱ - دانتی واڑا پالن پور سے شمال میں پندرہ میل پر واقع ہے۔ وہاں کے کولی بڑے قزاق اور مشہور چور سمجھے جاتے تھے
دانتی واڑے سے احمد آباد تقریباً سو میل کے دراز فاصلہ پر تھا جو داس قدر فاصلہ اور پایۂ تخت ہونے کے وہاں بھی چوریاں کرتے اور شاہی
راستوں پر بھی مسافروں کو دن دہاڑے قتل کر کے ان کا مال و اسباب لوٹ لیتے اسی وجہ سے فتوے میں دانتی واڑے کے کولیوں کا حوالہ
دیا گیا۔ اِن ہی کولیوں نے بندگی میاںؒ کے پوتوں کو ۹۹۴ھ میں دائرہؒ دساڑے سے جالور جاتے وقت شہید کر ڈالا جو سترہ شہید کے
نام سے مشہور ہیں جس طرح حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بادشاہ حبشہ کے جنازہ پر اور حضرت مہدی علیہ السلام نے بادشاہ
خراسان کے جنازہ پر نماز غائبانہ پڑھی اسی طرح حضرت خاتم المرشدؓ نے ان دونوں کی تبعیت میں ان سترہ شہیدوں پر اپنے
دائرۂ جالور میں جو دانتی واڑے سے تقریباً سو میل کے فاصلہ پر واقع ہے نماز غائبانہ پڑھی۔ دانتی واڑے سے تین میل پر موضع
مارواڑے میں یہ سترہ شہید مدفون ہیں۔ اِن فقیران دائرہ کے مظلومانہ قتل کے بعد ان ٹھاکروں کے ہر گھر میں قدرت الٰہی سے یہ بات پیدا
ہوگئی کہ باپ اپنے پہلوٹے فرزند کو نہیں دیکھ سکتا تھا اسلئے کہ عورت کے زمانۂ حمل ہی میں وہ مر جاتا۔ آج سے سو برس پر ایک مقدس
ہستی مسمّی حضرت سیدن جی میاں صاحب پالن پوری کے قدموں پر گر جانے اور صدق دلی سے ان قزاقوں کے معافی مانگنے پر آپنے یہ دعا دی کہ
"جاؤ۔ شوہر نہیں مرے گا، لیکن تم لوگ (ٹھاکر نہیں رہو) کولی ہو جاؤ گے اور تمہاری رہی سہی حکومت بھی چلی جائیگی"
چنانچہ ویسا ہی ہوا اور اُن کی قوت بھی ٹوٹ گئی۔

۲- اُدھر ابوجہل نے میدانِ جنگ میں اِن الفاظ میں دعا مانگی کہ

ق "اے خدا جو ہم دو فریق میں سے تعلقاتِ رحمی کا کاٹنے والا اور زمین میں فساد کرنے والا ہے اُسے اِس جنگ میں ہلاک کر دے"

اور جنگ کو چلتے وقت (غلاف) استنار کعبہ کو پکڑ کر قریش نے بھی اسی قسم کی دعا کی تھی کہ

ق "اِس جنگ میں اللہ تعالیٰ اُس فریق کا ناصر وحامی ہو جو راستی اور حق پر ہے"

ادھر عین الملک نے بمقام گھٹایال (کھاں بھیل سے ساڑھے چار میل) جہاں شب باشی کے لئے پڑاؤ کیا تھا اپنی فوج سے مخاطب ہو کر کہا

ق "جوانو سچ اور جھوٹ پرکھ لو! ابھی اِس کا فیصلہ ہو جائیگا کہ برسرِ حق کون ہے"؟

بندگی میاںؓ نے جواباً فرمایا۔

خ "اگر میں چاہوں تو اکیلا افواج سلطانی کو بھگا دوں مگر یہ امر سُنّتِ الٰہی کے خلاف ہے" (دفتر اول ک ۹ ب)

پھر فرمایا

خ "ثبوت مہدی تلوار کی دھار پر آگیا ہے۔ انشاء اللہ تلوار ہی سے حق اور باطل کو الگ کردونگا۔ ہر پیغمبر کے عہد میں ایک چیز حَکَم ہوا کرتی تھی جس سے حق و باطل کی تمیز ہو جاتی تھی"۔ ؎

حاکمے بود دست در ہر عصر از پروردگار   بود در بدر الولایت حَکَم شمشیر آبدار

(دفتر اول ک ۷ ب)

۳- اُدھر حضرت نبی کریمؐ کو مکہ معظمہ سے نکلنے کی نسبت اللہ تعالیٰ نے فرمایا کَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ (پ۹) جیسا کہ تمہارے پروردگار نے تم کو تمہارے گھر سے امرِ حق کے لئے نکالا۔ ادھر بندگی میاںؓ نے دائرۂ کھاں بھیل سے نکل کر میدانِ جنگ کو جاتے وقت فرمایا کہ

خ "ہمارے اور ظالموں کے درمیان محض خدا واسطے کی لڑائی ہے بیچ میں کوئی سبب نہیں ہے" (دفتر اوّل ک ۹ ب) یعنی امرِ حق پیشِ نظر ہے۔

۴- اُدھر حضرت عمرو بن وہبؓ کا حضورِ نبویؐ میں آنحضرتؐ کے قتل کے ارادے سے آنا اور مشرف

به اسلام ہو جانا۔ اِدھر سیدی یاقوت اور سیدی بلال سردارانِ فوج کا عین ملک کے لشکرِ جرار سے نکل کر حضور صدیق ولایتؓ میں آنا اور تصدیق و ترک دنیا سے مشرف ہو جانا۔ (دفتر اول کث ۹)

۵ ۔ حضرت نبی کریمؐ نے جنگ شروع ہونے سے پہلے ہی بہ آواز بلند یہ آیت جو چند سال پہلے نازل ہوئی تھی پڑھی سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ۔ ترجمہ "شتاب یہ گروہ شکست کھائے گا اور پیٹھ پھیر پھیر کر بھاگیں گے" (پ ۲۷) اسی طرح میدانِ جنگ کو جاتے وقت حضرت صدیق ولایتؓ کی زبان پر یہ شعر تھا ؎

میدانِ وصلت ہر کسے سرمی دہد گومی برد ۔۔۔ من نیز از سر خواستم تا گوے بردن جی روم

اس کے علاوہ سیدنا مہدیؑ نے بیس سال پہلے ہی فرما دیا تھا کہ

"پہلے روز تمہاری فتح ہوگی"

۶ ۔ وہاں آنحضرتؐ نے فرمایا تھا کہ ابتدا اسے لین سے ہو یہاں بھی پہل لشکر مخالف سے ہوئی۔ کیونکہ حضرت صدیق ولایتؓ نے فرما دیا تھا کہ

"ہم مظلوم بنیں" یعنی ہم مظلوم بن کر لڑیں

۷ ۔ میدانِ جنگ کو جاتے وقت وہاں بھی کمال بے سر و سامانی تھی اور یہاں بھی۔

۸ ۔ نزول ملائکہ ۔ وہاں بھی اور یہاں بھی۔

۹ ۔ دورِ نبوت میں ۳۱۳ مجاہدین کا مقابلہ ایک ہزار سے ۔ دورِ ولایت میں ڈیڑھ سو کا مقابلہ پینتالیس ہزار سے ۔ نوٹ ۔ واقعہ کے لحاظ سے ایک ہزار فوج تھی ۔ اگر ایک لاکھ ہوتی تو بھی مجاہدین فی سبیل اللہ حسب بشارتِ خدا سے غالب غالب ہی رہتے ۔ ۱۲۰

۱۰ ۔ وہاں ستر مارے گئے یہاں آٹھ ہزار نوٹ ۔ ستر اور آٹھ ہزار سے بحث نہیں ہے ۔ مطلب یہ ہے کہ دونوں جنگ میں دشمن کے اموات کی تعداد بہت بڑی ہوئی تھی ۔ اور حزب اللہ کی بہت ہی کم ۔ کیونکہ دورِ ولایت میں ہر بات بڑی ہوئی رہتی ہے چنانچہ سیدنا مہدیؑ فرماتے ہیں ۔

"نبوت میں ۷۳ فرقے ہیں ۷۲ ہالک اور ایک ناجی ۔ نوٹ ۔ بعض محققین نے ابجد کے حساب سے یہ نکتہ بتایا ہے کہ جن فرقوں میں حسد ہے جس کے عدد ۷۲ ہوتے ہیں وہ ہالک ہے اور جو فرقہ حسد سے پاک ہے وہی ناجی ہے یہاں ولایت ہے اسلئے

۷۳ فرقے ہیں ۷۲ ہالک اور ایک ناجی"۔

دورِ نبوت میں چار صحابہ کرام ہیں دورِ ولایت میں پانچ۔ دورِ نبوت میں دس مبشرہیں دورِ ولایت میں بارہ۔ دورِ نبوت میں حسب فرمان حضرت رسول اکرمؐ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ایمان کے مقابلے میں کسی کا بھی ایمان نہیں تُلتا۔ دورِ ولایت میں حسب فرمانِ حضرت مہدیؑ سیدینؓ برابر ہیں اور ذاتی۔ یعنی ان دو سید کے ایمان کے برابر کسی کا بھی ایمان نہیں تل سکتا۔

۱۱۔ وہاں سب کو جنت کی بشارت۔ یہاں بھی سب کو جنتِ دیدار کا شرف۔

۱۲۔ قریش تعدادِ لشکر کے لحاظ سے، ساز و سامان کے لحاظ سے، اچھے مقام پر پڑاؤ کے لحاظ سے، جنگی تجربہ کاریوں کے لحاظ سے، دولت و حشمت کے لحاظ سے، مشہور مشہور بہادرانِ جنگ کی موجودیت کے لحاظ سے؛ غرض کئی پہلو سے اُن کو قوت ہی قوت حاصل تھی۔ دوسرے پہلو پر مجاہدینِ اسلام کا معاملہ اس کے برعکس تھا یہاں ہر طرح کی کمزوریاں ہی کمزوریاں جمع تھیں۔ باوجود اس کے ایک زبردست ہاتھ نے ان تمام طاقتوں کا چند ہی گھنٹوں میں خاتمہ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ اس ہاتھ کی تعریف میں فرماتا ہے ید اللہ فوق ایدیھم پھر فرماتا ہے ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی جنگِ بدر نبوت کی طرح جنگ کھاں بھیل کا بھی یہی منظر ہے۔ نحیف اس ٹڈی دل فوج کو دیکھ دیکھ کر مسکراتی ہوئی اللہ کا یہ وعدہ سنا رہی تھی کہ قَدْ کَانَ لَکُمْ اٰیَۃٌ فِیْ فِئَتَیْنِ الْتَقَتَا ط ترجمہ بیشک تمہارے لئے (ان) دو گروہوں میں جو ایک دوسرے کے مقابل جنگ ہوئے (بڑی) دلیل ہے۔ (یا خاص معجزہ ہے، یا قدرتِ الٰہی کا خاص کرشمہ ہے کہ چھوٹی سی بے سرو سامان اور فاقہ کش فوج ایک بڑی مسلح فوج پر غالب آئی)

۱۳۔ اللہ تعالیٰ نے اس جنگِ بدر کو یَوْمَ الْفُرْقَانِ یَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ط فرمایا۔ یعنی جس روز دو فوجیں مدِ مقابل ہوئیں (اور کفار نے باوجود پوری طاقت کے پوری شکست کھائی جس سے) اُس دن نے (دینِ حق اور دینِ باطل میں) بیّن فرق بتا دیا۔ اسی طرح جنگِ بدرِ ولایت میں بھی وہی بات تھی اور یوم الفرقان کے بارے میں سیدنا مہدیؑ نے بیس سال پہلے ہی بطور حجّتِ قاطع فرما دیا تھا کہ

"بھائی سید خوندمیر پہلے روز تمہاری فتح ہوگی..... اگر ایسا نہ ہوا تو بندہ مہدی موعود نہیں ہے"

۱۴۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ سے شب کو ہجرت کرتے وقت سورۂ یٰسٓ پڑھتے ہوئے مشرکوں کی طرف خاک پھینکی تھی۔ یہ خاک قدرتِ الٰہی سے جن جن لوگوں کے سر پر پڑی وہ سب کے سب غزوۂ بدر

میں قتل ہوئے (معارج النبوۃ) اسی طرح جنگ بدر ولایت کے روز بنی مہدی کے صدقے ت اللہ مرجان کے مشت خاک کے پھینکنے سے چھ کافر مر گئے، اور کئی زخمی ہوئے۔

۱۵- اس جنگ کو اللہ تعالیٰ نے بَیِّنَہ فرمایا لِیَھْلِکَ مَنْ ھَلَکَ عَنْ بَیِّنَۃٍ وَّیَحْییٰ مَنْ حَیَّ عَنْ بَیِّنَۃٍ (ترجمہ۔ تاکہ جو شخص ہلاک ہونے والا ہے وہ حجۃ تمام ہوئے پیچھے ہلاک ہو اور جو زندہ رہنے والا ہے وہ بھی حجۃ تمام ہوئے پیچھے زندہ رہے (رف) سیدنا مہدی علیہ السلام نے یہی آیت پڑھ کر حضرت صدیق ولایت سے فرمایا "این آیت درشانِ شماست" (بشارت نمبر ۱۲۷) اور بندگی میاں سید یوسف نے بھی مطلع الولایت میں سیدنا مہدیؑ کو بیّنہ اور بندگی میاںؓ کو بھی (تبعاً) بیّنہ لکھا ہے۔

۱۶- وہاں مجاہدین بدری کے لقب سے ممتاز ہوئے۔ یہاں بھی حضرت صدیق ولایتؓ نے ان مشترک خصوصیتوں اور ان کے علاوہ اور کئی باتوں پر نظر کر کے اس جنگ کو بدر ولایت اور مجاہدین فی سبیل اللہ کو بدری فرمایا

کبڈی

بیعت سے فارغ ہو کر نماز عشا کے بعد آپ نے فقرائے حزب اللہ کو کبڈی کھیلنے کے لئے [ف۱] فرمایا تمام رات کبڈی میں گذر گئی۔ اور صبح ۱۲ شوال ۹۳۰ھ بروز چہارشنبہ بندگی میاںؓ مع فقرائے حزب اللہ ذکر اللہ میں بیٹھے ہوئے

ف۱- بندگی میاں سید برہان الدینؒ نے دفتر اول رکن نہم باب اول میں اس کھیل کی ترکیب بین طرح سے لکھی ہے۔ غرض یہ کھیل قریب قریب آج کل کے نٹ لوگوں کے جیسا ہوتا ہے۔ پالن پور میں جس کھیل کو "کوٹ کوٹ" [بروزن "روٹ" بمعنی بڑے قرص کی روغنی روٹی] کہتے ہیں (کیونکہ دم نہ ٹوٹے تک کوٹ کوٹ..... بولنا لازمی ہے) وہ بھی اسی کے مشابہ ہے لیکن اس میں دھیرد اور وہ بڑبھیرو نہیں ہوتے جیسا کہ کبڈی میں ہوتے ہیں۔ مولوی سید احمد نے فرہنگ آصفیہ میں اس کھیل کی ترکیب اس طرح لکھی ہے۔
کَبَڈّی (ھ) اسم مؤنث۔ لڑکوں کے ایک کھیل کا نام ہے جس میں برابر کے دو گروہ بنا کر کھیلتے اور بیچ میں ایک حدِ فاصل مقرر کر کے وہاں مٹی کا ڈھیر یا جوتیاں وغیرہ رکھتے ہیں اس کو پالا کہتے ہیں [پال یعنی کنارہ۔ حدِ فاصل جیسے تالاب کی پال راقم آثم قطب الدین] اس کے کھیلنے کا طریق یہ ہے کہ ایک لڑکا ایک گروہ کی طرف سے دوسرے گروہ کی حد میں "کبڈی کبڈی" کہتا ہوا جاتا ہے اگر وہ مخالف کے کسی آدمی کو چھو کر بغیر دم ٹوٹے پالے تک آئے گا تو یہ اسے مار آیا یعنی اس کھیلنے والے کو نکما کر دیا۔ وہ گروہ میں سے علیحدہ ہو کر جا بیٹھتا ہے اور جو طرف ثانی نے اس کو پکڑ لیا اور پالے تک بولتے ہوئے نہ آنے دیا تو یہ مر گیا۔ غرض اس طرح کھیلتے کھیلتے جب کسی گروہ کے سب آدمی مر جاتے ہیں تو وہ گروہ ہار جاتا اور اس کے نام پالا ہوتا ہے۔" بہرحال کبڈی ایک فوجی کھیل ہے جس سے سپاہیوں میں چستی اور چالاکی پیدا ہوتی ہے۔ چونکہ بندگی میاںؓ اس رات کو خصوصیت سے کھیلتے ہیں اسلئے اگرچہ کہ چار سو سال سے زیادہ زمانہ گذر گیا لیکن اس وقت بھی جہاں کہیں مہدوی بستے ہیں بڑی عقیدت سے برکتہً اور اتباعاً کبڈی کھیلتے ہیں جس کی وجہ سے واقعۂ شہادت کی یادگار ہر سال تازہ ہو جاتی ہے۔ ۱۲ منہ

تھے۔ اور پہلے ہی سے آپ نے فرما دیا تھا کہ

"ابتدا دشمن سے ہو، ہم مظلوم بنیں۔" (دفتر اول ک ۹ ب)

اتنے میں دشمن کے ایک دستۂ فوج نے آکر دائرہ کی باڑ جلائی اور بعض فقیروں کو تیروں سے زخمی کیا۔ اُس وقت آفتاب نکل چکا تھا۔ بندگی میاںؓ حالت مظلومیت میں اُٹھے اور نعرۂ تسبیح بلند کر کے میدانِ جنگ کو روانہ ہوئے۔ (دفتر اول ک ۹ ب) تشریف لیجاتے وقت آپ کی زبان مبارک پر چھپّا دوہرا اور یہ فارسی اشعار تھے۔ اور ذیل کا دوہرا جو سیدنا مہدی علیہ السلام نے بھی بعض دفعہ پڑھا ہے آپ اکثر اوقات پڑھا کرتے تھے اور اس موقع پر بھی پڑھا۔ دوہرا

"جیتے تارے رَین کے، اِیتے وَیری ہُجَّ۔
دَھڑ سُولی سِس کنگرے تو ئی نہ تَجّوی تُجّ۔"

یعنی جس قدر کہ رات کے ستارے ہیں اتنے لوگ میرے دشمن ہوجائیں۔ میرا جسم دار پر اور سر حصارِ شہر کے کنگروں پر لٹکا دیا جائے تو بھی اے خدا میں تجھے ہرگز ہرگز نہ چھوڑونگا۔

چھپّا

۱ بچن جھلیو بلی راے	بچن کورو کُل کھوئیو۔
۲ بچن جھلیو ہرِی چند	نیچ گھر نیر سنھو یو۔
۳ بچن جھلیو کرڑا دیت	بچن پونڈو بن سپیو
۴ بچن جھلیو شری رام	گنگ دِبھی شنز تھپیو
۵ بچن جھلیو جگت دِیو	سِس گنکالن آپیو
۶ بچن کی کو وچن کے	کر سے جنبھیا سکیئے
۷ بیتال کہے۔ بکرم سنو	بول وچن نو پلٹیئے[۱]

ترجمہ۔ بلی راجا نے اپنا عہد و پیمان سر پر اٹھالیا۔ شاہی خاندان کورو نے محض ایفائے عہد کے لئے اپنا خاندان برباد کر دیا۔

۲۔ راجا ہری چندر نے محض پاسداریِ زبان کی وجہ سے مہترانی کے گھر پانی بھرا۔

---

[۱] ماخوذ از مطلع الولایت۔

۳۔ راجا کرّان دیپت نے اپنی زبان کا پاس ملحوظ رکھا۔ اور خاندان پال ڈو نے اپنا وعدہ پورا کرنے کے لئے سلطنت چھوڑ کر بن باس (جنگل میں رہنا) اختیار کیا۔

۴۔ راجا رام چندر جی نے وعدہ وفائی کی جس کی وجہ سے اُن کی حکومت وبھیشن کو دے دی گئی۔

۵۔ راجا جگ دیو نے زبان کی پاسداری میں بھٹنی کو اپنا سر تک دے دیا۔

۶۔ جو شخص زبان سے وعدہ کر لینے کے بعد وعدہ خلافی کرے تو اُسے چاہئے کہ اپنی زبان اپنے ہی ہاتھوں کاٹ ڈالے

۷۔ بیتیال کہتا ہے۔ اے راجا بکرم سنو۔ زبان دے کر کبھی اور کسی حالت میں بھی نہیں پلٹنا چاہئے۔

بیت

جاناں نہ دہم ز دست تا جاں نہ دہم   من جاں بہ دہم ز دست ، جاناں نہ دہم

ہ

اے خوشا روزے کہ من آں شاہ را مہماں کنم   پیش او شکرانہ جانِ خویش را قرباں کنم

ہر چہ در صد سال گرد آوردہ باشم ایں زماں   گر ہمہ جان است ایثار رہِ جاناں کنم

ہ

میدانِ وصلت ہر کسے سر می دہد گو می برد   من نیز از سر خواستم تا گوے بردن می روم

من می روم تا بنگرم چندیں کہ کشتہ بردرش   اینک میانِ کشتگاں خود را سپردن می روم

ما صفدریم وصف شکن بودیم در زندانِ تن   افتاد بند از پاے من اکنوں بہ میداں می روم

صد بند را بگسیختم شمشیر خود آمیختم   با لشکرش آمیختم تا پیشِ سلطاں می روم

نقشۂ جنگ بدرِ ولایت اوّل

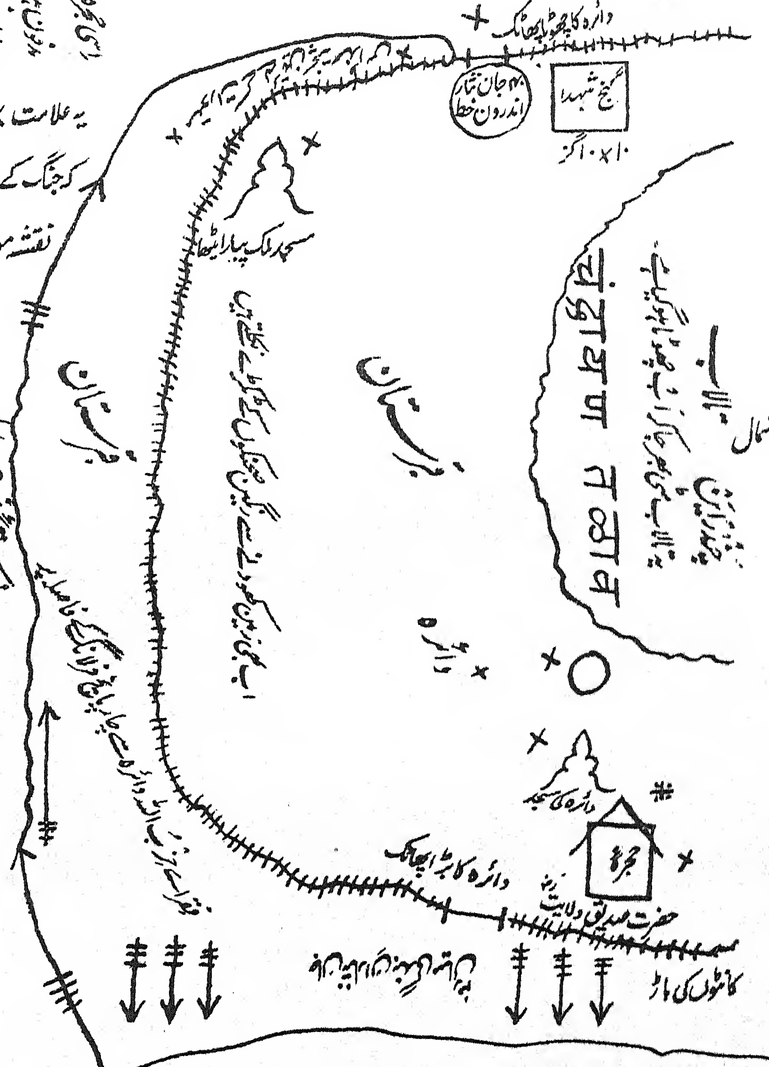
موقوعۂ ۱۲ شوال ۹۳۰ھ چہار شنبہ

متصرّفہ

از نقش و نگارِ در و دیوارِ شکستہ
آثار پدید است ”بزرگانِ سلف را“

قصبۂ کھاں بھیل

یہ علامت × اس بات کی ہے کہ جنگ کے وقت مقامات مندرجۂ نقشہ موجود تھے۔ بعد میں ویران ہو گئے۔



جنوب

مشرق (کھاں بھیل سے دو کوس (تین میل گوشۂ م-ج میں) موضع گھماڑیاں

× کھاں بھیل کا پُرانا قلعہ

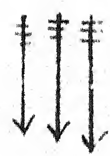
یہ علامت × اس بات کی ہے کہ جنگ کے وقت مقامات مندرجۂ نقشہ موجود تھے۔ اب ناپید ہوگئے ہیں۔

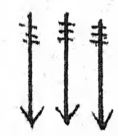
نقشۂ جنگ بدر ولایت ثانی

موقوعہ ۴/ شوال سنہ ۳۰۹ بعد









مغرب

شمال

جنوب

مشرق

سدرا اسن (مہدی پور)

مجاہدین فی سبیل اللہ
گاؤں سے آدھ کوس پر

کیچڑ یہ نالا المشہور بہ ریل

فوج سلطانی

ٹبن

کھکل

[وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ترجمہ۔ اور بیشک اللہ تعالیٰ نے تمکو جنگ بدر میں فتح دی۔ درحالیکہ تم (بے سروسامانی کی وجہ سے دشمن کی نظروں میں) کچھ حیثیت نہ رکھتے تھے (پ ۴ ع ۱)]

تاریخ ۱۲ شوال سنہ ۹۳۰ھ چہار شنبہ کی صبح کو دائرۂ کھاں بھیل سے مشرقی میدان میں دونوں فوجیں صف آرا ہوئیں۔ عین الملک نے لشکر جرار کے تین حصے کر کے ایک حصہ پر امیر غاو خاں اور جھجو جھار خاں کو مقرر کیا۔ دوسرا حصہ خاص خاص امیروں کی فوج کا الگ کیا۔ اور تیسرا حصہ اپنی ذاتی فوج کا اپنے زیر کمان رکھا (دفتر اول ک ۹ ب)

فہرست جالور[۵۱] اور کھاں بھیل کے مطابق طالبانِ حق کی تعداد دو سو تھی جس میں شہدا، غازی، اور بچے بھی شامل ہیں۔ حضرت صدیق ولایت رضی نے کمالِ شفقت سے بچوں کو بھی فہرستِ جنگ جویانِ بدرِ ولایت میں اسلئے شریک کیا تھا کہ اس کے حسنہ سے بے فیض نہ رہیں۔ [بلکہ حضرت خاتم المرشد رضی کو آپ کی والدہ حضرت بی بی فاطمہؓ ولایت رضی سے جو کچھ ترکہ میں ملا تھا وہ بھی گھوڑوں کی خریدی وغیرہ میں شریک کر دیا گیا۔ کیونکہ مالی خدمت بھی حسنہ سے خالی نہیں ہے] لیکن جنگ کے وقت بچوں کو بیبیوں کے پاس چھوڑ دیا تھا۔ اس لئے نبرد آزماؤں کی صحیح تعداد دو سو سے بہت کم تھی۔ شہید ہونے والوں کی تعداد میں ساٹھ سوار۔ چالیس پیادے اور اسلحۂ جنگ میں نئے پرانے چھ بکتر، آٹھ تلواریں، خنجر، نیزے، تیر و کمان، لاٹھیاں۔ بس یہی سرمایۂ جنگ تھا۔

---

[۵۱] اصل نام جھالندرا Jhalandra پھر جھالور (جھالا قوم کے راجپوتوں کی نسبت سے) اب جالور۔ جودھپور سے گوشۂ مغرب وجنوب میں ا میل۔ Todds Rajasthan - Watson's His. of Gujarat اب تو ریل ہوگئی ہے اور موٹر بھی چلتی ہے۔ ملکی تاریخ کے قطع نظر مذہبی واقعات کے لحاظ سے بھی جالور بڑا تاریخی مقام ہے۔ خاتم الاولیا حضرت مہدی علیہ السلام سنہ ۹۰۶ھ مطابق سنہ ۱۵۰۱ء میں جالور تشریف لائے اور چار مہینے قیام فرمایا۔ حضرت کے قدوم کی برکت سے زبدۃ الملک عثمان خاں مع قبیلہ و فوج و اکثر رعایا تصدیق سے مشرف ہوئے۔

بندگی میاں سید خوندمیر رضی کے فرمان سے اسی مقام میں پہلی دفعہ فہرست شہدا و غازیانِ بدرِ ولایت مرتب کی گئی۔ بھیلوٹ شریف کی طرح جالور میں بھی اکثر صحابہ مہدی علیہ السلام کا مجمع رہا ہے۔ دسویں صدی کی ابتدا سے بارھویں صدی کے شروع تک بزرگانِ دین کے دائرے بلا انقطاع جالور میں رہے ہیں۔

راقم اثم سنہ ۱۳۳۹ھ میں رہنمائے زائرین کے لئے مواد فراہم کرنے کی غرض سے جالور گیا جبکہ پالن پورے کی بیبیاں بھی میرے ساتھ تھیں اُس وقت ارادہ کیا کہ جالور کی عالی شان جامع مسجد جس کو سلطان علاءالدین خلجی نے تعمیر کروایا تھا اور جہاں حضرت مہدی علیہ السلام نماز جمعہ کو تشریف لیجایا کرتے تھے اور اخیر عشرۂ رمضان میں آپ نے اعتکاف بھی کیا تھا۔ اسی طرح سنہ ۹۳۰ھ میں جبکہ بندگی میاں شاہ نعمت رضی اور حضرت خلیفۂ گروہ رضی کا دائرہ جالور میں تھا اُس وقت انہوں نے بھی اسی جامع مسجد میں اعتکاف کیا تھا وہاں جاکر قدوم حضرت خلیفۃ اللہ کی خاک سے اپنی پیشانی رگڑ کر سعادت حاصل کروں میں نے اور میرا بھتیجا [جاری]

دوسرے پہلو پر فوج مقابل میں سات[۷۰۰۰] ہزار سرکاری سلاح پوش، چار[۴۰۰۰] ہزار حبشی، پانچ[۵۰۰۰] ہزار پیادے، اٹھارہ[۱۸] علمدار ہاتھی یعنی جو تعداد کہ چھند شریف[۱] میں چانپانیر سے روانگی کے وقت کی بتائی گئی ہے اس کے علاوہ احمد آباد سے تین[۳۰۰] سو جنگی ہاتھی ، اسّی[۸۰] توپیں، پانسو[۵۰۰] نقارے مع پانسو[۵۰۰] نفیر، پانسو[۵۰۰] باردار ۔ نیز امرائے سلطنت ۔ عین الملک سپہسالار فوج اور ماتحتی سرداران علوخاں اور جھوجھارخاں کے خانگی افواج کا اضافہ صرف یہی نہیں بلکہ لٹیری قوموں کی بھرتی جو ہر ہر مقام سے ہوتی جاتی تھی، اس کے سوا تھی ۔ جملہ فوج تخمیناً پینتالیس[۴۵۰۰۰] ہزار شمار کی جاتی تھی ۔ (دفتر اول ک ۷)

قارئین کرام کے ملاحظہ کے لئے چھند شریف سے صرف میدانِ جنگ کا بیان انتخاب کیا جاتا ہے تاکہ معلوم ہو کہ زمانۂ موجودہ کے اندازِ بیان اور چار سو برس پہلے کے طرزِ بیان میں کیا فرق ہے ۔

بدلۂ موعودؑ ۔ مقبول معبودؓ ۔ میدانِ جنگ میں

نمبر ۲۵ ۔ سوئیّا چھند (ایکتسا)

۱ ۔ اُٹھے[۱۱۵] رنڑ سینہ ہنٹرّیں جب ہانکّیں بھکھم نفیری تُرڑ تُرڑ تینگ

[جاریہ] سید مہدی نے اپنی آرزو اور عقیدت کے خلاف خانۂ خدا میں نہایت افسوس کے ساتھ دیکھا کہ مسجد کے پیش میں **توپیں** رکھی ہوئی ہیں مسجد ہی میں ایک طرف حجرہ بنا کر اُس میں **باروت** بھر دی گئی ہے ۔ مسجد کے وسط محراب میں جہاں امام کھڑا رہتا ہے **بت کی تصویر** شنگرف سے کھینچی ہوئی ہے اور شاندار منبر پر **ماتا کا رتھ** رکھا ہوا ہے اور ریاست جودھپور کی طرف سے توپخانہ کے ملازم جو سب کے سب ہندو ہیں صحن مسجد میں **چیتے سے کھیل رہے ہیں** جس کو ہمارے آنے سے چار روز پہلے حضرت خاتم المرشدؓ کے روضہ کے قریب سے پکڑ کر مہاراجہ جودھپور کے حضور بھیجنے کے لئے پنجرے میں رکھا گیا تھا ۔ اللہ اللہ سلطنت کی طرح مذہب کو اور مذہب کے ساتھ ساتھ مقامات متبرکہ کو بھی زوال لگا ہوا ہے ۔ ہر جگہ پر اس قسم کی خرابیاں جو پیدا ہوئیں بلکہ گاؤں کے گاؤں تصدیق مہدی سے پلٹ گئے اس کی اصل وجہ **ہادیانِ دین** کی ہجرت وطن کے اہم فرض کی ادائی سے بے اعتنائی اور خلاف فرمانِ مہدی ہمیشہ کے لئے ایک جا مقیم ہو جانے اور کاسبوں کے ساتھ معاشرتی تعلقات بہت ہی بڑھا دینے کی وجہ سے ہے ۔ **فاعتبروا یا اولی الابصار** ۔

سلہ ۔ رسالۂ چھند شریف کی نسبت گروہ مقدسہ میں یہ نقل عام طور سے مشہور اور کتب نقلیات میں مرقوم ہے کہ **بندگی میاں شاہ دلاور رضی اللہ عنہ** کے **فقیر میاں علی محمدؓ** کو جو صحابی مہدیؑ تھے تین روز جذبہ رہا ۔ حالت جذب میں آپ کی زبان مبارک سے بے ساختہ جو اشعار نکلے وہ آپ کے بھائی **میاں پیر محمدؓ** نے فوراً قلمبند کر لئے اور اپنے مرشد بندگی میاں شاہ دلاورؓ کو سنائے ۔ آپ نے اس کلام کو بہت ہی پسند فرمایا اور میاں علی محمد کو ہدایت کی کہ "آیندہ موزوں کلام نہ کہیں" (کیونکہ جو کچھ کہا جائے گا چھند شریف کے مقابل میں پھیکا ہوگا) ۔ اس سے قبل آپ سات زبانوں میں اشعار موزوں کر چکے تھے مگر چونکہ یہ چھند حالتِ جذب میں آپ کی زبان مبارک سے بیساختہ اور بلا ارادہ نکلا ہے اسلئے اس میں فصاحت اور بلاغت کے علاوہ بیحد اثر بھی ہے ۔ اور اسی اثر کی وجہ سے مقبول عام اور مشہور انام ہوگیا ہے (خاتم سلیمانی دفتر اول اخبار الاسرار ۔ وغیرہ [جاریہ]

۲- دھم[116] دھمین دھمنکیں ڈھول نگارا — ڈر ڈر ڈنگ دماما ڈر ڈر ڈینگ

۳- آگے[117] سے آنگ کنٹر کس تڑوٹے — زرہ زین جڑ اچٹ ٹینگ

۴- نگر[118] میراں کھنمیر بھڑ نتاں — کندھ کبندھاں کرٹ کرٹینگ

۵- چھٹیں[119] ہت نال ودھڑ ویں گولا — اٹل بلی ہیمر چرٹینگ

۶- پھٹیں[120] کھٹ شیلس لٹوٹ چھوٹیں — جدھ ولا جھل چھل ٹینگ

۷- کڑک[121] کے کندھ جھڑپ جھٹکے تڑوٹین — دھڑ کے پڑ دھر اڑ وڑینگ

۸- نگر[122] میراں کھنمیر بھڑ نتاں — کندھ کبندھاں کرٹ کرٹینگ

۹- رگتے[123] رنڑ سمندرس بھڑینگ — سایز کھیمر گھوڑا اڑینگ

۱۰- آویں[124] اوودھاڑ بانڑ گرجیں گدھ — پربت۔ دھڑ کھڑ ہڑینگ

۱۱- سینا[125] رنڑ بیچ شیشں جل چھوا چھو — کڑ چھل جھم تڑ پھڑینگ

۱۲- نگر[126] میراں کھنمیر بھڑ نتاں — کندھ کبندھاں کرٹ کرٹینگ

۱۳- روپی[127] رنڑ پائے۔ کلی رس راتا — تے طالب بھج بل بھڑینگ

۱۴- دھس[128] مسیں دھسیں پر شمہی چھپاڑیں — عقیل دل دس دش پڑینگ

۱۵- ظالم[129] تنڑ وارے اِی تڑ تنڑ دتن — ایک ایک پر آڑ وڑینگ

۱۶- نگر[130] میراں کھنمیر بھڑ نتاں — کندھ کبندھاں کرٹ کرٹینگ

ترجمہ

۱- اِس[115] طرف شیر میدان بندگی میاں سید خوند میرؓ لڑنے کو کیا اُٹھے گویا چوپایوں کو ہانک رہے ہیں۔

۲- اُس[116] طرف بھی نوبت، نقارے، قرنا۔ شہنائی، تاشے، ڈھول بڑے دبدبہ کے ساتھ بجنے لگے۔

[جاریہ] بندگی میاں شاہ دلاورؓ کی وفات ۲ ذیقعدہ ۹۴۴ھ یکم اپریل ۱۵۳۶ء میں ہوئی اور سلطان مظفر ثانی وزیر عین الملک نے ایک ہی سال یعنی ۹۳۲ھ میں انتقال کیا اس حساب سے اِس چھند کا حضرت صدیق ولایتؓ کی شہادت کے بعد قریب ہی کے زمانہ میں تحریر میں آکر گروہ مقدسہ میں شایع ہونا قرین قیاس ہے۔

حضرت صدیق ولایتؓ کے بہرہ عام اور عرس مبارک کے روز چن پٹن۔ حیدرآباد۔ پالن پور وغیرہ مقامات کی بڑی بڑی مجلسوں میں چھند شریف پڑھا جاتا ہے۔ پالن پور میں حضرت ثانی مہدیؑ حضرت خاتم المرشدؓ وغیرہ بڑے بڑے بزرگوں کے بہرہ عام کے روز بھی پڑھا جاتا ہے گویا کہ چھند شریف کا پڑھنا بہرہ عام کے لوازمات میں داخل ہوگیا ہے۔ مردوں کی مجلس میں مرد اور عورتوں کی مجلس میں کوئی بی بی چھند شریف پڑھتی ہے۔ اِس وقت پالن پور میں **پانچ بیبیوں** کو چھند شریف ازبر ہے۔

۳۔ مارے[117] جوش کے بدن کے پھولنے اور سختی پیدا ہونے سے تنبند (بیٹیاں) اور انگرکھوں کے بند ٹوٹ ٹوٹ جانے لگے اور زرہ و زین کی ہینجیں اُکھڑنے لگیں۔

۴۔ سردار[118] فوج بندگی میاں سید خوندمیرؓ کے ہم مقابل ہونے سے دشمنوں کی گردنیں کڑاکے کی آواز کے ساتھ ٹوٹ ٹوٹ کر تنِ بے سر و دھڑام سے گرتے تھے۔

۵ فوج[119] مقابل میں زنبورے چھوٹتے تھے اور بڑے طاقتور گھوڑوں سے جو توپیں لائی گئی تھیں وہ بھی پُرہیبت آواز کے ساتھ گولے برساتی تھیں۔

۶۔ سپاہ[120] کے جسم اور سر پھٹ پھٹ جاتے تھے۔ اور اُن کے سر کے بال اور زلفوں کی لٹیں مہدوی جانبازوں کے ہاتھوں کی گرفت میں آ آ کر کھل کھل جاتی تھیں۔ یہ بہادر سپاہی (جو اپنے زعم میں خود کو بہادر سمجھے ہوئے تھے) اب کمال اضطراب کے باعث دیوانہ دار ہوگئے تھے۔

۷۔ کڑاکے[121] کے ساتھ گردنیں، اور فوری جھٹکے کے ساتھ سر ٹوٹ ٹوٹ کر ٹوٹتے۔ اور اُن کے جسم بیجان کے ڈھیر ہو جاتے تھے۔

۸ سردار[122] فوج بندگی میاں سید خوندمیرؓ کے ساتھ مقابلہ کرنے سے دشمنوں کی گردنیں کٹ سے اُڑ اُڑ کر تنِ بے سر و دھڑام سے گرتے تھے۔

۹۔ میدانِ[123] جنگ خون کا دریا ہوگیا۔ اس دریائے خون میں ہاتھی اور گھوڑے چلنے سے اُڑنے لگے۔

۱۰ لشکرِ[124] مہدویہ کی طرف سے سنّاٹے کے وہ تیر آنے لگے کہ جن سے قلعے یعنی گھوڑے اور پہاڑ یعنی ہاتھیوں کے جسم کھڑکھڑاہٹ اور ہڑہڑاہٹ کے ساتھ گرتے تھے۔

۱۱۔ میدانِ[125] جنگ میں جو اس وقت دریائے خون ہوگیا تھا فوجی سپاہیوں کے سر مثل آبی کچھوے کے اور کٹے ہوئے ہاتھ مثل ماہیِ بے آب کے تڑپتے تھے۔

۱۲۔ سردار[126] فوج بندگی میاں سید خوندمیرؓ کے ساتھ مٹ بھیڑ ہو جانے سے دشمنوں کی گردنیں کڑاکے کے ساتھ اُڑ کر تنِ بے سر دھڑام سے گرتے تھے۔

۱۳۔ طالبانِ[127] حق شرابِ محبت کے سرخ جام سے متوالے ہوکر میدان میں اپنے پاؤں جماتے اور دشمنوں سے دست بدست مقابلہ کرتے تھے۔

۱۴ بہادر[128] جاں باز قلبِ لشکر میں گھس گھس کر فوج کو ہٹاتے اور مردانِ جنگ کو پچھاڑتے تھے جس کی وجہ سے

عبیل کا لشکر ہر سمت گر گر پڑتا تھا۔

۱۵۔ اس وقت ان ظالموں نے دانتوں میں تنکا لیا[۱۲۹] اور ایسے بھاگے کہ مارے خوف و ہراس کے ایک ایک پر گرتے تھے۔

۱۶۔ قطب حزب اللہ بندگی میاں سید خوندمیرؓ[۱۳۰] کے ساتھ مقابلہ کرنے سے اُن کی گردنیں کھٹ سے اُڑ اُڑ کر تنِ بے سر دھڑام سے گرتے تھے۔

هٰذَا بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۱۰

ترجمہ

یہ تمہارے پروردگار کی طرف سے روشن دلیلیں اور ہدایت اور رحمت ہے اُن لوگوں کے لئے جو یقین رکھتے ہیں۔ (س ۹ / ۱۴)۔

خصوصیات جنگ کے

۱۔ اِس جنگِ بدرِ ولایت میں بہت بڑی خصوصیت یہ ہے کہ فقرائے حزبُ اللہ کو بارگاہِ خداوندی سے اِس مبارک موقع پر جو نعمتِ عظمیٰ نصیب ہوئی وہ، دیدارِ چشم سر ہے جو بغیر طلب اور بغیر محنت و مشقت کے عطا ہوا۔ اور وہ بھی ایک نہیں، دو نہیں، چار نہیں بلکہ کُل فقرائے حزب اللہ کو۔ اِس کے علاوہ دیدار بھی بلا شرطِ تعلیم و تفہیم، بلا قیدِ مدّتِ صحبت، اور بلا امتیازِ عمر و قابلیت، سب کو یکساں طور پر ——— کیا کوئی مذہبی تاریخ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اِس زمانہ تک یعنی سات ہزار سال کے قرنہائے دراز میں بھی ایسی نظیر پیش کر سکتی ہے؟ جبکہ زمانہ ایسی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہے تو کیا اِس صورت میں اِس کو معجزۂ[۱۵] مہدی علیہ السلام نہ کہینگے؟ کیونکہ اِس جنگ میں جو کچھ غیر معمولی واقعات پیش آئینگے، بحیثیتِ بدلۂ ذات مہدی ہی کہا جائیگا کہ ہر امر میں سیدنا مہدی علیہ السلام کا اندرونی ہاتھ ہے۔ پس عطیۂ دیدارِ چشم سر بھی فی الحقیقۃ سیدنا مہدی علیہ السلام کی نظر مبارک کا اثر ہے جس سے مستورات دائرہ

۱۵۔ بندگی میاں شاہ قاسم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی عالمانہ تصنیف معجزات مہدی میں سوواں[۱۰۰] یعنی اخیر معجزہ میں شہادت مخصوصہ کو ثبوت مہدی میں آیت اظہر و حجۃ انور و معجزۂ بزرگ تر" فرمایا ہے اور اخیر میں لکھتے ہیں کہ "حجۃ مہدی بر آں معجزۂ تمام شد"۔

بھی بہرہ مند تھیں۔

۲۔ حضرت صدیق ولایتؓ گھوڑے پر سوار ہیں۔ آپ کی گود میں بندگی میاں سید محمود خاتم المرشدؓ بیٹھے ہوئے ہیں۔ اِدھر شفقت پدری، اُدھر محبت پسری کا اظہار طرفین کے حرکات و سکنات اور راز و نیاز کی باتوں سے ہو رہا ہے۔ دشمن کی فوج ہاتھی، گھوڑے، توپوں وغیرہ جنگ کی پوری تیاریوں کے ساتھ سامنے کھڑی ہوئی ہے۔ اُس وقت حضرت صدیق ولایتؓ باآواز بلند فرما رہے ہیں کہ

خ

"فوج کیوں آگے نہیں بڑھتی ؟"

اِس کا جواب نہ تو عین الملک سپہ سالار فوج کی زبان سے نکلتا ہے نہ اُس کے امیروں اور سپاہیوں کی زبان سے۔ وہ کیا جانیں کہ اِس سکوت کی خاص وجہ کیا ہے۔ صرف اتنا ہی سمجھے ہوئے ہیں کہ اُن پر رعب غالب ہے۔ ہمت نہیں ہوتی کہ ایک قدم آگے بڑھیں حالانکہ اُدھر پینتالیس ہزار کی مُسلح فوج کھڑی ہوئی ہے اور اِدھر گنتی کے فقیر بے سروسامانی کے ساتھ آمادۂ جنگ ہیں۔ آخر بندگی میاںؓ ہی نے فرمایا

خ

"بیٹے جب تک تمہاری نظر لشکر پر ہے لشکر کا مقدور نہیں کہ ایک قدم آگے بڑھ سکے !"

اُس وقت حضرت خاتم المرشدؓ کی عمر صرف سات سال کی تھی۔

ہم دریافت کرتے ہیں کہ اِس چھوٹی سی عمر میں آپ کی نظر مبارک میں اِس قدر قُدرت کہاں سے آگئی ؟ مُحقّقین فرماتے ہیں کہ اس کے دو سبب ہیں۔ پہلے تو آپ سیدنا مہدیؑ کی صورت پر پیدا ہوئے جس پر کوئی قادر ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ دوسرے یہ کہ بندگی میاںؓ نے آپ کو گھوڑے پر اپنی گود ہی میں فیض مہدیؑ[۵ا] سے فیضیاب کر دیا تھا۔ عارفانِ الٰہی جانتے ہیں کہ یہ فیض کُل کائنات کا سرچشمہ ہے اور سرچشمہ ہونے کی وجہ سے کُل کا اصل ہے اور سب اُس کی فرع۔ تو کیا فرع (لشکر اعدا) بھی کہیں اصل پر یا عکس (فوج دشمن) شخص پر غالب ہوا ہے ! آخر بندگی میاںؓ نے آپ کو دائرہ میں بھیج دیا تب جا کر لشکر نے پیش قدمی کی۔

ایک سات سال کے بچہ کی نظر مبارک کے اثر سے اس قدر کثیر التعداد فوج کا ایک قدم بھی آگے نہ بڑھنا

۵ا۔ اُس وقت بندگی میاںؓ نے آپ کو جو تعلیم دی تھی میرے مرشد کی تعلیمی لیٹیوں سے اُس کی نقل خاکسار کے پاس موجود ہے۔ شکم مادر ہی سے آپ نے کس اعلیٰ پایہ کا فلسفانہ بلکہ عارفانہ دماغ پایا تھا جو ایسی اعلیٰ تعلیم آپ کے ضبطِ ذہن ہو گئی۔ کیا اچھا کہا ہے کہنے والے نے ۵

دادِ او را قابلیت شرط نیست　　بلکہ شرط قابلیت دادِ اوست

تاریخ وصال ۱۵ محرم ۹۹۶ھ مطابق ۱۴ دسمبر ۱۵۸۷ء بعمر ۴۷ سال مدفن جالور شریف زیر پائین بندگی ملک معروفؓ داخل اثنی عشر مبشّر ۱۲

ایسا اہم بالشان واقعہ ہے جس کی نظیر پیش کرنے سے دنیا بھر کی ملکی اور مذہبی تاریخیں قاصر ہیں۔ تو کیا اس صورت میں یہ امر معجزۂ مہدی نہ کہا جائے گا!

جس طرح سیدنا مہدی علیہ السلام نے اپنی نظر مبارک ڈال کر بندگی میاںؓ کو آن واحد میں باہوتی بنادیا۔ پھر آئینِ طریقت کے موافق ہر مرتبہ اور ہر مقام کی تعلیم و تفہیم سے بہرہ اندوز فرمایا تاکہ فیض مہدی کا سلسلہ قیامت تک بلا انقطاع جاری رہے ــــ اسی طرح بندگی میاںؓ نے اپنے صاحبزادہ کو فیضِ مہدی سے فیضیاب کر دیا۔ پھر حضرت خلیفۂ گروہ رضی اللہ عنہ[۵۱] نے ہر مرتبہ کی باقاعدہ تعلیم و تفہیم سے مرتبۂ کمال کو پہنچا دیا۔ چنانچہ یہ بات بندگی میاںؓ کو حضرت امامؑ کی دی ہوئی بشارتوں اور حضرت خاتم المرشدؓ کے چھ معاملوں سے جو انصاف نامہ باب ہفدہم میں مرقوم ہیں ظاہر ہے۔

۳۔ ب ۱۲۱۔ اول جنگ بدرِ ولایت کے روز میدان جنگ میں حضرت صدیق ولایتؓ نے اپنے ولی نعمت امام الانام سیدنا مہدی علیہ السلام کی معطٰی تلوار ابھی چار انگل ہی میان سے کھینچی تھی کہ بارگاہِ خداوندی سے ارشاد ہوا کہ

"اے سید خوندمیر صفتِ ما بالا ببیں و قدرتِ ما معائنہ کن۔"

پ

جب آپ نے سر اٹھا کر آسمان کی طرف نظر کی تو دیکھا کہ فرشتے پرے باندھے ہوئے ہیں اور ہر فرد میان سے چار انگل تلوار کھینچے ہوئے جنگ کے لئے تیار ہے۔

پھر ارشادِ خداوندی ہوا کہ

ب ۱۲۱ "اے سید خوندمیر تیغ تو تیغ ماست اگر تو تیغ زنی کسے زندہ نماند۔ اگر امروز ہفت منظفر باشند از بیشِ تو ہمہ بگریزند۔" (حاشیہ۔ اخبار ب ۲)

ب ۱۲۱ "اے سید خوندمیر بالا بسوے آسماں بنگر کہ ہمہ فرشتگاں بقدر چار انگشت تیغہا کشیدہ بسوے تو نگرانند۔ تو اگر تیغ تمام کشیدہ برآنہا برانی ہمہ فرشتگاں تیغہا کشیدہ بر تمام عالم برانند وقتلِ عام کنند تا قیامت جدال منتفی شود۔"

"بعدہ بندگی میاںؓ شمشیر در نیام کردہ برچھی در دست گرفتہ بسم اللہ گفتہ اسپہا تاختند۔"
(تذکرہ ب)

۵۱۔ وصال ۴ اہر رمضان ۹۴۵ھ مطابق ۳ فروری ۱۵۳۹ء جبکہ حضرت خاتم المرشد رضی اللہ عنہ کی عمر ۲۱ سال کی تھی۔ حضرت خلیفۂ گروہؓ کے مزید حالات کے لئے صفحہ ۵۴۷ تحت بشارت نمبر ۷ بھی ایک نظر ملاحظہ فرمائیں۔

آپ نے یہ فرمان سن کر شمشیر فوراً میان میں کر لی اور ہاتھ میں نیزہ لے کر لڑنا شروع کیا[۱]
تخلیقِ عالم سے اس وقت تک صدہا مذہبی لڑائیاں ہوئیں لیکن کسی جنگ میں بھی یہ بات نہیں پائی
جاتی کہ سردارِ فوج کی شمشیر کشی پر فرشتوں کی صفوں نے بھی مجاہدین فی سبیل اللہ کی تائید میں
میان سے اتنی ہی تلوار نکالی ہو!

علاوہ ازیں اس سے زیادہ اہمیت اور کیا ہوسکتی ہے کہ بندگی میاںؓ کی تلوار کشی کو اللہ تعالےٰ
نے اپنی طرف منسوب کرکے فرمایا

"اے سید خوندمیر تیغ تو تیغ ماست ......"

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان اس امر کی ہدایت کرتا ہے کہ حضرت صدیق ولایتؓ کی شمشیر کشی بحیثیت بدلۂ ذات مہدی فی الحقیقت
سیدنا مہدی علیہ السلام کی شمشیر کشی ہے۔ آیۂ ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ اور تیغ تو تیغ ماست میں
کس قدر معنوی موافقت ہے! پس ان خصوصیات کو کیا خصوصیاتِ مہدی علیہ السلام نہ کہینگے؟

۴۔ یہ واقعہ کس قدر حیرت انگیز ہے کہ ایسی جرّی فوج کے مقابلہ میں بندگی میاںؓ نے صرف نیزہ ہاتھ میں لے کر
غیر معمولی کرشمے بتائے۔ اور نیزے کے ٹوٹ جانے پر کوڑے سے اٹھارہ ہاتھیوں کے ایک ایک
مار میں دو دو ٹکڑے کر ڈالے! کیا محض چمڑے کی پیری سے ایسے قوی الجثہ جانوروں کا دو دو ٹکڑے
کر ڈالنا کوئی معمولی کام ہے! یہ کرامتیں نہیں ہیں بلکہ بنظر بدلۂ ذات مہدی حضرت مہدی علیہ السلام کے
معجزات ہیں۔ کیونکہ شہادتِ مخصوصہ کے پیش آیند واقعات آپ نے بیان کرکے فرمایا کہ

م

"حجۃ مہدی بر و ختم گردد"

ماشاء اللہ حسب فرمانِ حضرت مہدی علیہ السلام شہادت کا انجام اسی طرح ہوا۔ فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَہٗ
یُؤْمِنُوْنَ! [۹]

۵۔ کتنی بڑی بات ہے جو بندگی میاںؓ نے یہ فرمایا اور جس کا بیان آگے گذر چکا کہ

خ

"مٹھی بھر مٹی ڈالنے سے دشمن کی فوج مقہور ہو جائے گی"۔

چنانچہ حضرت صدیق ولایتؓ کی حرم محترم اُمّ رجائیہؓ کے مشت خاک ڈالنے پر چھ شخص مرگئے اور کئی لوگ زخمی ہوئے
اسی طرح دوسری بیبیوں کی مشت خاک سے بھی معلوم نہیں کتنے سارے قتل ہوئے اور کتنے زخمی ہوئے!

۱۔ اخبار ب۳ خاتم سلیمانی اور تذکرۃ الصالحین میں یہی مطلب دوسرے الفاظ میں ادا ہوا ہے۔ ۱۲

اِس واقعہ کو اصحابِ فیل کے واقعہ سے کس قدر مناسبت ہے جب کہ ابرہہ بادشاہ کعبۃ اللہ ڈھانے کی غرض سے فوجِ جرّار کے ساتھ مکّہ معظّمہ پر چڑھ آیا لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ سے ابابیل پرندوں نے چونچ اور پنجوں میں مسرونڈ کے کنکر اُٹھائے اور اُن ہی کنکروں سے فوجِ اعدا ہزیمت کھا کر بھاگ گئی۔

۶۔ کیا یہ معمولی بات ہے کہ مٹھی بھر فقیران فاقہ کش (تخمیناً ڈیرہ سو) پینتالیس ہزار فوج کے مقابلہ پر کمربستہ ہوں۔ یعنی تین سو کے مقابلہ میں ایک۔ آٹے میں نمک بھی نہیں اور وہ بھی ایسی بے سروسامانی کے ساتھ! توپوں اور کارآزمودہ ہاتھیوں کے مقابلہ میں لاٹھیاں اور خنجر کیا کام دے سکتے ہیں! لیکن شانِ الٰہی دیکھئے کہ صرف ساٹھ سوار اور چند پیادے ۵۲ پینتالیس ہزار فوج کثیر پر جو بڑی شان و شوکت اور شاہی دبدبہ کے ساتھ آئی ہوئی تھی سبقت لے گئے! فقرائے حزب اللہ رویتِ چشم سر سے جو محض عطیۂ ایزدی تھا مست و مخمور اِس جاں فشانی سے لڑے کہ صرف سات ۵۳ ہی گھنٹوں میں میدان خالی ہوگیا۔ اور حسبِ پیشین گوئی حضرت صدیق ولایتؓ جو میاں قاضی منّہ کی زبانی عین الملک کو دی گئی تھی فوج سلطانی ایسی بھاگی کہ کڑی چھوٹا نا جا کر دم لیا۔ یا حسبِ فرمان حضرت صدیق ولایتؓ یوں کہئے کہ

آٹا اڑ گیا اور نمک رہ گیا۔

حضرت آدم علیہ السلام سے اِس وقت تک جس قدر ملکی اور مذہبی لڑائیاں ہوئی ہیں کیا کوئی شخص ایسی نظیر پیش کر سکتا ہے؟ اِس میں شک نہیں کہ بعض موقعوں پر دو سو آدمی دس ہزار پر غالب آئے ہیں مگر کیسے۔ پہاڑ کے دروں یا ایسی ہی قدرتی رُکاوٹوں سے فائدہ حاصل کر کے جہاں وہ اپنے آپ کو چھپا کر دشمن کی زد سے بچ سکتے تھے اور دشمن کے لئے پس و پیش کوئی مفر نہیں تھا کہ بھاگ کر اپنی جان بچائیں۔ لیکن یہاں نہ وادی تھی نہ پہاڑی۔ قلعہ تھا نہ ندی۔ صاف صاف چٹیل میدان تھا۔ ایسی صورت میں فقرائے حزب اللہ کی شکست کے لئے گھوڑوں کی رَونْدن ہی کافی تھی۔ کیا یہ فتح معجزۂ مہدی نہیں ہے؟ کیا یہ فتح حسب فرمودۂ حضرت مہدیؑ ثبوتِ مہدی میں حُجّتِ قاطع نہیں ہے؟ کیونکہ ہم اوپر ہی لکھ آئے ہیں کہ بندگی میاں سید خوندمیرؓ کے

۵۱۔ چالیس پیادے جو دائرہ کے چھوٹے پھاٹک پر حسب فرمانِ بندگی میاںؓ خطِ کشیدہ کی حد سے آگے نہ بڑھ سکنے کی وجہ سے میدانِ جنگ میں آزادی کے ساتھ نبرد آزمائی نہیں کر سکتے تھے اس لئے اُن کو مستثنیٰ کرنیکے بعد لڑنے والے دو سو میں ایک سو ساٹھ رہے۔ اور آٹھ بچوں کی گنتی بھی نکال دینے پر ۱۵۲ رہ جاتے ہیں (ملاحظہ ہو فہرست غازیانِ بدر ولایت) ۵۲۔ یہ وہ پیادے ہیں جن کا نام فہرست غازیاں میں درج تھا۔ چالیس پیادے جو دائرہ کی پھاٹک پر رکھے گئے تھے وہ فہرست شہدا میں داخل تھے۔ ۱۲

۵۳۔ طلوع آفتاب سے ظہر تک۔ ۱۲

ہر ایک فعل میں بحیثیت بدلۂ ذات مہدی سیدنا امامُ کا دستِ مبارک ہے اس لئے جنگِ بدرِ ولایت کا ایک ایک کرشمہ معجزہ کی شان رکھتا ہے۔ اور جبکہ معجزہ دعوی کے ثبوت میں پیش کیا جاتا ہے تو بندگی میاںؓ کا ایک ایک فعل، ایک ایک کرشمہ، ثبوت مہدی میں بین دلیل ہے۔ فَبِاَیِّ اٰلَاۗءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ۔ اسی وجہ سے حضرت صدیق ولایتؓ کی ذات خاتم حجۃ مہدی کے لقب سے مُبشّر دہا، اور گروہِ مقدسہ میں بھی اسی نام سے مشہور ہے۔

۷۔ کتنی حیرت کی بات ہے کہ فقراء بے سروسامان قلبِ لشکر میں گھس گھس کر لڑتے تھے لیکن نہ کوئی سوار شہید ہوا نہ پیادہ۔ صرف اُن چالیس پیادوں نے دائرہ کے پھاٹک پر جامِ شہادت نوش کیا جو فرمانِ بندگی میاںؓ سے احاطۂ خط سے باہر نہیں ہوسکتے تھے اور دوسرے پہلو پر دشمن کی فوج سے آٹھ ہزار مارے گئے۔ ہم دریافت کرتے ہیں کہ کیا کسی مطول تاریخ جہان میں بھی ایسی نظیر مل سکتی ہے؟ جبکہ کوئی واقعۂ جنگ خواہ دنیا کے کسی قطعۂ زمین میں ہو ایسی نظیر پیش نہیں کرسکتا تو اس کو معجزۂ مہدیؑ ہی کہنا چاہئے۔

۸۔ جنگ بدرِ ولایت کے مقصودِ اصلی پر نظر کرکے بندگی میاںؓ نے لشکرِ اعدا کی نسبت فرمایا

خ "اُس کو بُرا بھلا مت کہو وہ خود نہیں آتا بلکہ لایا جاتا ہے۔" (دفتر اول ک ۹ ب)

پھر فرمایا

خ "ہمارے اور ظالموں کے درمیان محض خدا واسطہ کی لڑائی ہے بیچ میں کوئی سبب نہیں ہے" (دفتر اول ک ۹ ب)

اسی وجہ سے فقراء حزب اللہ کو آپ نے ہدایت کی کہ

خ "دشمن کا تعاقب نہ کریں کیونکہ ہم کو تھوڑا ہی ملک گیری کرنا ہے اور نہ دشمن کی کوئی چیز لوٹیں۔ حضرت میراں علیہ السلام نے جنگِ اول کی نسبت جو پیشین گوئی فتح و نصرت کی فرمائی تھی خدا کا شکر ہے کہ پوری ہوگئی۔" (دفتر اول ک ۱ ب)

خاتم سلیمانی گ ۲ ب میں لکھا ہے کہ

خ "ضرورتاً ہتھیار اٹھا سکتے ہو۔"

۹۔ میاں کبیر محمد کھمباتیؒ کی نسبت مشہور نقل ہے کہ آپ بہت ہی نرم دل اور خدا ترس آدمی تھے۔ ایک

ایک روز آپ کسی کام کے لئے بازار کو تشریف لے گئے تھے۔ وہاں دیکھا کہ جلاد کے ہاتھ میں کسی سرکش کا سر ہے، جس کو لئے ہوئے دوکان دوکان سے پیسہ مانگ رہا ہے۔ خون آلودہ سر دیکھتے ہی آپ بیہوش ہو کر گر گئے۔ دائرہ میں یہ کیفیت معلوم ہونے پر فقراء دائرہ وہاں پہنچے اور میاں کبیر محمدؒ کو اٹھا لائے۔

حضرت صدیق ولایتؓ کی بہن بی بی خونزا بو حضرت کے سر میں کنگھی کرتے وقت ظرافتِ ملیح کے طور پر کہنے لگیں کہ

"میاں کبیر محمد جیسے فقیران دائرہ لشکر سلطانی سے کیا مقابلہ کر سکینگے؟" ق

آپ نے فرمایا

خ "بہن - یہ کیا کہتی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ قدرت عطا کی ہے کہ اگر لکڑی کے مجسمے بنا کر لڑوں تو بھی شکست فاش دیدوں ......"

میاں کبیر محمد کی نسبت یہ بھی مشہور ہے کہ رات میں حوائج بشری کو جاتے وقت اپنی بی بی کو اٹھا کر ساتھ لے جاتے؛ اور بکرے کو ذبح ہوتے دیکھ ہی نہیں سکتے تھے باوصف اس قدر نرم دل ہونے کے جنگ کی آمادگی دیکھ کر جذبۂ حق سے اُن میں اس قدر شجاعت پیدا ہو گئی کہ ایک ہاتھ سے اپنے آقا کے "الہدین" گھوڑے کی رکاب پکڑی اور دوسرے ہاتھ سے خوب خنجر چلا کر شجاعت کے جوہر دکھائے کیونکہ آلات حرب کی سوبّیت کے وقت صرف خنجر ملا تھا تلوار نہیں ملی تھی جس کے ملنے کی اُن کو کمال آرزو تھی۔ اب جو مقتولین کی تلوار مل گئی تو آپ نے بندگی میاںؓ سے عرض کیا کہ "اب عین الملک کا چتر اڑا دیتا ہوں" یہ کہہ کر آپ نے ایک ہی وار میں چتر اڑا دیا (دفتر اول کی ت ب) فقراء حزب اللہ کا یہ تہوّر دیکھ کر عین الملک پر ہیبت طاری ہوئی اور جان کے لالے پڑ گئے۔ اُس نے فوراً گھوڑے کی باگ موڑی اور راہِ فرار اختیار کی۔ سردار کے ساتھ تمام لشکر کے قدم اکھڑ گئے اور بھاگنے کے سوا کچھ بن نہ آئی۔

(دفتر اول کی ت ب)

عین الملک نے موضع کھاڑیال سے جہاں شب باشی کی گئی تھی صبح کو حضرت صدیق ولایتؓ پر لشکر کشی کرتے وقت اپنی فوج سے مخاطب ہو کر بآواز بلند کہا کہ

ق "جوانو! چند بھیک کے ٹکڑے کھانے والوں کا کیا مجال ہے جو لشکر سلطانی سے مقابلہ کر سکے! اے بہادر سپاہیو! سچ اور جھوٹ کو پرکھ لو؛ ابھی اس کا فیصلہ ہو جائے گا۔ کہ برسرِ حق کون ہے"؟

چھند شریف میں اس طرح لکھا ہے۔ ۵

"باٹ کپاتاں پار کھو وہی ہے سب نروا نرڑ"

میاں ملک ڈرانے عین الملک کے بھاگنے پر طعنہ دیا کہ

ق

"اب فرمائیے۔ چند بھیک کے ٹکڑے کھانے والوں سے آپ کیوں بھاگ رہے ہیں"؟

عین الملک کو غصّہ آیا لیکن خاموش رہا۔ پھر دوسری مرتبہ یہ طعنہ دینے پر کہ

ق

"جناب! دیکھ لیا کہ حق پر حضرت صدیق ولایت ہیں یا آپ"!

یہ کلام عین الملک کو سخت ناگوار گذرا اور قتل کر ڈالنے کا حکم دینے پر فوراً شہید کر دیے گئے (دفتر اول ۱۳۱ ب)

عین الملک نے میاں قاضی شہ کی واپسی کے بعد مَیسُوز چارَن کو بندگی میاںؓ کی فوجی قوۃ اور فقرائے دائرہ کے جنگ کی نسبت خیالات دریافت کرنے کی غرض سے بھیجا۔ چارن نے ڈنڈوت کر کے قدمبوس ہوکر، حقایق میں رنگا ہوا دوہا (قطعہ) پڑھا جس کا ایک مصرع یہ ہے ؎

بِن وَوتْلے بِن دِینْد ھڑے سُبھے گھاٹ گھڑائے۔

ترجمہ۔ بغیر بسولے اور بغیر اُلی کے از خود گھاٹ بنتا جا رہا ہے۔ یعنی بغیر آلات ذکر اللہ کے (جو کہ ذکر فکر مراقبہ مشاہدہ ہے) محض تعلیمی شان کی برکت سے از خود حقّ الحقیقۃ کی شان پیدا ہوتی ہی رہتی ہے۔ حضرت صدیق ولایتؓ وہ ہاسُن کر بہت خوش ہوئے چونکہ حضرت صدیق ولایتؓ کو معلوم ہی تھا کہ چارن کس غرض سے آیا ہے آپ نے پان کے بیڑے کا اُگال زمین پر تھوکا۔ فدائیانِ بندگی میاں فوراً دوڑے اور پسخوردہ چاٹ لیا۔ بندگی میاںؓ کے فدائیوں کی یہ کیفیت دیکھ کر چارن نے عین الملک سے کہا

ق

"آپ کی فوج میں تو صرف دو ہی بہادر ہیں اور مہدویہ فوج میں ایسے بائیس جاں نثار ہیں اور وہ بھی ایسے کہ میں نے دیکھا کہ اپنے مرشد کے محض پان کے اُگال پر تصدّق ہو گئے۔ جبکہ اُن کی فدائیت کی یہ حالت ہے تو میدانِ جنگ میں کیا کچھ نہ کرینگے"!

چارن کا یہ کلام سن کر عین الملک کے دل پر خاص اثر ہوا؛ کیونکہ میاں قاضی شہ کی زبان[۱] سے بندگی میاںؓ کا

---

[۱] میاں قاضی شہ نے واپس آکر عین الملک سے کہا

ق

"دائرہ کا ایک ایک فقیر جوشِ جنگ اور شہادت کی اُمنگ میں بھرا ہوا ہے۔ ایسا جوش آپ کی فوج میں کہاں ہے! اِس کے علاوہ گجرات کی دس مشہور تلواروں میں چھ تلواریں تو شاہ خوندمیر کے جاں نثار ہیں۔ اِس صورت میں آپ کی فتح مشکل ہے"۔

چھ شمشیر کے نام یہ ہیں۔

بندگی میاں سید عطنؓ[۱]۔ بندگی ملک الہداد[۲]۔ بندگی ملک حمّادؓ[۳]۔ بندگی ملک یعقوب بن ملک حسن[۴]۔ بندگی ملک اسماعیل کاکر جی[۵]۔ بندگی میاں سید خاں جی مخدوم زادہ از اولاد حضرت سید محمد گیسو دراز بلند پروازؒ[۶]۔

جوشیلا کلام سن کر پہلے ہی سے متاثر ہوچکا تھا۔ لیکن واپسی کو مصلحت ملکی کے خلاف سمجھ کر آمادۂ جنگ ہوا۔ مگر دل میں تو دھڑکا تھا ہی؛ بالآخر اسی دھڑکے نے عین الملک کے پاؤں اکھیڑ دئے۔

شام کو بندگی ملک شرف الدینؒ سدراسن سے تشریف لائے اُس وقت بندگی میاںؓ نے فرمایا "بھائی شرف الدین۔ اگر تم جلد آئے ہوتے تو دیکھتے کہ میاں کبیر محمد نے کس اولوالعزمی کے ساتھ دادِ مردانگی دی اور شجاعت کے جوہر دکھائے"!

خ

ہم دریافت کرتے ہیں کہ ایک شخص جو فطرتاً ایسا نرم دل ہو کہ حاجتِ بشری کو اکیلا نہ جاسکے (۱) اُس کی طبیعت میں ایسا غیر معمولی تغیر کیسے پیدا ہوگیا (۲) اور زخموں میں چور ہوتے ہوئے اپنے آقا کے گھوڑے کی رکاب عین معرکہ آرائی میں بھی کیسے پکڑے رکھی! (۳) اور جس شخص کو مارنے کا خیال آقا کے دل میں آیا اُسی پر تلوار کا وار کیسے چلایا! کیا ان حیرت انگیز واقعات کو معجزاتِ مہدی علیہ السلام نہ کہینگے۔

۱۰- بارھویں شوال کو ظہر کے وقت دشمن کی فوج کا ایک شخص بھی میدان جنگ میں نہ رہا تجہیز و تکفین[۵۱] کے بعد شب کو حضرت صدیق ولایتؓ غازیوں اور بیبیوں بچوں کے ساتھ قصبہ سدراسن روانہ ہوئے۔ دو راتیں اور ایک دن گذرنے پر جمعہ کی صبح کو چار بجے سدراسن شریف پہنچے۔ مردوں نے گاؤں سے کچھ فاصلہ پر قیام فرمایا اور بیبیاں گاؤں میں بھیجدی گئیں۔ بندگی میاںؓ نے گاؤں میں جانا اسلئے پسند نہ فرمایا کہ حالت[۱] بے کسی، بے[۲] سروسامانی، اور مسافرت[۳] میں شہادت مخصوصہ نصیب ہو۔

حسنِ متابعت دیکھئے کہ سیدنا مہدی علیہ السلام کا وصال اُمّ المومنین بی بی ملکانؓ کے حجرے میں ایک پرانے بورئے پر ہوا جہاں گھر کے ضروری سامان کا بھی فقدان تھا۔ اور جیون پور سے ہجرت کرنے کے بعد تو آپ کو ہروقت مسافرت ہی مسافرت اور بے سروسامانی رہی۔ بندگی میاںؓ کو یہ نعمتیں نہ صرف زمانۂ حیات میں بلکہ عین شہادت کے وقت بھی اپنے آقا کے اتباع میں نصیب ہوئیں اور نبی مہدی کے صدقے سے آیۂ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا (پ ۵ ع ۱۴) کے مصداق بن گئے۔

۱۱- چودھویں تاریخ کی صبح کو دشمن کی منتخبہ فوج جو تعداد میں ۴۵۰ تھی آگئی۔ چونکہ مجاہدین فی سبیل اللہ ایک دلدلی نالے سے سمت مغرب قیام پذیر تھے اسلئے فوج اعدا نے نالے سے مشرق میں پڑاؤ کیا۔ ساون دشمن (دنظر)

---

[۵۱]- دائرہ کے مغربی پھاٹک کے قریب درخت نیم کے نیچے (جہاں اب املی کا جھاڑ ہے) ایک مربع گڑھا کھودا گیا جو طول و عرض میں دس دس گز تھا۔ بندگی میاںؓ نے اوپر بیٹھ کر ان شہدا کو دفن کروایا۔ (خاتم سلیمانی) نہیں معلوم اُس زمانے میں گز کا پیمانہ کیا تھا۔

کا مہینہ تھا۔ ایام بارش میں جو سے بناس سے کٹ کر ایک نالہ جنوب میں بہتا تھا۔ اس میں بکثرت کیچڑ ہونے کی وجہ سے گروہ مقدسہ میں کیچڑیہ نالے کے نام سے مشہور ہوگیا اور وہاں کے لوگ اسس کو" ریل " (بروزن تیل) یعنی طغیانی میں نکلا ہوا نالہ کہتے ہیں باوجودے کہ نالے میں بہت ہی چکنا کیچڑ تھا جس کی وجہ سے گھوڑوں کو بھی پار اترنا دشوار تھا۔ باوصف اس کے یہاں بھی غازیانِ بدرِ ولایت نے باوجود زخموں سے چُور چُور ہونے کے نالے سے پار ہو ہو کر نبرد آزمائی کے خوب جوہر دکھائے۔

قاعدہ کی بات ہے کہ گھمسان کی لڑائی میں جبکہ جنگ آزما زخموں سے چُور چُور ہو جاتے ہیں تو انتہائے ضعف اور عالمِ بیہوشی میں **علی العموم دشمن ہی کی فوج میں مرجاتے ہیں**۔ یہاں اس کے برعکس مجاہدین فی سبیل اللہ دشمنوں سے لڑ لڑ کر زخموں میں چور چور ہو جانے سے جب عالمِ نزاع طاری ہوتا اُس وقت سوار اور پیادے کیچڑیے نالے کے چکنے چکنے دل سے پار ہو کر شمع پروانوں کے بندگی میاںؓ کی لاش مبارک پر ڈھیر ہو جاتے یہاں تک کہ **اٹھارہ**[15] **فدائیانِ بندگی میاںؓ** کے سر کے بال حضرت سید الشہداؓ کے پاؤں کے انگوٹھے سے لپٹے ہوئے تھے

حضرت صدیق ولایتؓ کے فرزند **بندگی میاں سید جلالؓ** جن کی عمر چودہ[16] سال کی تھی جنگ کرتے ہوئے جب قلب لشکر میں گھس گئے اُس وقت آپ کو زندہ گرفتار کرلیا اور عین الملک کے حکم سے ذبح کردیے گئے۔ لیکن ایسی سخت معرکہ آرائی میں بھی مجاہدین فی سبیل اللہ نے آپ کی لاش اٹھا لا کر بندگی میاںؓ کے قدموں میں رکھ دی۔

حضرت صدیق ولایتؓ نے اپنے صاحبزادہ کی شہادت دیکھ کر سجدۂ شکر کیا اور بکمال مسرت سے فرمانے لگے کہ

"حضرت ابراہیمؑ نے اپنے فرزند کا فدیہ دینا چاہا لیکن اس کے عوض دنبہ ذبح ہوا۔ اور یہاں خداوند کریم نے اپنے فضل و کرم سے بندہ کا ہدیہ قبول فرمایا۔" **ق**

کیا کسی ملک یا قوم کی تاریخ ایسا حیرت انگیز واقعہ بتا سکتی ہے کہ **ایک شخص بھی دشمن کی فوج میں نہ مرا ہو**! کیا ایسے حیرت انگیز کام دنیا کے نامور اور مشہور شجاعوں سے بھی ممکن ہیں! یہ سب کچھ بندگی میاںؓ کی نظر مبارک کا اثر تھا بلکہ حقیقت میں بدلۂ ذات مہدی ہونے کی حیثیت سے بندگی میاںؓ کی نظر حضرت مہدی علیہ السلام کی نظر مبارک کا مظہر بنی ہوئی تھی۔

۱۲۔ اس جنگ دوم میں دشمن کی فوج سے ۴۰۰ اسلحدار مارے گئے اور مہدوی جاں بازوں میں **صرف ساٹھ سوار**

---

[1] سنہ ۱۳۲۶ میں ندی کی طغیانی کے وقت موضع سدراسن پہلے سال آدھا اور دوسرے سال بالکل ہی بہ گیا اور ندی اپنا مقام چھوڑ کر شمال کی طرف بہنے لگی۔ جس سے کیچڑیہ نالہ ہمیشہ کے لئے خشک ہوگیا۔

پیدل ایک بھی نہیں۔ (دفتر اول ک ۱۲ ب)

۱۳۔ اس جنگ دوم میں آپ ضحیٰ کے وقت گھوڑے سے اتر کر جو زخموں سے چور چور ہو جانے سے دم واپسین لے رہا تھا، فرش زمین پر روبہ قبلہ بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ کا سر مبارک، جو ستائیس سال پہلے پٹن شریف میں خدا کی نذر ہو چکا تھا، اور آپ نے عصر مغرب اور عشا کی نماز بغیر سر کے پڑھی تھی، اب قدرت الٰہی سے جسم سے ازخود علیحدہ ہوگیا، اور امانتِ مُفوّضہ حضور الٰہی میں پیش ہوگئی۔

اِس شہادتِ بدلہؑ ذاتِ مہدی سے حسب بشارت حضرت مہدی علیہ السلام

"بر وُ حجۃ مہدی ختم گردد"

کی بالکلیہ تعمیل وتکمیل ہوگئی۔ بتاریخ ۱۴ شوال ۹۳۰ھ مطابق ۱۵ اگست ۱۵۲۴ء موافق ۱۵۸۰ بکرمی گجراتی ساون بدی ایکم روز جمعہ وقت ضحیٰ حضرت صدیق ولایتؓ بادشاہ ذی قدرت کے حضور، مقام صدق میں، رونق افروز ہوگئے۔ فِی مَقۡعَدِ صِدۡقٍ عِنۡدَ مَلِیۡكٍ مُّقۡتَدِرٍ۔ (۲۷ ب) اسی طرح آپ کے رفقا نے بھی جاں بازی اور سرفروشی سے وہ دولتِ بے پایاں حاصل کی جس کی نسبت اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے۔

"فَلَا تَعۡلَمُ نَفۡسٌ مَّاۤ اُخۡفِیَ لَهُمۡ مِّنۡ قُرَّةِ اَعۡیُنٍ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ" (۲۱ ب ۵)

۱۴۔ شہدا کی نعشوں سے بے ادبی کرنے پر شہدا نے اٹھ اٹھ کر بے ادبوں کو شمشیر سے قتل کر ڈالا اور عام چرچا ہوگیا کہ مہدوی لوگ مرنے کے بعد بھی اپنی حیات ابدی کا ثبوت دیتے ہیں —— ہم دریافت کرتے ہیں کہ دنیا میں ہزاروں شہید ہو گذرے ہیں۔ لیکن کسی نے بھی شہادت پانے کے بعد شمشیر ہاتھ میں اٹھائی ہے؟ کیا یہ خصوصیت شہادتِ مخصوصہ کی بین دلیل نہیں ہے؟

۱۵۔ عین الملک کی یہ خواہش تھی کہ سب سے پہلے حضرت صدیق ولایتؓ کا سر مبارک ٹوکرے میں رکھا جائے اور آپ کے سر مبارک کے اوپر باقی ماندہ چھ سر رہیں۔ اُس کا یہ ارادہ حضرت کی تذلیل پر مبنی تھا۔ لیکن جب دیکھا کہ کسی قوی سے قوی ہیکل شخص سے بھی حضرت کا سر نہیں اٹھ سکتا تو مجبوراً چھ سر پہلے رکھے اور حضرت صدیق ولایتؓ کا سر مبارک اٹھانے کے لئے دائرہ سے بندگی ملک الہداد خلیفہ گروہؓ بلوائے گئے۔ حضرت تشریف لائے اور عین الملک سے یہ کہہ کر کہ

"تیرا مقدور ہے جو اِس کو اٹھا سکے!"

حضرت کا سر مبارک پھول کی طرح ہلکی سے اُٹھا کر ٹوکرے میں سب سروں کے اوپر رکھ دیا۔ اُس وقت سر مبارک نے تین بار تبسم کیا۔ پس جس طرح بندگی ملک حمادؓ اور بندگی میاں سید خانجی نے شہید ہو جانے کے بعد بھی شمشیر اٹھا کر اپنی حیات جاودانی کا ثبوت دیا اسی طرح آپ کے آقا حضرت صدیق ولایتؓ نے بھی تین بار تبسم فرما کر شہادت مخصوصہ سے کمال خوشی کا اظہار فرمایا جو فی الحقیقت (۱) خوشنودیِ خدا اور (۲) خوشنودیِ رسولؐ اور (۳) خوشنودیِ مہدیؑ تھی۔

ہم دریافت کرتے ہیں کہ صدہا انبیا، صدہا صدیقین، صدہا صالحین راہِ خدا میں شہید کئے گئے اور ظالموں نے ان کے سروں کو جسم سے علحدہ کیا۔ لیکن کیا کسی شہید کے سر کی نسبت کسی تاریخ میں یہ پتہ لگ سکتا ہے کہ قوی ہیکل فوجی سپاہیوں کے اٹھانے سے بھی نہ اُٹھا! بندگی میاںؓ کا سر مبارک اس قدر گراں ہونے کی یہی وجہ تھی کہ وہ بار ولایت تھا۔ بھلا کس کی حیثیت ہے کہ بار ولایت مصطفیؐ کو اٹھا سکے! کیا یہ معجزۂ مہدی علیہ السلام نہیں ہے کہ تہمتن سپاہیوں کو بھی سر کے اُٹھانے سے اپنے عجز کا اعتراف کرنا پڑا اسلئے مجبوراً آپ کے خلیفۂ خاص بلوائے گئے۔ کیا۔ یہ ثبوتِ مہدیت کی مہتم بالشان دلیل نہیں ہے؟ بیشک یہاں بھی فرمانِ

"بروحجۃ مہدی ختم گردد" صادق آتا ہے۔

۱۶۔ میدانِ جنگ کو جانے کی بالکل تیاری ہوگئی ہے۔ بندگی میاںؓ اپنے خلیرے ماموں بندگی ملک حمادؓ کے منتظر ہیں۔ بندگی ملک حماد کی زوجہ بوا امۃ المنان اپنے شوہر کا دامن پکڑے ہوئے اصرار کے ساتھ کہہ رہی ہیں کہ "جب تک آپ یہ وعدہ نہ کریں کہ میں شہادت کے بعد روزانہ آیا کرونگا ہرگز ہرگز نہ چھوڑونگی"۔ بندگی ملک فرما رہے ہیں کہ "یہ کیسے ہوسکتا ہے"! لیکن بی بی ایک نہیں سنتیں۔ آپ بندگی میاں کے حضور تشریف لے گئے اور دیری کی معافی چاہ کر یہ ماجرا عرض کیا۔ آپ نے فرمایا "کہدو کہ میں برابر آیا کرونگا"۔ حضرت نے عرض کیا۔ کہتی ہیں کہ "لکھ دو" فرمایا "مضائقہ نہیں لکھ دو۔ مگر اس میں یہ شرط لگا دو کہ لوگوں کو معلوم ہوجانے پر آنا چھوڑ دونگا"۔ چنانچہ بندگی ملک حمادؓ شہادت کے بعد حسب وعدہ اپنی بی بی کے پاس مثالی جسم کے ساتھ شب کو بلا ناغہ تشریف لایا کرتے۔ یہ آمد و رفت عرصۂ دراز تک رہی۔ بعد میں کسی نے حضرت خلیفۂ گروہؓ سے کہا کہ آپ کی بھاوج کے پاس کوئی نامحرم شخص آیا کرتا ہے اگرچہ حضرت خلیفۂ گروہؓ اس راز سے بخوبی واقف تھے لیکن شریعت کا ادب ملحوظ رکھ کر فرمایا "اچھا۔ آج رات کو میں دیکھونگا۔ حسب عادت مستمرہ بندگی ملک حماد اپنی بی بی کے پاس بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے کہ فرمایا "لو۔ بھائی دروازہ پر کھڑے ہیں۔ راز فاش ہوگیا۔ کل سے آنا موقوف"۔ یہ کہہ کر آپ دروازہ پر بڑے بھائی

سے ملے اور خیرباد کہہ کے غائب ہوگئے۔ خاتم سلیمانی میں لکھا ہے کہ آپ نیلے گھوڑے پر سوار ہو کر آسمان پر چلے گئے۔ ۱۲ نوٹ۔ صوفیا کے کرام کے نزدیک یہ نیلا گھوڑا آپ کے ارادہ کی مثالی صورت تھا۔ ۱۲

۱۷۔ اسی طرح بندگی ملک پیرجی بُرجہ (خسرِ بندگی ملک بَخّن برادر حضرت خلیفۃ گروہؓ) بھی حسب عادت شب کو بلا ناغہ اپنی بی بی کے پاس مثالی جسم اختیار کرکے تشریف لایا کرتے اور رات بھر ہمکلامی رہتی۔ ایک روز آپ کی والدہ نے آپ کی بی بی سے کہا۔ "بہو۔ میاں ہر روز تمہارے پاس آتے ہیں۔ بھلا ایک دن میں بھی تو اپنے لختِ جگر کو دیکھ کر اپنی آنکھیں ٹھنڈی کروں" بہو نے کہا۔ "اچھا بی بی۔ آج رات کو میں میاں سے عرض کرونگی" بی بی نے حضرت سے کہا "آپ کی والدہ کو آپ کے دیکھنے کا کمال اشتیاق ہے۔ کہتی ہیں کہ مجھے کچھ نہ چاہیے صرف صورت دیکھ لوں تو بس ہے۔" حضرت نے فرمایا "بی بی ماں کی محبت کچھ اوڑہی ہوتی ہے۔ وہ مجھے دیکھ کر بے قرار ہو جائینگی۔ اُن سے کہو کہ میرے آنے سے پیشتر ایک گوشہ میں بیٹھ جائیں۔ وہیں بیٹھی ہوئیں مجھے دیکھ لیں اور بات نہ کریں۔ اگر یہ بات اُن کو منظور ہے تو شوق سے آبیٹھیں" حضرت تشریف لائے۔ ماں پہلے ہی سے ایک گوشہ میں بیٹھی ہوئی ہیں۔ بیٹا ماں کا ادب ملحوظ رکھ کر تھوڑے فاصلہ پر سامنے کھڑا ہوا ہے۔ بی بی بھی ایک طرف باادب بیٹھی ہوئی ہیں۔ ماں بیٹے کو ماتا بھری نگاہوں سے گھور گھور کر دیکھ رہی ہیں۔ آخر خونِ مادری نے جوش مارا ماں سے نہ رہا گیا۔ جھٹ سے اٹھیں اور بیٹے کو سینہ سے لگا لینے کے لئے دوڑیں۔ چونکہ حضرتؓ مثالی جسم سے آئے ہوئے تھے ماں کی یہ حرکت دیکھ کر اُسی وقت غائب ہوگئے۔ دوسرے روز عادت کے موافق اپنی بی بی کے پاس تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ "دیکھی ماں کی محبت! اب چونکہ راز فاش ہوگیا ہے اس لئے کل سے آنا موتوف کردونگا" یہ آمد و رفت کم و بیش چھ مہینے رہی۔

یہ ہے شہدائے بدرِ ولایت کی شان! یہ دو واقعے بھی قوم میں خصوصیت کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں۔

۱۸۔ جو فہرست شہدا اور غازیانِ بدرِ ولایت کی حضرت صدیق ولایتؓ نے چند سال پیشتر بمقام جالور اور دوسری مرتبہ دائرۂ کھان بھیل میں مُرتب فرمائی تھی اُسی کے موافق شہید اور غازی ہوئے۔

۱۹۔ اسی طرح کَبَڈی کے وقت بھی حضرت صدیق ولایتؓ نے جو بھیرو اور بڑ بھیرو اور غزا باز ایک ایک فریق کے مقرر فرمائے تھے۔ کھیل میں تو دونوں فریق برابر رہے لیکن جو غزا باز فریق شہدا میں داخل تھے وہ شہید ہوئے اور غازیوں کی جماعت والے غازی ہوئے۔ اِس میں بھی تِل برابر فرق نہ آیا۔

۲۰۔ بندگی میاں چاند جالوری جو دشمن کی فوج سے تیس ہاتھی گھیر کر لائے تھے لیکن حضرت صدیق ولایتؓ نے فرمایا کہ

خ

"چھوڑ دو ہم کو صرف ذات خدا مقصود ہے" (دفتر اول کٹ ب)

حسب بشارت حضرت صدیق ولایت رضؓ باوجود سے کہ اٹھارہ زخم لگنے سے صرف سدّ رمق باقی تھا اچھے ہو گئے بعد میں ملا کبیرالدین کو مار کر شہید ہوئے۔

۲۱۔ بندگی میاں علم شاہ جالوری نے جن کو سویت میں پرانی ڈھال اور کہنہ قبا ملا تھا شوق شہادت میں ڈھال پھینک دی اور قبا کے بند کھول کر ایسے لڑے کہ زخموں سے چور ہو گئے لیکن حسب بشارت حضرت صدیق ولایت رضؓ ان کو شہادت نصیب نہ ہوئی کیونکہ اُن کا نام فہرست غازیاں میں درج تھا۔ (خاتم سلیمانی)

۲۲۔ حضرت صدیق ولایت رضؓ کی پیشین گوئی کے مطابق آپ کے بھانجے ملک راجا ولد ملک پیارا ولد ملک مٹھا کی جاگیر کا گاؤں کھاں بھیل کے کسی شخص بلکہ کسی کے گھر کی ایک کاڑی کو بھی لشکر نے ہاتھ نہ لگایا حالانکہ ملک راجا حضرت صدیق ولایت رضؓ کی طرفداری کرنے کی وجہ سے باغی ہو چکے تھے۔ اِس صورت میں اُن کا گاؤں جلا کر خاک سیاہ کرکے اُس پر گدھے کے جوت پھیرتا تھا۔ میاں ملک راجا اسی پیشین گوئی کے بل پر جنگ سدراسن کے بعد پھر اپنے گاؤں آ گئے اور بالآخر ترک دنیا کرکے اپنے اختیار سے جیسا کہ بندگی میاںؓ نے فرمایا تھا۔ اپنی جاگیر چھوڑ کر حضرت خاتم المرشد رضؓ کی خدمت میں چلے گئے۔

۲۳۔ بندگی میاںؓ کی پیشین گوئی کے مطابق سیدی یاقوت اور سیدی بلال بندگی میاں شاہ نعمت رضؓ کے دائرہ سے اور بندگی میاں ولی یوسف قلعۂ سون گڈھ سے؛ اور بندگی میاں حسان جو اُس وقت کاسب تھے شہر جالور سے عین شہادت کے موقع پر آکر شریک جنگ ہو گئے۔

۲۴۔ گروہ مقدسہ میں یہ بات مشہور عام ہے کہ پٹن شریف میں عصر کی اذان سن کر ساتوں سر[لے] ٹوکرے سے باہر ہو گئے اور بندگی میاںؓ کے سر مبارک نے چھ سروں کا امام بن کر عصر مغرب اور عشا کی نماز پڑھائی۔ اس میں راز

[لے] یہ سات سران واصلانِ حق کے تھے (۱) بندگی میاں سید خوندمیرؓ (۲) بندگی میاں سید محمودؓ (۳) بندگی میاں سید جلالؓ (۴) بندگی میاں سید خان جیؓ (۵) بندگی ملک حمادؓ (۶) بندگی ملک شرف الدینؓ (۷) بندگی ملک میاں جی بھیا نوئیؓ (خاتم سلیمانی) نماز عشا کے بعد مہدوی امرا کے اصرار سے طلب کرنے پر بندگی میاں سید خان جی مخدوم زادہ کا اور بندگی ملک شرف الدین کا سر واپس دیا گیا۔ اسلئے بندگی میاں سید خانجی کا سر سدراسن بھیج کر اُن کے جسم سے جوڑ کر دفن کیا گیا اور بندگی ملک شرف الدین کا جسم اُن کی ماں نے سدراسن سے پٹن منگوایا اور سر کو جسم سے لگا کر دفن کیا گیا۔ (خاتم سلیمانی)

حسب تحریر دفتر اول کٹ ب ان سات سروں میں بندگی ملک میاں جیؓ بن ملک میران جی (جو حضرت صدیق ولایت رضؓ کے خسر ہونے کے علاوہ خالو بھی ہوتے ہیں) کا سر نہیں بلکہ بندگی ملک گوہر شاہ پولادیؓ کا سر بتایا گیا ہے۔

یہ تھا کہ پٹن شریف میں سیدنا مہدی علیہ السلام کی نظر مبارک بندگی میاںؓ پر پڑتے ہی آپ کو رویت خاص الخاص نصیب ہوئی اور رویت کے علاوہ معاملہ میں خدا سے مکالمہ کے وقت یہ عرض کی تھی کہ "ایک سر تو کیا اگر سو سر بھی ہوں تو تیرے نام پر تصدق کر ڈالوں" قدرتِ الٰہی سے آپ کا سر مبارک آپ کے کندھوں سے الگ ہوگیا اور عصر و مغرب و عشا کی نماز اسی حالتِ بے سری میں ادا کی۔ افضال ایزدی سے ستائیس سال کے بعد اُن تین نمازوں کی اس طرح عملی تکمیل ہوگئی۔ یہ شہادت مخصوصہ بدلۂ ذات مہدی اور ختم حجۃ مہدی ہونے کی وجہ سے اس کا ایک ایک واقعہ حسب بشارت حضرت امام علیہ السلام ثبوت مہدیت میں حجۃ قطعی ہے۔ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ! (۲۹/۲۲)

۲۵۔ بندگی میاںؓ نے حضرت خلیفۂ گروہؓ سے فرمایا تھا کہ میری شہادت کے بعد سب صحابہؓ رجوع کرینگے۔ چنانچہ حسب بشارتِ حضرت امام علیہ السلام کُل صحابہؓ نے فرداً فرداً بندگی ملک الہدادؓ سے فرمایا
"بھائی سید خوندمیرؓ نے جو کیا حق تھا۔"

ق

۲۶۔ بندگی میاںؓ کی پیشین گوئی کے مطابق آپ کی شہادت کے بعد گھر گھر اور گلی گلی اور شہر بہ شہر بے کھٹکے مہدی علیہ السلام کا نام لیا جانے لگا اور سخت سخت دشمنانِ دین نے بھی کسی قسم کی مزاحمت نہ کی۔

۲۷۔ بندگی میاںؓ کی پیشین گوئی کے مطابق پندرہ سال کے بعد بندگی ملک الہدادؓ کے زخم دفعتہً کُھل گئے اور آپ خون میں نہا کر شہیدوں میں شامل ہوگئے۔

۲۸۔ بندگی میاںؓ نے محض پیشین گوئی کے طور پر فرمایا تھا کہ جس طرح میرے فرزند کی گردن پر چھری پھیری ہے۔ مظفرؔ کی اولاد پر چھری پھرے گی[۱]۔ آخر ویسا ہی ہوا۔ چنانچہ

ذیل کے سلسلۂ سلاطین کے انجام سے اس امر کی تصدیق ہوجاتی ہے

سلاطینِ گجرات میں ساتواں سلطان

۷۔ سلطان محمود بیگڑہ ۱۴۵۹ء سے ۱۵۱۳ء

۸۔ سلطان مظفر ثانی ۱۵۱۳ء سے ۱۵۲۶ء مطابق ۹۳۲ھ جس نے حضرت صدیق ولایتؓ پر لشکر بھیجا۔

---

[۱]۔ اگر بد دعا دینی ہوتی تو یوں فرماتے کہ خداوندا مظفرؔ کی اولاد پر چھری پھیر۔ چنانچہ سیدنا مہدیؑ فرماتے ہیں کہ ہم فقیر کسی کو بد دعا نہیں دیتے

۹۔ سلطان^۱^ سکندر شاہ ۱۵۲۶ء سے ۱۵۲۶ء عماد الملک خوش قدم کے ہاتھ سے مارا گیا۔

۱۰۔ سلطان^۲^ محمود شاہ دوم ۱۵۲۶ء سے ۱۵۲۷ء اُس کے بھائی بہادر شاہ کے تخت سے معزول کر دینے پر مارے خوف و ہراس کے عالم ازخود رفتگی میں اپنے حلق پہ چھری پھیر کر خودکشی کر لی۔

۱۱۔ سلطان^۳^ بہادر شاہ ۱۵۲۷ء سے ۱۵۳۶ء پورتگیزوں نے فریب سے اُس کو قتل کر کے اُس کی لاش سمندر میں ڈال دی جو حسب پیشین گوئی میاں بابن صبوری رضؓ فقیر حضرت صدیق ولایتؓ بمقام دینو مچھلیوں کا شکار بنی۔

۱۲۔ سلطان^۴^ محمد شاہ سوم ۱۵۳۶ء سے ۱۵۳۶ء۔ قتل کیا گیا۔

۱۳۔ سلطان^۵^ محمود شاہ سوم ۱۵۳۶ء سے ۱۵۵۴ء۔ خود کے ملازم نے اُس کو مار ڈالا۔

۱۴۔ سلطان^۶^ احمد شاہ دوم ۱۵۵۴ء سے ۱۵۶۱ء۔ مارا گیا۔

۱۵۔ سلطان^۷^ مظفر شاہ سوم ۱۵۶۱ء سے ۱۵۷۳ء۔ اکبر بادشاہ نے نو سال آگرہ میں قید رکھا۔ بالآخر خودکشی کر کے اپنی موت حرام کر دی۔ ۱۵۷۴ء میں ملک گجرات سلطنت دہلی کے ساتھ ملحق کر دیا گیا۔

نوٹ۔ وقوع جنگ سے ایک زمانہ پہلے حضرت صدیق ولایتؓ نے معاملہ میں دیکھا تھا کہ

خ "سات مظفروں کے سر کے بال آپ کے ہاتھ میں ہیں۔"

اور آپ نے بندگی میاں شاہ دلاورؓ کے سامنے اس کی یہ توجیہ کی کہ

خ "مارنا ہے" یعنی کُشند و کُشتہ شوند۔ (حاشیہ)

اِس معاملہ کی تصدیق ہفت سلاطینِ بالا کے آخری انجام سے ہو گئی۔

۲۹۔ بندگی میاں شاہ نظام، بندگی میاں بھائی مہاجر، بندگی میاں حیدر، بندگی میاں خوند ملک، بندگی میاں یوسف، بندگی ملک محمود وغیرہ صحابۂ مہدیؑ جو کھان بھیل میں میدانِ جنگ کے کنارہ پر کھڑے ہوئے فقرائے حزب اللہ کی نبرد آزمائی دیکھ دیکھ کر اُن کی شجاعت کی داد دے رہے تھے، کسی صحابی کے ایک بال کو بھی ہرج نہ ہوا حالانکہ پینتالیس ہزار فوج کے ساتھ گھمسان کی لڑائی میں نہ تو لڑنے والوں کی تمیز رہتی ہے۔ نہ تماشائیوں کی بس جو سامنے آیا تہ تیغ کر دیا گیا۔ مگر حضرت صدیق ولایتؓ نے بندگی میاں یوسف مہاجر رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر پہلے ہی حاضرین صحابہؓ کی نسبت فرما دیا تھا کہ

خ

"میاں یوسف شمارا دریں جنگ بمقدار چھوٹی بہار[۵۱] کہ از کرتہ بیروں می شود۔ زخم نخواہد رسید۔ باید کہ چشم دراز کردہ تماشاے ایشاں بہ بینید کہ فردا قیامت در پیشِ حضرت مہدی موعود علیہ السلام گواہی دادنی است کہ ایشاں (تابعانِ بندگی میاںؓ) در راہِ خدا بر نامِ مہدی در گوے بازی و در جاں بازی تفاوت نہ کردہ اند و درمیانِ ہر دو ہیچ فرق نہ نمودہ اند۔"

جنگ ختم ہونے پر بندگی میاں یوسفؓ نے فرمایا

ق

"دبجھو جھنے بی۔ اَنے اُوگرے بی۔" یعنی لڑے بھی اور سلامت رہے۔

بندگی میاںؓ نے اس کے جواب میں بطورِ پیشین گوئی فرمایا

خ

"ایسا نہیں ہے۔ جنگ سدراسن میں دیکھنا ہم کس ذوق شوق سے شہید ہوتے ہیں۔"

بندگی میاںؓ کا یہ فرمانا کہ

"بیری کا باریک کانٹا چبھے اتنی ایذا بھی آپ حضرات کو نہ پہنچیگی اسلئے دل کھول کھول کر جنگ کا معائنہ کریں کیونکہ قیامت کے روز حضور مہدی علیہ السلام میں آپ کو گواہی دینی ہوگی کہ ان جاں نثاروں نے خدا کے راستے میں مہدی کے نام پر گوے[۵۲] بازی اور جاں بازی میں شجاعت کے یکساں جوہر بتائے[۵۳] اور دونوں موقعوں پر اپنی فدائیت میں کچھ فرق نہ کیا۔"

بندگی میاںؓ کا یہ کلام گویا کہ سیدنا مہدی علیہ السلام کی زبان ہے اسی وجہ سے کسی صحابیؓ کو کانٹے کی نوک تک نہ چبھی، بلکہ جو کاسب مہدوی، مخالفین اور مشرکین بھی کھڑے ہوئے جنگ کا سماں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے وہ بھی تیر و تبر کے نشانہ سے محفوظ رہے۔ یہ معجزۂ مہدی علیہ السلام بھی مثل دیگر معجزوں کے خاص اہمیت رکھتا ہے۔

۱۳۔ جن صحابۂ مہدیؑ نے، کاسب مہدویوں نے، مخالفین اور مشرکین نے میدانِ جنگ کے کنارہ پر کھڑے رہ کر بندگی میاںؓ اور بندگی میاں کے جاں نثاروں کی جاں بازی دیکھی اُن سب کو حسنہ ملا۔ ایک شخص بھی حسنہ

---

[۵۱] ۔ دفترِ اول ک ۹ ب۔ [۵۲] ۔ روزے بندگی میاں علیہ الرضوان با جماعتِ غازیاں و جوانانِ جاں بازاں گوے بازی می کردند۔ و چنانچہ کرو فر گردشِ چپ و راست می باشد بجامی آوردند گوے را از یکدیگر می گرفتند و بہ ہر سو و ہر طرف می آمدند و می رفتند چنانچہ حقیقتِ گوے بازی معلوم است۔ دراں وقت در مجلسِ صدیقِ ولایتؓ بندگی میاں شاہ نظامؓ صحابی کرام حضرت امام علیہ السلام حاضر بودند۔" (دفترِ اول ک ۲ ب)

[۵۳] ۔ بندگی میاںؓ کے اس کلام سے کہ آپ حضرات کو حضور مہدیؑ میں گواہی دینی ہوگی کہ فقراے حزب اللہ نے گوے بازی اور جاں بازی میں شجاعت کے جوہر بتانے میں کچھ فرق نہ کیا معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب صحابہ کبڈی دیکھنے میں بھی موجود تھے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

سے خالی نہ رہا[۵۱] مثلاً صحابہؓ نے اپنے اجتہاد میں خطا کرنے کا جلد اعتراف کرلیا۔ کاسبوں کو ترکِ دنیا کی توفیق ہوئی مخالفین تصدیقِ مہدی سے بہرہ یاب ہوئے۔ اور مشرکین کو کلمہ اور تصدیق نصیب ہوئی۔

۱۳۱۔ دنیا میں ایک لاکھ اسّی ہزار پیغمبر ہو گذرے ہیں۔ لیکن کسی پیغمبر نے بھی اپنی نبوت کی صداقت کا مدار اپنے وصال کے بعد کسی واقعۂ خاص پر نہیں رکھا۔ یہ خاصہ حضرتِ ولایتمآب علیہ السلام کا تھا کہ اپنی مہدیت کا ثبوت اپنے وصال کے بعد دو باتوں پر رکھا؛ جو دونوں کے دونوں پورے ہوگئے۔

اولاً یہ کہ "اگر بندہ کو قبر میں دیکھو تو بندہ مہدی موعود نہیں ہے۔"

یہ خاصہ محض خاتم ولایت محمدی کا ہے کیونکہ آپ کا جسم وجان بفحوائے حدیث ارواحنا اجسادنا واجسادنا ارواحنا کی شان رکھتا ہے۔ آپ کے وصال پر تجہیز و تکفین کے بعد آپ کی میت قبر میں رکھتے ہی غائب ہوگئی اور آپ کے اس دعوی کے صدق پر جمیع صحابہؓ نے شہادت دی۔ یوں اس امر کا ثبوت تو اُسی وقت ہوگیا۔

۱۳۲۔ اب رہا دوسرا ثبوت۔ وہ بھی بیس سال کے بعد حضرت صدیق ولایتؓ کے وقوع شہادت سے ہوگیا۔ جیسا کہ حضرت موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ

"این بار ولایت است۔ سر جدا۔ تن جدا۔ پوست جدا۔"

حضرت کی اس بشارت کے موافق بندگی میاںؓ کا جسم بے سر سدراسن[۵۲] شریف میں، سر کی ہڈیاں پٹن[۵۳] شریف میں اور سر کا پوست جاپانیر شریف میں دفن ہوا۔

---

[۵۱] ۔ ملاحظہ ہو حسنات جنگ (طرف مجاہدین کے لئے) صفحہ ۱۴ توضیح چھند شریف۔ ۱۲

[۵۲] ۔ سیٹھ تاج بھائی ابراہیم جی میاں بھائی کپڑے والے ساکن ڈبھوئی اپنے بھائیوں کی شرکت سے بندگی میاںؓ کا روضہ بنوانے کی غرض سے ۱۳۳۱ھ میں سدراسن گئے اُس وقت یہ فقیر بھی ساتھ تھا۔ بناس ندی بالکل قریب آجانے کی وجہ سے روضہ بنانے کا ارادہ تو موقوف کردیا گیا صرف خطیرہ کے احاطہ میں پختہ چبوترہ، قبریں، مسجد، چھوٹی سی سرا اور چاردیواری تعمیر کی گئی۔ لیکن یہ بھی مشیتِ الٰہی سے ۱۳۳۸ھ میں ندی کو طغیانی آنے کی وجہ سے شہید ہوگئے پھر ۱۳۴۱ھ میں حیدرآباد۔ پالن پور اور پٹنال کے چندے سے حضرت غازی میاں صاحب اکیلوی حیدرآبادی نے پانچ ہزار روپیہ لگا کر اس کو از سرِ نو تعمیر کیا۔ چندہ کے جمع کرنے میں حضرت مولوی سید محمود مرحوم اہل دائرہ نو نے بڑی محنت کی تھی۔ تعمیر کے وقت راقم آثم بھی حضرت غازی میاں صاحب قبلہ کی خدمت میں تھا کرمناسنگہ جاگیردار موضع سدراسن نے ہم کو بندگی میاںؓ کا دائرہ، پختہ کواں، تالاب، میدان جنگ، کیچڑ یہ نالا، غارت شدہ سدراسن (جس کو گجرات کی اصطلاح میں گوڈھ کہتے ہیں) کی جگہ، گاؤں کا قدیم قبرستان وغیرہ تاریخی مقامات بتائے اور بندگی میاںؓ کی شہادت کے حالات بھی سنائے۔ ہم کو ان کے معلومات سے بڑا لطف آیا۔ بندگی میاںؓ کی شہادت کے بعد دائرہ کی زمین مجاوروں کی گذر اوقات کے لئے وقف کردی گئی ہے۔ زمین کا کچھ حصہ چھوڑ کر باقی حصہ میں کھیتی ہوتی ہے۔ تفصیلی حالات کے لئے ملاحظہ ہو رہنمائے زائرین گجرات۔ [۵۳] ۔ حضرت خاتم المرشدؒ کے زمانے میں شہدا کی قبریں فرش زمین پر تھیں [جاری]

بندگی میاں شاہ قاسم رحمۃ اللہ علیہ

اپنی تصنیف معجزات مہدی علیہ السلام میں سب سے اخیر یعنی سو واں (۱۰۰) معجزہ اس طرح رقم فرماتے ہیں کہ

معجزۂ صدم آنکہ آیتِ اظہر، وحجتِ انور، ومعجزۂ بزرگ تر، بر ثبوتِ مہدیت امام البر والبحر، کالشمس والقمر، کہ سید السادات، امجد السعادات، بدر المنیر، سراج اکبر، اولو الامیر، میاں سید خوندمیرؓ راکرات ومرات می فرمودند کہ

"اگر تمام لشکرِ مشرق ومغرب بر شما آید، روزِ اول از پیش شما بفرمانِ ربِ عزّ وجلّ بگریزد، و بروز دوم شہادت شود۔" م

ونیز فرمودند کہ

"برادرم سید خوندمیر آنجا کہ بارِ ولایتِ مصطفیٰ می آید، سر جدا، وتن جدا، وپوست جدا می شود۔" م

ونیز فرمودند کہ

"اگر بندہ مہدی موعود است با شما ایں صفت خواہد شد۔" م

چنانچہ بندگانِ صادق الوعد خبر دادہ بودند ہمچناں منّ وعن وقوع یافت وحجتِ مہدی بر آں معجزہ تمام شد دریں یک معجزہ چندیں معجزہ ہا بر ثبوتِ حضرت مہدی موعودؑ صادر شدہ است کہ جہت تطویل باشد۔ فاعلم ایہا المنصف این راجنگ بدرِ ولایت گویند کہ مجموعۂ حجتہ امام ومعجزاتِ تمام است۔ چنانچہ میاں شیخ مصطفیٰؒ می فرمایند کہ ؎

"حجتِ مہدی بر وگشتہ تمام تن تنا نا تن تنا نا تن تمام" (نعرہائے کمال مسرت)

[جاریہ] زمانۂ اخراج (۱۲۹۳ھ) میں حیدر آباد کے چندے کے روپیہ سے مولوی سید نصرت صاحب مرحوم نے بھیلوٹ شریف کی طرح پٹن میں بھی اپنی زیر نگرانی بلند چبوترہ تعمیر کرکے شہیدوں کی پانچ قبریں اوپر بنائیں اور بندگی میاںؓ اور آپ کے فرزند کے مزار کو پتھر کا کٹھرا لگایا۔

سیٹھ تاج بھائی رحیم بھائی صادق اور اُن کے نسبتی بھائی سیٹھ ابراہیم جی میاں بھائی ساکنانِ ڈبھوئی نے ۱۳۲۸-۲۹ھ / ۱۲-۱۱-۱۹۱۰ء میں چبوترہ کی بلندی کو قایم رکھا لیکن شمال میں چبوترہ بڑھا کر اوپر روضہ تعمیر کیا۔ اور ساتھ ہی سرا۔ غسل خانہ، اور کوئی بھی بنائی خطیرہ کی شکستہ چار دیواری بلند کی گئی اور مسجد کو جالی لگاکر تمام خطیرہ محفوظ کر دیا گیا۔ میرے دوست جناب سید خوندمیر عرف خانجی میاں صاحب متینؔ نے روضۂ مبارکہ کو دیکھ کر یہ تاریخ کہی ؎ تاج وابراہیم کی امداد سے۔ جب یہ رشک گنبدِ اخضر بنا۔ دیکھتا ہے اس کو جو کہتا ہے یہ۔ واہ وا۔ کیا روضۂ اطہر بنا!

یہی تاج بھائی صادقؔ نے کھاں بھیل میں بھی حضرت شہاب الحقؒ کا روضہ۔ بی بی فاطمہؓ کا چبوترہ۔ گنج شہدا اور ملک پیارا کی مسجد ۱۳۲۹ھ/ ۱۳۳۱ھ میں از سر نو تعمیر کی پھر پاچھاپور کے سیٹھ میراں صاحب نے ۱۳۴۸ھ میں چار سو روپیہ ڈبھوئی بھیج کر بی بی فاطمہؓ کا چبوترہ از سر نو تعمیر کروایا۔

بندگی میاں شاہ قاسمؒ کے والد بندگی میراں سید یوسفؒ اپنی تصنیف مطلع الولایت میں حجتِ مہدی کی نسبت فرماتے ہیں کہ

حضرت مہدی علیہ السلام کو اپنی شہادت کی کمال آرزو دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

"در علمِ قدیم ما ثابت است کہ بر خاتم نبی و خاتم ولی ہیچ کس قادر نشود، و نتوانند گشت، و لہذا بدلِ آں پ تو انگیختہ ایم کہ قاتلوا و قتلوا با او خواہد شد"

بدل بمعنی آنکہ صفت جاری کہ قاتلوا و قتلوا است بواسطۂ او در وجود آید واز و قایم شود و بدو قوۃ گیرد و خاصۂ او باشد و بر او حجۃ ختم گردد۔ پس او از جملہ خواتم گشت۔ و چونکہ خاصہا ئے دینوی مصطفیٰؐ بہ مہدیؑ مخصوص داشتند یک ذات شد۔ ہمچناں بندگی میاںؓ بمقدار یکے از خاصہائے مہدی بر داشتن حکم آں ذاتؑ دارند۔

ایضاً۔ مہدی بَیِّنَۃُ خدا است۔ ذاتِ بندگی میاںؓ نیز از کلام خدا ثابت می شود۔ کما اخبر سبحانہ وتعالیٰ لِیَہْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ۔ این جا ہم شد۔ ترجمہ: تاکہ جو شخص ہلاک ہونے والا ہے وہ حجۃ تمام ہوئے پیچھے ہلاک ہو، اور جو زندہ رہنے والا ہے وہ بھی حجۃ تمام ہوئے پیچھے زندہ رہے۔

و مہدی منصوص است در قرآن۔ میاںؓ ہم منصوص اند کہ دیگرے دخل ندارد در آں۔ اگرچہ حجی مہدیؑ از بسیار احادیث عیاں است۔ ظہور میاںؓ ہم از بعض احادیث بیان می شود کما ورد عن ارطاط وغیرہ۔ وقتیکہ بدیں تفصیل و توجیہ ذاتِ بندگی میاں تفضیل یافتہ بلا محالہ بدلہٗ آں ذات گشت۔"



هُوَ الشَّهِید

میاں ملک جمال[۵۱] بن میاں ملک احمد فقیر بندگی میاں سید خوند میر بن بندگی میاں سید مرتضیٰ ساکن پالن پور نے اپنی تصنیف "مقتل" میں جو ۱۰۹۱ھ میں لکھی گئی

جنگ بدرِ ولایت کا نقشہ اس طرح کھینچا ہے

بگفتند نامِ خدا آنگہی ... زدند اسپہا را در آں اُنبہی
پراگندہ کردند جیشِ عظیم ... ہزیمت رسیدہ بہ فوج لئیم
بمیداں رواں گشت جوہائے خوں ... بسے بر فگندند خاک اندروں
چناں تیغ یک رو در ایشاں فتاد ... کہ از حد بروں (بیروں ۱۲) خلق بیجاں فتاد
گرفتند علفے بسے در وہاں ... کہ از دستِ قہرش بیا بند اماں
بساکس کہ بگریختہ جاں ببرد ... بسے ظالماں را بہ دوزخ سپرد
بہر جا کہ از کینہ تیغ آختند ... اگرچہ یکے بود دو ساختند
چو تیر از کمانہائے ایشاں بجست ... خبر داد از سینۂ دشمن درست
چناں رمحہ در سینۂ دشمن فتاد ... تو گوئی زِ بہرِ اجل در کشاد
بہر جا کہ می تاختند اسپہا ... عدوانِ مغلوب گفتند ما
بگوئیم مہدیِ آخر زماں ... بہ بخشید امروز ما را اماں
بہر سو کہ حملہ نمودند شاہؓ ... ہمیں عجز کردند جملہ سپاہ

۵۱۔ آپ نے بندگی میاں سید راجو کی شہادت واقع احمد آباد ۹۵۶ھ کی کیفیت بھی اسی بحر میں لکھی ہے۔ اس کا نام بھی "مقتل ملک جمال" ہے ـــــ آپ بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ کی بہن بی بی خونزا بوا زوجہؓ بندگی ملک احمدؓ بن ملک اسحاق مغل قپنچاقیؒ (قپنچاق ایک دشت کا نام ہے) کی اولاد سے ہیں۔ آپ کا مزار بندگی میاں سید مرتضیٰؓ کے روضہ کی مغربی دیوار سے متصل پہلی قبر ہے بندگی میاںؓ کی بہن کی اولاد سے اس وقت صرف دو گھر پالن پور میں رہ گئے ہیں۔ جالور شریف میں عہدۂ قضاۃ قدیم الایام سے اسی خاندان میں چلا آتا ہے لیکن موجودہ نابالغ لڑکے کو تعلیم اور صحبت نہ ہونے سے مذہب سے محض بے خبر ہے اور عجب نہیں کہ جوان ہوکر اپنے آبائی مذہب سے پلٹ جائے۔ ۱۲

چناں رعب در جانِ ایشاں فتاد	کہ بر یکدگر درمیاں اوفتاد
ندیدند آں وقت راہے دگر	بجز نامِ مہدی پناہے دگر
چناں نامِ مہدیِ آخر زماں	خدا کرد چوں آفتابش عیاں
بایں طائفہ داد - ایزد - ظفر	گزشتہ زہفت آسماں این خبر
کہ شتے فقیرانِ بے دستگاہ	زبردست گشتند بر بادشاہ
چو حق بود درشاں چہ باشد عجیب	کہ نصرٌ مِّنَ اللّٰہِ فتحٌ قریب[1]

[1] ۔ بندگی میاںؓ کی شہادت کے حالات برج بھاکھا (Vraj Bhasha) ہندی فارسی اور اُردو کے کئی شعرا نے نظم کئے ہیں۔ برج بھاشا میں بندگی ملک یوسفؒ (سابق امیر دربار ابوالحسن تاناشاہ حاکم گولکنڈہ) از اولاد بندگی ملک حماد شہید سدراسؒ نے شاعری کے بلند پیمانہ پر نظم کئے ہیں۔ اس کتاب کا نام پریم سنگرام (Prem Sangrám) ہے۔ خاکسار کے پاس یہ کتاب موجود ہے۔ ٹھیٹھ ہندی میں میاں سید حسن نقیر بندگی میاں سید راجو شہیدؒ نے حضرت صدیق ولایتؓ اور اُسی کے ساتھ حضرت سید راجوؒ کی شہادت کے واقعات ۱۱۲۶ھ میں نظم کرکے اس کتاب کا نام تیغ نامہ رکھا۔ زبان ٹھیٹھ ہندی ہونے کے علاوہ اردو خط میں لکھی گئی ہے اسلئے پڑھنے میں بڑی دقت ہوتی ہے۔ کیا ہی اچھا ہوتا اگر پریم سنگرام اور تیغ نامہ بال بوذھ حروف یعنے دیوناگری لپی میں لکھے گئے ہوتے۔ منقش اور تیغ نامہ یہ دونوں کتابیں اس وقت پالن پور میں موجود ہیں — اردو میں گنج شہدا حضرت سید ابراہیم عرف بابا صاحب میاں صاحب حیدرآبادی کی بہترین تصنیف ہے۔ گنج شہدا کی نقل جمعدار منور خاں صاحب دولت زئی نے (جو تین ماہ کے بعد انشاءاللہ بی۔ اے ہوجائینگے) اپنے ہاتھ سے کرلی ہے اور ہماری مسجد میں اس کتاب کو بڑے جوش کے ساتھ سنانے کا سلسلہ چند سال سے جاری کردیا گیا ہے۔ عید الفطر کے روز سے بعد نماز عشا پڑھنا شروع کرتے ہیں اور بندگی میاںؓ کے عرس مبارک پر ختم کردیتے ہیں۔ اسی طرح شہادت نامۂ چنچل گوڑہ (موتودہ ۱۳۳۰ھ) بھی ماہ محرم میں ہر سال آپ ہی سناتے ہیں۔ بار بار سننے کی برکت سے دونوں جنگ کے اکثر واقعات سامعین کرام کے ضبط ذہن ہوگئے ہیں۔ خدا جمعدار کی عمر دراز کرے اور عرفان و عمل صالح میں روز بروز ترقی بخشے۔ آمین۔ چمن بیٹنی اردو میں بستان شہدا نظم کی گئی ہے وہ بھی اپنے طور پر بہت اچھی ہے اور واقعات جنگ و دیگر حالات کسی قدر تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں۔ بندگی میاں سید برہان الدینؒ مصنف دفتر نے بندگی میاںؓ کی شہادت پر علیحدہ کتاب تصنیف فرمائی ہے۔ اسی طرح میاں ملک سلیمانی نے بھی شہادت نامۂ بندگی میاں ہندی اور فارسی میں لکھا ہے جو اس وقت میرے پاس موجود ہے۔ قصیدے۔ مرثیے۔ مسدس۔ مخمس وغیرہ تو کئی حضرات نے لکھے ہیں۔ بالخصوص حضرت منور میاں صاحب منور حیدرآبادی اور میرے مرشد نے بھی بہت کچھ لکھا ہے جن میں سے ایک مسدس چھپ گیا ہے۔

فہرست شہدائے بدرِ ولایتؒ

بمقامِ کھاں بھیل

[موقوعہ ۱۲ شوال سنہ ۹۳۰ھ مطابق ۱۳۔ اگسٹ سنہ ۱۵۲۴ء۔ چہارشنبہ]

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ط بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ الخ

سورۂ آلِ عمران آیت ۱۶۸ و ۱۶۹) ترجمہ۔ اور (اے پیغمبر) جو لوگ اللہ کے راستے میں (شمشیر آہن یا شمشیرِ فقر و فاقہ سے مرے یا) مارے گئے اُن کو مرا ہوا خیال نہ کرو (یہ مرے نہیں ہیں) بلکہ اپنے پروردگار کے پاس جیتے (جاگتے موجود) ہیں (اُس کے خوانِ کرم سے) اُن کو روزی ملتی ہے (اور) جو کچھ اللہ نے اپنے فضل سے اُن کو دے رکھا ہے اُس میں مگن ہیں۔

۱۔ میاں سید یعقوب داماد قاضی خاں۔
۲۔ میاں شاہ جی داسیجی قریب احمد آباد۔
۳۔ میاں تاجن ساکن اساول قریب بھروچ۔
۴۔ میاں تاج الدین جالوری۔
۵۔ میاں حسام الدین پٹھنی
۶۔ میاں قطب الدین بن رفیع الدین۔
۷۔ میاں کالا بن یوسف (برادر میاں ولی جی غازی مصنف انصاف نامہ)۔
۸۔ میاں پیر محمد بن میاں عطا۔
۹۔ میاں پیر محمد ملتانی۔
۱۰۔ میاں حسام الدین ماتزندرانی۔
۱۱۔ میاں احمد بن شمتن (شمس الدین)۔
۱۲۔ میاں قاسم بن شمتن۔
۱۳۔ میاں محمود بنگالی۔
۱۴۔ میاں محمود مُہر تراش۔
۱۵۔ میاں خاں کمانگر
۱۶۔ میاں سلیمان جالوری
۱۷۔ میاں حاجی سلیمان سسندہی
۱۸۔ میاں بہاء الدین ہندوستانی
۱۹۔ میاں حسن بن میاں بھائی مہاجرؓ
۲۰۔ میاں بھائی منگلوری (علاقۂ کاٹھیاواڑ)
۲۱۔ میاں ٹڈا بن یوسف [ف۱] (دفتر اول)

ف۱۔ دفتر سنہ ۱۰۸۶ھ میں اور خاتم سلیمانی سنہ ۱۲۱۲ھ میں ختم ہوئی اسلئے بنظر قدامت و نیز بلحاظ تبحّر مصنّف دفتر زیادہ معتبر ہے۔ افسوس کہ مصنف خاتم سلیمانی کو دفتر نہ ملا۔ اگر ملتا تو کہیں نہ کہیں اُس کا حوالہ دیتے یہ بھی ممکن ہے کہ ایک نام عرفِ عام ہوگا اور ایک نام گھر میں پکار لیتے ہونگے۔

ایضاً میاں پیر جی بن یوسف (خاتم سلیمانی)

۲۲۔ میاں شاہ جی سیاہ (دفتر اول) }
میاں شیخ جی سیاہ (خاتم سلیمانی) }

۲۳۔ میاں سدھن ہندستانی (اصل میں سعدالدین تھا۔ پھر سعد ہوا۔ پھر سعدن پھر اور بھی بگڑ کر سدھن ہوگیا)۔

۲۴۔ میاں ابراہیم ہندستانی۔

۲۵۔ میاں یوسف برادر میاں علی۔

۲۶۔ میاں بڈھو۔

۲۷۔ میاں لاڈ ساکن ڈبھوئی۔

۲۸۔ میاں دسید) حسان مزین (حجام) جالوری۔

۲۹۔ میاں آودھن ہندستانی (اصل میں سعادۃ اللہ تھا۔ پھر سعادت۔ پھر عادت پھر عادن۔ پھر آودھن ہوگیا)۔

۳۰۔ میاں چھتہ بلوچ (اصل میں شہتاج تھا۔ ش کا تبدل بقاعدۂ پراکرت چھ اور تاج کا مخفف تھ۔ یوں میاں شہتاج بگڑ کر چھتہ ہوگیا۔ جیسے کشتری Kshattri کھتری یعنی سپاہی قوم جیسے راجپوت وغیرہ)۔

۳۱۔ میاں پیر جی بہشتہ۔

۳۲۔ میاں شمس الدین ہندستانی۔

۳۳۔ میاں کمال الدین ہندستانی۔

۳۴۔ میاں علاء الدین ملتانی۔

۳۵۔ میاں ابراہیم بن راجن (راج محمد)۔

۳۶۔ میاں حسن بن فیروز۔

۳۷۔ میاں حسن بن علی۔

۳۸۔ میاں جمال الدین ہندستانی۔

۳۹۔ میاں ملک جی واسبجی۔

۴۰۔ میاں صبداللہ ملتانی۔

۴۱ [۱]۔ میاں ابراہیم ملتانی۔

رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

---

[۱] ۔ فہرست شہدا میں ساٹھ سوار اور چالیس پیادے تھے۔ حضرت صدیق ولایتؒ نے دائرہ کی چھوٹی پھاٹک پر گول خط کھینچکر ان چالیس پیادوں کو اس حلقہ میں رکھا تھا۔ نہیں معلوم چالیس کے اکتالیس کیسے ہوگئے؟ کتب نقلیات میں ایک کے اضافہ کا کہیں ذکر نہیں ملتا۔ ۱۲ منہ

بمقام سدراسن

[موقوعہ ۱۴ شوال سنہ ۹۳۰ھ مطابق ۱۵ اگست سنہ ۱۵۲۴ء روز جمعہ]

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ

ترجمہ۔ جو لوگ راہِ خدا (اور ظاہر و باطن اتباعِ حضرت خاتمین علیہما السلام) میں (شمشیر آہن یا شمشیر فقر سے) قتل کئے جائیں اُن کو مرے ہوئے نہ کہنا بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم (اُن کی زندگی کی حقیقت) نہیں جانتے۔ (سورۂ بقرہ۔ آیت ۱۵۴)

۱ بندگی میاں سید خوندمیر سید الشہدا۔ صدیق ولایت حاملِ بارِ امانت رضؓ۔

۲ بندگی میاں سید جلال بن حضرت صدیق ولایت رضؓ

۳ بندگی میاں سید عطن (عطاء اللہ) برادر حضرت صدیق ولایت رضؓ۔

۴ بندگی ملک حماد بن ملک احمد المبشّر بہ "بخشیدہ" بن ملک یعقوب باڑی وال المبشّر بہ "امرت بیل"۔

۵ بندگی میاں سید خانجی۔ المبشّر بہ "برادر حقیقی" از لسانِ حضرت صدیقِ ولایت رضؓ بن سید عمر از اولاد حضرت سید محمدؒ گیسو دراز۔ بلند پرواز دگلبرگہ شریف)۔

۶۔ بندگی میاں ملک جی المتخلص بہ مہری صحابی مہدی (داماد حضرت صدیق ولایت رضؓ) بن خواجہ طٰہٰ

۷۔ بندگی ملک اسماعیل کاک ریجی (داماد حضرت صدیق ولایت رضؓ) بن ملک حسن۔

۸۔ بندگی ملک یعقوب کاکریجی برادر نمبر ۷۔

۹۔ بندگی ملک گوہر شہ پولادی۔

۱۰۔ بندگی ملک شرف الدین (سابق جاگیردار سدراسن) بن ملک محمد بن ملک یعقوب "امرت بیل"۔

۱۱۔ بندگی ملک میاں جی بیانوی (خسر حضرت صدیق ولایت رضؓ۔ قبر پٹن میں بقول مصنفِ خاتم سلیمانی) بن ملک میراں جی

۱۲۔ بندگی میاں ابراہیم خاں بن سکندر خاں (سابق شہزادہ آنگھ ستواس)۔

۱۳۔ بندگی ملک میراں جی بن بندگی ملک بخّن باڑی وال (دفتر اوّل)۔

۱۴۔ بندگی میاں سید جلال } ساکنان قصبۂ داسیج۔
۱۵۔ بندگی میاں اسماعیل }

۱۶۔ بندگی میاں سید شہاب الدین بن قطب الدین۔

۱۷۔ بندگی میاں رحمۃ اللہ بن میاں دولت۔

۱۸۔ بندگی میاں بخّنؒ ساکن قصبۂ سارسا علاقۂ بھڑوچ

۱۹۔ بندگی میاں محمود شاہ ساکن سارسا

۲۰۔ بندگی میاں چاند سانچوری (علاقۂ مارواڑ)

۲۱۔ بندگی میاں یوسف بن میاں احمد۔

۲۲۔ بندگی میاں یوسف لنگاہ (ننگھا)۔

۲۳۔ بندگی میاں سلطان شاہ جالوری۔

۲۴۔ بندگی میاں فیروز شاہ بن حمزہ جالوری

۲۵۔ بندگی میاں معین الدین۔

۲۶۔ بندگی میاں نظام الدین۔

۲۷۔ بندگی میاں تاجن (تاج الدین) خراد۔

۲۸۔ بندگی میاں ثمر۔

۲۹۔ بندگی میاں جلال بن جھجھن (اصل میں مجاہد تھا۔ بگڑ کر جھجو ہوا۔ پھر اور بھی زیادہ پیار میں جھجھن ہو گیا)۔

۳۰۔ بندگی میاں شمن (شمس الدین)۔

۳۱۔ بندگی میاں حاجی بن میاں طاہر۔

۳۲۔ بندگی میاں عبد اللہ سندھی۔

۳۳۔ بندگی میاں میاں خاں۔

۳۴۔ بندگی میاں کبیر محمد ساکن کھمبات مبشر حضرت صدیق ولایتؓ

۳۵۔ بندگی میاں شیخ حمید بن قاضی خاں۔

۳۶۔ بندگی میاں سندھو ساکن ٹپن۔

۳۷۔ بندگی میاں علی آخوند (معلم الصبیان)۔

۳۸۔ بندگی میاں قاسم برادر میاں احمد (نمبر ۱ فہرست شہدائے کھاں بھیل)

۳۹۔ بندگی میاں احمد شاہ سر کھیجی پورہ احمد آباد۔

۴۰۔ بندگی میاں سیدی بلال۔

۴۱۔ بندگی میاں سیدی یاقوت۔

۴۲ بندگی میاں عالم خراسانی

۴۳ بندگی میاں حاجی محمد خراسانی۔

۴۴۔ بندگی میاں ابو الخیر ملتانی۔

۴۵ بندگی میاں اسحاق بھوج مہاجر۔

۴۶ بندگی میاں زین الدین سابق عہدہ دار سدراسن۔

۴۷ بندگی میاں علاء الدین بن میاں خاں۔

۴۸ بندگی میاں بخشو (خدا بخش یا محمد بخش) برادر میاں یوسف مہاجر۔

۴۹۔ بندگی میاں بخشو بن میاں بڑا۔

۵۰ بندگی میاں ابراہیم داماد میاں خاں کمانگر۔

۵۱ بندگی میاں پیر جی الملقب "بزجہ"

۵۲ بندگی میاں نظام محمد۔

۵۳ بندگی میاں شیخ جی کھمباتی برادر کلاں بندگی میاں کبیر محمد (نمبر ۳۴)۔

۵۴۔ بندگی میاں جھجھن (مجاہد الدین) ٹپنی

۵۵ بندگی میاں میرن پٹنی

رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

دو رنگریز بھائی مسمیاں میاں کبیر محمد کنٹول فروش اور میاں اسماعیل رنگریز جن کو بندگی میاں رضی اللہ عنہ

نے بشارتِ "امامِ شہادت" سے مبشّر فرمایا تھا۔

میاں ملک بڑا کاکر بھی جو بندگی میاںؓ کے فرمان سے لشکرِ سلطانی میں ٹھہرے رہے تھے عین الملک کو دوسری مرتبہ طعنہ دینے پر راستے ہی میں عین الملک کے حکم سے شہید کر دیئے گئے۔

ملک راجے بن ملک بختن ملتانی جاگیردار موضع دساڑا جن کو بندگی میاںؓ نے ارشاد فرمایا کہ

"تم دساڑے ہی میں رہو اور کفار سے لڑکر شہید ہو جاؤ۔ تم ہم میں ہو۔"

چنانچہ حسب بشارت جنگ کھاں بھیل ہی کے روز شہید ہو گئے (خاتم سلیمانی) ۱۴ + ۵۵ + ۴ = کل ۱۰

رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

بندگی میاں سید خوندمیرؓ کے دائرہ میں نو سو فقیر تھے۔ جو لوگ حسب فہرست شریکِ جنگ ہونے والے تھے اُن کے سوا کُل فقرا سے حضرت صدیق ولایتؓ نے فرما دیا تھا کہ آغازِ جنگ سے تین روز پہلے دائرہ سے نکل جائیں اگر نہ گئے تو منافقی کا حکم صادر ہوگا۔ اس لیئے سب فقرا نکل گئے۔ اور اہلبیت حضرت مہدی علیہ السلام کو بندگی میاںؓ نے ٹپین بھجوا دیا۔ اب صرف سو غازی اور سو شہید ہونے والے فقرا دائرہ میں رہ گئے۔ سُتّو نے تو شربتِ شہادت پی لیا۔ باقی سُتّو مجاہدین ہدایتِ خلق کے لئے حکمتِ الٰہی سے زندہ رہے اِن میں سے مشہور رہا دیوں کے نام یہ ہیں :۔

غازیانِ بدرِ ولایتؓ

جو بندگی ملک الہداد خلیفۂ گروہ رضی اللہ عنہ کی زیرِ نظر پرورش پاکر خود بھی کامل ہوئے اور دوسروں کو بھی کامل کیا۔

۱۔ بندگی ملک الہداد "صدیقِ صدیق ولایتؓ" "عبدالمومن" "شاہدِ ہدیٰ" خلیفۂ گروہؓ۔

۲۔ بندگی میاں سید شہاب الدین شہابُ الحق ابن حضرت صدیق ولایتؓ۔

۳۔ بندگی میاں سید محمود خاتم المرشدینؓ

۴۔ بندگی میاں سید احمد بن حضرت صدیق ولایتؓ

۵۔ بندگی میاں سید عبدالقادر بن حضرت صدیق ولایتؓ

۶۔ بندگی میاں سید شریف الملقب بہ "تشریف اللہ" منجانب بارگاہِ کبریا۔ بن حضرت صدیق ولایتؓ۔

۷۔ بندگی میاں سید خدابخش بن حضرت صدیق ولایتؓ۔

۸۔ بندگی میاں سید حسین بن بندگی میاں سید عطنؓ۔

۹۔ بندگی میاں سید حسن بن بندگی میاں سید عطنؓ۔

۱۰۔ بندگی ملک پیر محمد بن حضرت خلیفۂ گروہؓ۔

۱۱۔ بندگی ملک اسماعیل بن بندگی ملک حمادؓ۔

۱۲ ________

۱۳۔ بندگی ملک سلیمان بن بندگی ملک حمادؓ

۱۴۔ بندگی میاں سید عبداللہ الملقب بہ "کوہ راسخ" بن بندگی میاں سید خاں جی بن حضرت سید عمر

(۱۲) بندگی ملک یوسف بن بندگی ملک حماد

۱۵۔ بندگی میاں سید عمر برادر نمبر ۱۴ سادات کھڑکی والؓ۔

۱۶۔ بندگی ملک بڑا بن بندگی ملک گوہر شاہ پولادیؓ۔

۱۷۔ بندگی ملک احمد بن بندگی ملک اسحاق قپچاقی "مغل" (حضرت صدیق ولایتؓ کے بہنوئی)۔

۱۸۔ بندگی میاں علم شاہ جالوریؓ۔

۱۹۔ بندگی میاں ابراہیم ولد شیخنؓ۔

۲۰۔ بندگی میاں قاضی شاہ بن تاج (تاج الدین) مشہور قاضی شہتاج الملقب بہ الکتاب سادات حسینیؓ۔

۲۱۔ بندگی میاں ولی جی بن یوسف مصنف الصاف نامہ۔ حاشیہ وحجۃ المنصفینؓ۔

۲۲۔ بندگی میاں حبیب بدریؓ

۲۳۔ بندگی میاں اسماعیل بن جنگنؓ

۲۴۔ بندگی میاں عبدالمومنؓ

۲۵۔ بندگی میاں نظام الدینؓ

۲۶۔ بندگی میاں چاند دکھنیؓ

رحمۃ اللہ علیھم اجمعین

(دفتر اول۔ رکن دوازدہم۔ باب پنجم)

نوٹ۔ بندگی میاںؓ نے اپنے چھوٹے چھوٹے فرزندوں کا نام بھی فہرست غازیاں میں اسلئے داخل کیا کہ وہ بھی حسنۂ جنگ سے بے بہرہ نہ رہیں۔ اس لئے میدان جنگ میں اترنے والے غازیوں کی تعداد سو سے کم تھی یا یوں کہئے کہ ۹۲۔ کیونکہ اس فہرست میں نمبر ۲ سے نمبر ۹ تک آٹھوں کم سن ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

نوٹ۔ بعض نسخوں میں جنگ کھاں بھیل میں ۴۱ اور جنگ سدراسن میں ۵۳ جملہ ۹۴ شہدا میں مندرجہ ذیل ۶ غازیوں کے نام بھی حسب بشارت حضرت سید الشہداؓ داخل کر کے ۱۰۰ کی تعداد پوری کی ہے۔ ان غازیوں کو بدری کہتے ہیں

اسامی شش بدریاں

۱۔ بندگی ملک الہداد خلیفۂ گروہؓ

۲۔ بندگی میاں سید حسینؓ

۳۔ بندگی میاں خوند ملکؓ

بندگی میاں بڑاؓ

بندگی میاں علم شاہؓ

بندگی میاں حبیبؓ

رحمۃ اللہ علیھم اجمعین

۱۲۲ب۔ بندگی میاں صبیب اللہ بن بندگی میاں شاہ دلاورؓ نقل کرتے ہیں کہ بندگی میاں جیؓ (بندگی میاں شاہ دلاورؓ) بندگی میاں سید خوندمیرؓ کی شہادت کی نسبت فرماتے ہیں کہ

ق "جبکہ کل قیامت کو میدانِ حشر میں کُل انبیاؑ اور اولیاؒ اور اہلِ ایمانؒ عرش باری تعالیٰ کے سیدھی طرف ہونگے اور کُل کافر اور منافق اور اُن کے جیسے سب کے سب بائیں جانب کھڑے ہونگے اُس وقت بارگاہِ خداوندی سے یہ فرمان صادر ہوگا کہ

پ "آں گروہ را بیارید کہ برائے ماجان وتن ومال و فرزندِ دلبند باجملہ عیالِ خود فدا کردہ بودند"

اُس وقت بندگی میاں سید خوندمیرؓ ایک جماعت کے ساتھ لائے جائینگے اور وہ اُس ہیئت سے حاضر ہونگے کہ جس طرح ہاتھ پر لوٹار کھتے ہیں اس طرح ہر جاں نثار اپنے اپنے ہاتھ میں اپنا سر پکڑے ہوئے آئے گا۔ اور اُن کے سروں سے خون ٹپک رہا ہوگا۔ یہ گروہ پُرشکوہ جس جماعت کے سامنے سے گذرے گا۔ وہ مارے شرم کے سر جھکا دیگی کہ

ق "افسوس ہم سے خدا کے راستے میں کچھ بھی جاں نثاری نہ ہوسکی"!

مختلف جماعتوں اور صفوں سے گذرتے ہوئے جب ہمارے سامنے آئینگے تو ہم بھی مارے شرم کے سر جھکا لینگے پھر بارگاہِ خداوندی سے آپ اور آپ کے ہمراہیوں پر بڑی بڑی نوازشیں صادر ہونگی اور خداوند کریم اپنی قدرتِ کاملہ سے اُن کے سر جسم سے جوڑ کر فرمائے گا۔

پ "اے سید خوندمیر از ماچہ می خواہی"؟

عرض کرینگے۔

خ "بارِ خدایا ما قاتلِ خود را می خواہیم"۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔

۱۲۲ب اے سید خوندمیر قاتلِ شما فی الحقیقۃ مائیم"۔

یہ فرماکر اللہ تعالیٰ اپنی ذات میاں سید خوندمیرؓ کو عنایت کرے گا (دفتر دوم ک ۲۵)

اِدھر بندگی میاں شاہ دلاور رضی اللہ عنہ نے حضرت صدیق ولایتؓ اور آپ کے جاں نثاروں کی یہ شان دیکھی

اور ہر عین الملک کے خاتمہ (سنہ ۹۵۰ھ) کی نسبت یوں لکھا ہے کہ ایک روز بندگی میاں شاہ دلاور رضی اللہ عنہ ذکر اللہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ بے ساختہ پکار اُٹھے کہ

"آہ! کیا زور کا دھڑکا ہوا" !!!

ق

آپ کے خلفا نے پوچھا "میاں جی کس چیز کا ؟" فرمایا

ق

"عینل[۵۱] بڑے زور سے دوزخ میں ڈھکیلا گیا"! (حاشیہ)

سچ ہے تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ط بِيَدِكَ الْخَيْرُ ط اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (۳-۲۶) ترجمہ (اے اللہ) تو ہی) جس کو چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلیل (وخوار) کرے۔ سب طرح کی بھلائی (اور خیر و برکت) تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ بیشک تو ہر چیز پر قادر (وتوانا) ہے۔

هُوَ الْهَادِيْ ـــ هُوَ الْمُضِلُّ

شانِ کریمی دیکھئے کہ جس طرح ایک حقیقی ہدایت یافتہ اپنے فعل کو خوشنودی خدا پر محمول کر کے شکر گزار ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک گمراہ بھی اپنے کو راہِ ہدایت پر چلنے والا سمجھ کر اپنے افعال پر فخر کرتا ہے۔

۱۔ شہدا کی تجہیز و تکفین اور بی بی عائشہ رضؓ زوجۂ محترمہ حضرت صدیق ولایتؓ کی طرف سے کھچڑی کھالینے کے بعد غازیوں اور مستورات کُل ڈیڑھ سو (۱۵۰) بے سماندوں کو اخراج ہونے پر بندگی ملک الہداد "صدیق صدیق مہدیؑ" مغرب کے بعد سدراسن سے نکلے۔ جنگ کی وجہ سے حضرت کو سلطنت کے باغی سمجھ کر لوگ اپنے گاؤں کے حدود میں اس خوف سے ٹھہرنے نہیں دیتے تھے کہ کہیں ہم بھی معاونِ باغی قرار دئے جا کر عتاب سلطانی میں نہ آجائیں یہاں تک کہ آپ نے عشا کا فرض الگ مقام پر پڑھا، سنت اور جگہ پڑھی، اور وتر اور مقام پر ادا کی۔ راہِ خدا میں ایسی اذیتیں اُٹھاتے ہوئے جب آپ تھراد پہنچے جو جالور جاتے وقت راستے ہی میں آتا ہے۔ وہاں کے دیس مکھ ملک معین الدین عرف ملک مانڈن اور ان کی والدہ بی بی پیاری نہایت عقیدت[۵۲] سے پیش آئے۔ انہوں نے اپنی زینات اور

۵۱۔ کہتے ہیں کہ بالوں سے حضرت صدیق ولایتؓ کے روضہ مبارک کو جاتے وقت سیدھے ہاتھ پر جہاں سے قبروں کا سلسلہ جاری ہوتا ہے عین الملک کی قبر بھی وہیں ہے۔ اوپر چوکھنڈی ہے۔ جس کو اہل گجرات چھتری کہتے ہیں۔ ۵۲۔ تھراد کے اُمرا اور عوام سیدنا مہدیؑ کے دست مبارک پر تصدیق سے مشرف ہو چکے تھے۔ اسی وجہ سے حضرت خلیفہ گروہؓ کے ساتھ اس قدر عقیدت سے پیش آئے۔

سرکاری ملازمت چھوٹ جانے کی کچھ پروانہ کر کے حضرت کو اپنے گاؤں کے پاس للّٰہ دائرہ باندھنے کا پیغام بھیجا اور ساتھ ہی عرض کی کہ دائرہ کے لئے زمین اللہ نے دی ہے۔ چونکہ حضرت نے جالور تشریف لے جانے کا ارادہ مصمم کر لیا تھا اسلئے دائرہ کرنے سے تو انکار کیا لیکن ایسے کٹھن وقتوں میں اُن کی اِس قدر حسن عقیدت اور مہمان نوازی سے آپ بہت خوش ہوئے۔ ملک مانڈن کو جو مدتِ دراز سے رشتہ کی بیماری کے باعث چارپائی پر کروٹ بدلنا بھی سخت دشوار تھا حضرت کا پسخوردہ آب پیتے ہی تمام تار نکل پڑے اور آنِ واحد میں بالکل اچھے ہوگئے۔

دوسرے پہلو پر عین الملک سدراسن سے روانہ ہوتے وقت سات سر ٹوکرے میں رکھ کر فتح کے ڈنکے بجاتا ہوا عصر کے وقت پٹن پہنچا۔ اُس کی آمد آمد کی خبر سن کر ملّا حسن بہرہ وغیرہ نے عین الملک کو مبارکباد دینے کے لئے گاڑیوں میں سوار ہوکر شہر پناہ کے دروازہ کے باہر استقبال کیا۔ اور جس طرح عرب میں سُفیش بن طباطبا نے مومنوں کی شہادت پر عید منائی تھی انھوں نے بھی بندگی میاںؓ کی شہادت پر خوشی کا اظہار کیا۔ (الفصاحہ)

۲۔ پٹن شریف میں سروں کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھ کر عین الملک کے دل میں یہ خوف ہوا کہ اگر بادشاہ کے حضور بھی ان شہدا نے نماز پڑھی یا اِس قسم کی کرامتیں ظہور میں آئیں تو بجائے انعام و اکرام کے عتابِ سلطانی میرا اور میرے خاندان کا ملیا میٹ کر دے گا۔ وہ اسی فکر میں تھا کہ شیخ نجدی ایک بوڑھے بزرگ کی صورت اختیار کر کے عین الملک کے پاس آیا اور یہ رائے دی کہ

"ان سروں سے ہڈیاں نکال کر بھس بھر دو، اور ٹانکے لگا دو"، غیر جنس کی شرکت سے کرامتیں موقوف ہو جاتی ہیں۔

چنانچہ ویسا ہی کیا گیا۔

دوسرے پہلو پر شہدا کی کرامتوں کو دیکھ کر جس طرح سدراسن میں بعض لوگ تصدیق مہدی سے مشرف ہوئے؛ اسی طرح یہاں بھی شہدا کی نماز بعض لوگوں کے لئے ہدایت کا باعث ہوئی اور فوراً مصدقِ مہدی ہو گئے۔

۲۔ پانچوں سر چانپانیر[۵۱] شریف حضورِ سلطانی میں پیش کئے گئے۔ سروں کو دیکھ کر مظفر ثانی کے دل میں ہیبت

۵۱۔ انٹر ہل پور پاٹن (المشہور بہ نہروالہ عرف پیران پٹن) کے راجا ون راج چاوڑے کے وزیر چانپا نے آٹھویں صدی عیسوی (مطابق پہلی صدی ہجری) میں کوہ پاواگڈھ کے گوشۂ شمال و مشرق کے دامن میں ڈیڑھ کوس کے احاطہ میں شہر آباد کر کے اپنے نام پر موسوم کیا (تاریخ گجرات مصنفہ ایڈلجی ڈیپیوٹی کلکٹر احمد آباد۔ (انگریزی میں) ــــ مختصر تاریخ گجرات مصنفہ رتن منشر بھائی۔ بی اے ایل ایل۔ بی۔ (گجراتی میں) یہ پہاڑ ہالول سے گوشۂ مشرق وجنوب میں دو میل پر ہے۔ پہاڑ کا احاطہ ۲۵ میل اور بلندی ۲۵۰۰ فوٹ ہے (بقول مصنف مرآۃ احمدی تین کوس) پہاڑ کی چوٹی مسطح ہے پہاڑ پر چڑھتے وقت مسجدیں۔ محلات شاہی اور مقبرے شکستہ حالت [جاریہ]

[جاریہ] میں جگہ جگہ نظر آتے ہیں۔ پاواگڈھ پہ کالکا ماتا کی جاترا کی وجہ سے ہر سال صدہا جاترا لو درشن کو آتے ہیں جس کی وجہ سے ریل میں بڑی کشمکش رہتی ہے۔ پہاڑ پر ہوا (پون) بہت تیز چلتی ہے اس لحاظ سے اس کا نام پون گڈھ رکھا گیا تھا۔ بعد میں پون گڈھ کا پاواگڈھ ہوگیا (تاریخ گجرات)۔ واللہ اعلم بالصواب۔

چانپانیر ملک مالوہ و گجرات کی سرحد پر واقع ہونے سے اس کی وسعت و آبادی و صنعت و تجارت۔ روز بروز بڑھتی گئی اور آگے چل کر بنظر تمدن و معاشرت و نیز بلحاظ سیاسی فوائد بڑا مرکز بن گیا سلطان محمود بیگڑے نے کامل ایک سال تک قلعۂ چانپانیر کا محاصرہ بالاستقلال قایم رکھ کر ۸۸۹ھ ۱۴۸۴ء میں راجپوت راجا جے سنگھ کو شکست دی اور علم فتح بلند کیا۔ فتح سے قبل ہی جامع مسجد کی بنیاد ڈالی گئی۔ یہ مسجد ایسی شاندار اور خوبصورت ہے کہ تمام مغربی ہندوستان میں اپنا نظیر نہیں رکھتی فتح کے بعد تھوڑے ہی عرصہ میں ایوان شاہی۔ محلات۔ شاندار عمارتیں۔ بازار۔ باغات اور جوق جوق لوگوں کے آنے اور آباد ہونے سے ایک شاندار شہر ہوگیا اور اسکا نام محمد آباد رکھا گیا (بومبے بڑی ٹیر۔ قدیم ریلوے گائڈ۔ تواریخ گجرات فارسی۔ انگریزی و گجراتی۔) یہ شہر احمد آباد سے پچاس کوس پر واقع ہے۔

۹۴۲ھ ہجری مطابق ۱۵۳۶ عیسوی تک یہ شہر سلاطین گجرات کا دارالحکومت رہا۔ ۹۴۳ھ ۱۵۳۶ء میں ہمایوں بادشاہ دہلی نے اس کو فتح کر کے احمد آباد کو پھر پایۂ تخت قرار دیا۔ تبدیل تخت حکومت کے ساتھ ہی چانپانیر پر خزاں کے جھونکے لگنے شروع ہوگئے۔ سترہویں صدی کی ابتدا میں اسکی ہوا زہریلی ہوگئی۔ اور اسی صدی کے وسط میں جنگلی ہاتھی۔ شیر اور مختلف اقسام کے درندوں کا مسکن بن گیا ۱۸۰۳ء میں جب یہ شہر انگریزوں کے قبضہ میں آیا اس وقت صرف ۵۰۰ نفوس آباد تھے۔ اب تو بالکل ویران پڑا ہے۔ صرف جامع مسجد کے پاس کچھ آبادی گاؤں کی حیثیت رکھتی ہے۔ انگریزوں نے اس کو از سرنو آباد کرنے کی کوشش کی لیکن چونکہ اطراف و جوانب میں بالخصوص پنج محال کی طرف جھاڑی کثرت سے ہے اس لئے آب و ہوا خراب رہنے کی وجہ سے اپنے ارادہ میں کامیاب نہ ہو سکے۔

آہ! ساڑھے بارہ سو برس کا قدیم شہر چانپانیر اور ایک صدی سے بھی کم عمر کا بارونق محمد آباد آج ایسا ویران پڑا ہے کہ اندر جا کر اس کے دیکھنے کو بھی دل ڈرتا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

امام الانام سیدنا حضرت سید محمد مہدی موعود علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام ۹۰۰ھ میں کالپی سے چانپانیر تشریف لائے اور جامع مسجد میں قیام فرمایا۔ اس سے قبل بندگی میاں شاہ نظام رضی اللہ عنہ مکہ معظمہ سے آکر ایک مینار کی مسجد سلیم خاں المشہور ایک توڑے کی مسجد میں مرشد کامل کی جستجو میں ٹھیرے ہوئے تھے۔

ایک مینار کی مسجد سلیم خاں کا گنبد۔ جس کنویں کو حضرت مہدی علیہ السلام نے کلی کے پسخوردہ سے شیریں کیا تھا اور اس کے متصل حجرے ویران ہوگئے ہیں یا بالکل شکستہ حالت میں ہیں۔

ام المومنین بی بی الہدیتی رضی اللہ عنہا (وصال ۳ ہر ذی الحجہ ۹۰۱ھ) کے مزار مبارک کی علامت قایم کرنے کی غرض سے آپ کے بھائی بندگی میاں سید سلام اللہ رضی اللہ عنہ نے پتھر جمع کر کے قبر پر رکھنا چاہا مگر حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا "کوئی ضرورت نہیں ہے۔ بندہ نے اس ہاتھ دین اللہ نے اس ہاتھ لے لیں"

اس لئے ایک مینار کی مسجد سے مشرق طرف منہ کر کے صرف غیبی فاتحہ پڑھ لیں [جاریہ]

م

[جاریہ] امام الانام سیدنا مہدی علیہ السلام کے زمانۂ قیام چانپانیر میں آپ کے بیان قرآن و آپ کے اخلاقِ محمدی و معجزات اور پسخوردہ کی برکت سے صدہا لوگ معتقد ہوگئے تھے۔ بندگی میاں سید خوندمیرؓ اور آپ کے جان نثاروں کے پوستِ سر دربارِ مظفر میں لائے گئے اس وقت بہت سے مہدوی موجود تھے۔

گنج شہدا پر نوٹ

اوپر ہی ذکر کر دیا گیا ہے کہ حضرت صدیق ولایتؓ کی شہادت کے بعد ایوانِ شاہی میں تخت نشینی کے متعلق جھگڑے پیدا ہو کر اندر ہی اندر کشت و خون ہونے لگے۔ ملک میں بدامنی پھیل گئی اور چانپانیر بار بار حملوں کا نشان بن گیا۔ بعد میں چانپانیر کی آب و ہوا بگڑ جانے سے ایک عرصہ تک زائرین کی آمد و رفت بند رہی۔ بندگی میاںؓ کا گنج شہدا جو صرف مٹی کا ڈھیر تھا اور جس پر تین اُن گھڑ پتھر رکھ دئے گئے تھے تھوڑے ہی عرصہ میں برسات سے مٹی دھل دھل کر نشانات کی ہیئت بدل جانے سے قبر کسی قدر مشتبہ ہوگئی۔

بندگی میاں سید میراں جیؒ بن بندگی میاں سید عبدالوہابؒ بن بندگی میاں سید شریف اللہؓ بن بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ جب دکن سے ڈبھوئی تشریف لائے اس وقت آپ نے بندگی میاںؓ کی زیارت کا قصد کیا۔ ڈبھوئی سے چند معتقدین آپ کے ساتھ ہو لئے۔ یہ لوگ رستے چلتے کھیتوں کی کھرنیاں کھانے لگے۔ آپ نے فرمایا

"غیر کا مال جائز نہیں۔ اگر میرے ساتھ آتے ہو تو مت کھاؤ۔"

پھر جب آپ چانپانیر پہنچے کھرنیوں کے درخت کے نیچے کھڑے رہ کر فرمایا "یہ کھرنیاں بندگی میاںؓ کی ہیں شوق سے کھاؤ"۔ اور قبر مبارک کی علامتیں (غالباً تین پتھر بے ترتیب پڑے ہوئے) دیکھ کر فرمایا "یہ ہے بندگی میاںؓ کی قبر"۔ آپ نے مرقدِ مبارک پر تین پتھر علی الترتیب رکھے اس وقت سے حضرت کی زیارت عام طور سے ہونے لگی۔ اسلئے آپ کو **"شہرت دہندۂ مرقدِ بندگی میاں سید خوندمیرؓ"** کہتے ہیں

مرشد الزماں میاں سید میراں جی عرف سید و میاں صاحبؒ (وفات ۱۱۱۷ھ) بن بندگی میاں سید سلام اللہؒ بن بندگی میاں سید عیسیٰ شہید دانتی واڑہؒ بن بندگی میاں سید شہاب الحقؒ بن بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ نے دیکھا کہ جھاڑی اس کثرت سے ہوگئی ہے کہ حضرت کے مرقد مبارک پر جانے کو راستہ ہی نہیں ملتا اس کے علاوہ بڑی بڑی جھاڑیاں اس گنجان سے کھڑی ہیں کہ جب تک چند قوی ہیکل مرد لٹھ مارتے اور بڑو پچھاڑتے ہوئے آگے نہ بڑھیں حضرت کے مزار شریف کو پہنچ ہی نہیں سکتے۔ زائرین کو بھی یہی دقتیں عائد ہوتی تھیں اسلئے آپ نے نہایت ضروری سمجھ کر حضرت کی تربت مبارک پر چھوٹا سا گنبد تعمیر کیا۔ اس وجہ سے آپ کو **معمر روضۂ حضرت صدیق ولایتؓ** کہتے ہیں۔ روضہ تعمیر ہونے کے بعد بھی عرصۂ دراز تک راستہ ویسا ہی سخت اور خوفناک رہا۔ لیکن جب سے سرکار انگریزی نے جھاڑی کٹوانا شروع کیا اور قدیم عمارتوں کے تحفظ کے لئے اعلان لکھا کر جگہ جگہ پر تختے نصب کئے گئے اس وقت سے زائرین کو چانپانیر جانے میں بہت ہی سہولت ہوگئی۔

اہل ڈبھوئی کے مرشد **حضرت خوب صاحب میاں صاحبؒ** (وفات ۱۳۲۱ھ) کے زمانہ میں اس چھوٹی سی گنبد کو جس میں کہنگی کے باعث شگاف پڑ گئے تھے شہید کر کے از سر نو شاندار روضہ تعمیر کیا گیا اور روضہ میں حضرت کے مزار مبارک پر سنگ مرمر کا تعویذ نصب کیا گیا روضۂ مبارک سے مغرب میں عالی شان مسجد اور مسجد کے اوپر مسافر خانہ **۱۳۲۶ھ** میں بنایا گیا۔ تعمیر مسجد کے ساتھ ساتھ شمالی دیوار سے متصل عورتوں کے لئے الگ باورچی خانہ تعمیر ہوا جو لوہے کی سیخوں سے محفوظ کیا گیا ہے۔ روضۂ معلّٰی سے مشرق میں سرا اور سرا کے قریب شارع عام پر کنواں ہے یہ سب عمارتیں بندگی میاں سید خوندمیر سید الشہدا رضی اللہ عنہ کے نام پر جان دینے والے ڈبھوئی۔ برودہ۔ بھروچ۔ جمبوسر کے شروانیوں اور سورت کے سوداگروں اور شیر فروشوں کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے۔ باوجود سے کہ وہاں زائرین کی آسائش کے لئے سب کچھ تھا پھر بھی اس کو ناکافی سمجھ کر ایک اعلیٰ پیمانہ پر روضۂ مبارک سے شمال میں نئی سرا مستورات کے لئے بنائی گئی اور اسی تعمیر کے ساتھ [جاریہ]

طاری ہوگئی اور سلطنت کی بربادی کا نقشہ آنکھوں کے سامنے چھاگیا۔ عین الملک کو سخت سست کہا لعن طعن کئے اور حکم دیا کہ

"سر اٹھائے جائیں"

مہدویوں نے ان سروں کو عزت وادب کے ساتھ سر پر رکھا اور شہر کے ہالوئی دروازے کے باہر ایک مہدوی کے باغ میں جو اُس نے اُسی وقت حضرت کے حظیرہ کے لئے وقف کر دیا تھا ان سروں کا گنج شہدا بنا [سدراسن شریف میں شہدا کی نو قبریں اور پٹن شریف میں پانچ قبریں علاحدہ علاحدہ ہیں اور بندگی ملک شرف الدینؓ کی قبر بھی حضرت کے پائیں علاحدہ ہے جملہ چھ قبریں]

باوجود مجلس بھر دینے کے شہدا کے چہروں پر نور الٰہی چمکتا ہوا دیکھ کر سلطان مظفر کی طرح حاضرین مجلس پر بھی عبرت طاری ہوئی۔ عین الملک کو حقارت کی نظر سے دیکھا اور شک نہیں کہ یہاں بھی کئی لوگ تصدیق سے مشرف ہوئے ہونگے لیکن کتب نقلیات میں کیفیت بیان نہیں کی گئی۔

یہی سر کئی لوگوں کے لئے ہدایت اور رحمت کا باعث ہوئے اور عین الملک اور اُس کے ہمراہی ضلالت ہی میں رہے کیا اچھا فرمایا ہے سعدیؒ نے ؎ باران کہ در لطافتِ طبعش خلاف نیست   در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس

هُوَ النَّصِيرُ (۲۶ب)

امام الانام سیدنا مہدی علیہ السلام نے حضرت صدیق ولایتؓ کو آیات قرآنی او حدیث نبوی سے جو بشارتیں شہادتِ مخصوصہ کے متعلق فرمائی ہیں ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

ب۱۲۳ - فرمایا کہ

"وَ اُخْرٰی تُحِبُّوْنَهَا نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَتْحٌ قَرِیْبٌ درحق شما است۔ ترجمہ ب۱۲۳
اور (ان نعمتوں کے سوا) ایک اَور (نعمت بھی) ہے جس کو تم (دل سے) پسند کرتے ہو (کہ) خدا کی طرف سے (تم کو) مدد (ملے گی) اور تم کو عنقریب فتح حاصل ہوگی" (۲۸ب) [ان ع]

ب۱۲۴ - اور فرمایا کہ

"وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ (۲۶ب) درحق شما است ترجمہ۔ اور جو لوگ اُن ب۱۲۴ کے ساتھ ہیں کافروں کے حق میں بڑے سخت ہیں۔ (انتخاب ب)

(جاریہ) حضرت راجن شاہ بخاریؒ کی درگاہ از سر نو تعمیر کی۔ پھر ۱۳۷۵ھ میں بندگی میاںؓ کے روضہ کے اطراف خوبصورت جیل کی جالی لگائی گئی جس سے عمارت کی شان بڑھ جانے کے علاوہ روضہ مبارک سب طرح سے محفوظ ہوگیا۔
میرے دوست جناب سید غوند میر عرف خانجی میاں صاحب حیدرآبادی المتخلص بہ تمکین نے قطعہ تاریخ لکھا ہے [جاریہ]

ب ۱۲۵ ۔اور فرمایا کہ

ب ۱۲۵ وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّ مِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَ عَدُوَّكُمْ وَ اٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ط درحق شماست" ترجمہ۔ اور (اسپاہیانہ) قوت سے اور گھوڑوں کے باندھے رکھنے سے جہاں تک تم سے ہو سکے کافروں کے (مقابلہ کے) لئے ساز و سامان مہیا کئے رہو۔ ایسا کرنے سے اللہ کے دشمنوں پر اور اپنے دشمنوں پر دھاک بٹھائے رکھو گے۔ اور (نیز) ان کے سوا دوسروں پر بھی جن کو تم نہیں جانتے اور اللہ اُن کے حال سے خوب واقف ہے۔

(۸/۶۰)، [دفتر اول کت ۳۵ ۶]

ب ۱۲۶ ۔اور فرمایا کہ

ب ۱۲۶ "لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ مراد ذاتِ شماست" ترجمہ۔ جو لوگ اُس (بات کی اصلیت) کو کھود نکالنے والے ہیں اُس (کی حقیقت) کو معلوم کر لیتے۔" (۸۳/۵)

[انتخاب ۱/ب]

یعنے شانِ بندگی میاںؒ کو اور بحیثیت بدلۂ ذاتِ مہدی تفویض بارِ امانت کو۔

ب ۱۲۷ ۔اور فرمایا کہ

ب ۱۲۷ "لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَيِّنَةٍ وَّ يَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْۢ بَيِّنَةٍ ط درشانِ شماست" ترجمہ۔ تاکہ جو شخص ہلاک ہونے والا ہے وہ حُجّت تمام ہوئے پیچھے ہلاک ہو۔ اور جو زندہ رہنے

[جاریہ] جس کو یہاں درج کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ قطعہ

مسجدِ روضۂ شہ خنمیر ... شد بنا۔ مومنانِ حق آگاہ!

اندریں خانہ از سرِ اخلاص ... اسجدو واللہ ھذا بیت اللہ

سنہ ہجری = ۱۳۲۶ + ۱ ... ۱۳ ۲۵

نوٹ۔ اب پہلے کی سی حالت نہیں رہی۔ حال ہیں برٹش گورنمنٹ نے بڑی کوششوں سے ایک مینار کی مسجد کا پیش کُھدوایا۔ اندر سے گچی دار صحن اور پانچ قبریں نکل آئیں۔ سیدنا مہدیؑ کا حجرہ مبارکہ صاف کروایا۔ گرے ہوئے پتھروں کو جما جما کر مسجد کا احاطہ قایم کر دیا گیا۔ اور حضرت کا کنواں بھی ایک مدتک صاف ہوگیا۔ اس کے علاوہ مسجد تک سڑک بھی بن گئی ہے۔ چالیس سال پہلے جبکہ سڑک وغیرہ کچھ نہیں تھی گنجان گھاس اور جنگلی پودوں میں گھُس گھُس کر ہم نے بڑی مشکلوں سے مسجد اور حجرہ مبارکہ کا پتہ لگایا اور سیدنا مہدیؑ کے مبارک قدموں کی مٹی پر سجدۂ شکر کیا۔

افسوس کہ ہمارے پیشوایانِ دین **قدیم مقدس یادگاروں** کی طرف مطلق توجہ نہیں فرماتے! کاش کہ سیدنا مہدی علیہ السلام کے حجرہ مبارکہ کو اگر چھت بھی لگ گئی ہوتی تو بہتر تھا!

والا ہے وہ بھی حجۃ تمام ہوئے پیچھے زندہ رہے (ب۱۱) [انتخاب ب۱۱]

ب۹۹ ''...... آرے بھائی سید خوندمیر بندہ را بسیار اشتیاق این صفت قَتَلُوْا وَ قُتِلُوْا (ب۱۲) بود۔ فاما فرمان حق تعالیٰ چنیں می شود کہ بشما خواہد شد......''

ب۱۰۰ ''...... بھائی سید خوندمیر بر شما بار ولایت مصطفیٰ نازل شدہ وحلہ سرخ کردید یدقَتَلُوْا وَ قُتِلُوْا (ب۱۲) است از شما خواہد شد''

حضرت مہدی علیہ السلام نے آیۃ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ پڑھ کر فرمایا کہ بھائی سید خوندمیر مراد از سمٰوات انبیا والارض اولیا۔ والجبال علما۔ فابین ان یحملنہا امر قتال است وحملہا الانسان مرد ذات شما است'' (ب۲۲)

حدیث نبویؐ

ب۱۲۸۔ حضرت محمد مصطفیٰؐ فرماتے ہیں کہ

''المہدی منی من ولد فاطمہ یعیش خمس عام ثم یموت علے فراشہ ثم یخرج رجل من ولد فاطمہ علی سیرۃ المہدی بقائہ عشرین سنۃ ثم یموت قتلا بالسلاح'' (۵۱) ترجمہ۔ آنحضرتؐ فرماتے ہیں کہ مہدیؑ مجھ سے ہونگے۔ فاطمہؓ کی اولاد سے۔ وہ پانچ سال زندہ رہینگے۔ پھر بستر پر انتقال کرینگے۔ اس کے بعد ایک شخص اولادِ فاطمہؓ سے نکلیگا جو مہدی کے اخلاق واوصاف پر ہوگا۔ وہ بیس سال زندہ رہے گا۔ پھر وہ ہتیار سے قتل کیا جائے گا۔

یہ حدیث گروہِ مقدسہ کے متقدمین کی تصانیف میں موجود ہے اور متاخرین سے عالم اجل فاضل متبحر حضرت سید نصرتؒ کی مستند تصنیف کحل الجواہر میں بھی اس کی صحت کا استدلال کیا گیا ہے۔ پس حضرت صدیق ولایت رضی اللہ عنہ کی ذاتِ بابرکات سردارِ دوعالم حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مبشر ہے

۵۱۔ مطلع الولایت۔ خاتم سلیمانی۔ انتخاب المو الید۔۱۲۰

دسویں فصل

شہادتِ مخصوصہ کی وقوعِ شہادت سے پہلے ہی عام شہرت

قاعدہ کی بات ہے کہ جب کوئی بڑا واقعہ پیش آنے والا ہوتا ہے تو پہلے ہی سے اُس کے اسباب اور متعلقات جمع ہو جاتے ہیں؛ اور اُن اسباب کی اجتماعی ہیئت دیکھ کر لوگوں میں اُس کے وقوع کا خیال عام طور سے پیدا ہو جاتا ہے لیکن بعض وقت اُس میں شبہ کا احتمال بھی رہتا ہے کیونکہ کئی مرتبہ ایسا بھی دیکھا گیا ہے کہ عین وقت پر اسباب بکھر جاتے، صورتیں بدل جاتیں، اور نتیجہ اَور ہی نکلتا ہے۔

برخلاف اس کے بندگی میاں سید خوندمیرؓ کی شہادتِ مخصوصہ کی نسبت عالِم علم الاولین والآخرین حضرت خلیفۃ اللہ علیہ السلام نے جبکہ اپنی زبان مبارک سے مختلف مقام، مختلف موقعوں اور مختلف لوگوں کے سامنے خلوت میں و نیز برسرِ مجلس پیشین گوئیاں فرمائی ہیں تو اُس کے وقوع میں کسی قسم کا شبہ پیدا ہو ہی نہیں سکتا۔ خواہ اُس کا وقوع کب بھی ہو۔ کہیں بھی ہو۔ اور کسی بھی صورت سے ہو[ف۱]۔ اسی وجہ سے بندگی میاںؓ کی شہادتِ مخصوصہ کی شہرت وقوعِ شہادت سے پہلے ہی اِس قدر عام ہوگئی کہ جالور شریف واقع راجپوتانہ سے لگا کر کھمبات واقع وسط گجرات اور دساڑہ واقع کاٹھیاواڑ تک جمیع مہدوی آبادیوں میں اُس کا عام چرچا ہونے لگا بلکہ احمد آباد کے علما اور مشائخ بھی واقف تھے

اہلبیتِ حضرت مہدیؑ

میں اُمّ المومنین[۱] بی بی بوّنؓ حجّیؓ (ملاحظہ ہو بشارت نمبر ۹۶) اُمّ المومنین[۲] بی بی ملکانؓ (ب ۹۷) اُمّ المومنین[۳] بی بی بھکیاںؓ (ب ۹۹) اور بندگی میراں سید محمود ثانی مہدیؓ[۴] خاص حضرت مہدی علیہ السلام کی زبان مبارک سے نہ صرف

ف۱۔ مکتوبِ مرغوب اعلم حضرت خلیفۂ گروہؓ جس کو خاکسار نے شرح عقیدۂ سید خوندمیر کے ساتھ بحیثیت ضمیمہ چھاپ کر شائع کر دیا ہے [صاپہ]

واقف ہو گئے تھے بلکہ آپ نے تو حضور مہدی علیہ السلام میں بیٹھے ہوئے شہدائے بدر ولایت کو اس حالت میں دیکھ بھی لیا تھا کہ شہدا رضؓ اپنے سروں کو ہاتھ میں لئے حضور مہدی علیہ السلام میں آرہے ہیں اور اُن کے سروں سے خون ٹپک رہا ہے۔

(بشارت نمبر ۱۰۹)

اہلبیت مہدی علیہ السلام کی طرح **بندگی میاں سید سلام اللہ** برادر اُمّ المومنین بی بی الہدیتیؓ نے بھی خاص حضرت مہدی علیہ السلام کی زبان مبارک سے سنی تھی۔ (ملاحظہ ہو بشارت نمبر ۹۸) **بندگی میاں شاہ نظام غالب مہاجر مہدی۔ بندگی ملک بخن احمد اور بندگی ملک معروف** رضی اللہ عنہم۔ ان تینوں کے روبرو حضرت امام علیہ السلام نے بندگی میاںؓ کو شہادتِ مخصوصہ کی بشارت دی تھی اسلئے یہ حضرات بھی بخوبی واقف تھے (ملاحظہ ہو بشارت نمبر ۱۰۰) اسی طرح **بندگی میاں شاہ دلاور۔ بندگی میاں خوندشیخ اور بندگی میاں یوسف** رضی اللہ عنہم بھی اس بشارت سے بے خبر نہیں تھے (ملاحظہ ہو بشارت نمبر ۹۹)

---

۵۳ بندگی میران سید محمود ثانی مہدیؓ کے فرح مبارک سے بھیلوٹ شریف (سعادت آباد) تشریف لانے کے بعد بندگی میاں رضی اللہ عنہ نے بار دیگر حضرت کے حضور تشریف لاکر چند روز قیام فرمایا۔ رخصت کے وقت حضرت ثانی مہدیؓ نے سلسلۂ گفتگو میں یہ بھی فرمایا کہ

"ونیز حضرت میراں علیہ السلام بحوالۂ شما **کارے فرمودہ اند** آں کار ظہور رشدنی است برائے آں شما علٰحدہ بمانید" **ش**

پھر فرمایا کہ

"ہر امرے کہ بظہور می آید بجز مُتحقِ حکمت نمی آید۔ بنا براں شما جدا بمانید تا دلہائے بعضے کساں وابستۂ شما گردند و **از فیض شما بہرہ ور شدہ شایستۂ جاں بازی و سَر دِہی باشند**" (انتخاب الموالید باب دہم) **ش**

پھر فرمایا کہ

(۱) "میاں سید خوندمیر بندگی حضرت میرانؑ ہرچہ درحق من فرمودند ہماں درحق شما فرمودند۔ ہیچ فرق نکردند۔ (۲) ونیز فرمودند "شما ہر دو یکے مقام راہستید"۔ (۳) بلکہ ہمچناں فرمودند کہ سید خوندمیر و شما ہر دو حقیقی برادر ہستید" (۴) و بعضے کساں فیض از شما گرفتند و بعضے کساں ہمچناں ہستند کہ ایشاں را صحبت باید کرد پیشِ بندہ ماندن نمی توانند" (۵) ونیز (حضرت میرانؑ) فرمودند کہ از پیشِ شما فیض جاری است" (۶) کسانے کہ فیض از شما گرفتند پیشِ بندہ کجا ماندن توانند (۷) پس ما شما ہمچناں نزدیک باشیم کہ گاہ از گاہی ملاقات شتاب شود — و بعضے کساں اخبار بندہ شنیدہ پیش شما بیارند و اخبار شما پیش ما بیارند ہمچناں نزدیک باشید کہ اخبار در یک روز بیارد ایں چنیں فصل باید" بعدہ بندگی میاں سید خوندمیرؓ در چیتن جھنو واڑا ماندند (انصاف نامہ باب ہفدہم، خاتم سلیمانی میں بھاوے پور لکھا ہے جو بھیلوٹ شریف سے چھ کوس (۱۲ میل) ہوتا ہے۔ [جاریہ] **ش**

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب کہ بندگی میاں سید خوندمیرؓ کی ایسی عظیم الشان شہادت سے آپ کے معاصرین نہ صرف واقف تھے بلکہ بعض صحابہؓ تو میدانِ جنگ بدر ولایت کے کنارے کھڑے ہوئے اپنی آنکھوں سے بدریوں کی شجاعت اور جاں بازی ملاحظ فرما رہے تھے پھر کیوں شریکِ جنگ نہ ہو کر ایسی نعمت عظمیٰ سے محروم رہے ؟ اس کا جواب مخبرِ صادق بندگی حضرت میراں علیہ السلام نے وقوعِ جنگ سے بیس برس پہلے ہی دے دیا ہے (ملاحظہ ہو بشارت نمبر ۱۰۴) جب کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا خلاف اور اجتہاد میں خطا کا اعتراف (ص۱۰۰) دونوں فرمانِ مہدی علیہ السلام سے تھے تو صحابہؓ کے دامنِ پاک پر کسی قسم کا دھبہ نہیں لگ سکتا۔ وہ دونوں صورتوں میں مقبول و منظور اور مبشرِ مہدی علیہ السلام ہیں۔ (ص۱۰۱)

بندگی میاں سید خوندمیرؓ نے واقعہ جنگ سے بہت زمانہ پیشتر شہدا اور غازیوں کی جو فہرست مرتب فرمائی تھی اس میں بعض صحابہؓ اور بعض کاسبوں کے نام درج تھے۔ پس ان ہی صحابہ اور ان ہی کاسبوں نے تارک الدنیا ہو کر شہادت مخصوصہ میں شرکت حاصل کی جن کے اسمائے گرامی فہرستِ صحیحہ میں درج تھے۔

بندگی میاں شاہ نظام۔ بندگی میاں مبارک عرف میاں بھائی مہاجر۔ بندگی میاں یوسف بندگی میاں حیدر۔ بندگی میاں خوندملک۔ بندگی ملک محمود وغیرہ کئی صحابہ رضی اللہ عنہم میدانِ جنگ کے کنارے کھڑے ہوئے غازیانِ جنگ بدر ولایت کی نبرد آزمائی اپنی آنکھوں سے ملاحظ فرما رہے تھے لیکن چونکہ مشیئتِ الٰہی ان کی شہادت کی مقتضی نہیں تھی اسلئے شریکِ جنگ نہ ہوئے اور حضرت صدیق ولایتؓ نے بندگی میاں یوسفؓ مہاجرؓ سے مخاطب ہو کر پہلے ہی فرما دیا تھا کہ

خ "چھوٹی پہاڑ (یعنی بیری کا باریک کانٹا) چبھے اتنی اذیت بھی آپ کو نہ پہنچے گی"

حاصل کلام یہ کہ واقعۂ شہادتِ عظمیٰ سے واقف ہونا اس امر کا مقتضی نہیں ہے کہ سب کے سب جا ملنے والے شریکِ جنگ ہوں۔

اس جنگ میں بڑی حیرت انگیز بات یہ ہے کہ میاں بھائی مہاجرؓ میدانِ جنگ کے کنارہ پر کھڑے ہوئے ہیں اور اپنے فرزند بندگی میاں حسنؓ کی میدانِ جنگ میں اولوالعزمی اور استقامت کی داد دے رہے ہیں جنہوں نے بالآخر اسی جنگ میں شربتِ شہادت نوش فرمایا (ملاحظہ ہو فہرست شہدائے کھاں بھیل)۔

دجابھیل
چھین جھوواڑہ میاں بھائی مہاجرؓ کے دائرۂ وساڑہ سے سات کوس یعنے ساڑھے دس میل ہوتا ہے لیکن بھیلوٹ شریف دور ہے عجب نہیں کہ چند روز بھادے پور ٹھہر کر آپ جھینجھوواڑے تشریف لے گئے ہونگے اور وہاں زیادہ عرصہ قیام رہنے کی وجہ سے مصنف انصاف نامہ نے جھیں جھوواڑا لکھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اسی طرح بندگی میاں یوسف مہاجرؓ اپنے بھائی بندگی میاں خدابخش عرف بخشوؒ کی نبرد آزمائی اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں جنہوں نے جنگ سدراسن میں تمغۂ شہادت حاصل کیا۔ (دفتر اول ک ۱۲ ب ۳)

بندگی میاں خواجہ ملک جی مہری صحابی و شاگرد بندگی میاں الہداد بن حمیدؓ۔ بندگی میاں گوہر شہ پولادی۔ بندگی میاں عالم خراسانی۔ بندگی میاں حاجی محمد خراسانی مہاجر۔ بندگی میاں احمد بن شمس (شمس الدین)، بندگی میاں حسن ہندوستانی مہاجر۔ بندگی میاں اسحاق بھوج مہاجر وغیرہ صحابۂ مہدیؑ جو بندگی میاںؓ کی صحبت اور آپ کے دائرہ میں رہتے تھے، جنگ سدراسن میں اور بندگی میاں شاہ جی واسیجی مہاجر جنگ کھان بھیل میں شہید ہوئے۔

ان کے علاوہ بندگی میاں علم شاہ جالوریؓ اور بندگی میاں حبیب بدریؓ کا نام غازیان جنگ بدر ولایت کی فہرست میں داخل ہے۔ یہ سب کے سب پاکان الٰہیؓ صحابی مہدیؑ تھے۔

جنگ بدر ولایت کے واقع ہونے سے پہلے ہی اس خبر نے وہ شہرت پکڑی کہ نہ صرف کھان بھیل اور سدراسن کے حدود تک محدود رہی بلکہ گجرات سے تجاوز کرکے ملک مارواڑ تک پہنچ گئی۔ چنانچہ نقل ہے کہ

سیدی یاقوت اور سیدی بلال جو عین الملک کی فوج میں بڑے امیروں سے تھے فقرائے دائرہ کے عادات و اخلاق، توکل و توجہ الی اللہ، اور بندگی میاںؓ کی اگلی امارت، اب دولت فقر کی کیفیت سن کر فوج سلطانی سے علیحدہ ہوگئے[۵۱] اور بندگی میاںؓ کی خدمت میں آکر تصدیق اور ترک دنیا کر لی۔ بندگی میاںؓ نے اس خیال سے کہ عین الملک کو یہ بہانہ نہ ملے کہ لشکر سلطانی کے دو افسروں کے مطالبہ پر فوج کشی کی گئی ہے آپ نے ان دونوں عاشقان خدا کو بندگی میاں شاہ نعمت[۵۲] رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جالور بھیجدیا۔ جو کھان بھیل سے تقریباً سوا سو میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ قتال کی تیاریوں کی خبر سن کر ان میں وجد کی سی حالت پیدا ہوئی اور بندگی میاں شاہ نعمت رضی اللہ عنہ سے رخصت لے کر عین وقت پر جنگ میں شریک ہوگئے اور شربت شہادت نوش کیا۔

(دفتر اول ک ۹ ب)

اس نقل سے ظاہر ہے کہ بندگی میاں شاہ نعمتؓ کو بھی معلوم ہوگیا تھا کہ اب بندگی میاںؓ کی شہادت قریب ہے۔

۵۱۔ احمد آباد میں فوج سلطانی کا نظم و نسق اور بھرتی کے لئے کامل دو مہینے قیام رہا وہاں آنے کے بعد یہ دونوں بھائی فوجی ملازمت چھوڑ کر حضرت صدیق ولایتؓ کی خدمت میں آگئے۔ ۵۲۔ صحابہؓ کے اخلاص کو دیکھئے کہ ہر امر میں للّٰہیت ہی للّٰہیت چمک رہی ہے۔

بندگی میاں سید خوندمیرؓ نے شہدا اور غازیانِ بدرِ ولایت کی فہرست دو مرتبہ مرتب فرمائی ہے پہلے جالور شریف میں۔ پھر کھان بھیل شریف میں۔ فہرستِ جالور میں بندگی میاں ولی یوسفؓ مصنفِ انصاف نامہ، حاشیہ حجۃ المنصفین اور میاں سید حسانؓ[۵۱] کا نام درج تھا۔ میاں حسان خاص حضرت میراں علیہ السلام کے مرید اور مبشر ہیں۔ جبکہ جنگ کے واقع ہونے کا غلغلہ اطراف وجوانب میں پھیلا اور جالور میں بھی اس کا عام طور سے چرچا ہونے لگا اس وقت کسی نے میاں حسان سے کہا "میاں کب تک حجامتیں بناتے رہوگے؟ اُدھر تو جہاد فی سبیل اللہ شروع ہوگیا! میاں حسان جو کمالِ نیستی کی وجہ سے اپنی سیادت کو حجام کے ادنیٰ پیشہ میں چھپائے ہوئے تھے بول اُٹھے کہ

ق　"بندگی میاں نے بندہ کا نام فہرست شہدا میں درج فرمایا ہے۔جب تک کہ میں بندگی میاں کے حضور نہ جاؤں گا ہرگز ہرگز لڑائی نہ ہوگی۔" (خاتم)

اسی طرح بندگی میاں ولی یوسف بھی جو قلعہ جالور پر جس کا نام سوون گڈھ ہے فرمان بندگی میاںؓ سے مع اہل وعیال ٹھہرے ہوئے تھے بندگی میاںؓ نے اُن کو حسب وعدہ وقت پر بُلالیا۔ چونکہ آپ کا نام غازیوں کی فہرست میں درج تھا اس لئے غازی ہوئے اور بڑی عمر پاکر حضرت خاتم المرشدؓ کے عہد مبارک میں آپ کا وصال ہوا۔ اور نگرہ میں (کھمبات سے دو کوس تین میل) زیر پائیں بندگی ملک نصرت مہاجر مہدیؑ مدفون ہوئے (خاتم)

میاں ملک راجے بن ملک بختن ملتانی جاگیر دار قصبۂ دساڑہ نے بندگی میاںؓ کی خدمت میں عرض کروائی کہ "غلام مع فوج کثیر خدمتِ والا میں حاضر ہوکر سعادتِ دارین حاصل کرنا چاہتا ہے۔لیکن یہاں کفار کا بہت زور ہے ارشاد ہو تو خدمت اقدس میں حاضر ہوجاؤں یا کفار کے ساتھ یہیں لڑکر جامِ شہادت نوش کرلوں"۔ بندگی میاں نے فرمایا

"تم دساڑہ ہی میں رہو۔اور کفار سے لڑکر شہید ہوجاؤ تم ہم میں ہو۔"

چنانچہ حسب فرمانِ حضرت صدیق ولایتؓ دساڑے کے باہر اُس میدان میں جس کو اب بھی رن کھونڈ کہتے ہیں عین جنگِ کھان بھیل کے روز کفار سے لڑکر شہید ہوگئے اور حسب بشارت بندگی میاںؓ دونوں جہاں میں سُرخ روئی کا تمغہ حاصل کیا۔ (خاتم سلیمانی۔جلد سوم۔در ذکر ملتانیاں)

۵۱۔ جب جالور کی حکومت پالن پور منتقل ہوگئی اُس وقت دیوان مجاہد خاں والی ریاست جالور کے ساتھ جالور کی رعایا اور بندگی میاں سید اشرف بن بندگی میاں سید میراں ستون دین بن حضرت خاتم المرشدینؓ کے ساتھ آپ کے فقرا بھی پالن پور آگئے اسی تقریب میں میاں حسان کی اولاد بھی آگئی۔ اُن کی اولاد سے میاں حستے (میاں حسان) حضرت راجو شہید کے ساتھ سنہ ۹۶۰ھ میں بمقام احمد آباد شہید ہوئے اور میاں حستے کی ساتویں پشت بفضلِ خدا سے اس وقت پالن پور میں موجود ہے۔

صحابہ۔ تابعین۔ مہدوی علما۔ مہدوی امرا۔ متوسطین اور عام مصدق مردوں اور عورتوں کے علاوہ مخالفین اور مخالف علما اور مشایخ۔ امرائے ذی مرتبت اور حضور سلطانی میں رہنے والے بہت سے معززین کو بھی یقین تھا کہ عنقریب میں جنگ ہوگا اور حضرت سید خوندمیرؓ اور آپ کے ساتھ والے فقیروں کی شہادت ہوجائے گی (ملاحظہ ہو بشارت نمبر ۱۶ ۱۱۔ اور اسباب جنگ سے گیارھواں بارھواں تیرھواں چودھواں اور پندرھواں سبب)

سبھی جانتے ہیں کہ جب کوئی امر شہرت عام حاصل کر لیتا ہے، تو مذہب کی خصوصیت نہیں رہتی محلہ داری یا تجارت و حرفت میں ہم پیشہ ہونے کی وجہ سے جب ہندو مسلمانوں کے باہمی تعلقات بڑھ جاتے ہیں تو ہندو بھی اس امر سے نا آشنا نہیں رہتے۔ چنانچہ حضرت صدیق ولایتؓ نے بندگی ملک شرف الدین کی زبانی دو سو ہندوؤں کے آنے اور جنگ میں شریک ہونے کی کیفیت سن کر فرمایا کہ

" راجپوت بھی لائے ہوتے تو وہ بھی ایمان سے مشرف ہو کر نجات حاصل کرتے تم نے اُن کو یوں ہی روکا۔ آج کے روز کسی مذہب و ملت کی قید نہیں تھی۔" خ

ناظرین بانمکیں ملاحظہ فرمائیں کہ کہاں بھیل سے دساڑہ[1] (ضلع کاٹھیاواڑ) مغرب میں ذرا ہٹکے پچاس ساٹھ کوس کے فاصلہ پر واقع ہے جہاں بندگی میاں بھائی مہاجرؓ کا دائرہ تھا اور دساڑے سے جالور شریف شمال میں کم و بیش ایک سو ساٹھ میل ہوتا ہے۔ اسی طرح کھاں بھیل سے جالور تخمیناً سوا سو میل دور ہے پس جبکہ شہادتِ مخصوصہ کی خبر و توقع شہادت سے پہلے ہی مشرق و مغرب اور شمال و جنوب میں اِس قدر دُور دُور پھیل گئی تھی۔ اور اہلبیت مہدی علیہ السلام کے علاوہ کئی صحابہ۔ تابعین۔ امرا۔ فضلا اور عام مصدقین بلکہ مخالفین اور مخالفین کے علما و مشایخ یہاں تک کہ ہندو بھی اس سے بخوبی واقف تھے تو کہئے کہ شہادتِ مخصوصہ نے وقوع شہادت سے پہلے ہی کس قدر شہرت حاصل کر لی تھی! مٹھی بھر بے سرو سامان فقیروں کے ساتھ جنگ کی اِس قدر شہرت ہونا محض معجزۂ مہدی علیہ السلام ہے۔ اللہ بھی سچا اور اللہ کا کلام بھی سچا قل ان الفضل بید اللہ ج یؤتیہ من یشاء ط واللہ واسع علیم۔

---

[1] ۔ پاٹڑی اسٹیشن سے پانچ کوس۔ یہاں بندگی میاں بھائی مہاجر رضی اللہ عنہ کا حظیرہ ہے۔

پھر اِس جنگ کا ذکر فارسی تاریخوں میں کیوں نہیں ہے؟

مرآۃ سکندری۔ مرآۃ احمدی۔ تاریخ بہادر شاہی وغیرہ تواریخ گجرات میں اِس جنگ عظیم کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ اس لئے بادی النظر میں غیر مسلمین بلکہ مخالفین مہدیؑ کو بھی اِس کا وقوع مشتبہ یا غلط معلوم ہوگا۔ لیکن ذرا اندر اتر کر بنظر تحقیق دیکھنے سے یہ راز کھل جاتا ہے۔ ان واقعات کو نظر انداز کرنے کی اصل وجہ یہ ہے کہ ہر شخص کو اپنے مذہب کی پاسداری فطرتاً ہوا کرتی ہے۔ اس لئے جو بات اپنے اعتقادات کے خلاف دیکھی یا جس میں اپنے بزرگوں کی تحقیر اور اُس زمانہ کے دنیا دار علما وہوا پرست مشائخ کی تذلیل سمجھی جن سے مؤرخ کا سلسلۂ تعلیم و سلسلۂ ارادت متعلق تھا تو اِن صورتوں میں انہوں نے ارادتاً واقعات کو لکھا ہی نہیں یا لکھا تو اپنے ذاتی خیالات کا رنگ چڑھا کر اُس کو بدنما بتایا تاکہ لوگ مذہب مہدویہ سے ہمیشہ مُتَنَفِّر رہیں۔

الفنسٹن صاحب Elphinston نے جو بڑے پایہ کے مؤرخ و محقق مانے جاتے ہیں اپنی تاریخ ہندوستان (بزبان انگریزی) میں ہم مہدویوں کی نسبت جمال خاں بنی پٹھان کے حالات کے ضمن میں بلا تحقیق لکھ دیا کہ "اِس فرقہ کو غیر مہدیہ کہتے ہیں" عربی دان الفنسٹن نے معنی پر بھی نظر نہ کی بھلا کوئی مسلمان اپنے کو غیر مسلم یا خود الفنسٹن صاحب اپنے کو غیر مسیحی Non Christian کہینگے! اگرچہ اِس یورپین مؤرخ نے چند سال بحیثیت گورنر بمبئی ہندوستان میں رہ کر ہندوستان کے مذاہب و معاشرت کا خاص طور پر تجربہ حاصل کیا تھا اُن کو غیر ملکی سمجھ کر جانے دو لیکن صاحب تاریخ فرشتہ نے امام الانام حضرت سید محمد مہدی موعود علیہ السلام کا سال وصال جو ۹۶۰ھ بتایا ہے۔ کس تاریخ سے یا کس مہدوی سے دریافت کرکے لکھا! حالانکہ آپ کا وصال ۹۱۰ھ میں ہوا ہے۔ اسی طرح صاحب مرآۃ سکندری نے بھی جو دل میں آیا لکھ دیا اور صاحب مرآۃ احمدی نے تو سیدنا حضرت مہدی علیہ السلام کو بالارادہ یا بلا تحقیق فرقۂ نوربخشیہ سے منسوب کرنے ہی پر اکتفا نہ کرکے قلم اجتہاد ہاتھ میں لے کر مصدقین مہدی علیہ السلام کو گمراہ و بدعتی بتایا اور ان سے بھی ایک قدم آگے بڑھ جانے والے مولوی فضل اللہ بن لطف اللہ سورتی سابق نائب دیوانِ ریاست رادھن پور (گجرات) نے باوجودے کہ پالن پور میں آمد و رفت کی وجہ سے ہم مہدویوں کے حالات سے خوب واقف تھے تاریخ مرآۃ سکندری کا انگریزی میں ترجمہ کرتے وقت سرے سے حضرت مہدی علیہ السلام کے حالات کا پیرے گراف ہی اُڑا دیا۔ کیا لائق مترجم اپنے ترجمہ میں ایسی خیانت کرے گا! صرف تاریخ تحفۃ الکرام (مطبوعہ فارسی درسہ جلد) میں سیدنا مہدیؑ۔ عالم اجل میاں شیخ دانیال جونپوریؒ۔ دریاخاں سپہ سالارؒ

جام شیخ صدرالدین ساکن ٹھٹھہ ۔ بیرذوالنون والیٔ فرح (خراسان) وغیرہ کے حالات صحیح صحیح لکھے ہیں [یہ کتاب راقم ہیچمداں کے پاس موجود ہے] اسی طرح Bom. Gazetteer میں بحوالۂ Watson's History of Gujarat سیدنا مہدیؑ کی نسبت اگرچہ کہ تین ہی سطریں لکھی گئی ہیں مگر صحیح ہیں۔ تاریخ بہادر شاہی جو خود سلطان بہادر شاہ ابن سلطان مظفر ثانی کے عہد میں لکھی گئی بندگی میاں سید خوندمیرؓ کی شہادت کا عظیم الشان وحیرت انگیز واقعہ جو سلطان بہادر شاہ کی تخت نشینی سے صرف اڑھائی سال قبل خود مؤرخ اور سلطان دونوں کی آنکھوں کے سامنے ہوا کیوں قلم انداز کیا گیا؟ بندگی میاں سید علی فرزند سیدنا حضرت مہدیؑ کو احمد آباد بھدر کی دیوار میں زندہ درگور کیا جن سے کوئی جرم صادر نہیں ہوا تھا اسی طرح آپ کے بڑے بھائی بندگی میاں سید محمود رضی اللہ عنہ کو محض اس وجہ سے کہ لوگوں کو ترکِ دنیا کی ترغیب و دیدارِ خدا کا شوق دلا رہے ہیں سلطان مظفر ثانی کے عہد میں احمد آباد ۹۱۸ھ میں قید کئے گئے ان اہم واقعات سے مؤرخین کیوں خاموش ہیں۔ اسی طرح شہنشاہ اکبر عادل نے جو ۱۵۷۳ء میں احمد آباد آیا اور عالم اجل پیر طریقت بندگی میاں شیخ مصطفےٰ ثانی گجراتی کو محض مذہبی تعصب کی وجہ سے اڑھائی سال جو قید رکھا اور آپ کے والد بندگی میاں سید عبدالرشید صحابی مہدیؑ کو مع دس فقرا اکبر کے بھیجے ہوئے دستہ فوج نے بلاوجہ شہید کیا عبدالقادر بدایونی کے سوا دوسرے مؤرخین نے اس واقعہ کو کیوں نظر انداز کر دیا؟۔ پیشوائے دین بندگی میاں سید محمود خاتم المرشدین اکبر کے حضور ۹۸۱ھ میں احمد آباد بلوائے گئے۔ بادشاہ کے حضور علما سے مباحثہ ہوا جسمیں وہ لوگ لاجواب ہو گئے اس تاریخی واقعہ کا فارسی مؤرخوں نے سرسری ذکر بھی کیوں نہیں کیا؟ اسی طرح ہم دریافت کرتے ہیں کہ عالم صوری و معنوی بندگی میاں شاہ عبدالمجید مہاجر مہدیؑ کے واقعۂ شہادت جو ۹۱۸ھ میں سلطان مظفر ثانی کے عہد میں اور حضرت سید راجو کے واقعۂ شہادت کو جو ۱۰۵۶ھ میں صوبہ داری اورنگ زیب کے زمانہ میں سرزمین احمد آباد میں ہوئے ان اہم واقعات کے صحیح بیان سے تواریخ گجرات کیوں معرا ہیں؟ بات یہ ہے کہ اگر کسی مہدوی نے تاریخ گجرات لکھی ہوتی تو یہ سب واقعات صحیح صحیح اور تفصیل سے بیان ہوتے۔

تبرکاتِ جنگ

[منقول از توضیح چھند شریف]

۱۔ امام انام حضرت مہدی علیہ السلام نے بندگی میاں سید خوندمیرؓ کو دو تلواریں عنایت کی تھیں جنہیں سے ایک تلوار حضرت صدیق ولایتؓ نے اپنے صاحبزادہ جناب سید محمود خاتم المرشدینؓ کی کمر میں اپنے دست مبارک سے باندھی

اور ایک خود نے باندھ لی۔ اِن تلواروں میں سے وہ تلوار جو حضرت صدیق ولایتؓ نے اپنی کمر میں باندھی تھی اِس وقت عالم صوری و معنوی مصنّفِ تصانیف کثیرہ مولائی و مرشدی جناب سید سعد اللہ عرف سیدن جی میاں صاحبؒ اکیلوی حیدر آبادی از اولاد بندگی میاں سید نور محمد ستونِ دین ابن حضرت خاتم المرشدینؓ کے مکان واقع محلہ چنچل گوڑہ حیدر آباد (دکن) میں ہے۔

۲۔ جنگ کھانبھیل میں بندگی میاں سید خوندمیرؓ کی چشم مبارک میں تیر گھس جانے پر آپ کی پگڑی چیر کر جو پٹی آنکھ پر باندھی گئی اور خون سے تر ہو گئی تھی اُس کے بتدریج زمانہ میراث در میراث پانچ ٹکڑے ہو گئے جن میں سے دو ٹکڑے ہادی دین حضرت عیسیٰ میاں صاحب المشہور تھپر کی مسجد والے از اولاد حضرت سید یداللہ عرف بڑے شاہ میاں صاحبؒ حاجی حرمین شریفین کے مکان واقع محلہ چنچل گوڑہ حیدر آباد (دکن) میں ہیں۔ اور تین ٹکڑے پیر طریقت جناب سید حاجی میاں صاحب ابن سید ابجی میاں صاحب از اولاد بندگی میاں سید نصرت مخصوص الزمانؒ کے مکان واقع محلہ چنچل گوڑہ حیدر آباد (دکن) میں ہیں۔

۳۔ بندگی میاں سید خوندمیرؓ کا قرآنِ مجید اور حضرت خاتم المرشدینؓ نے اپنے صاحبزادہ بندگی میاں سید علی ستونِ دینؒ کے پڑھنے کے لئے جو قرآنِ پاک لکھوایا تھا یہ دونوں زبدۃ العارفین مولائی و مرشدی حضرت سید سعد اللہ صاحبؒ المتخلص بہ سعد اکیلوی حیدر آبادی (دکن) کے مکان میں ہیں۔ اور ہر سال بندگی میاں سید خوندمیر سید الشہداؓ کے عرس مبارک پر آپ کی مسجد میں ان تبرکات کی زیارت کروائی جاتی ہے۔ اِن تبرکات سے سعادتِ دارین حاصل کرنے کے لئے دور دور سے عاشقان حضرت صدیق ولایتؓ آتے ہیں۔ اُس روز مسجد میں بڑا مجمع رہتا ہے اور وعظ و بیان کے علاوہ حضرت امیر ثانیؓ کی شان میں قصاید۔ مرثیئے اور نظمیں بھی پڑھی جاتی ہیں۔ پہلے ہمارے مرشد کی مسجد میں تلوار مبارک، ہر دو قرآن مجید، اور حضرت عیسیٰ میاں صاحبؒ کے ہاں سے لائی ہوئی پٹی کی زیارت اور بیان وغیرہ سے فیضیاب ہو کر جناب فقیر حاجی میاں صاحب کی مسجد میں جاتے اور وہاں بھی پٹی مبارک کی زیارت سے دوبارہ شرفیاب ہوتے ہیں۔

۴۔ میدانِ جنگ کو جاتے وقت بندگی میاں سید خوندمیرؓ نے جو تلوار اپنے صاحبزادہ حضرت خاتم المرشدینؓ کی کمر میں باندھی تھی وہ پچیس برس پہلے پیر و مرشد حضرت سیدن جی میاں صاحبؒ ابن حضرت حسین شاہ میاں صاحب ساکن ہستیڑہ (بارہ بستی) علاقۂ جے پور کے مکان میں تھی۔ لیکن ۱۳۱۵ھ میں حضرت کی وفات ہو جانے کے بعد اولاد ذکور یا اناث سے کوئی بھی نہ رہنے پر حضرت کے کتبخانہ کے ساتھ ساتھ یہ تلوار، حضرت خاتم المرشدینؓ کی دستار اور جامہ مبارک سب کے سب پالن پور لائے گئے۔ یہ تبرکات اِس وقت زبدۃ الملک ہز ہائنس نواب کپتان طالع محمد خان بہادر

کے۔سی۔آئی۔ای والی ریاست پالن پور خلداللہ ملکہٗ کے پیر جناب فقیر سید میراں صاحب ابن حضرت عالم میاں صاحب
مرحوم کے مکان میں ہیں۔ان تبرکات کے علاوہ بندگی میاں سید اشرفؓ ابن بندگی میاں سید میرانؓ ابن حضرت
خاتم المرشدینؓ کی دستار مبارک بھی قدیم الایام سے ان ہی کے گھر میں ہے۔حضرت خاتم المرشد اور آپ کے نبیرہ
کی پگڑیاں بستہ شان میں ہیں۔گول گول اور پیچ بالکل سادہ۔کپڑا سفید ململ کا۔حضرت خاتم مرشدؓ کی پگڑی بہت موزون
ہے اور بندگی میاں سید اشرف خلیفۂ بندگی میاں سید نور محمد خاتم کارؓ کی پگڑی نسبتاً ذرا بڑی اور کپڑا ہلکا ہے۔خاتم المرشدؓ کے
جامۂ مبارک کی وضع قطع شاہانِ خاندان مغلیہ کے جامہ کی قطع دیکھ لو۔لمبی لمبی آستینیں۔سیدھا محراب۔اس کو تین تین
بند۔اور کرپٹی کے نیچے سے پنڈلی تک گھاگھرے کی طرح گھیر۔جامہ کا کپڑا ہلکی چھلوادی یا نین سکھ کا ہے۔سلائی بہت
سادہ۔اور کہنگی کے باعث دونوں مونڈھوں پر سے پھٹا ہوا ہے۔بندگی میاں سید خوندمیرؓ کی جو تلوار میرے مرشد
حضرت سید سعد اللہ صاحب مرحوم اب آپ کے فرزند مرشدی جناب سید یعقوب عرف بین صاحب میاں صاحب قبلہ
آکیلوی کے مکان میں ہے۔حضرت خاتم المرشدینؓ کی تلوار بھی ویسی ہی ہے۔دونوں بھی جلبی ہیں صرف فرق اتنا ہے کہ
بندگی میاںؓ کی تلوار غیر مستعمل ہے اور خاتم المرشدؓ کی تلوار پانچ وقت جنگ میں گئی ہوئی ہے۔

حضرت خاتم المرشدؓ کی ڈاڑھ مبارک پیر و مرشد حضرت سید نجی میاں صاحب مرحوم ساکن ہتیڑہ کی صاحبزادی
ماجھاں بی بی صاحبہ نے پالن پور لاکر مولانا مولوی فقیر سید رحمت میاں صاحب مرحوم کی زوجہ چاند صاحب بی بی کو عنایت
کی اس لئے یہ ڈاڑھ اِس وقت آپ کے پوتا سید رحمت میاں ابن اجمل میاں صاحب مرحوم کے مکان میں ہے۔پتھر کی سیاہ
ڈبیا میں رکھی ہوئی ہے اور خاص خاص موقعوں پر نکالی جاتی ہے۔

گیارھویں فصل

حضرت میراںؓ کے وصال کے بعد اللہ تعالیٰ اور روحِ پاکِ حضرت مہدی علیہ السلام سے آپ کو بشارتیں

۱۲۹ب - امام الانام سیدنا مہدی علیہ السلام کے وصال (موقوعہ ۱۹؍ ذیقعدہ سنہ ۹۱۰ھ مطابق ۲۳؍ اپریل سنہ ۱۵۰۴ء جمعرات وقت ضحیٰ) کے تیسرے چوتھے روز بندگی میاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ کو معاملہ میں روحِ پُرفتوح حضرت مہدی علیہ السلام سے معلوم ہوا کہ

۱۲۹الف " شما متوجہ بملکِ گجرات شوید تا کارے کہ نسبتِ شما کردہ ایم آنجا ظہور خواہد شد" (خاتم ص ۲۶ چاپ)

ایک روایت میں یہی فرمان ذرا وضاحت کے ساتھ اِس طرح لکھا ہے کہ آپ کو روحِ پاکِ حضرت مہدی علیہ السلام سے معلوم ہوا کہ

"اے سید خوندمیر تم گجرات جاؤ"

۱۲۹ب

---

۵ - بندگی میاں الہداد حمید صحابی مہدیؓ اور استاد حضرت مہریؓ نے سیدنا مہدیؑ کے وصال پر آپ کے دفن کے بعد اور دہم تک چند مرثیئے اور رباعیاں لکھ کر مجلس صحابہؓ میں سنائیں جنمیں کا ایک شعر یہ ہے ۵ - در پنج حکم حق چو حکم بود ذات او گشتہ بہ پنجشنبہ روزی وفات او [کارِ] (خواہد شد) پنج حکم حق سے مراد پنج فرائض ولایت ہیں یعنی ترک دنیا - ترکِ علایق (ہجرت وطن) صحبت صادقاں - عزلتِ خلق - ذکر کثیر [قول حضرت خاتم المرشدؓ خاتم

بندگی میاںؓ نے عرض کیا۔

"خوندکار۔ بندہ کو گجرات سے کیا کام۔ بندہ کو اب گجرات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔"

ارشاد ہوا

۱۲۹ "تم گجرات جاؤ۔ اس لئے کہ مہدی کی بعثت گجرات میں ہوئی ہے اور جس طرح فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَأُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ (یعنی ہجرت۔ اخراج۔ اور ایذا۔ ان تین صفتوں) کا وقوع گجرات میں ہوا ویسے ہی قَاتَلُوْا وَقُتِلُوْا کا ظہور بھی تمہاری ذات سے گجرات میں ہوگا۔" (خلاصہ حصہ دوم)

۱۲۹ ب "تم متوجہ ملک گجرات باشید تا کار قَاتَلُوْا وَقُتِلُوْا کہ نسبت بشما کردہ ایم دراں موضع ظہور خواہد یافت۔" (تذکرہ ب)

بندگی میاںؓ نے دہم کے بعد اپنے سر کے بال ترشوا کر حضرت امام علیہ السلام کے مزار کے پائین دفن کئے اور حضرت امام علیہ السلام کے فرمان سے صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعتِ کثیر کے ساتھ راہی گجرات ہوگئے۔ گجرات میں آکر سب سے پہلے رادھن پور سے پانچ کوس (۷½ میل) موضع کامل پور کے تالاب پر دائرہ باندھا۔

اگرچہ کہ ایک طرف ہجرت۔ اخراج۔ ایذا۔ علما اور مشایخ کی بیجا مخالفتیں حکام سلطنت کا بلا وجہ تشدد۔ وغیرہ ہر قسم کی تکلیفیں سیدنا مہدی علیہ السلام اور آپ کے صحابہؓ نے راہ خدا میں آئے دن اٹھائیں۔ لیکن وہ سرے پہلو پر ان مصیبتوں کے مقابلہ میں مذہب کی اشاعت بھی گجرات میں ایسی ہوئی کہ بڑے بڑے امرا۔ بڑے بڑے علما۔ بڑے بڑے مشایخ اسی سرزمین گجرات میں تصدیق مہدیؑ سے مشرف ہوئے۔ اسی طرح ہزارہا مردوں اور عورتوں نے اپنے آبائی پیروں کو چھوڑ کر حضرت امام علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کرلی۔ پس بعثت سے مراد آپ کا دعویٰ مہدیت ہے۔ جس کا وقوع گجرات میں ہوا۔

حضرت امام علیہ السلام فرماتے ہیں

م "پس از من کسانے باشند کہ برایشاں اقامت دین شود چنانچہ پس از مصطفٰے شدہ بود۔ اما آں خلافت بظاہر تعلق داشت و ایں جا معنًا۔"

بندگی میاں سید خوندمیرؓ کی نسبت فرماتے ہیں۔

"بندہ بفرمانِ خدا می فرستند۔ خدائے تعالیٰ برائے زیادت کردن و روشن ساختن دین خود خود

خواہد آورد۔" (ب ۱۲۵)

ب ۱۳۰ ۔ اس کے علاوہ سیدنا مہدی علیہ السلام نے حضرت صدیق ولایت کو یہ بھی بشارت دی ہے کہ۔

"یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ۝ وَّدَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا۔ (۳۳) درشانِ شماست۔" [۱] (انتخاب ب ۱۱)

ترجمہ۔ (اے نبی تبعاً بندگی میاں) ہم نے تم کو

(۱) **شاہد** (یعنی رویت حق اور حق بات کی) گواہی دینے والا۔ اور

(۲) **مبشر** (یعنی صالحین امت اور بینایان حق کو خوشنودیِ خدا کی) خوشس خبری دینے والا۔ اور

(۳) **نذیر** (یعنے گنہگاروں اور رویت حق سے نابیناؤں کو خدا کے غضب سے) ڈرانیوالا اور

(۴) **داعی الی اللہ** (یعنے اللہ کے حکم سے اُس کے (دین و دیدار) کی طرف لوگوں کو بُلانے والا۔ اور

(۵) **سراج منیر** (المختصر سب کو جامع صفت یہ ہے کہ) آپ کو اللہ نے دین کا روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے۔ اس لئے آپ کی ذات (تبعاً) صفاتِ بالا سے مُبشّر اور سراج منیر ہے۔

اِس بشارت سے اور اِس قسم کی اَور بھی بشارتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ

حضرت صدیق ولایتؓ کو گجرات بھیجنے میں حضرت امام علیہ السلام کا یہی مقصود تھا کہ پہلے مذہب کی اشاعت ہو چنانچہ سات لاکھ مہدویوں میں سے تین لاکھ مردوں اور عورتوں نے خاص آپ کے دست مبارک پر بیعت کی۔ پھر آپ کی شہادت کے بعد یہ تعداد تجاوز کر کے تابعین اور تبع تابعین کے زمانہ میں دس لاکھ تک پہنچ گئی۔

پھر حضرت مہدی علیہ السلام کی تبعیت میں ہجرت، اخراج، ایذا، علما کی افترا پردازیاں مشایخین کی متعصبانہ مخالفتیں، حکام سلطنت کا بیجا تشدد، وغیرہ انواع واقسام کے مظالم متواتر بیس سال تک برداشت کرتے رہیں (ملاحظہ ہو بشارت نمبر ۱۰۷) اور بالآخر اسی سرزمین گجرات میں بحیثیت بدلۂ ذاتِ مہدی شہادتِ مخصوصہ کا وقوع بھی ہو چنانچہ یہ سب باتیں حسب بشارتِ حضرت مہدی علیہ السلام وقوع میں آئیں ۹۳۰ھ میں آپ کی شہادت

---

[۱] یہ بشارت فصلِ رویت میں لکھنے کی تھی لیکن سہواً نقل کرتے وقت بھول گیا۔ اور فصل رویت چھپ جانے کے بعد نظر پڑی اسلئے ضرورتاً یہاں درج کر دی گئی۔

ہوئی اور حضرت کی بشارت کے موافق سر جدا۔ تن جدا۔ پوست جدا کیا گیا۔ اور تین جگہ مدفون ہوئے۔ اِنَّ فَضْلَهٗ کَانَ عَلَیْکَ کَبِیْرًا۔ ب۵ ترجمہ (اے محمد) بیشک اللہ کا تم پر (تبعاً حضرت خلیفۃ اللہ پر) ماٹراہی فضل ہوا۔

ب ۱۳۱ - سیدنا مہدی علیہ السلام کے وصال کے ایک سال بعد بندگی میراں سید محمود رضؓ کو بھی روح پُر فتوح حضرت مہدی علیہ السلام سے معلوم ہوا کہ

"ازیں جا روانہ شوید و بطرفِ گجرات بروید کہ بریں زمین قہر نفض پیدا خواہد شد" (شواہد ب ۳۵)

م

آپ بھی حسب ارشادِ حضرت امام علیہ السلام ایک جماعت کثیر کے ساتھ فرح مبارک سے روانہ ہوئے اور راستوں میں دائرہ کی نیو ڈالتے ہوئے دو سال میں تقریباً سوا ہزار میل کی مسافت طے کر کے بھیلوٹ تشریف پہنچے اور دائرہ باندھا۔ یہاں آپ کے مبارک قدموں کی برکت سے دائرہ کی زمین حسب فرمودۂ حضرت امام علیہ السلام

"گجرات معدن عشق است" (ب)

معدن دیدار بن گئی۔ اس لئے اس مقام کو گروہ مقدسہ میں **سعادت آباد** کہتے ہیں (رویت سے بہتر سعادت اور کیا ہوسکتی ہے!) لیکن افسوس کہ یہ نام عام طور سے مشہور نہ ہوا۔

ب ۱۳۲

سنہ ۹۱۳ کے اواخر میں حضرت ثانی مہدی رضی اللہ عنہ کی تشریف آوری کے بعد ایک وقت صحابہ رضؓ کے مجمع کثیر میں اس بات پر بحث ہوئی کہ

"ہم میں صاحب فضل کون ہے؟"

بندگی میاں ولی جی نے انصاف نامہ باب ہفدہم میں اس کی کیفیت اس طرح بیان فرمائی ہے۔[۱]

"در موضع بھیلوٹ اجماع شدہ بود۔ و دریں اجماع حکایتِ فضل ہم بود۔ بعضے یاراں گفتند کہ

ق "میاں سید خوندمیرؓ خود را بریاراں فضل می دہند"

بندگی میاںؓ فرمودند

خ "بندہ گاہے خود را فضل نہ دادہ است بریاراں۔ چرا کہ حضرت میرانؑ دائم فنا و نیستی فرمودند۔ ایں فضل دادنِ خود را صفتِ ہستی است"

بعضے یاراں فرمودند کہ

ق "حضرت میرانؑ کدام وقت میراں سید محمودؓ و میاں سید خوندمیرؓ را بشارتِ تخصیص دادند؟"

[۱] - یہ کیفیت بشارت نمبر ۳ میں لکھ دی گئی ہے۔ لیکن یہاں عند الضرورت مکرر لائی گئی۔

بعدہ وقت عصر میاں سید محمودؓ و میاں سید خوندمیرؓ برابر ایستادہ بودند در نماز۔ میاں سید خوندمیرؓ
را از حق تعالیٰ فرمان شد کہ

۱۳۱ب "فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ" (پ ۱)

بعدہٗ بندگی میاںؓ بعد از نماز در گوشِ میراں سید محمودؓ گفتند کہ

"ایں چنیں فرمان می شود"

بعدہٗ بندگی میراں سید محمودؓ بآوازِ بلند فرمودند

ث "آمَنَّا وَصَدَّقْنَا"

بعدہٗ بندگی میاںؓ ایں بیت خواندند ؎

خ خدا از عابداں آں را گزیند — کہ در راہِ خدا خود را نہ بیند

۱۳۲ب۔ بندگی میاںؓ را فرمانِ حق تعالیٰ باعتاب شد کہ

پ "چرا حق پوشی کردی کہ فضل ہر دو کساں را دادیم بریاراں۔"

بندگی میاں سید خوندمیرؓ عرض کردند

"اے خداوند تعالیٰ چیزے حجتے باید۔"

فرمان شد کہ

۱۳۳ب ایں آیت حجت است مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَ
مِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ (پ ۱)

"حضرت میراںؑ برادراں را بشارت دادند ولیکن بشارتہائے دو کساں چوں درمیانِ فرشتگاں
جبرئیل و میکائیل تخصیص اند۔"

مزید صراحت کے لئے ملاحظہ ہو بشارت نمبر ۸۳۔ وہاں سیدنا مہدی علیہ السلام کی زبان مبارک سے بشارت دی گئی ہے،
یہاں بارگاہ خداوندی سے۔ وہاں آیت کا حوالہ نہیں ہے، یہاں آیت سے بشارت دی گئی ہے۔ بشارت نمبر ۸۳ فرح مبارک
میں دی گئی ہے اور یہ بشارت بھیلوٹ شریف میں۔ ان وجوہات سے علیحدہ نمبر دیا گیا۔

۱۳۴ب۔ جس زمانہ میں بندگی میاںؓ کا دائرہ بندر جیول (ملک خاندیس) میں تھا آپ کے فقراء پر فقر و فاقہ اس
شدت سے تھا کہ ساڑھے چار سو فقیر نعمت اَلْجُوْعُ طَعَامُ اللّٰهِ (حدیث) سے سیر ہو کر شہید ہو گئے حالانکہ اس

وقت ارزانی اِس قدر تھی کہ ایک پیسے کو پانچ سیر چانول (یعنی ۱/۴ ۲ سیر) ملتے تھے۔ اُس وقت بندگی میاںؒ کے دل میں یہ خیال آیا کہ الٰہی فقیروں پر فاقہ کی سخت تکلیف ہے۔ اُسی وقت غیب سے ندا آئی کہ

"اے سید خوندمیر اگر بگوئی تمام در و دیوار و زمین جیول ہمہ طلا کردہ ہمی دہم در بابِ ایشاں خرچ کن و در روزِ قیامت مقدار ایک حبہ حساب نخواہم کرد"

ب ۱۳۳

بندگی میاں نے عرض کیا خداوندا۔ بندہ ہی کا قصور ہے جو یہ خطرہ آیا۔ وہ تو تیری ذات کے سوا کوئی چیز نہیں چاہتے تو اُن کو اپنے دیدار سے مشرف فرما (دفتر اول کا ب ۵۔ انتخاب ۱/۱)

ب ۱۳۴۔ جن دنوں بندگی میاںؒ کا دائرہ جالور میں تھا (جو دے کر وہاں کے حاکم مسند نشین زبدۃ الملک علی شیر خاں اپنے مرشد بندگی میاںؒ سے بہت ہی عقیدت رکھتے اور فدائیت کا دم بھرتے تھے۔ لیکن مرشدانِ دائرہ ایک جا کب ٹھہر سکتے تھے؛ اشاعتِ مذہب اور فقرائے دائرہ کی باطنی پرورش یہ دو اہم امور ہر وقت اُن کے پیشِ نظر رہا کرتے تھے۔ بندگی میاںؒ جالور سے دائرہ اُٹھا کر بھدرے[1] والی تشریف لائے اور گاؤں کے باہر دائرہ کی نیو ڈالی۔

چونکہ آپ کے تابعین نے عرصۂ دراز سے پٹن شریف میں اپنے رشتہ داروں کی صورت نہیں دیکھی تھی اور یہ مقام پٹن شریف سے قریب ہوتا ہے اسلئے دائرہ کے بعض گھروں کو اپنے لواحقین سے ملنے کی خواہش ہوئی۔ اُن کو معلوم تھا کہ حضرت صدیق ولایتؓ ہرگز ہرگز اجازت نہیں دینگے اس لئے حضرت سے چھپ کر اپنے سگوں سے ملنے کیلئے پٹن چلے گئے۔ بندگی میاںؓ کو یہ بات معلوم ہونے پر سخت رنج ہوا اسلئے اپنے دائرہ کے فقیر میاں شہاب الدین اور میاں قطب الدین بن میاں یعقوب اور میاں علاء الدین بن رفیع الدین سے فرمایا کہ

"تم اونٹ لے کر فلاں راستے فلاں مقام پہ ٹھہرے رہو میں اونٹ پر سوار ہو کر نکل جاؤں گا۔"

(انصاف ب)

بندگی میاںؓ آخر شب کو ایسے نکلے کہ کسی کو خبر تک نہ ہوئی لیکن خوش سعادتی سے بندگی ملک حمادؓ کو معلوم ہوگیا بندگی میاںؓ حالتِ جذب و ہستیِ حق میں آگے آگے چل رہے تھے اور بندگی ملک حماد اس غرض سے پیچھے پیچھے جا رہے

---

[1] یہ مقام سدراسن سے دس میل پٹن طرف تھا۔ بارہویں صدی ہجری میں بناس ندی کو طغیانی آئی اُس وقت بہ جانے کی وجہ سے اسی نام سے دوسرا گاؤں آباد کیا گیا جو نئی بھدرے والی کہلاتا ہے۔ بندگی میاںؓ کا دائرہ قدیم بھدرے والی میں تھا۔ آپ کی شہادت کے بعد اس نئی بھدرے والی میں جو سدراسن سے تین کوس (ساڑھے چار میل) پر واقع ہے۔ کسی مرشد کا دائرہ نہیں ہوا۔

تھے کہ دیکھیں تو سہی حضرت کہاں تشریف لے جاتے ہیں! اونٹ والوں نے جو بقدر ے والی سے ایک دو کھیت کے فاصلہ پر بندگی میاں کے انتظار میں ٹھہرے ہوئے تھے ایک شخص کو اپنے آقا کے پیچھے پیچھے آتے دیکھ کر خیال کیا کہ یہ راز دائرہ کے فقیروں کو معلوم ہوگیا اسلئے اونٹ آگے آگے لیجانے لگے اور بندگی میاںؓ اور بندگی ملک حمادؓ پیچھے پیچھے چلنے لگے۔ راستے چلتے چلتے بندگی میاںؓ کے کپڑے کا دامن خاردار جھاڑی سے لگ گیا۔ آپ وہیں بیٹھ گئے اور حالتِ جذب واستغراق میں اللہ تعالیٰ سے عرض کرنے لگے کہ

خ "خداوندا! میں تیرا ادنیٰ بندہ ہوں۔ مسندِ مہدی علیہ السلام پر بیٹھ کر ارشاد، اور بیانِ قرآن، اور پسخوردہ، اور سویت کرنے کے لایق نہیں ہوں"

غیب سے ندا آئی کہ

۱۳۴ ب "اے سید خوندمیر ترا برگزیدیم و ترا بجائے سید محمد نشستن گردانیدیم و چندیں خلعتہا ترا دادیم و معانی قرآن ترا معلوم گردانیدیم" (انصاف ب)

خاتم سلیمانی گلشن ششم چمن اوّل میں لکھا ہے کہ

۱۳۴ "اے سید خوندمیر من ترا برگزیدم، و بجائے نشستنِ سید محمد سزاوار گردانیدم، و ترا قرآن میراث کرده دادم، و چند حکمتہا و خلعتہا ترا عطا کردم، و معنیِ قرآن بر تو کشادم و در علم مرادِ من ترا الہام بخشیدم"

بندگی میاںؓ نے تین مرتبہ عجز و انکسار کیا لیکن بارگاہِ خداوندی سے یہی جواب ملا کہ

۱۳۴ "ایں حکایتہا بگزار کہ مرا با تو بسیار کار است کجا می روی"۔ (انصاف ب و خاتم)

سبحان اللہ! اِس ایک بشارت میں آٹھ اعلیٰ اعلیٰ بشارتیں متضمن ہیں۔

۱۔ "اے سید خوندمیر ہم نے تم کو برگزیدہ کیا"

۲۔ "اور سید محمد (مہدی موعودؑ) کی مسند پر بیٹھنے کے لایق بنایا"

۳۔ "اور تم کو قرآن کا ورثہ عطا کیا"

۴۔ "اور حکمتیں اور خلعت عنایت کئے"

۵۔ "اور قرآن کے معنی تم پر کھول دئے"

۶۔ "اور علم مراد اللہ (یعنی علمِ لدُنی) تم کو الہام کیا"

۷۔ "ہم کو تم سے بہت کام لینے ہیں۔"

۸۔ "کہاں جاتے ہیں! دائرہ کو واپس جاؤ۔"

ارشادِ خداوندی سن کر حضرت صدیق ولایتؓ ہوش میں آ گئے۔ دیکھا کہ بندگی ملک حمادؓ پیچھے کھڑے ہوئے ہیں۔ آپ کو نزدیک بلایا، اور پوچھا کہ دائرہ کا راستہ کدھر ہے؟ آپ دونوں دائرہ کو روانہ ہوئے۔ راستے میں بندگی ملک حمادؓ نے حضرت سے استفسار کیا کہ

ق "میاں جی۔ میرے کان میں دو آوازیں آ رہی تھیں ایک آواز تو خوندکار کی تھی۔ دوسری کس کی تھی؟"

آپ نے فرمایا

خ "وہ آواز منجانب اللہ تھی"

اللہ اللہ اِس قدر کمالاتِ لدنیہ کا تاج فرقِ مبارک پر جگمگاتے ہوئے خاکساری و نیستی کا وہ عالم تھا جو اس واقعہ سے ظاہر ہے ہر زمانہ میں مسندِ ارشاد پر بیٹھنے والوں کے لئے یہ بہترین نصیحت و عبرت ہے۔

ب۱۳۵ ۔اِن ہی ایّام میں بارگاہِ خداوندی سے یہ بشارت ہوئی کہ

"اے سید خوندمیر ہم کو تمہارے بچپنے، جوانی، اور بوڑھاپے کا ہنگام پسند آیا (خلاصہ حصہ دوم) ب۱۳۵

ب۱۳۶ ۔ناظرین با تمکین پہلے ہی ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ سرکاری فوج نے زیر سرداریِ عین الملک کڑی آ کر چند روز اِس غرض سے مقام کیا کہ جنگ کے ہتیار اور ساز و سامان درست کر لیں۔ لشکر سلطانی میں میاں قاضی شہباج حسینی الملقب بہ الکتاب ایک سلیقہ شعار، فریس، تجربہ کار، اور عین الملک کے سکرٹری (معتمد) تھے عین الملک نے چاہا کہ بندگی میاں سید خوندمیرؓ کو ایک خط بھیج کر سطوتِ سلطانی و شوکتِ شاہی سے اُن کے دلوں میں رعب ڈالا جائے اور زبانی پیغام میں بھی دھمکیوں پر دھمکیاں دی جائیں۔ اِس کام کے لئے میاں قاضی شہباج کو منتخب کیا کیونکہ آپ حضرت صدیق ولایتؓ کے ہم مذہب ہونے کے علاوہ سب طرح کی قابلیت رکھتے تھے۔ قاضی صاحب خط اور پیغام کے ساتھ حضورِ اقدس میں جانے کے لئے روانہ ہوئے۔ خدمت والا میں پہنچتے ہی بڑی عقیدت اور فدائیت سے بندگی میاںؓ کے قدمبوس ہوئے اور عین الملک کا خط پیش کر کے زبانی پیغام بھی عرض کیا۔

خط کا مضمون پڑھ کر حضرت صدیق ولایتؓ نے بہت ہی جوشیلے الفاظ میں جنگ کی آمادگی کا اظہار فرمایا قاضی شہباج نے عرض کیا۔

ق "خوندکار۔ حضرت میراں علیہ السلام تو بارگاہِ سلطانی سے فرمانِ اخراج آتے ہی روانہ ہو جاتے تھے پھر آپ حضرت کی پیروی کیوں نہیں کرتے؟"

بندگی میاںؓ نے فرمایا

خ " قاضی صاحب۔ حضرت میراں علیہ السلام کبھی کسی بادشاہ کے حکم سے نہیں نکلے بلکہ فرمان خدا اور منشاءِ حضرت رسول اللہؐ کے موافق جس مدت تک ٹھہرنا ہوتا ٹھہرتے اور جب فرمان ہوتا روانہ ہو جاتے۔"

قاضی صاحب نے عرض کیا

ق " میاں جی۔ آپ حضرت خاتمین علیہما السلام سے علٰحدہ کب ہیں آپ بھی منشاء معلوم کر کے اُس پر عمل کریں۔"

بندگی میاںؓ نے فرمایا

" حضرت خاتم النبی اور خاتم الولی علیہما السلام کی ارواحِ پاک موجود ہیں اور ارشاد ہو رہا ہے کہ

ب ۱۳۶ الا ان القضا قد مضٰی۔ فان صبرت فانت ماجور۔ و ان جزعت فانت مھجور۔ استوار باشید۔ ترجمہ۔ سنو جی قضائے الٰہی سے حکم جاری ہو گیا ہے وہ تو ہو کر رہیگا اگر اس پر صبر کرو گے تو اجر دئے جاؤ گے اور اگر جزع و فزع کرو گے تو (ہماری نظروں سے) دور ہو جاؤ گے۔ بس ثابت قدم رہو۔" (حاشیہ)

خ بندہ سہ کرت متوجہ شد فرمان حق شود کہ " الا ان القضا قد مضٰی..... ہر سہ کرت ایں جواب شد۔ اکنوں مارا چہ امر ماندہ است۔" (الصاف ب ۱۶)

یہ سن کر میاں قاضی شہتاج زار و قطار روتے ہوئے کہنے لگے کہ

ق " جن کو نبی مہدی سے یاری و نصرت ہو وہ کیسے نکل سکتے ہیں! آپ کو کس کا ڈر ہے! بس خدا ہی کو اپنے دین کے حفاظت کی فکر ہے۔" (خاتم گ ب ۱)

قارئین کرام پہلے ہی پڑھ چکے ہیں کہ بشارت نمبر ۷۰ افرح مبارک میں دی گئی تھی اور یہ بشارت کھال بھیل میں۔ وہ بشارت ۹۱۰ھ میں دی گئی تھی۔ یہ بشارت ۹۳۰ھ میں۔ وہ بشارت سیدنا مہدی علیہ السلام نے بندگی میاںؓ کو روبرو میں دی تھی۔ یہ بشارت آپ کو ارواح خاتمین علیہما السلام سے معلوم ہوئی۔ بنظر وجوہاتِ بالا علٰحدہ بشارت قرار دی گئی۔

حضرت صدیق ولایتؓ نے اللہ تعالٰی سے عرض کی

ب ۱۲۰ "من برائے جنگ می روم ۔ اکنوں اہل وعیال مارا چہ حکم است"؟

ارشاد ہوا

ب ۱۲۰ "اے سید خوندمیر اہل وعیال تو در گھولۂ [دامن] من اند ۔ تو بے فکر شو"

جنگِ بدرِ ولایتِ اوّل کے روز میدانِ جنگ میں حضرت صدیقِ ولایتؓ نے فرمانِ خدا سے سر اُٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا تو فرشتے پرے باندھے ہوئے ہیں اور ہر فرد میان سے چار انگل تلوار کھینچے ہوئے جنگ کے لئے تیار ہے ۔

بار دیگر ارشادِ خداوندی ہوا کہ

ب ۱۲۱ "اے سید خوندمیر ۔ تیغ تو تیغِ ماست ۔ اگر تو تیغ زنی کسے زندہ نماند اگر امروز ہفت سطفر باشند از پیشِ تو ہمہ بگریزند"

آپ نے یہ فرمان سن کر شمشیر فوراً میاں میں کر لی اور ہاتھ میں نیزہ لے کر لڑنا شروع کیا ۔

تاریخ ۲۶ ذی الحجہ ۹۲۶ھ جمعرات یعنی ستائیسویں رات کو بمقام کھانبیل بارگاہِ خداوندی سے ارشاد ہوا کہ

ب ۹۰ "کہ اے سید خوندمیر امشب ترا و کسانے کہ در دائرۂ تو امشب بودہ اند ایشاں را از حضرت ما تشریفہا و خلعتہا عطا کردیم وعنایت نمودیم ۔ یکے ازاں تشریفہا این است کہ گوشت و پوست و استخوانہا و موئے موئے ترا فنا بخشیدیم ۔

اسی ماہ ذی الحجہ کی تاریخ ۲۷ جمعرات کی صبح کو بندگی میاںؓ کی ہمشیرہ بی بی خوانزاؓ آپ کے سر مبارک میں کنگھی کر رہی تھیں اُن سے فرمایا کہ

"بروید ہمہ برادران وخواہراں ۔ چہ خورد ۔ چہ کلاں ۔ وچہ عاکفاں وچہ زائراں را خبر کنید و ندائے عام در دہید کہ ہر یکے دوگانۂ شکرانہ ادا کند کہ حق تعالیٰ امشب بر شما چندیں خلعتہا و تشریفہا عنایت کردہ است و مرحمت نمودہ است یکے ازاں خلعتہا ایں است کہ فرمانِ حق تعالیٰ می شود کہ

ب ۹۱ "اے سید خوندمیر ہر کہ دریں شب در دائرۂ تو ساکن بود مرد یا زن ۔ خورد یا بزرگ ۔ عاکف یا زائر ۔ از دے خوشنود شدیم وجملہ گناہانِ او بیامرزیدیم و ایمانِ قطعی عنایت نمودیم و نجاتِ ابدی بخشیدیم"

ترجمہ

" جاؤ۔ اور تمام بھائیوں اور بہنوں کو، خواہ وہ چھوٹے ہوں یا بڑے، چندروز کے لئے دائرہ میں ٹھہرنے کی غرض سے آئے ہوں یا ملاقات کے لئے، سب کو خبر کرو اور عام اطلاع دے دو کہ ہر شخص دوگانۂ شکر اللہ پڑھے کیونکہ آج کی رات ذوی الحج کی ستائیسویں رات، اللہ تعالیٰ نے تم پر بہت ساری نوازشیں مرحمت فرمائی ہیں جن میں سے ایک عطیہ (لیلۃ الایمان اور لیلۃ النجات) یہ ہے کہ

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہو رہا ہے کہ اے سید خوندمیر، جو شخص آج کی رات تمہارے دائرے میں موجود ہے، مرد ہو یا عورت، چھوٹا ہو یا بڑا، چندروز کے لئے آیا ہوا ہو یا صرف ملاقات کو، اُس سے ہم خوش ہوئے، اُس کے تمام گناہ معاف کر دئے، اور ہم نے اُس کو ایمانِ حقیقی عطا کیا، اور نجات ابدی مرحمت فرمائی "۔

بارھویں فصل

آپ کی شان میں آیتیں اور حدیثیں

مِن حیث المجموع

بندگی میاں رضی اللہ عنہ کے اعلیٰ اخلاق علوِ مرتبت۔ رویتِ خاص۔ شہادتِ مخصوصہ وغیرہ کی نسبت جو جو آیتیں اور حدیثیں گذشتہ اوراق میں درج ہو چکی ہیں اور جو آیتیں اور حدیثیں ہنوز قلمبند نہیں ہوئیں وہ سب کی سب اس فصل میں لائی گئی ہیں تاکہ متفرق اوراق میں بکھری ہوئی آیتیں اور حدیثیں ایک جا جمع ہو جانے سے مِن حیث المجموع قارئینِ کرام کے ذہن نشین رہیں۔

وھو ھذا

[۳۰ تیس آیتیں۔ چار حدیثیں جملہ چونتیس ۳۴]

حضرت امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

۱۔ "فرمانِ حق تعالیٰ می شود کہ آیۂ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (۱۸/۱۱) ......

درحق سید خوندمیر است .... " (ب ۲۳)

۲۔ فرماتے ہیں کہ " بھائی سید خوندمیر۔ بیائید۔ خوش آمدید۔ خدائے تعالیٰ مقصود خود می کند۔

ذات شما سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا ناصرِ ولایتِ مصطفےٰ است۔ محمد مصطفیٰ برائے نصرتِ ولایت خود ناصر خواستہ بودند کہ وَاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا (پ۱۵) مراد ازین ذاتِ شماست۔ (ب۳٦)،

۳۔ فرماتے ہیں کہ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ وَقَلِیْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ۔ (پ۲۷) مراد از قَلِیْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ میران سید محمود و میاں سید خوندمیر ہستند" (ب۳۹)

۴۔ فرماتے ہیں کہ "وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّیْطٰنَ اِلَّا قَلِیْلًا (پ۵) مراد از قلیلاً ذاتِ میران سید محمود و میاں سید خوندمیر است" (ب۴۰)

۵۔ ایک موقع پر آیۂ "ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ (پ۱۰) بندگی میاںؓ کی شان میں فرمائی (ب۴۵)

۶۔ سیدنا مہدی علیہ السلام نے آیۂ قُلْ هٰذِهٖ سَبِیْلِیْٓ اَدْعُوْٓا اِلَی اللّٰهِ عَلٰی بَصِیْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ (پ۱۳) پڑہی اور فرمایا کہ مراد از مَنْ (یعنی جس نے) ذاتِ بندہ است۔ پھر بندگی میاںؓ سے مخاطب ہو کر آپ نے یہی آیت پڑہی اور فرمایا کہ

"چنانچہ بندہ قدم بر قدم محمد مصطفیٰ است ہمچناں شما قدم بر قدم بندہ ہستید" (ب۴٦)

۷۔ ایک روز بیانِ کلام اللہ حضرت خلیفۃ اللہ نے فرمایا کہ "بھائی سید خوندمیر فرمان حق تعالیٰ می شود کہ اِنَّآ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ مراد از کوثر ذاتِ شماست" (ب۸۰)

۸۔ سیدنا مہدی علیہ السلام نے یہ آیت پڑہی "قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً قُلِ اللّٰهُ شَهِیْدٌ بَیْنِیْ وَبَیْنَكُمْ وَاُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْ بَلَغَ (پ۷) پڑہی اور بندگی میاں سید خوندمیرؓ سے فرمایا کہ "مَنْ بَلَغَ محمدؐ بندہ است وَمَنْ بَلَغَ بندہ شما اید یعنی بندہ بمنزلۂ محمدؐ رسیدہ است و شما بمنزلۂ بندہ رسیدہ اید (ب۸۲)

۹۔ سیدنا مہدی علیہ السلام نے آیۂ "فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِیَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ (پ۳) پڑہی اور حضرت صدیق ولایتؓ سے فرمایا کہ

مراد تابع تام محمدؐ در اسلام بندہ است و تابع تام بندہ در اسلام شمائید" (ب۸۳)

۱۰۔ آپ نے اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ (پ۵) پڑھ کر فرمایا "بھائی سید خوندمیر مراد از رَسُوْلَ محمد مصطفیٰ و از اُولِی الْاَمْرِ مہدی۔ و اُولِی الْاَمْرِ مہدی

شما ہستید" (ب ۹۵)

۱۱۔ حضرت امام علیہ السلام نے یہ آیت پڑھی ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ج وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ج وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ط ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ (پ ۲۲) اور فرمایا "بھائی سید خوندمیر شما بہر سہ صفت ایں آیت موصوف ہستید" (ب ۹۶)

۱۲۔ ...... حضرت ولایتمآب علیہ السلام نے فرمایا "آرے بھائی سید خوندمیر بندہ را بسیار اشتیاق ایں صفت قُتِلُوْا وَ قُتِّلُوْا بود فاما اکنوں فرمانِ حق تعالیٰ چنیں می شود کہ شما خواہد شد" (ب ۹۷)

۱۳۔ سیدنا مہدی علیہ السلام نے آیہ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ (پ ۲۲) پڑھی اور فرمایا "بھائی سید خوندمیر مراد از سمٰوات انبیا۔ والارض اولیا۔ والجبال علما۔ فابین ان یحملنہا امتثال است۔ وحملہا الانسان مرذاتِ شماست" (ب ۱۰۱)

۱۴۔ فرمایا " وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ (پ ۲۸) درحق شماست۔" (ب ۱۲۳)

۱۵۔ اور فرمایا " وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ (پ ۲۶) درحق شماست" (ب ۱۲۴)

۱۶۔ اور فرمایا وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ج لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ج اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ (پ ۱۰) درحق شماست" (ب ۱۲۵)

۱۷۔ اور فرمایا " لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ (پ ۵) مراد ذات شماست" (ب ۱۲۶)

۱۸۔ اور فرمایا لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ (پ ۱۰) درشانِ شماست" (ب ۱۲۷)

۱۹۔ يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۙ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا۔ (پ ۲۲) درشانِ شماست (انتخاب ب)

۲۰۔ ارشاد خداوندی ہوا کہ این آیت حجت تست مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكَافِرِيْنَ (پ ۱) [ب ۱۳۲]

حدیثیں

۱۔ "بھائی سید خوندمیر شمارا واحنا اجسادنا واجسادنا ارواحنا ہستید" (ب ۹)

۲۔ فرمایا "چنانچہ بندہ را حکم خدا شد کہ اے سید محمد ترا مہدی موعود کردیم دعوی بکن وازخلق مترس الا ان القضا قد مضی، فان صبرت، فانت ماجور، وان جزعت فانك مجبور۔ ہمچناں بر شما خواہد شد۔" ب ۱۰

۳۔ فرمایا "الا ان القضا قد مضی، فان صبرت فانت ماجور، وان جزعت فانت مجبور۔ استوار باشید۔" ب ۱۳۶

۴۔ فرمایا۔ المھدی منی من ولد فاطمہ یعیش خمس عام ثم یموت علی فراشہ ثم یخرج رجل من ولد فاطمہ علی سیرۃ المھدی بقائد عشرین سنۃ ثم یموت قتلا بالسلاح۔" (ب ۱۳۵)

اِنَّ فَضْلَهُ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا۔

ترجمہ:۔ بیشک اللہ تعالیٰ کا تم پر بڑا ہی فضل ہے

تمام شد

دُعا

اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ ترجمہ: خدا کی طرف (یعنی خدا کو حاصل کرنے کے لئے) وسیلہ ڈھونڈو۔" اور ہندی مثل مشہور ہے" باڑ بغیر بیل چڑھتی نہیں" قاعدہ کی بات ہے کہ جتنا وسیلہ قوی اتنی ہی حصولِ مقصود کی اُمید زیادہ۔ اور جس قدر امید زیادہ اتنا ہی یقین بڑھا ہوا۔ اور جس قدر یقین بڑھا ہوا اتنی ہی حسب فرمانِ حضرت مہدی علیہ السلام "تصدیق بندہ بینائیِ خدا" کی شان روشن تر۔ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ۔ خداوندا۔ پیرِ پیراں و مرشدِ مرشداں بندگی میاں سید خوندمیر سید الشہدا صدیقِ ولایت حامل بارِ امانت رضی اللہ عنہ کے صدقے سے یقینِ کامل اور تصدیقِ حقیقی عطا فرما جو کہ رویت ہی رویت بینائی ہی بینائی زندگی کا مقصود اصلی اور ہمارے اس دنیا میں آنے کی علتِ غائی ہے۔ آمین۔

ضمیمہ

سب سے پہلے تیمّناً و تبرّکاً بندگی میراں سید عبدالحی المبشّر "روشن منور" بن بندگی میراں سید محمود ثانی مہدی رضی اللہ عنہما نے اپنے ایک خط[۱ھ] میں جو دو صرا بندگی میاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ کی شان میں مرقوم فرمایا ہے مع خط درج کیا جاتا ہے۔

"اے عزیزان دینداران، واے دوستانِ تقوی شعاراں، واے فرزندانِ سید الانبیا، واے مقتدایانِ جگر گوشۂ خاتم الاولیا، واے پیشوایانِ راستی وحاکمانِ دینی، واے میوۂ دلِ سلطانی[۲ھ]، حجۃ برہانی، واے آفتابِ نہانی، واے ہمنفسِ رحمانی، یعنی روشن[۳ھ] شارق شہاب الدین جبل سماء اللہ، واے محمود[۴ھ] محمد احمد عند اللہ، واے تشریف اشرف مشرفِ تشریف اللہ، وارثانِ ولایت، ومقیمانِ نبوت، وعمادانِ سماوات، ہمیشہ درصحت وعافیت صالح باشند۔

فقیر سید عبدالحی در دعاے جاں درازی، وسروچمن سرفرازی مشغول ایم۔ ثانیاً سید سعد اللہ را برائے تلقین طرف ایں کمین فرستید معلوم شد کہ خزائن اللہ پوشیدہ داشتہ سوے

۱ھ۔ آپ کی اس تحریر کا ایک ایک لفظ بتا رہا ہے کہ آپ کو فرزندانِ بندگی میاں رضی کے ساتھ کس قدر محبت و اخلاص و یکدلی تھی! اسی طرح فرزندانِ بندگی میاں رضی کو بھی آپ کے ساتھ کمال عقیدت اور محبت تھی۔ چنانچہ نقل ہے کہ بندگی میاں سید تشریف اللہ رضی اپنے فرزند بندگی میاں سید سعد اللہ رضی کو مرید کرانے کی غرض سے اپنے بڑے بھائی بندگی میاں سید شہاب الحق رضی کی خدمت میں چند فقیروں کے ساتھ تشریف لائے اُس وقت حضرت شہاب الحق رضی نے فرمایا کہ

"شمارا آں چناں جائے می فرستم کہ موافق وساز وار تلقین شدنِ ماست۔ شما بروید۔" میاں قبول کردند۔ ونیز از جانب خود فقیراں ہمراہ دادہ نزد حضرت روشن منور صاحب فرستادند۔ آں حضرت تربیت کردہ بہرسہ برادر صاحباں ایں جواب نوشتند۔ (اخبار الاسرار)

۲ھ۔ ملاحظہ ہو بشارت نمبر ۳۶ ذات شما سلطاناً نصیراً ناصر ولایت مصطفیٰ است۔ ۳ھ محمد احمد احمد محمود طریقت میں چار مرتبوں کے نام ہیں۔ مرتبۂ ہاہوت کو محمود کہتے ہیں (مقاماً محمودا ۱ھ) بندگی میاں سید شریف آپ کا نام اور تشریف اللہ آپ کا بشارتی لقب ہے۔ ۱۲

این بندہ می فرستید۔ برائے خاطرِ تمایاں نفسِ مہدی موعود کہ یا نقیم از خلیفہؓ او سید محمود ثانی مہدی رضی اللہ عنہ ..... (کچھ عبارت چھوٹ گئی ہے) ہر دو گواہ[1] در آں حاضر بودند۔ ازیں ذکر اللہ داد یم۔ سعد اللہ اسعد اللہ (اسد اللہ۔ اخبار الاسرار) گشت بسببِ اذنِ شما۔ ہمچناں سید حسین (آپ کے فرزند) را تلقین کنید۔ زیرا کہ معاملۂ مہدی و میاں دریں دوہرہ است بفہمید۔ دوہرہ

ایک جوت دو لوئیاں، ایک بات دو کان
ایک پریت دو سجناں، دو گھٹ ایک پران[2]

دعا و سلام فرزندان مع اہل خانہ، وجمیع صغار و کبار، و فقیران دائرہ۔ و حاضرانِ مجلس را سلام رسانند۔ (خاتم سلیمانی۔ درحالاتِ بندگی میاں سید سعد اللہ)

بندگی میراں سید قاسم رحمۃ اللہ علیہ حضرت صدیق ولایت رضی اللہ عنہ کی شان میں کیا فرماتے ہیں؟

[ماخوذ از مکتوبِ بندگی میاں شاہ قاسم مجتہد گروہؒ جو آپنے حضرت خاتم المرشدؓ کے خلیفے بندگی میاں منصور خاںؒ مصنّف جنۃ الولایتؒ کے خط کے جواب میں تحریر فرمایا ہے]

نامۂ نامی وصحیفۂ گرامی مرسولِ ایں صوب بود، رسید۔ بعد از اطلاع آں سرورِ نوری وبہجتِ ظہوری تنویر گردانید۔ درآں معلوم بود کہ خدام بندگی میاں سید خوند میرؓ را صدیقِ ولایت متشخص کردہ گویند۔ وشنیدیم کہ نظیرِ مہدی ہم می گویند، راست است۔ پس واضح باد کہ شما تلقینِ آں ذات خاتم المرشدؓ ہستند، وخلافتِ شما از آں ذات است کہ شما ازصحبتِ آں ذاتِ فیاض چوں آفتاب پرتوِ نور دارد، وجملہ گروہ مہدی در نورِ او منور اند، از من شما بہتر سماع دارید و دانستہ اید۔ ولیکن سوالِ شمارا

---

[1] ہر دو گواہ سے مراد حضرت مہدی علیہ السلام اور حضرت ثانیِ مہدیؓ معلوم ہوتا ہے۔ [2] ترجمہ: "دو آنکھیں دو اور نظر ایک کان دو اور بات ایک۔ ذاتیں دو اور محبت ایک جسم دو اور جان ایک" ــــ گویا کہ سیدنا مہدیؑ کے اس فرمان کی توضیح ہے جہاں آپ نے حضرت صدیق ولایتؓ کو ان الفاظ میں بشارت دی کہ ما و شما یک ذات و یک وجود ہستیم ..... (۲۶۶)، اسی طرح بشارت ارواحنا اجسادنا ...... (۷۹) سے ممتاز فرمایا۔

جواب نوشتن عین ثواب ۔ بداں سبب دو کلمہ بصوابِ اختصار کردہ شد ۔

ایں فقیر چنیں عقیدہ دارد کہ حماہا الانسان بندگی میاںؓ و سلطاناً نصیرا بندگی میاںؓ ، و حجۃ المہدی بندگی میاںؓ و بدر الولایت بندگی میاںؓ ، و سید الشہدا بندگی میاںؓ ، و وزیر خاصِ مہدی بندگی میاںؓ ، و صدیق ولایت بالجزم بندگی میاںؓ اند ہمچنیں نظیر المہدی و حقیقت ذاتِ بندگی میاںؓ است ولیکن در شریعت نظیر مہدی تعین بذات عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام است مثل آنکہ بھنگری (ڈکوری) یکے از دابہ است کہ او جفت تو الد و تناسل ندارد امّا بالہام اللہ یک دابہ را گرفتہ بخانۂ خود بردہ روز بیرون آرد ۔ او را ہمچوں خود گرداند ۔ اگر کسے آں ہر دو را بیند جدا کردہ گفتن نتواند کہ ایں کدام راست کردہ ہمچوں خود نمودہ آوردہ است یا ایں دیگرے پس در حقیقۃ مہدی علیہ السلام و بندگی میاں سید خوند میرؓ را بایں نوع پنداریم کہ مقلدِ خاص بقدر حوصلۂ خود ہمیں منوال عقیدہ داریم [نظم در تعریف حضرت صدیق ولایتؓ از قلم خود ۔ نظم ختم ہونے کے بعد یہ عبارت شروع ہوتی ہے ۔] چوں از مرتضیٰ علی رضی اللہ عنہ جملہ سلسلہا سے دینِ اسلام جاری است از قتال ، و از دعوۃ ، و از سخاوت ، و از امامت و حلمیت ، و مروت ، ہمچناں در مظہرِ ولایت ، بعد ختمِ ولایتِ امام مہدیؑ ایں ہمہ احکام از بندگی میاںؓ جاریست الی یوم الدین (خاتم سلیمانی جلد سوم ۔ گلشن یازدہم ۔ چمن اوّل) ۔

حضرت خلیفۂ گروہؓ بندگی میاںؓ کی شان میں فرماتے ہیں کہ

دُوہرا

محمدؐ ، مہدیؑ ، محمودؓ ، خُندمیرؓ تن چار
باطن میں یو ایک ہیں ، دو بوجے سو خوار

یعنی حضرت محمد مصطفیٰؐ اور حضرت مہدی مراد اللہؑ اور حضرت ثانیِ مہدیؓ اور حضرت صدیق ولایتؓ یہ چار رول ذاتیں باطن یعنی مرتبۂ فنا و یکتائی میں ایک ہیں جو ان میں دوئی یا غیریت سمجھے وہ خوار و خستہ ہے فقط

ماخوذ از

ریاضِ مُصدّقین

۱۳۰۵ھ

از

حضرت مُنوّر میاں صاحب المتخلص مُنوّرؒ

[... تصنیف ۱۳۰۵ھ]

[والد کا نام حضرت سید مصطفیٰ [illegible] ہے۔ بلدۂ حیدرآباد محلۂ بسیط پورہ (اصل نام بشیر پورہ) میں ۱۲۲۹ھ میں پیدا ہوئے۔ سلسلۂ نسب کے لحاظ سے آپ بندگی میراں سید اسحاقؓ بن بندگی میراں شاہ یعقوبؓ بن حضرت ثانی مہدیؓ کی اولاد سے ہیں۔ اور رشتۂ ننھیال کے اعتبار سے بندگی میاں شاہ یعقوب توکلیؓ کے فرزند کے نواسے ہوتے ہیں۔ آپ کے اجداد میں سید منجھو عرف منجھلے میاں صاحب ریاستِ بیجاپور کے وزیر ہونے کی وجہ سے وزیر منجھلے میاں صاحب کے نام سے مشہور ہیں۔

عربی فارسی میں ایک حد تک مہارت پیدا کرلی تھی۔ شاعرانہ دماغ پایا تھا۔ عالم شباب ہی میں دریائے موزونیت کی موجیں اُمنڈنے لگیں۔ رفتہ رفتہ ایک نازک خیال شاعر بن گئے۔ آپ کا زیادہ تر کلام حمد و نعت، بزرگوں کی منقبت، مذہبی، قومی، اور اخلاقی مضامین پر مبنی ہے۔ ساٹھ سال کی عمر میں ترک دنیا کرکے بیس سال فقیری کی اور اسی سال کی عمر میں بتاریخ ۱۲ رشعبان ۱۳۰۹ھ میں انتقال کیا اور بندگی میاں شاہ ابراہیمؒ کے حظیرہ میں مدفون ہوئے۔ آپ کا مزار مسجد سے حضرت کی چوکھنڈی کو جاتے ہوئے بائیں ہاتھ پر ہے۔

حضرت کے کسی قدر تفصیلی حالات ہماری قوم کے ایک نوجوان بی اے سید عبد الکریم صاحب سحابی نے جو رشتہ میں حضرت مرحوم کے بنی عم بھی ہوتے ہیں لکھ کر ماہواری رسالۂ المصدق بابتہ ماہ رمضان و شوال ۱۳۵۱ھ کے پرچوں میں شائع کئے ہیں شائقین ان پرچوں کو ملاحظہ فرمائیں۔ ہمیں امید ہے کہ اس رسالہ کے لائق اڈیٹر جناب سید محمود صاحب بالتخصیص گروہ مہدویہ کی موجودہ ضروریات کو پیش نظر رکھ کر اس قدر مفید بنائیںگے کہ قوم کے بچہ بچہ کی زبان سے یہی نکلے کہ "المصدق میرا ہے"

خداوند کریم سے یہ بھی التجا ہے کہ قوم کا دوسرا ماہواری رسالہ المہدی کو بھی اس کے اغراض و مطالب میں مستقیم رکھ کر روز بروز اس کی اشاعت میں ترقی بخشے آمین ——— آپ نے بندگی میاںؓ کے حالات نثر میں لکھ کر اخیر میں ایک قصیدہ لکھا ہے جس کی نقل مع عنوان قارئین کرام کے ملاحظہ کے لئے ذیل میں درج کی گئی ہے]

درمنقبت سید السادات منبع السعادات۔ امیر امراء الہادی۔ افضل الوزراء المہدی سید الشہدا۔ اسعد السعدا امیر کبیر۔ بدر منیر۔ امجد السادات۔ میاں سید خوندمیر صدیقِ ولایت نور اللہ وجہہ بالنوار

تجلیات الذات والصفات

قصیدہ

عرض وطول لامکانی ہے مکانِ خوندمیرؓ
سجدہ گاہِ مہر و مہ ہے آستانِ خوندمیرؓ

فدیۂ فرشِ محمدؐ گر ہوا جانِ علیؓ
نامِ مہدیؑ پہ ہو اقربان۔ جانِ خوندمیرؓ

سیدِ خنمیرؓ کا یہ چین ہے۔ ولایت گلستاں
خاتم دینؑ۔ عندلیبِ گلستانِ خوندمیرؓ

حورِ جنت ہے دیت میں حق شہدائے حسینؓ
روحِ روئیت خوں بہائے کشتگانِ خوندمیرؓ

بھول جاوے قصۂ مرد آزمائی ہفتخواں
رستمِ دستاں سنے گر۔ داستانِ خوندمیرؓ

یک مظفر کیا جو ہوتے ہفت ایسے بے ظفر
منہ پہ دھر لیتا انہیں یک یک جوانِ خوندمیرؓ

شل ہمیونا بل کئے تاراج باغ مصطفےٰؐ
حشر میں کس منہ اٹھینگے باغیانِ خوندمیرؓ

خشتِ دوزخ مالکؑ اپنے ہاتھ سے لاکر رکھا
جب زمیں پہ گھر بنائے دشمنانِ خوندمیرؓ

تھا شدِ خنمیرؓ مثل شہسوارِ لا فتیٰؑ
بادپا مانندِ دُلدُل زیرِ رانِ خوندمیرؓ

کردیا افواجِ شاہی کو یُوَلُّوۡنَ الدُّبُر
یَنۡصُرُنَّ اللہ تھا جو پشتبانِ خوندمیرؓ

کردیا فرزند کو پہلے فدا۔ مثلِ خلیلؑ
کرکے دیکھا خوب حق نے امتحانِ خوندمیرؓ

ہمعناں ہے ناقۂ شیخینؓ ورخشِ سیدینؓ
بارک اللہ شوکتِ محمودؓ وشانِ خوندمیرؓ

سیرِ پستی و بلندی یک قدم میں تھا تمام
عرش و کرسی ہے زمین و آسمانِ خوندمیرؓ

سلہ ملاحظہ ہو بشارت نمبر ۱۱۹۔ ۲ ۔ ۱۱۶ ۔ ۳ ۔ ۴ ۔ ۵ ۔ ۶ ۔

گر ہو وے نہ ہرگز مرہم کا فورِ صبح
سینۂ گردوں میں گر بیٹھے سنانِ خوندمیرؓ

واں کیا فرعون کو نابود۔ یاں عبیل کو غرق
آبِ نیل و آبِ تیغ غازیانِ خوندمیرؓ

معنیِ مضمونِ ما قال ھو اللّٰہ حق قلہا[1]
ہو گئی تحقیق ہنگام بیانِ خوندمیرؓ

خوانِ نعمت پر نہ فرمایا کسی کے التفات
تھا فقط محمودؓ چندے میہمانِ[2] خوندمیرؓ

نسبتِ اخوت[3] زبانِ پاک سے ثابت ہوئی
درمیان شاہِ محمودؓ و میانِ خوندمیرؓ

ہے تدارکا نبینہ خمیرِ شاہِ دو جہاں
من ھلک عن بینہ[4] نازل بشانِ خوندمیرؓ

فاختہ ہے عشق میں اُس کے دلِ روح الامینؑ
شاخ سدرہ تھا سہی سرو روانِ خوندمیرؓ

نوشِ رحمان رقص میں آویگا اُن کو دیکھ کر
حشر میں آوینگے جس دم عاشقانِ خوندمیرؓ

جب ترازو لا رکھینگے حشر کے بازار میں
پہلے تو لینگے متاعِ کاروانِ خوندمیرؓ

ہر کوئی سوغات لے جاتا ہے شاہوں کے حضور
سر ہے درگاہِ خدا میں ارمغانِ[5] خوندمیرؓ

کیف مد الظل[6] ہے قرآن میں ولایت کا نشان
مقتبس شانِ ولایت سے ہی شانِ خوندمیرؓ

دائرہ میں اُس کے جو آیا۔ اُسے بخشش[7] ہوئی
تھا حریمِ محترم دار الامانِ خوندمیرؓ

تھا خدا مہدی میں۔ لیکن دیکھنے والا ہے شرط
ہو گیا جو رازِ پنہاں تھا عیانِ خوندمیرؓ

گر درِ جنت میں ہوتا ہے کسی کو باریاب
ہو چکے یاں آستانے دربانِ خوندمیرؓ

جب شہ خمیرؓ نے یاں سے کیا عزمِ سفر
تھا ملک شہ[8] کی ذات پر بارِ گرانِ خوندمیرؓ

ہے ولایت کے خزانے کا محافظ الہدادؓ
خوندمیرؓ از آنِ مہدی۔ او از انِ خوندمیرؓ

بوستانِ خمیرؓ چھابو جیؓ و سیدن جیؓ نہال
اور ملک جیؓ نخلبندِ بوستانِ خوندمیرؓ

عشق جیون پور سے نکلا بسا گجرات[9] میں
لامکانی کو پسند آیا مکانِ خوندمیرؓ

لاش میرا پھینک دو اُس کی گلی میں۔ زہے نصیب
استخواں میرے اگر کھا دیں سگانِ خوندمیرؓ

نقدِ جاں دے کر لیا کالا ے اللّٰہ اشتریٰ[10]
سر فروشی سود و سودائے دکانِ خوندمیرؓ

اے منور کعبۂ گجرات سے آئے ہیں لوگ
تو بھی کر چل کر طوافِ حاجیانِ خوندمیرؓ

۱۔ پ ۲۴۔ ۲۔ اس میں اشارہ ہے اُس واقعہ کی طرف جبکہ حضرت صدیق ولایتؓ نے تمام مال و اسباب حضرت ثانی مہدیؓ کی خدمت میں بمقام رادھن پور پیش کر دیا تھا۔ ۳۔ ب ۳۔ ۴۔ ب ۱۳۷۔ ۵۔ ب ۱۳۳۔ ۶۔ ۱۹/۲۸۔
۷۔ ب ۹۱۔ ۸۔ یعنی بندگی ملک الہداد خلیفۂ گروہؓ۔ ۹۔ ب ۲۔ ۱۰۔ ۱۱/۲۔

تعارفِ مصنف و تاریخ طبع از جناب سید خوندمیر صاحب تبیین (حیدرآبادی)

بن حضرت سید قاسم صاحب بن حضرت میاں سید علیف غازی رحمۃ اللہ علیہما

حضرت قطب دینِ پالن پور — ہست یک مرد خوب[1] نیاب نہاد

واقفِ دینِ مہدیِ موعود — عارفِ ذاتِ پاک ربِّ عباد

متوکل - فقیر - مستغنی — زاہد دنیائے دوں گسستہ وداد

ہادیِ و رہبرِ طریقِ امام — حامیِ دینِ پاکِ خیرِ عباد

ئے نہ رفتہ قدومش از مسجد — بدرکس گہے ز روے وِداد

ہست[2] محصور فی سبیل اللہ — موجب منشاءِ خدائے عباد

آشتی باشدش ز صلح واماں — کینہ باشد و راز بغض و عناد

دوست دارد بدوستانِ حق — دشمنی باشدش ز اہل فساد

راست بازی شعار او دایم — زور را دخل گہہ نہ در خود داد

ہمچو گفتارِ او بود عملش — ہر عمل نقد کیسۂ نقاد

نصبِ عینش[3] اشاعت مذہب — مقصدِ خاص خدمت امجاد

گرچہ[4] ناحق ہمہ بدش گفتند — بر لبش نامدہ گہے فریاد

بلکہ ما بارہا چنیں دیدیم — در سپاس خدائے چنیں داد

ایک سنت[5] بمجلش قایم — وے کہ بدعت بمحفلش برباد

---

[1] حضرت کی عرفیت خوب میاں ہے اس لئے دوسرے توصیفی الفاظ پر اس لفظ کو ترجیح دی گئی۔ [2] لِلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ أُحْصِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ ضَرْبًا فِي الْأَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ أَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُم بِسِيمَاهُمْ (ع) ترجمہ (جو کچھ دینا ہے وہ) اُن فقیروں کا حق ہے جو اللہ کی راہ میں گھرے بیٹھے ہیں۔ (اپنا مقام چھوڑ کر کہیں) جا نہیں سکتے (جو شخص اُن کے حال سے) بے خبر ہے وہ اُن کی خود داری کی وجہ سے اُنکو غنی سمجھتا ہے (لیکن) تو اُن کی صورت حالت پہچان لے گا کہ وہ کیسے ہیں۔ (پ ۳) کی طرف اشارہ ہے۔ اس آیت میں جو صفات مذکور ہیں بفضلِ خدا حضرت میں حسب قابلیت موجود ہیں۔ [3] آپ کی تصنیفات و تالیفات کی طرف اشارہ ہے۔ [4] ابنائے زمان بے وجہ جب حضرت کو ناروا کہتے تو حضرت فرماتے کہ یہ طعن و تشنیع تو پیغمبروں اور اہل اللہ کا ورثہ ہے خدا نے مجھے بھی اس ورثے سے بہرہ عطا فرمایا۔ اس پر شکریہ کا دوگانہ ادا کرتے اور چائے وغیرہ با حضر حاضرین میں سویت فرماتے۔ [5] جو لوگ حضرت کی صحبت میں رہے ہیں ان پر اچھی طرح واضح ہے کہ احکام شریعت اور [باقیہ]

ذاتِ والائے آں ستودہ صفات	ہست لاریب رہنما و ہاد
رخصت از پیشِ او بشد رخصت	بر عظیمت چناں قدم بنہاد
ذکر گر ہست ذکرِ مولا ہست	فکر گر ہست فکرِ روزِ معاد
کردہ ویران خانۂ گل را	خانۂ دینِ خویش کرد آباد
از دمِ ترکِ دنیا تا ایں دم[۵۱]	رخ نہ کردہ ست جانبِ اولاد
کاسبے[۵۲] را کرشمہ بود کہ گدا	داد تعظیم۔ کس ندارد یاد
می[۵۳] نوازد بہر امیر و غریب	حسبِ مقدور و حسبِ استعداد
ہمتش دستگیر و حامی او	طالبے را کہ خواستہ امداد
ہر کسے رہنمائیش بگرفت	درِ مقصد بروے او بکشاد
چوں بہ بینیم حال و قالِ او	دورِ اسلاف می بیاید یاد
اے خوشا بخت آں نکو فرجام	ہر کہ دستش بدستِ او در داد
شاد دار اے خدا بدیدارش	اندریں روزگار و یومِ تناد
بطفیلِ امامِ مہدی دیںؑ	بمحمدؐ و آلہِ الامجادؓ
جمع فرمود مژدہ ہائے امامؑ	آں کہ از امرِ رب میاںؓ را داد
ہم فضائل ثبت بالتفصیل	ہم حواشی بر آں بکرد زیاد
شرحِ ہر امر را چناں دادہ	گویا آئینہ پیشِ تو بنہاد

[حاشیہ] آئین مہدی علیہ السلام کا کس درجہ احترام اور انکی تعمیل ملحوظ رہتی ہے۔

۵۱۔ آپ نے ۲۲ محرم سنہ ۱۳۴۳ھ روز شنبہ کو اپنا ذاتی مکان اپنی اولاد کے حوالہ کرکے بلا وجہ معذوری و مجبوری نواب صاحب پالن پور کی ملازمت اور رسوخِ دربار چھوڑ کر خالصۃً و مخلصۃً للہ بطیبِ خاطر باتباع فرمانِ مہدی علیہ السلام جبسے ترکِ دنیا کرکے ہجرت از وطن اختیار کی ہے۔ پھر کبھی اس مکان میں قدم نہ رکھا۔ ۵۲۔ حسب آئین گروہ مقدسہ کسی کاسب کو تعظیم نہ دینے میں آپ کا طریقہ امیر اور غریب سب کے ساتھ یکساں ہے۔ چنانچہ سابق فرماں روائے ریاست پالن پور (گجرات) ہز ہائی نس زبدۃ الملک نواب شیر محمد خاں مرحوم اور موجودہ مسند آرائے حکومت پالن پور طالع محمد خاں بہادر بالقابہم ادام اللہ ملکہ و اقبالہ سے بھی جب کبھی وہ حضرت سے ملاقات کرنیکی غرض سے آتے تو ملنے کا وہی عام طریقہ رکھا جو ہر کس و ناکس سے رکھتے ہیں۔

۵۳۔ کسی طالب کو اُس کی استعداد کے موافق فیضِ مہدی علیہ السلام عطا کرنے میں آپنے کبھی دریغ نہیں فرمایا۔

بحث کردہ ست از فروع واصول — کردہ مضبوط مذہبی بنیاد
ہر مصدق کہ بیند ایں اوراق — بے گماں اے متیں شود بس شاد
تا بروز جزا سراج منیر — رہبر طالبیں خدا یا باد
از سر سعی عاشقان میاںؒ — از سر سعی اہل جود و داد

للہ الحمد اندریں ایام
شد بشارات طبع مژدہ باد

۱۳ ھ ۵۲

ایضاً

طبع شد جملہ بشاراتِ امام — آنکہ در شانِ میاںؒ بد بیگماں
بے بہا تاریخ آمد اے متیں — چاپ اے دل شد بشاراتِ میاںؒ

۱۳ ھ ۵۲

قطعۂ تاریخ شہادت حضرت صدیق ولایتؓ از جناب سید ابراہیمؒ صادق

عرف باوا صاحب میاں صاحب مصنف مثنوی گنج شہیداں (از گنج شہیداں)

کلید مخزنِ اسرار وحدت — خلیل کعبۂ دل قبلۂ جاں
خوشا پروانۂ انوار لاہوت — چراغ محفل تصدیق و ایماں
وفا کردہ ست امر قاتلوا را — بہ یکجا دفن شد چوں گنج پنہاں
معہ احباب و اصحاب و موالی — نمودہ نذر خالق فدیۂ جاں
چو آمد چاردہ تاریخ شوال — بروز جمعہ رفت از دار امکاں
پئے سال شہادت گفت صادق — وحید الدہر سالار شہیداں

۱۳۰۹ھ

کتبِ مہدویہ

احسن السیر

مولفہ خالم صوری و معنوی مرشدنا حضرت سید سعد اللہ عرف میلن جی میاں ؒ اکیلوی حیدرآبادی۔ صاحب تصانیف کثیرہ۔ اس کتاب میں مولانا و مرشدنا مرحوم نے امام آخرالزماں حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے حالات پاک نہایت خوبی سے اُردو مسدس میں قلمبند کئے ہیں۔ قیمت ۱۲؍

سفرنامۂ فرح مبارک

اس میں حاجی محمد علی خاں صاحب جالوزئی گنتہ دار نے واقعات و ضروریات سفرنامۂ فرح مبارک قلمبند کئے ہیں۔ قیمت ۸؍

نوٹ:۔ ان دونوں کتابوں کو حاجی صاحب مذکور نے افادۂ قوم کے لئے طبع کرایا ہے۔

عرس نامہ

حضرت پیر و مرشد سید قطب الدین عرف خوب میاں صاحب پالن پوری نے بعض اولیائے پیشین اور اکثر بزرگان مہدویہ کے تاریخ عرس مع سلسلۂ نسب تربت وغیرہ جمع کئے ہیں شروع میں تفصیلی فہرست بقاعدۂ حروف تہجی بھی لگا دی گئی ہے۔ قیمت ۸؍

شرح عقیدۂ سید خوندمیر

بندگی میاں سید خوندمیر سید الشہدا۔ صدیق ولایت حامل بار امانت رضی اللہ عنہ کی مشہور و مقبول عام تصنیف عقیدۂ شریفہ کی پیر و مرشد سید قطب الدین عرف خوب میاں صاحب پالن پوری نے سلیس اُردو میں شرح کی ہے۔ اعتقادی احکام کی بہ نسبت عملی احکام وضاحت سے بیان کئے گئے ہیں جس سے فرائض ولایت یعنی حدود دائرہ مہدی علیہ السلام کی ظاہری اور باطنی شان اور صحابہ رضؓ کا روزانہ طریق زندگی کا نقشہ ایک ہی وقت کے مطالعہ سے آنکھوں کے سامنے چھا جاتا ہے۔ کتاب کے آخیر میں حضرت خلیفۂ گروہؓ کا مکتوب مرغوب بھی منسلک ہے۔ قیمت (عہ) ایک روپیہ۔

صد برگِ متین

جناب سید خوندمیر صاحب متینؔ حیدرآبادی کی سو رباعیات سات رنگ میں بہار دے رہی [illegible] ان رباعیوں سے معرفت حق اور اخلاق حسنہ کی مہک [illegible] اور [illegible] عشق الٰہی [illegible]

کتابوں کے ملنے کا پتہ

(۱) جناب سید موسیٰ عرف پاشاہ میاں صاحب اکیلوی متصل [illegible] مسجد [illegible] میاں [illegible]
(۲) خاکسار محمد اسحاق مدرس عرف میاں صاحب [illegible] چنچل گوڑہ حیدرآباد [illegible]